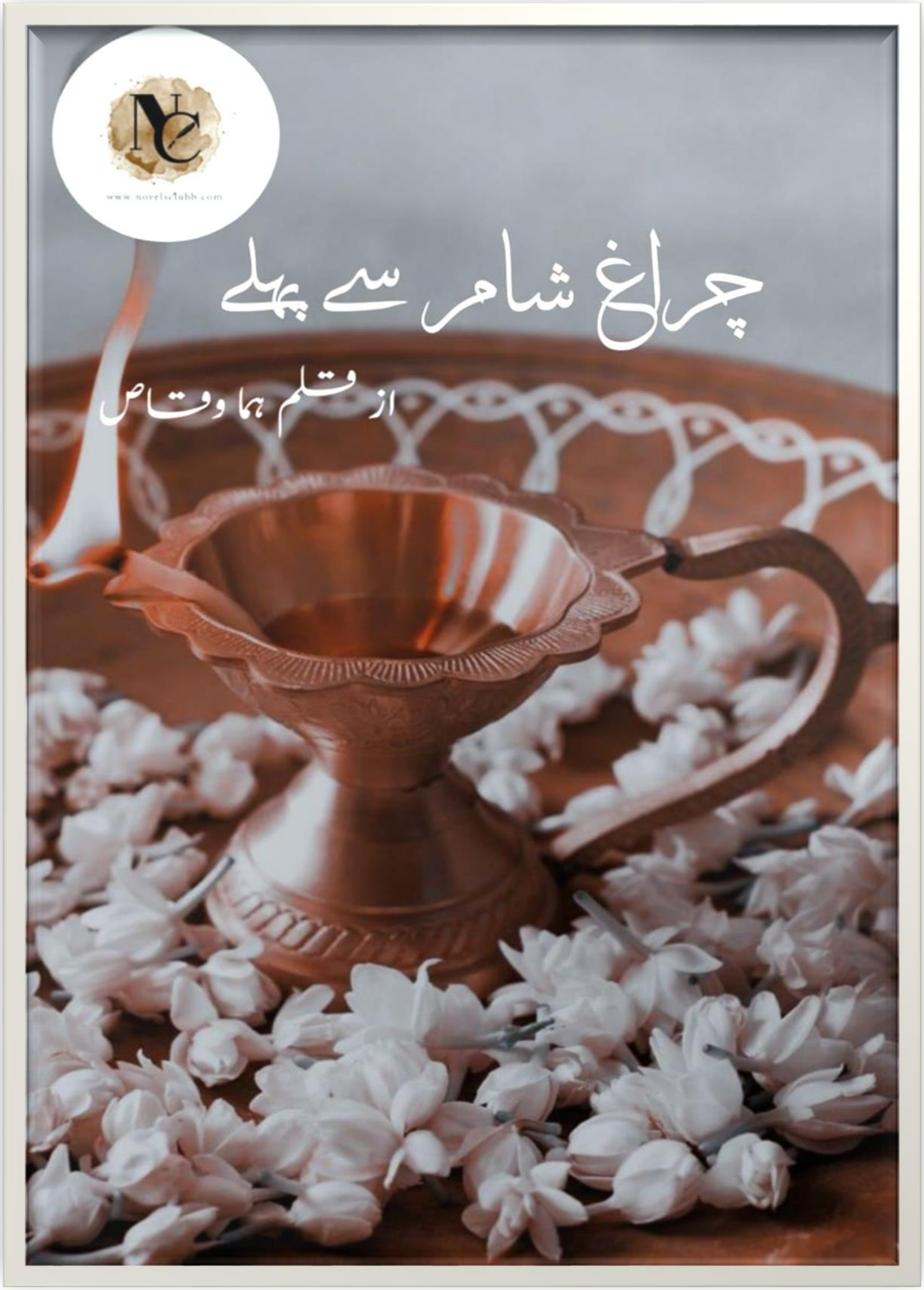
www.novelsclubb.com
چراغ شام سے پہلے
از قلم ہما وقاص

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

چراغِ شام سے پہلے

بقلم ہما وقاص

قسط نمبر 1

یہ ہے سن 1986 اور یہ اندھیرے میں ڈوبا دنیا پور کے قریب کا ایک نواحی گاؤں مٹھن ہے، جہاں کچی مٹی کی دھول اُڑاتی من من مٹی سے بھری گلیوں میں کچے مکان زیادہ اور پکے مکان کم ہیں پرانہی مکانوں میں اونچائی پر رکھ کر بنائی گئی ایک حویلی حاکم قصر کے نام سے مشہور پورے گاؤں میں اپنی مثال آپ ہے۔

یہ خوبصورت شاہی طرز کی حویلی گاؤں کے لمبردار اور نائب ناظم چوہدری حاکم دین کی حویلی ہے اگرچہ بجلی تو گاؤں کے بیشتر گھروں میں گزشتہ تین برس سے آچکی تھی پر پھر بھی اکثر جب جاتی تو پھر دورانیہ کئی گھنٹوں سے کبھی کبھار دنوں پر مشتمل ہو جاتا تھا۔

www.novelsclubb.com

حاکم قصر کا لکڑی کا بنا پھاٹک نما گیٹ بہت بڑا تھا جس کے دونوں پٹ تو کبھی سالوں بعد حویلی کی کسی بڑی تقریب پر ہی کھلتے تھے اس کے باہر لمبی راہداری کے گرد بڑے بڑے

مہمان خانے تھے جہاں چوڑے پائے والی اور موٹے بانس والی چار پائی یاں جگہ جگہ سجی تھیں جہاں دن میں حاکم دین سے ملنے ملانے والوں کو ہجوم لگا رہتا تھا۔

اس راہداری سے اور کھلے برانڈوں کے مہمان خانوں سے آگے داخلی بھورے رنگ کا بڑا پھاٹک تھا جس پر لوہے کے بڑے بڑے ابھار تھے اس میں داخل ہونے کے لیے ایک چھوٹا سا گیٹ رکھا گیا تھا جو صبح روشنی پھیلنے سے قبل فجر کی اذان کے ساتھ ہی کھل جاتا تھا اور پھر مغرب کے بعد اندھیرا ہونے اور تمام مکینوں کے گھر آجانے پر بند ہوتا تھا۔

گیٹ کھلتے ہی سرخ اینیٹوں کی قدرے چوڑی روش تھی جو ایک گیلری کی صورت میں گھر کے اندر پردہ پڑنے کی غرض سے رکھی گ ئی تھی اس سے آگے گزرتے ہی ایک کشادہ سرخ اینٹوں کا صحن تھا۔

اینٹوں کی رگڑائی اس سلیقے سے ک ئی گ ئی تھی کہ کوئی اینٹ بھی اونچی نیچی نہیں تھی۔ صحن میں تین جگہ بڑے بڑے درخت تھے دو نیم کے اور ایک پیپل کا، درختوں کے پیچھے اینٹوں کو تکون رخ زمین میں گاڑ کر باڑ کی شکل دی گ ئی تھی اور پیچھے لان بنایا گیا تھا جہاں گھاس کے بجائے زیادہ سبزیاں ہی اُگی ہوئی تھیں۔

صحن کے بلکل وسط میں ایک بڑا سا فوارہ تھا جس میں اس وقت ایک بڑی سی لالٹین لٹک رہی تھی۔ یہ قندیل حویلی کی سب سے بڑی قندیل تھی اس لیے مغرب کے بعد اندھیرا ہوتے ہی تاری بوا اس کو فوارے کی نوک کے ساتھ لٹکا دیتی تھی۔ قندیل کے گرد مچھر اور پتنگے قندیل کے بند شیشے سے ٹکرا کر فوارے کے خالی فرش پر گر رہے تھے۔

تاری بوا حویلی کی پرانی ملازمہ تھی جو اپنی دو بیٹیوں، شمو اور سکینہ کے ساتھ حویلی کے پچھلے حصے میں ڈالے گئے چھوٹے سے کچے مکان میں رہتی تھی جہاں وہ بس سونے کی غرض سے ہی جاتی تھی باقی کا سارا وقت تو یہیں حویلی میں گزرتا تھا۔

فوارے پر لٹکتی لالٹین کی روشنی لگ بھگ پورے صحن کو روشن کرتی تین زینے کی اونچائی پر کمرے کے آگے بنی لمبی اٹاری کو بھی روشن کیے ہوئے تھی۔

زینے چڑھ کر لمبائی رخ بنی اس لمبی دہلیز میں حویلی کے تمام مکینوں کے کمرے تھے۔ اور اٹاری کے دونوں اطراف چھت کو جاتے زینے تھے۔

چوہدری حاکم دین جدی پشتی زمیندار اور لمبر دار تھے۔ پاک و ہند کی تقسیم کے وقت وہ ان خوش قسمت مسلمانوں میں شمار ہوئے تھے جو پہلے سے ہی پاکستان کے رہائیشی تھے۔

ہندوستان کو ہجرت کر جانے والے مٹھن گاؤں کے ایک خاندان کے تمام افراد ہلاک ہو گئے تھے مسوائے ایک بارہ سالہ بچی کے جسے اس وقت چوہدری حاکم کے والد اپنے ساتھ گھر لے آئے تھے اور پھر اسے دائی رہ اسلام میں لانے کے بعد اسے خدیجہ کا نام دے کر اپنے اکلوتے سپوت حاکم دین کی زوجیت میں دے دیا تھا۔

چوہدری حاکم نے خدیجہ کے بعد اپنی سابقہ منگیتر عصمت آرا سے بھی شادی کی تھی جو ایک بیٹے نوازش کی پیدائش کے بعد ہی انتقال کر گئی تھی۔ خدیجہ سے چوہدری حاکم کے تین بچے تھے۔ جن میں سے بڑا بیٹا نقیب حاکم، عصمت آرا کی کوکھ سے جنم لینے والے نوازش حاکم سے بڑا تھا۔ خدیجہ کے سب سے بڑے بیٹے نقیب حاکم کے بعد دو بیٹیاں، اریب اور زیب تھیں۔

www.novelsclubb.com

اگلی پیڑھی میں نقیب حاکم کے تین بچے تھے جن میں تقی نقیب سب سے بڑا تھا اس سے چھوٹی منہا نقیب اور سب سے چھوٹا بیٹا نقی نقیب تھا۔ نوازش حاکم کی تین بیٹاں رمنا، مالا اور

رملا تھیں۔خدیجہ بیگم کی بڑی بیٹی اریب بیگم بھی شروع سے اپنے شوہر سمیت حویلی میں ہی رہتی تھیں جن کے دو بچے تھے بیٹی فرزانہ اور بیٹا فرہاد۔

سرخ اینٹوں کے اس بڑے سے صحن کے اوپر چڑھتے ہی یہ لمبی اٹاری جس میں ایک کے بعد دوسرا کمرہ تھا اس کا فرش اس وقت کے جدید چھوٹے چھوٹے رنگ برنگے پتھروں کا بنا تھا اور فرش پر جگہ جگہ پتھروں کو مختلف پھولوں کی صورت بنایا گیا تھا۔اس اٹاری میں کل ملا کے سات ستون تھے جو گول تھے اور گھر کے بچے اکثر ان کے گرد باہیں ڈال کر جھولتے پائے جاتے تھے۔

ان سارے کمروں کے کواڑ کے آگے سفید رنگ کے ململ کے پردے ڈالے گئے تھے اور دوپٹ والے لکڑی کے کواڑ اندر کو کُھلتے تھے۔اس وقت رات کے آٹھ بج رہے تھے اور یہ وقت مسوائے تقی نقیب کے حویلی کے تمام مکینوں کے لیے آدھی رات کا وقت تصور کیا جاتا تھا اس لیے سب خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے تھے۔

تقی نقیب کے کمرے کے کواڑ پر جھولتا ململ کا سفید پردہ پیلی روشنی میں نہایا ہوا تھا۔کمرے میں داخل ہوتے ہی ایک لکڑی کے پلنگ کے ساتھ کرسی اور میز رکھی گئی تھی میز پر

www.novelsclubb.com

نہایت سلیقے سے کتابیں سجی تھیں اور وہیں بڑی سی موم بتی جل رہی تھی اور خود انیس سالہ میاں تقی نقیب کرسی پر براجمان اپنی کتاب پر سر جھکائے بیٹھا تھا۔

سفید کرتا جس کے گلے پر تار کشی تھی پہنے ہوئے سلیقے سے بال بنائے ہلکی سی مونچھوں والا تقی خاندان بھر میں ایک ذہین وفطین اور میٹرک کے بعد تعلیم حاصل کرنے والا واحد چشم وچراغ تھا۔وہ پڑھائی کا اتنا شوقین تھا کہ میٹرک کے بعد اب آگے تعلیم کے لیے گاؤں سے شہر جاتا تھا۔

وہ اریب پھپھو کی بیٹی فرازنہ کو چھوڑ کر عمر میں گھر کے تمام بچوں سے بڑا تھا، سنجیدہ مزاج ہر وقت پڑھائی میں ڈوبا تقی نقیب صبح کالج کے لیے نکلتا اور پھر شام عصر کے وقت واپس آتا تھا۔اور پھر رات نو بجے تک وہ جاگ کر پڑھتا تھا۔

اب بھی وہ کتاب پر جھکا محو تھا جب کواڑ کے پردے کے پیچھے سایہ لہرایا اور پردہ دھیرے سے ہلا تقی نے ذرا کی ذرا گردن کو خم دیا۔

"آجاؤ۔۔۔۔"

بھاری سی مردانہ آواز اس کی بارعب شخصیت کا خاصہ تھی، پردے کے پیچھے کا سایہ پردہ سرکا کر نمودار ہوا۔ رمنا کتاب سینے سے لگائے کھڑی تھی۔

رمنا نوازش، نوازش کی سب سے بڑی بیٹی جس کی عمر لگ بھگ پندرہ برس تھی، رمنا کی پیدائش کے بعد حویلی کے حالات میں سوتیلے بھائیوں کے درمیان کشیدگی کے باعث ایسا بھونچال آیا تھا کہ نوازش حاکم ناراض ہو کر حویلی اور اپنی بیوی بچی چھوڑ کر چلے گئے تھے اور پھر آٹھ برس بعد جب گھر لوٹے تو چوہدری حاکم نے دونوں بھائیوں کی سنگینی ختم کرنے کے لیے تقی اور رمنا کی نسبت طے کردی تھی۔ نسبت کی یہ تقریب حویلی کی سب سے شاندار تقریب تھی۔ تقی کو نا صرف خود پڑھنے کا شوق تھا بلکہ گھر بھر کی نئی پیڑھی کو وہ اپنے جدی پشتی رسم و رواج سے نکالنے کے لیے پڑھانا چاہتا تھا۔ اور اب یہی وجہ تھی اس سے چھوٹی رمنا جس کو چوہدری حاکم کے حکم پر آٹھویں جماعت کے بعد ہی گھر بیٹھا لیا گیا تھا اب تقی نقیب نے اسے میٹرک کروانے کی ٹھان لی تھی۔

رمنا کتاب کو سینے سے لگائے آگے بڑھی اور پھر گردن موڑ کر پیچھے دیکھا غزالہ بیگم دروازے کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھ رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

" بولو تیاری کیسی ہے پیپر کی؟ "

تقی نے اپنے سامنے کھلی کتاب کو بند کیا اور پریشان سی کھڑی رمنا کی طرف دیکھا۔ جس کے چہرے پر رقم تاثر صاف صاف بتا رہے تھے کہ وہ صرف تقی کی ضد پر آگے تعلیم جاری ک ئی یے ہوئے ہے۔

" ہاں کر لیا ہے، تقی سنو دا جی کو کیا حویلی میں کسی کو خبر تک نہیں کہ میں نویں جماعت کے امتحان میں بیٹھنے لگی ہوں، کیا یہ سب ٹھیک ہے مجھے تو رہ رہ کر ڈر آتا ہے "

رمنا نے بچارگی سے سامنے کرسی پر بیٹھے تقی کی طرف دیکھا، تقی نے اس کے روز کے بولے ہوئے راگ پر غصے سے گھورا

" پڑھنے کا شوق ہے نا بولو پھر کیوں ڈرتی ہو، تم فکر نا کرو بس چچی جان کو کہنا وقت پر سارے کام نمٹا لیں اور تیار رہنا تم لوگ "

www.novelsclubb.com

تقی نے ماتھے پر بل ڈالے اسے صبح جانے کا سارا منصوبہ گوش گزار کیا۔ گاؤں کا سکول مڈل تک تھا جس کی وجہ سے میٹرک کے امتحان دینے کے لیے اس کا سینٹر پاس کا گاؤں بنا تھا۔

بہادر کو کیا کہیں گے بولو، تقی کیوں پنگے لے رہے ہو سب سے اور پھر یہ بھی تو دیکھو "
" کہ پیپر کوئی ایک روز تھوڑی نا ہے

رمنا نے بچارگی سے اس کی طرف دیکھ کر اور ڈرائیور کا نام لیا جو روز تقی کو شہر کالج لے کر جاتا تھا اور پھر واپس لاتا تھا۔

پنگے نہیں لے رہا ہوں بس تمہیں پڑھانا چاہتا ہوں تم اچھی ہو پڑھائی میں نہیں چاہتا "
" حویلی کے ماحول میں پس کر ان پڑھ رہ جاؤ

تقی نے فکر مندی سے کہا

تم بہت عجیب ہو تقی، سنو اماں مجھے کہہ رہی تھیں تقی کو اتنا ہی شوق ہے تمہیں "
پڑھانے کا تو شادی کے بعد پڑھا لے گا کچھ سالوں میں شادی تو ہو ہی جائے گی تم دونوں کی
"

www.novelsclubb.com

رمنا نے پھر سے منت سماجت کے لہجے میں اس سے گزارش کی۔

نہیں۔۔۔ کل ہم پیپر دینے جا رہے ہیں بس اور اگر تمہیں اپنی من مانی کرنی ہے تو "
" کرو میں ویسے بھی ہوتا کون ہوں تمھارا

تقی نے پل بھر میں منہ پھلا لیا تھا، غصہ تو جیسے ناک پر دھرا رہتا تھا جناب کے اور بغاوت تو وہ جیسے لے کر پیدا ہوا تھا خون میں۔

” اچھا بابا دے رہی ہوں پیپر، ناراض تو مت ہو، بس جلدی سے یہ تھوڑا سا سمجھا دو اماں کو آج نیند بہت آ رہی ہے زیادہ دیر باہر نہیں بیٹھیں گی “

رمنا نے کتاب کھول کر میز پر رکھتے ہوئے کہا، تقی نے ماتھے پر پڑے بل سیدھے کیے اور کتاب کو اپنی طرف گھسیٹا اسی طرح وہ پورا سال رات کو چھپ کر تقی سے پڑھتی رہی تھی اور غزالہ اس سب اس کا ساتھ دیتی تھی۔اس وقت بھی وہ کمرے کے باہر پڑی لکڑی کی کرسی پر اونگھ رہی تھی۔

****

تاری تھپ تھپ بھاگتی صحن میں آئی تھی اور پھر فوارے کے گرد پانچ سالہ ننھے سے وجود کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔وہ بالوں کی دو چٹیا لہراتی پھرتیلی سی لڑکی پورے صحن میں تاری کو اپنے پیچھے بھگائے ہوئے تھی، دونوں ہاتھوں کی بند مٹھیوں کو زور سے بند کر رکھا تھا جس سے چینی کے ذرے زمین پر گر رہے تھے۔

" شمو پکڑ اس بدذات کو۔۔۔ مجھ سے نہیں پکڑی جاتی یہ آفت "

تاری بوا نے صحن میں بنے چبوترے پر برتن دھونے کے لیے بیٹھی اپنی بیٹی کو آواز لگائی جو پہلے ہی اس سارے منظر سے لطف اندوز ہو رہی تھی اور یہ سب تو آئے دن کا ماجرا تھا اس گھر میں، تاری کے غصے سے گھورنے پر شمو ایک جھٹکے سے اپنے دوپٹے سے ہاتھ پونچھتے ہوئے اٹھی۔

" ارے تاری بوا کیوں واویلا مچار کھا ہے صحن میں سویرے سویرے، چاشت کی نماز بھی ڈھنگ سے نا پڑھنے دی "

خدیجہ بیگم اپنا پان دان سنبھالے اٹاری کے ستون کے پاس آئی یں، اور صحن میں چیختی ہانپتی تاری کو دیکھ کر ہانک لگائی۔ آج جمعہ کا دن تھا اور گھر میں مرد حضرات کے آکر جمعہ کے لیے غسل کرنے سے پہلے ہی کام نمٹانا ہوتا تھا پر یہاں تو کام بڑھ گیا تھا۔

" بی جی مت پوچھیے اس آفت کی پرکالا نے آج پھر چینی کی صندوقچی پر حملہ کر دیا، پتہ نہیں نگوڑی کیا کرتی ہے صندوقچی الٹ ڈالی سارا باورچی خانہ چینی کا ریگستان بنا ہوا ہے "

تاری بوا نے روہانسے لہجے میں ہاتھ مروڑتے ہوئے خدیجہ بیگم سے اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔

" کس نے مالا نے ؟۔۔۔ہائے۔۔۔ستیاناش، چھوٹی بہو۔۔۔۔چھوٹی بہو۔۔۔ "

خدیجہ بیگم نے خود ہی سوال کا جواب دے کر غزالہ کو اونچی آواز میں ہانک لگائی۔ پیتل کی صندوقچی میں تقریباً چھ ماہ کی چینی بھر دی جاتی تھی جسے ایک لوہے کے بنے جنگلے پر رکھ دیا جاتا تھا۔

مالا میٹھے کی بے حد شوقین تھی وہ جو جنگلے پر پاؤں دھر کر صندوقچی کو کھول رہی تھی تو صندوقچی ہی الٹا ڈالی

" آئی بی۔۔۔جی۔۔۔ "

غزالہ حواس باختہ بغل میں رملا کو دبائے کمرے سے باہر آئی تو سامنے اٹاری میں لگے تخت کی طرف بڑھتی خدیجہ بیگم نے شکن آلودہ پیشانی کے ساتھ گھورا

" جی۔۔۔کیا ہوا بی جی "

غزالہ کا اوپری سانس اوپر اٹک گیا تھا، خدیجہ بیگم اتنے غصے میں جب آتی تھیں تو پھر سمجھو کسی کی شامت تو پکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یہ لڑکیوں کی بس فوج ہی پیدا کرنی آوے ہے تجھے سنبھالنا نہیں آتا کا، "

خدیجہ بیگم اتنے غصے سے چیخ رہی تھیں کہ پان منہ کے کناروں سے باہر کو نکلنے لگا تھا۔

"کیا۔۔۔۔کیا؟۔۔مالا نے "

غزالہ نے چھاتی پر ہاتھ دھرے رونے جیسی صورت بنائی، آئے دن کوئی نیا تماشہ اس لڑکی کا ہی ہوتا تھا اس لیے بن بتائے ہی وہ سمجھ گ ئی تھی یہ حرکت اس کی منجھلی بیٹی مالا کی ہے۔

چینی کی بھری مٹّی الٹ دی ہے، جا کر دیکھ لو باورچی خانہ اگر یقین نا آئے مجھ قسمت "ماڑی پر "

تاری بوا تو دل برداشتہ ہوئے کھڑی تھیں، ہوتی بھی کیوں نا اب ساری صاف صفائی انہیں ہی تو کرنی تھی اور ساتھ باقی کام بھی

www.novelsclubb.com

" اب کہاں کو گ ئی ہے، تاری بوا وہ "

غزالہ کی سہمی سی آواز نکلی تھی۔اور آنکھیں چرا کر آگ بگولہ کھڑی خدیجہ بیگم کو دیکھا

" شمو پیچھے بھاگی ہے پر کہاں ہاتھ آنے کی برساتی پر چڑھ گ ئی ہو گی "

تاری بوا نے چھت کی طرف اشارہ کیا، غزالہ تیزی سے برانڈے کے زینے اترتی تاری بوا تک آئی

" تاری بوا یہ رملہ کو گود میں لینا کچھ دیر کو، میں دیکھتی ہوں اس کو "

غزالہ نے دھپ سے دو سالہ رملا کو تاری بوا کے بازو پر دھرا اور خود تیزی سے زینے کی طرف بھاگی تھی چہرہ غصے سے لال بھبوکا ہو رہا تھا جیسے آج تو مالا کو جان سے ہی مار ڈالے گی

۔

" مالا۔۔۔۔مالا۔۔۔ "

زینہ چڑھتے ہی اوپر چھت پر آکر چیختی ہوئی چھت کی برساتی کے قریب کھڑی شمو کی طرف بڑھی۔ شمو بھی سورج کی روشنی سے بچنے کو ماتھے پر ہاتھ کی آڑ بنائے برساتی کی طرف چہرہ اوپر کیے کھڑی تھی اور وہ پورے گھر کو سویرے ہی پریشانی میں ڈالے اب برساتی پر کھڑی شمو کو زبان نکال رہی تھی۔

" افففف مالا اتر نیچے۔۔۔ "

www.novelsclubb.com

غزالہ نے گال پھاڑ کر کہا اور بازو لمبے کیے اسے نیچے آنے کا اشارہ کیا۔ دور دھوپ میں بیٹھی رمنا بھی اب گردن اچک اچک کر تماشہ دیکھ رہی تھی۔ وہ چھپ کر اوپر پڑھنے کو بیٹھی تھی ۔وہ نویں جماعت کے امتحان دینے اور پاس ہونے میں کامیاب ہو گ ئی تھی اور اب دسویں جماعت کی تیاری کر رہی تھی۔

" اماں آپ ماریں گی میں نیچے نہیں آؤں گی "

باریک سی آواز میں وہ نیچے آنے سے انکار کیے مٹھی کو منہ تک لے جا کر چینی چاٹ رہی تھی۔ رمنا کتابیں تکیے کے نیچے چھپا کر اٹھی۔

جب کام ایسے کرے گی تو مار تو کھائے گی نا اتر جا نیچے مجھ سے کھا لے نہیں تو شام کو " " اپنے ابا سے کھائے گی

غزالہ غصے کے مارے دانت کچکچا رہی تھی۔ رمنا اب ان کی طرف آ رہی تھی اور بانس کی بنی کچی مٹی کے لیپ والی برساتی پر کھڑی مالا زور زور سے نفی میں گردن ہلا رہی تھی۔

" اچھا اماں پیچھے ہو کر کھڑی ہو تھوڑا پھر اترتی ہوں "

مالا نے بلا کی معصومیت چہرے پر طاری کیے اپنی خواہش ظاہر کی۔ غزالہ نے ایک نظر مالا کی طرف دیکھا پھر سر ہلا کر شمو کی طرف دیکھا

"شمو اب کے بھاگنے نا پائے وہاں زینے کے آگے کھڑی ہو جا ذرا، آج تو میں اس کمبخت ماری کا گلا ہی دبا دوں گی"

غزالہ نے شمو کو آہستہ آواز میں حکم دیا اور پھر خود مالا کے کہنے کے مطابق کچھ فاصلے پر کھڑی ہو گئی یں۔

"جی باجی جی۔۔۔"

شمو فوراً حکم کی تعمیل کرتی زینے کی طرف چل دی۔ مالا جو اترنے کے لیے قدم بڑھا رہی تھی شمو کو زینے کی طرف جاتا دیکھ کر پھر رک گئی۔

www.novelsclubb.com

"مالا اتر نیچے۔۔۔۔"

غزالہ اس کے رک جانے پر پھر سے چیخی تھی سانس غصے سے تیز تیز اندر باہر انڈیل رہی تھی

"اماں تو مارے گی جانتی ہوں میں"

مالا نے کمر پر ہاتھ دھرے تیکھی سی آواز میں کہا وہ ماں کے تیور بھانپ گ ئی تھی۔اور پھر سے مٹھی میں بھری چینی کو منہ میں ڈالا

" اماں کیا شور ڈالا ہے، پتا بھی ہے یہاں چھپ کر پڑھتی ہوں میں "

رمنا نے قریب آ کر ماں کے کان میں سر گوشی کی تھی۔

" ارے پتا ہے سب پر یہ منحوس ماری ناک میں دم کیے رکھتی ہے پہلے بیٹیوں کی لائی ن لگانے کے طعنے ملتے ہیں اوپر سے یہ جان کا عزاب بن بیٹھی ہے "

غزالہ نے سوکھے ہونٹوں پر تاسف سے زبان پھیرتے ہوئے دکھڑا رو دیا

" مالا نیچے آ مت تنگ کر اماں کو اچھی بہن ہے نا میری "

رمنا نے پچکارا

www.novelsclubb.com

" آپا اماں بہت پیٹے گی "

مالا نے تیکھی سی آواز میں انکار کیا اور گردن زور زور سے نفی میں ہلا دی

" نہیں پیٹے گی میں ہوں نا "

رمنا نے لاڈ سے کہا

" رمنا اوپر جا کر لے کر آ اسے یہ ایسے ہاتھ نہیں آنے کی میرا تو بلڈ چڑھ رہا ہے "

غزالہ نے سر پر ہاتھ دھرے ضبط سے کہا

" مالا نیچے آ جا شاباش نہیں مارتی اماں، میں بچاؤں گی تمہیں "

رمنا نے برساتی کے ستون سے نکلی اینٹوں پر قدم رکھے تھوڑا سا اوپر ہو کر مالا کو پچکارا۔ مالا نے ننھی سی مٹھی میں بند چینی منہ میں ڈالی اور ہاتھ جھاڑے بنا رمنا کی طرف بڑھا دیے۔

رمنا نے جیسے ہی اسے نیچے اتارا غزالہ نے اسے گردن سے ہی دبوچ لیا پھر تو پاؤں کی چپل اتارے اسے پیٹتے ہوئے نیچے آ رہی تھی سارا غصہ اسی پر تو اتارنا تھا اور وہ بھی اب گلا پھاڑ پھاڑ کر رو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس کے گلا پھاڑ کے رونے کا یہی تو فائدہ ہوا اسے، تقی نیند سے جاگ کر صحن میں آیا تھا۔ اس کی تو یہ لاڈلی تھی مجال ہے وہ کسی کو اس کی شرارتوں پر اسے ہاتھ بھی لگانے دیتا ہو۔

" چچی۔۔۔۔ چچی جان رک جائے "

تقی ننگے پاؤں صحن میں آیا تھا اور پھر ایک جھٹکے سے غزالہ کے ہاتھوں سے مار کھاتی بلکتی مالا کو چھڑا کر گود میں اٹھا لیا۔

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 2

پل بھر میں ہی صحن اور اٹاری حویلی کے مکینوں سے بھر گئی تھی جو اپنا کام دھندا چھوڑ کر اب صحن میں لگے تماشے کو تاک رہے تھے۔

رمنا اوپری زینے کے جنگلے کو تھامے ہوئی تھی پاس ہی شمو کھڑی تھی، تاری بوا باورچی خانے کا کواڑ تھامے باہر کو آگئی تھی جو اب چینی کے لگے ڈھیر کے اوپر سے چینی اٹھا اٹھا کر پھر سے ڈرم میں بھر رہی تھی۔ خدیجہ بیگم اٹاری میں لگے تخت پر بیٹھیں تھیں جہاں پاس ہی بلقیس جو خدیجہ بیگم کے لیے پان لگا رہی تھی، واحد غزالہ کو ترسی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ اریب، فرزانہ، فرہاد اور منہا اٹاری کے ستون کے پاس کھڑے تھے۔

www.novelsclubb.com

" چھوڑ تقی اس کی عقل ٹھکانے لگا دینے دے آج مجھے،اس نے میری زندگی عذاب بنا رکھی ہے "

غزالہ سرخ چہرے کے ساتھ چیختی ہوئی تقی کی گود میں پکڑی مالا کی طرف جھپٹی۔

" ہوا کیا ہے؟ بھئی کیا کیا ہے اس نے؟ کیوں سب اس معصوم جان کے پیچھے پڑے ہوتے ہو ہر دوسرے روز "

تقی نے غزالہ کے بازو کو ہاتھ آگے کیے روکا جو مالا پر جھپٹنے کو بڑھا تھا اور پھر مالا کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے سب کی طرف حیرت سے دیکھا،وہ ننگے پاؤں سرخ اینٹوں والے صحن میں کھڑا تھا۔

" معصوم جان۔ن۔ن۔ن،اللہ رے توبہ،یہ اگر معصوم جان ہے تو شیطان تو پھر منہ چھپا کر روتا ہو گا، نیں۔۔۔"

www.novelsclubb.com

اریب نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے سارے تماشے میں غزالہ کا خون جلانے کو اپنا حصہ ڈالا آخر کو نند ہونے کا حق ادا کرنا تھا۔غزالہ جو پہلے ہی لال بھبوکا ہوئے کھڑی تھی بیٹی کی ایسی عزت افزائی پر اور جل بھن گئی۔

"تقی چھوڑ دی ؤ اس چنڈال چوکڑی کی سردار کو، آج چمڑی ادھیڑ دیوے اس کی اماں"

خدیجہ بیگم نے تخت سے ایک پاؤں نیچے اتار کر ہاتھ نچا کر تقی کو حکم صادر کیا اور پھر غصے سے منہ کا پان تھوک دان میں تھوکا، چاندی کا تھوک دان جو ہر صبح چمکا کر خدیجہ بیگم کے تخت کے گاؤ تکیے کے بلکل پاس رکھا جاتا تھا اب پہلی پچکاری پر سرخ دھبوں سے رنگ گیا۔

"چھوڑ تقی۔۔۔۔چمڑی کیا اسکا تو آج گلا دبا کے میں قصہ ہی تمام کروں"

غزالہ لال بھبوکا خدیجہ بیگم کی بات پر تپاک سے آگے بڑھی، آواز غم وغصہ میں کانپ رہی تھی۔ارد گرد کا سارا غصہ مالا پر ہی اتارنا تھا جس کی وجہ سے باتیں سننے کو ملتی تھیں۔

"ہاں۔۔۔ہاں۔۔۔دبا دیو ہمارے سر چڑھ کر، بس بُڈھی متی دیو اس کتا مہ کو"

خدیجہ نے پان چباتے ہوئے کٹیلے لہجے میں پھر سے غزالہ کو سنائی یں جو بس اب تو رو دینے کو تھی آنکھوں کے کٹورے پانی سے چھلکے اور پھر روتی ہوئی تقی کے بازو سے مالا کو جھپٹنا چاہا

" چھوڑدیں چچی۔۔۔بس کریں،اب کوئی پاس نہیں آئے گا میرے "

تقی نے غزالہ کا ہاتھ جھٹکا اور پھر مالا کو ساتھ لگائے چند قدم پیچھے ہوا۔۔۔کسی کو تقی کے اس جوش پر حیرت نہیں ہوئی مالا اس کا پسندیدہ بچہ تھی جسے وہ بچپن سے ہی لاڈ کرتا آرہا تھا ۔مالا جیسے جیسے بڑی ہونے لگی آئے دن حویلی میں کوئی نا کوئی ہنگامہ برپا ہونے لگا اور پھر جس دن تقی گھر پر ہوتا تو یونہی بیچ میں ٹپک کر اسے مار سے بچا لیتا تھا۔

" تقی۔۔۔مجھے اپنے کمرے میں لے جاؤ۔۔۔ "

مالا نے ہچکیاں لیتے ہوئے تقی سے فرمائش کی،ایک ہاتھ کی پشت کو مٹی اور چینی سے آٹی گال پر رکھے آنسو پونچھا۔

لو۔۔۔سن لو اور۔۔۔۔۔۔چھٹانک بھر کی لڑکی کی،اتنے برس بڑے کو تقی۔۔۔ "

" تقی لگے ہے منہ پھاڑ کر،یہ بُدھی یہ تمیز دیوے ہے لڑکی کو

خدیجہ نے مالا کے یوں تقی کہنے پر منہ پر ہاتھ رکھے تاسف اور غصے سے کہا اور غزالہ کو گھورا ،غزالہ نے دائیں دیکھا نا بائیں اور آگے بڑھ کر مالا کے گال پر چماٹ جڑ دیا،چٹاخ کی آواز ابھری

" بول بھائی۔۔۔ منحوس کہیں کی سو خبیثوں کی ایک روح سمائی ہے تجھے میں "

غزالہ کی آواز رونے کی وجہ سے بھاری ہو رہی تھی، مالا اتنی زور کے چماٹ پر بلبلا اٹھی اور پھر سے گلا پھاڑ کر رونے لگی، تقی نے فوراً پیچھے ہو کر روتی ہوئی مالا کو ساتھ لگائے اس کے چہرے کا رُخ پیچھے کی جانب موڑ دیا۔

" ہٹیں۔۔۔ ہٹیں سب میں سمجھا دوں گا اس کو "

تقی سب کے درمیان سے نکلتا تیزی سے برانڈے کے زینے چڑھتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا، باقی سب کی نگاہوں نے دونوں کو کمرے تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دیا۔

" بھئی مانو نا مانو۔۔ تقی نے بگاڑ رکھی ہے، اور وہ بے شرم ہے کہ ایسی تقی تقی۔۔۔ لو بھلا پوچھو "

www.novelsclubb.com

اریب نے ناک چڑھا کر ہاتھ ہوا میں کرتے ہوئے جلا کٹا جملہ اچھالا اور تخت پر جا کر خدیجہ بیگم کے برابر براجمان ہوئی، جو پہلے ہی ہوا میں سر مارتی بڑبڑا رہی تھیں۔

باقی سب بھی غزالہ کے بجائے آہستہ آہستہ کونوں کھدروں میں گھسنے لگے۔اب فوارے سے کچھ دور وہ ہی رونی صورت بنائے کھڑی تھی، سکینہ جو رملہ کو اپنی کمر پر اٹھائے کھڑی تھی آگے بڑھی اور پھر رملہ کو غزالہ کی طرف بڑھا دیا جس نے آنسو پونچھے رملہ کو تھاما اور اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھا دیے۔

تقی نے اپنے کمرے میں جا کر ہچکیوں کی صورت روتی مالا کو پلنگ پر بیٹھایا اور خود دو زانو اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"مالا۔۔۔مالا چپ۔۔ بلکل چپ۔۔اچھا میری طرف دیکھو"

تقی نے پیار سے اس کے دونوں بازو تھامے، وہ مٹھیاں آنکھوں پر رکھے ان سے آنکھوں کو مسلتے ہوئے ریں ریں روئے چلے جا رہی تھی۔

تقی نے ہاتھ ہٹائے اور محبت سے اس کے معصوم سے چہرے کو ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر کیا جہاں جگہ جگہ برساتی کی مٹی، چینی اور آنکھوں سے بہہ جانے والے کاجل کے نشان تھے

۔

گڑیا۔۔۔ میٹھی چیزیں کھاتے ہیں، چینی نہیں، جیسے کہ پتاشے، مٹھائی، اچھا چلو "

ایک وعدہ کرو اب سے چینی کو ہاتھ نہیں لگاؤ گی میں تمہارے لیے شہر سے مٹھائی لایا

"کروں گا

تقی نے اسے پچکارا اور اپنے انگوٹھے سے اس کے ننھے گال صاف کیے جس کی ہچکیوں میں

اب ٹھہراؤ آ گیا تھا۔

" وعدہ۔۔۔ چلو پھر اب پتاشے لینے چلیں "

مالا نے چہک کر فوراً کہا اور پھر پلنگ سے نیچے فرش پر چھلانگ لگا دی، تقی اس کے یوں

اچانک پاسا پلٹ لینے پر خفیف سا قہقہ لگا گیا اور پھر سر ہلاتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما اور پاس

کی ہی ہٹی پر چل دیا۔

www.novelsclubb.com**********

حاکم قصر کے صحن کے ایک طرف وضو کے لیے بنائے گئے پانچ نل تھے جن کے

سامنے پتھر کی چوکیاں بنائی گئی تھیں اور وہیں ایک طرف لمبی قطار میں تین غسل

خانے تھے۔ بہت عرصے تک تو گاؤں کے لوگ حاجت کے لیے کھیتوں میں جاتے تھے

لیکن اب بیت الخلا ہر گھر میں موجود تھا۔ حاکم قصر میں بھی صحن سے دوری پچھلے صحن میں تین بیت الخلا بنائے گ ئے تھے جو مرد حضرات کے لیے تھے جبکہ عورتوں کے لیے یہیں غسل خانوں کے ایک طرف ایک بیت الخلا تھا۔

غسل خانے کی نل سے پانی پوری رفتار سے نیچے پڑی تانبے کی بالٹی میں گر رہا تھا۔ چھوٹی سی لکڑی کی چوکی پر غزالہ بیٹھی تھی اور سامنے سہمی سی مالا کھڑی تھی صبح کے تماشے کے بعد اب شام کو وہ غزالہ کے ہاتھ آئی تھی جسے وہ غسل دینے کے بہانے یہاں لے آئی تھی۔

" بتا مجھے اب سے چینی کھائے گی، صندوقچی میں ہاتھ ڈالے گی "

غزالہ نے اس کے ننھے سے دونوں ہاتھوں کو اپنے ایک ہاتھ میں دبوچ رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے گال پر طمانچے مار رہی تھی۔

" نہیں۔۔۔۔اما۔۔ں۔ں۔ں "

مالا نے ہچکیوں میں روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا

" تقی بھائی بولا کر، پھر تقی کہے گی "

غزالہ نے ہاتھوں سے جھنجوڑ کر ایک اور طمانچہ اس کی گال پر رسید کیا، وہ بلبلہ اٹھی

"نہیں۔۔۔۔ام۔۔ام۔۔۔ماں۔ں۔ں۔ "

ہچکیوں میں جملے کا ربط بھی نہیں رہا تھا

" چل بول کے دکھا اب تقی بھائی۔۔۔ "

غزالہ نے گھورتے ہوئے کہا

" ت۔۔ت۔۔ تقی۔۔ب۔۔بھ۔۔بھا۔۔بھائی "

مالا نے ہچکیوں میں غزالہ کے کہے الفاظ دہرائے غزالہ نے اس کا بازو کھینچ کر اسے اپنے سینے سے لگایا۔ وہ سسکتے ہوئے ماں کے ساتھ لگ کر اور رو دی۔

" چل اب چپ کر۔۔۔، شہزادی میری۔۔۔ "

www.novelsclubb.com

غزالہ نے اس کے ہلتے جسم کو خود سے لگا کے اس کے سر پر بوسہ دیا، اسے خود سے الگ کیا، سر کو سہلایا اور منہ کو دیوانہ وار بوسے دیے پھر اس کے طمانچوں سے سرخ ہوتے چہرے کو اپنی ہتھیلیوں میں لیا

"آج میں سوجی کا حلوہ بنا کر دوں گی اپنی گڑیا کو کھائے گی نا؟ "

غزالہ نے محبت سے پچکارتے ہوئے کہا، مالا کے روتے چہرے پر ایکدم سے رونق آگ ئی زور زور سے سر کو اثبات میں ہلایا، جب کے گال پر اب بھی ننھے سے آنسو چمک رہے تھے ۔

" اماں اس میں انڈے بھی ڈالنا "

فوراً مار بھول کر چہکتے ہوئے فرمائی ش کر ڈالی، غزالہ بے ساختہ مسکرادی

" ڈنڈے نا کھلاؤں تجھے "

غزالہ نے محبت سے اس کے کانوں کو مروڑتے ہوئے کہا اور پھر کھلکھلا کر اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔

www.novelsclubb.com

****

پھاٹک کے آگے روش کو عبور کرتے ہی منیر نے کندھے پر سے منڈاسا اتار، دوپہر اب شام میں بدل رہی تھی، چکی کی کو کو کی آوز سُریلا سا راگ آلاپ رہی تھی۔

منیر ایک ہاتھ میں پھیلک تھامے اب صحن کے فوارے کے پاس پہنچ گیا تھا جہاں اٹاری میں لگے تخت پر بیٹھی حقے کے کش لگاتی خدیجہ بیگم اسے دیکھ کر مسکرا دیں۔

منیر احمد، اریب کے شوہر تھے اگرچہ اریب بیگم، نقیب حاکم سے چھوٹی تھیں پر شادی ان کی نقیب سے پہلے ہوئی تھی۔ منیر چھوٹا موٹا بیوپار کرتا تھا پھر رشتہ ہونے کے بعد وہ چوہدری حاکم کے ساتھ مل کر بیوپار کرنے لگا، جس میں وہ گاؤں سے کھیس اور مٹی کے برتن لے کر شہر جاتا تھا اور پھر دو، تین دن وہیں لگ جاتے تھے، اریب کو یوں بچوں کے ساتھ چھوڑنا بہتر نا گردانتے ہوئے وہ اریب کے ساتھ خود بھی حویلی میں ہی رہائش پزیر ہو گیا تھا، اسطرح اب وہ آرام سے کچھ دن شہر کاٹ آتا تھا۔

منیر دہلیز کے زینے چڑھتا سیدھا خدیجہ بیگم کی طرف بڑھا، آتے ہی پھیلک ایک طرف تخت پر رکھا۔ پھیلک کھجور کے سوکھے پتوں سے تیار کیا گیا تھیلا تھا جس میں ساز و سامان رکھا جاتا تھا۔

" آداب بی جی۔۔۔۔ "

منیر نے خدیجہ کے آگے سر جھکایا، خدیجہ بیگم نے حقے کی نلی کو ایک طرف کیے اس کے سر پر پیار دیا۔

"جُگ جُگ جیو پُتر۔۔۔اریب۔۔۔اریب۔۔۔۔ منیر میاں آئے ہیں، لسی کا پیالہ بھر کے لائی یو"

خدیجہ نے دعا دی اور ساتھ ہی اپنی بیٹی کو بھی ہانک لگائی۔ منیر اب پاس رکھی لکڑی کی کرسی پر بیٹھ رہا تھا۔ گرمی کا دورا ابھی بس شروع ہی ہوا تھا، رات کو ہلکے پنکھے چلنے لگے تھے اور چاٹی کی لسی کا دور شروع ہو چکا تھا۔

صبح ہی لسی کو بنا کر چاٹی میں ڈال کر باورچی خانے کے باہر پانی کے مٹکوں کے پاس رکھ دیا جاتا تھا جہاں سے جس کا دل چاہتا لسی پیتا اور جس کا دل چاہتا پانی پیتا۔

"اور منیر میاں کیسا جا رہا ہے بیوپار اس دفعہ تو ہفتہ ہی لگا دیا شہر میں"

خدیجہ بیگم نے حقے کی نلی کو منہ میں ڈالے کش لگایا اور سوالیہ نگاہیں منیر پر گاڑ دیں جو منڈاسے سے اب اپنے کندھوں کو جھاڑ رہا تھا

www.novelsclubb.com

بی جی اس دفعہ سامان زیادہ لے گیا تھا، اس لیے دن زیادہ لگ گ ئے، لڈن میاں کے "

" ہاتھ پیغام بھجوایا تھا، وہ ایسا ہی بھلکڑ ہے بتانے نہیں آیا ہو گا

منیر نے بھنویں اچکائے تشویش ظاہر کی اور لڈن کے ہاتھ پیغام بھجوانے کا بتایا جو حویلی کا خاص الخاص ملازم تھا وہ سیدھا سا تھا اس لیے اسے حویلی کے اندر آنے کی اجازت تھی البتہ مسوائے خدیجہ بیگم کے سب پردے کی غرض سے کمروں میں چلی جاتی تھیں، اریب سر پر دوپٹہ درست کرتی شرمائی سے لسی سے بھرا بڑا سا پیتل کا گلاس تھامے، اٹاری کے زینے چڑھی

"اسلام علیکم۔۔۔ "

محبت سے منیر کو سلام کیا اور گلاس اس کی طرف بڑھا دیا منیر نے گلاس تھاما اور مڑ کر پاس پڑے پھیلک کو اریب کی طرف بڑھایا

www.novelsclubb.com

" اس میں ایک جوڑا بی جی کا بھی ہے، منٹن کے جوڑے لایا ہوں "

منیر نے آبرؤ چڑھائے غرور سے بتایا اور پھر گردن اکڑائے خدیجہ بیگم کی طرف دیکھا، منٹن کپڑا نیا آیا تھا اور اس وقت کا قیمیتی کپڑا تھا۔ خدیجہ بیگم کی آنکھیں تو چمک اٹھیں۔

" ارے۔۔۔ متی کیا کر و لال یہ سب۔۔۔ جُگ جُگ جیو، پھولو پھلو "

خدیجہ بیگم تو پھولے نا سمائی یں اور پاس بیٹھے اپنے داماد کی بلائی یں اتار لیں۔ جبکہ اریب اب آنکھیں گھماتی پھیلک کے اندر جھانک رہی تھی۔ خدیجہ کے اشارہ کرنے پر کمرے کی طرف بڑھ گ ئی۔

****

تقی سر جھکائے کچھ لکھنے میں مصروف تھا جب کمرے کے کواڑ پر ہلکی سی دستک ہوئی اور اس کے سر اٹھانے سے پہلے ہی فرزانہ مسکراتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔

دونوں ہاتھوں کو پیچھے کمر کی طرف کیے اب وہ تقی کے میز کے پاس آئی تھی۔

" پڑھائی کر رہا ہے میرا ویر "

www.novelsclubb.com

محبت سے اس کی کتاب کی طرف دیکھتے ہوئے بے تکا سا سوال پوچھا، جس پر تقی نے گہری سانس لے کر کتاب بند کر دی۔ فرازنہ اس سے دو سال بڑی تھی اور ہمیشہ سے اس سے چھوٹے بھائی یوں کی طرح محبت کرتی تھی اس کی عادتیں اپنی والدہ اریب سے یکسر مختلف تھیں۔

" جی آپا پڑھ رہا تھا، آئی یں آپ کھڑی کیوں ہو گ ئی یں وہاں، بیٹھیں "

تقی فوراً سیدھا ہوا اور اشارہ میز کے پاس پڑی کرسی کی طرف کیا۔ شام کے چھ بج رہے تھے اور حویلی کے مکین اب سونے کی تیاریوں میں تھے۔ صبح اٹھ جانے والے چھوٹے نقی اور رملا توکب کے سو بھی چکے تھے۔

" بس بیٹھنا نہیں ہے، ایک کام تھا تجھ سے "

فرزانہ نے ہاتھ گھما کر آگے کی ے اور سکوں سے بھری مٹھی کھولی اور کل پانچ روپے کے سکے لکڑی کی کے میز پر تقی کے سامنے ٹک ٹک کی آواز سے ڈھیر کر دیے۔ جن کو دیکھتے ہی تقی مسکرا دیا۔

"آپا تبت کریم ختم ہو گ ئی ہے نا؟"

تقی نے شرارت سے لب بھینچے سوال کیا، فرزانہ نے جلدی سے لبوں پر انگلی رکھے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

" ہاں اور کل یاد سے شہر سے لوٹتے ہوئے لے کر آنا "

www.novelsclubb.com

فرزانہ نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور انگلی کو لبوں سے ہٹا کر ہوا میں ہلاتے ہوئے اسے تنبیہہ کی

"آپا آپ کی یہ لاڈلی تبت اب سے سات روپے کی ہو گئی ہے لگتا ہے آپ اب اخبار نہیں پڑھتی ہیں"

تقی نے سکے گنتے ہوئے بھنویں اٹھا کر فرزانہ کو تبت کریم کے مہنگے ہونے کی خبر سنائی

"ارے۔۔۔ باپ رے۔۔۔ اتنی مہنگی کب سے ہو گئی، دیکھو تو پکڑ کر پورے دو روپے مہنگی کر دی کمبختوں نے"

فرزانہ کی تو حیرت کی انتہا نا رہی منہ اور آنکھیں دونوں ہی کھل گئیں، اور ہاتھ کو توبہ کرنے کے انداز میں کانوں سے لگایا

"تقی ابھی اس مہینے کی خرچی سے تو بس پانچ روپے ہی بچے ہیں میرے پاس، دو روپے مجھے ادھار دے دے اگلے مہینے چکا دوں گی"

فرزانہ نے انگلی منہ میں دبائے منت کی، اس کی شادی کے دن قریب آنے والے تھے اور اسی لیے وہ دن رات اپنے رنگ و روپ کو سنوارنے میں لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

" ارے آپا میں تو مزاق کر رہا تھا آپ سے اور یہ رکھیں اپنے پانچ بھی، کل تبت آ جائے گی آپ کی "

تقی نے لب بھینچے سکے میز پر سے اکٹھے کیے اور فرازنہ کی طرف بڑھا دیے، فرازنہ کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔

" ہائے۔۔۔ میرا ویر۔۔۔ اپنی شادی کے بعد بھی تیرے کُرتے کاڑھ کاڑھ بھیجوں گی "

فرزانہ نے ہاتھ ماتھے پر لے جا کر تقی کی بلائیں لیں، تقی اس کے ایسے خوش ہو جانے پر بے ساختہ ہنس دیا۔

" نہیں آپا حسن میاں ناراض ہو جائیں گے "

تقی نے شرارت سے آنکھیں نچائیں، وہ ایسا مزاق بہت کم کرتا تھا ہاں پر فرزانہ سے اکثر کر جاتا تھا

" چل ہٹ۔۔۔ بے شرم کہیں کا، ان کا ذکر یہاں کہاں سے آ گیا "

فرزانہ تو ایک پل میں گلنار ہو گئی دوپٹے کے پلو کو منہ میں دبائے تقی کے کندھے پر زور کی چپت لگائی، حسن، فرزانہ کا پھپھو زاد تھا جس سے بچپن میں ہی فرزانہ کی نسبت طے ہو گئی تھی اور اب جب وہ اکیس کی ہو گئی تھی تو شادی کو بہت دیر سمجھی جا رہی تھی۔

" بڑا آیا مجھ سے چھیڑ خانی کرنے والا۔۔۔ تو بتا نا ذرا۔۔۔؟ رمنا کو بھی لا کر دیتا ہے نا تبت کریم "

فرزانہ نے جھٹ تو پوں کا رخ تقی کی طرف کرنا چاہا

" آپا اسکو تبت کی ضرورت کہاں۔۔۔ "

تقی نے جھینپ جانے کے بجائے پر اعتماد انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو فرزانہ کا منہ کھل گیا اور آنکھیں سکڑ گئی یں

" آئے۔۔۔ ہائے۔۔۔ بڑا ہی کوئی میسنا ہے تو قسم سے اوپر سے کیسا کڑک بنا پھرتا ہے "

www.novelsclubb.com

فرزانہ نے اس کے کندھے پر چٹکی کاٹ کے ہنستے ہوئے کہا تو جواباً وہ بھی کھلکھلا دیا۔ وہ لاکھ سنجیدہ مزاج اور سخت تھا پر رمنا کا دلکش سراپا اور معصوم سے لب و لہجہ کی وجہ سے وہ اپنے دل کے نرم گوشوں میں اس کے لیے جذبات رکھتا تھا۔

****

چراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 3

مغرب کی اذان کے فوراً بعد ہی برانڈے میں تخت کی بائیں طرف رات کے کھانے کا دستر خوان بچھ جاتا تھا، سردی ہو یا گرمی دستر خوان کی یہی جگہ مخصوص تھی جہاں چوہدری حاکم کی موجودگی میں حویلی کے تمام مکیں ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔

www.novelsclubb.com

اور اب بھی دستر خوان پر رات کے پکوان سجے تھے، مٹی کی ہانڈی جس سے بھاپ اُڑ رہی تھی اس میں بکرے کا گوشت تھا، اوپر ادرک کے لچھے اٹھتی بھاپ کے باعث بمشکل نظر آ رہے تھے، چاندی کے بڑے سے گول تھال میں مٹر والے چاول اور ایک طرف بھاپ

اڑاتی مسور کی دال جس پر سبز دھنیہ سجا تھا، سالن روز دو پہر اور شام کو تازہ پکتا تھا اور ہفتے میں دو بار چاول پلاؤ بنتا تھا۔ ناشتہ سب پراٹھے اور چائے، اچار اور انڈوں کے ساتھ کرتے تھے۔

چاندی، پیتل اور سٹیل کے برتن بڑے سلیقے سے دستر خوان پر سجے تھے۔ صحن میں باورچی خانے کے قریب کچی مٹی سے بنے چبوترے پر تندرو سے دھواں اٹھ رہا تھا۔

شمو تندرو میں باز و لمبا کیے تھپ تھپ روٹیاں لگاتی جارہی تھی اور تاری بوا تندرو سے گرم گرم روٹیاں ایک لمبے سے کھونٹھے میں پھنسا پھنسا کر نکالتی اور چپاتیا میں رکھتی جاتی، جہاں سے یہ روٹیاں بلقیس اور غزالہ دستر خوان تک لے جارہی تھیں۔

سب لوگ باری باری اپنے کمروں سے نکل کر ہاتھ دھونے کے بعد آکر بیٹھے تو بلقیس نے غزالہ کو دستر خوان پر بیٹھنے کا اشارہ کر دیا اگرچہ اس کا نقی بھی ابھی صرف تین سال کا تھا پر وہ غزالہ کا اسی طرح خیال رکھتی تھی، شمو اور تاری کے آجانے کے بعد ہی بلقیس دستر خوان پر بیٹھتی تھی کیونکہ پھر تاری بوا اور شمو مل کر ضرورت کی چیزیں دستر خوان پر لاتی تھیں۔

اس دفعہ کی فصل میں سے فرزانہ کے داج کے پیسے نکالنے کے بعد گودام بھرنے ہیں "

"

چوہدری حاکم نے دستر خوان پر بیٹھے نقیب حاکم اور نوازش حاکم کی طرف دیکھتے ہوئے حکم صادر کیا۔

" جی ابا جی۔۔۔ "

دونوں کی ایک ساتھ جی نکلی تھی، مؤدب سے وہ سر ہلا کر رہ گ ئے، منیر میاں نے تشکر آمیز نگاہوں سے چوہدری حاکم کی طرف دیکھا مگر وہ کھانا کھانے میں مشغول تھے۔

چوہدری حاکم کے سیاہ اور سفید امتزاج کے بال تھے جن کے اوپر وہ سارا دن سفید لٹھے کی کلف زدہ پگڑی پہن کر رکھتے تھے اور رات کے کھانے سے کچھ دیر پہلے ہی اتار دیتے تھے۔ بارعب مونچھوں اور پر وقار داڑھی والے حاکم دین اپنی عمر کے اس ادوار میں بھی مضبوط اور توانا ہونے کی وجہ سے اپنی عمر سے کہیں کم عمر نظر آتے تھے۔

چپ۔۔۔چپ۔۔۔۔چپ۔۔۔فرہاد کے کھانے کی آواز دستر خوان کی خاموشی میں خلل ڈال رہی تھی۔ جس دن بھی بکرے کا گوشت بنتا کچھ ایسا ہی حال ہوتا۔

نقیب کے بلکل پاس بیٹھے تقی نے باپ کو ٹہو کا نقیب حاکم نے اس کی طرف دیکھا تو تقی نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا۔ دراصل وہ اپنی داخلہ فیس مانگنا چاہتا تھا جس کے لیے وہ اب باپ کو اشارے کر رہا تھا۔ کہ وہ چوہدری حاکم سے بات کریں۔

نقیب حاکم نے ایک نظر چوہدری حاکم پر ڈالی اور پھر جھکا دی، تقی دل مسوس کر رہ گیا۔ اور پھر خود نگاہ اٹھائے چوہدری حاکم کی طرف دیکھا۔

" دا جی۔۔۔ وہ میری اس دفعہ کی داخلہ فیس "

تقی نے باپ سے ناامید ہو کر خود ہی ہمت دکھائی تھی۔ کیونکہ وہ اپنی فیس کے ساتھ رمنا کی بھی فیس اسی پیسوں سے ادا کرتا تھا۔ چوہدری حاکم نے اُس کی آواز پر اس کے بجائے پہلے نقیب کی طرف دیکھا تھا۔

چپ۔۔۔ چپ۔۔۔۔ چپ۔۔۔ فرہاد گوشت چبانے میں مصروف تھا۔

" یہ تو کلیکٹر لگ کے ہی ہماری جان چھوڑے گا "

چوہدری حاکم نے ایک آبرو چڑھائے ذرا کی ذرا تقی کی طرف اور پھر دوبارہ نقیب کی طرف دیکھا جواب نادم سا نگاہیں چرا رہا تھا۔ چوہدری حاکم کو تقی کی پڑھائی سے عجیب سا ہی بیر تھا

،ان کو لگتا تھا یہ زیادہ پڑھ لکھ کر اپنی جدی پشتی لمبر داری اور سیاست چھوڑ کر ملازمت کرنے کو ترجیح دینے لگے گا اور پھر اتنی زمینیں اور گاؤں پر یہ حکومت ختم ہو جائے گی جو ایک عرصے سے ان کے خاندان میں پیڑھی در پیڑھی چلتی آ رہی تھی۔

چپ۔۔۔۔چپ۔۔۔۔چپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ آواز فرہاد کے منہ سے مسلسل آ رہی تھی۔

" نقیب، اس سے پوچھ کر اس کو دے دینا داخلہ فیس "

چوہدری حاکم نے رعب سے نقیب کی طرف دیکھ کر کہا پھر جھنجلا کر فرہاد کی طرف دیکھا

فرہاد۔۔۔چپ چپ کی آواز اتنی کیوں نکال رہے ہو، کھانے کی تمیز نہیں نوالہ "
" ایسے چباؤ کہ آواز صرف تمھارے کان سن سکیں

پیشانی پر بل ڈالے اونچی آواز میں اسے ڈپٹا، فرہاد نے سہم کر آواز بند کی، بد قسمتی سے وہ آج چوہدری حاکم ذرا قریب بیٹھ گیا تھا، اس کے پاس بیٹھے منیر میاں نے سٹپٹا کر فرہاد کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی۔ اریب تو اپنے بیٹے کی اس عزت افزائی پر پہلو بدل کر رہ گ ئی۔

" ابا جی فرہاد نے بھی آٹھویں جماعت کا امتحان پاس کر لیا ہے "

منیر نے جلدی سے پوری باچھیں کھلائے چوہدری حاکم کے سامنے اپنے نمبر بنانے کی ناکام کوشش کی۔چوہدری حاکم نے بغور فرہاد کی طرف دیکھا جواب آہستہ آہستہ منہ ہلا رہا تھا۔

"لگتا ہے اگلی ساری پیڑھی باپ دادا کی سیاست ،بیوپار اور زمینداری چھوڑ کر غلامیاں ہی کرے گی"

چوہدری حاکم نے استہزایہ مسکراہٹ لبوں پر سجائی،خدیجہ بیگم نے دوپٹے کا کونا درست کیا اور پھر کچھ دور چوکی پر بیٹھی تاری بوا کی طرف گردن موڑی

"تاری بوا۔۔۔میٹھا لے آئے اب۔۔۔"

ہاتھ کے اشارے سے تاری بوا کو کھیر لانے کا کہا روزرات کے کھانے کے بعد کھیر ،سویاں ،یا حلوا بنتا تھا جو تھوڑا تھوڑا چینی کی پیالیوں میں ڈال کر سب کو پیش کیا جاتا تھا۔تاری بوا نے مؤدب انداز میں سر ہلایا اور شکر کا کلمہ پڑھتی اٹھی کیونکہ اب دسترخوان سمیٹ کر اس کو بھی کھانا کھانا تھا۔

تاری بوا برانڈے کے زینے اترتی باورچی خانے کی طرف بڑھی اور اس کے باورچی خانے میں داخل ہوتے ہی اس کی ہولناک چیخ برآمد ہوئی۔

"!!!!!!!! ہائے او۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میرا یار با "

غزالہ کا ہاتھ جو نوالہ بنائے اس کے منہ کو جا رہا تھا ہوا میں ہی رک گیا۔ وہ رملا کو کھلا کر اب جلدی جلدی خود کھانے میں مصروف تھی۔ غزالہ نے گڑبڑا کر اپنی دائیں طرف دیکھا جہاں مالا کو ہونا چاہیے تھا پر وہاں مالا نہیں تھی۔

" مالا۔۔۔۔۔ "

خود کلامی کے ساتھ ہی نوالہ پلیٹ میں دھر کر وہ باورچی خانے کی طرف دوڑی۔ اور ڈر سچ ثابت ہوا تھا مالا کھیر کا پتیلا الٹائے کھڑی تھی جو شائی دتاری بوا نے بڑی چوکی پر رکھا ہوا تھا ۔۔۔ اس سے پہلے کہ غزالہ اس کی طرف بڑھتی مالا تیر کی سی تیزی سے باورچی خانے سے باہر نکل چکی تھی۔

www.novelsclubb.com *********

میرے نیہر سے آج مجھے آیا یہ پیلا جوڑا۔۔۔ یہ پیلا جوڑا۔۔۔ یہ ہری ہری چوڑیاں۔۔۔۔

ڈھولک اور تالیوں کی تھاپ کے سنگ نسوانی آوازوں میں گیت گونج رہا تھا، جس کی آواز پھاٹک کے باہر برانڈوں میں بھی ہلکی ہلکی سنائی دے رہی تھی۔ پھاٹک کا ایک کواڑ کھلا تھا

آج اور چھن چھن، چم چم اور کھی کھی کرتی خواتین پھاٹک سے اندر صحن میں داخل ہو رہی تھیں۔

میرے نیہر سے آج مجھے آیا یہ پیلا جوڑا۔۔۔ یہ پیلا جوڑا۔۔۔ یہ ہری ہری چوڑیاں۔۔۔۔

حویلی برقی قمقموں سے سجی تھی باہر کی دیواریں، پھاٹک، بیرونی راہداری، باہر کے کھلے برانڈے ان کے ستون، پھر پھاٹک سے اندر داخل ہو کر چھت کی سامنے کی دیوار، صحن کے درخت، فوارہ اور اٹاری کے ستون جن کے گرد گول گول گھما کر قمقموں کو لگایا گیا تھا، غرض کے حویلی برقی قمقوں میں نہائی ہوئی تھی۔

آج فرزانہ کے مایوں کی تقریب تھی جو شادی سے سات روز پہلے رکھا گیا تھا۔ دور والے تمام عزیز، ناتہ دار حویلی میں جمع ہو چکے تھے جن کو اب سات دن تک حویلی میں شادی تک قیام کرنا تھا۔ پورے صحن میں چارپائیاں ڈالی ہوئی تھیں جہاں ٹولیوں کی شکل میں عمر رسیدہ خواتین کرن لگے دوپٹے سروں پر اوڑھے خوش گپوں میں مگن تھیں، حقوں اور پان کا دور دورہ وقفے وقفے سے چل رہا تھا۔ جب کے جوان لڑکیاں اور کچھ خواتین اٹاری

میں تخت کے قریب بچھے قالین پر بیٹھی ڈھول پیٹ رہی تھیں۔بچے پوری حویلی میں بھاگتے دوڑتے اور روتے دھما چوکڑی مچائے ہوئے تھے۔

خدیجہ بیگم باورچی خانے کے کواڑ کے پاس اور تاری بوا کواڑ تھامے اندر کھڑی تھیں، شمو باورچی خانے میں چوکی پر بیٹھی پیالیوں میں چائے ڈال رہی تھی۔ہلکے سے گندمی رنگ کی چائے پیالیوں اور کپوں سے بھاپ اڑاتی الائچی کی خوشبو کو پورے باورچی خانے میں بکھیرے ہوئی تھی۔

"لڈو مہمانوں کو چائے کے ساتھ دے کر لڈو والی ڈرمی کو یاد سے تالا لگا دیجیو۔۔۔"

خدیجہ بیگم نے اپنی قمیض کے اطراف پر بنے کھیسے میں سے ڈرمی کی چابی نکال کر تاری بوا کی طرف بڑھائی،تاری بوا نے سر ہلاتے ہوئے چابی ہاتھ سے پکڑی۔

ہاتھ سے تیار کیے ہوئے موتی چور کے لڈو خود حویلی کے صحن میں تیار کروائے جاتے تھے اور پھر ان سے ایک ڈرمی بھر لی جاتی تھی اور پوری شادی کے دوران مہمانوں کو چائے کی پیالی کے ساتھ لڈو پیش کیے جاتے تھے۔

"بے فکر ہو جائے بی جی میں کُنجی اپنے دوپٹے کے پلو سے باندھ لوں گی"

تاری بوا نے چابی کو اپنے دوپٹے کے ایک کونے کو اٹھا کر باندھتے ہوئے کہا

" ہمم، بہت اچھا کرے گی، نہیں تو وہ ہے نا ایک چھوٹی سی چنڈال میٹھے کی دشمن ہڑپ کر جائے گی سارے "

خدیجہ بیگم نے ہاتھ کھڑا کرتے ہوئے تاری بوا کو مالا سے خبر دار کیا پھر جانے کے لیے قدم بڑھائے پر رُک کر پر سوچ انداز میں پلٹیں

" دو وقت لڈو دیجیو مہمانوں کو، صبح کے ناشتے کی چائے کے ساتھ اور شام کی چائے کے ساتھ "

خدیجہ بیگم سمجھانے کے انداز میں تاری بوا کو حکم صادر کرتیں باہر نکل گئیں اور تاری بوا سر ہلاتی لڈو کی ڈرمی کی طرف پلٹ گئی۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

****

ہلکے سے سبز رنگ کے جوڑے پر ٹشو کپڑے کا سنہری کناری والا دوپٹہ اوڑھے، رمنا کمرے میں داخل ہوئی تو سامنے پیلے جوڑے میں پلنگ پر بیٹھی فرزانہ کو دیکھ کر آنکھیں پوری کھل گئیں۔

فرزانہ اپنی سہیلیوں کے جھمگٹے میں پیلا جوڑا پہنے بیٹھی تھی اور ایک طرف خدیجہ بیگم کی سب سے چھوٹی بیٹی زیب ٹانگ ہر ٹانگ چڑھائے بیٹھی تھی۔

وہ جب بھی گھر آتی اس کے ٹھاٹھ ہی الگ ہوتے تھے، زیب کی شادی شہر میں ہوئی تھی جو چوہدری حاکم کے کسی دوست کے بیٹے کے ساتھ ہوئی تھی جو شہر میں ایک متوسط طبقے کا نائب ناظم تھا اور نیا نیا شہر میں رہائیش پزیر ہوا تھا۔

"ہائے فرزانہ آپا کتنی خوبصورت لگ رہی ہو "

رمنا محبت سے ستائی شی جملہ ادا کرتی فرزانہ کے قریب پلنگ کے پاس آئی جواباً فرزانہ بھی محبت سے مسکا دی۔مایوں کا جوڑا فرزانہ پر جچ رہا تھا۔

"ارے نظر لگائے گی کیا، بے عقل کہیں کی ماں جیسی۔۔۔ماشاءاللہ بولتے ہیں ساتھ "

www.novelsclubb.com

زیب نے ماتھے پر بل سجائے ایک ہی پل میں رمنا کو جھاڑ دیا جو اسطرح جھاڑنے پر روہانسی ہوئی، کیونکہ زیب کے یوں پل بھر میں جھاڑ دینے پر کمرے میں موجود سب لوگ ایک ساتھ رمنا کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

"زیب خالہ۔۔۔۔ "

فرزانہ نے رمنا کا اترا چہرہ دیکھا تو گھور کر زیب کی طرف دیکھا جو لاپرواہی سے ہاتھ ہوا میں چلا چکی تھی۔

" معافی چاہتی ہوں زیب پھپھو آئی یندہ دھیان رکھوں گی "

رمنا جو کچھ دیر پہلے چہک رہی تھی مریل سی آواز میں کہتی پلنگ چوکی پر سے اٹھی، دل ایک دم سے بجھ گیا تھا۔

سنو نسیم میرا ابھی کر دو تھوڑا سے یہ موا میک اپ شیک اپ، اسلم میاں خوش ہی ہو جائی یں گے "

زیب نے گردن کو دائی یں بائی یں جنبش دیتے ہوئے شرما کر فرزانہ کی ایک سہیلی سے کہا جو دوسری کا سنگھار کرنے میں مصروف تھی، پاس بیٹھی فرزانہ کی تمام سہیلیاں منہ پر ہاتھ رکھے کھی کھی کرنے لگیں۔

رمنا اداس اور نادم سی صورت لیے کمرے سے باہر نکل آئی یونہی اتری صورت لیے اب اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی جب اچانک تقی کی آواز پر قدم تھم گ ئے۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہوا۔۔۔؟منہ کیوں لٹکا ہوا ہے "

محبت اور اپنائیت بھرا لہجہ تھا، رمنا نے نگاہیں چرائی یں۔ وہ کُرتے کے آستین اوپر کو موڑے ہاتھ میں تھیلا تھامے کھڑا تھا جس میں شائی د فرزانہ کی سہیلیوں کے لیے گجرے تھے۔

"کچھ بھی تو نہیں اور منہ کب لٹکا، گردن پر ہی تو لگا ہے "

رمنا نے زبردستی مسکراہٹ سجائے بات کو گول کرنے کی کوشش کی

"بات سنو، اریب پھپھو نے کہا کچھ یا زیب پھپھو نے؟ "

تقی نے آنکھوں سے کمرے میں آنے کا اشارہ کیا اور ساتھ ہی سوال پوچھا، رمنا جز بز سی ہوتی خود کو سنبھال پائی اور پھر اس کے پیچھے کمرے میں چل دی۔ تقی نے گجرے کے تھیلے ایک طرف میز پر رکھے اور پھر سیدھا ہوا۔ یہ تقی کا ہی کمرہ تھا جہاں کسی بھی مہانوں کو آنے کی قطعاً اجازت نہیں تھی کیونکہ اس کی کتابیں میز پر ہی سجی تھیں۔

"کسی نے کچھ بھی نہیں کہا تقی بس تھکی ہوئی ہوں نیند نہیں پوری ہوئی شائی د "

رمنا نے آہستگی سے جواب دیا، جبکہ آواز ابھی بھی رندھی ہوئی تھی۔

جھوٹ نا کم بولا کرو، خاص طور پر مجھ سے، اچھا اب یہ بتاؤ تیاری کیسی ہے امتحان میں "

" بس دو مہینے ہی باقی ہیں

تقی نے خفگی سے ڈپٹ کر پوچھا، رمنا نے جواب دینے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ پیچھے سے منہا کی آواز پر چپ ہونا پڑا

" او۔۔۔۔ہو۔۔۔۔ملاقاتیں ہو رہی ہیں "

منہا نے شرارت سے کہا اور پھر شوخ ہوتے ہوئے تقی کو اور رمنا کو دیکھا اگرچہ وہ رمنا سے تین سال چھوٹی تھی پر اس سے بے تکلفی بہت تھی۔اور تقی تو ویسے ہی اس کا بھائی تھا تو دونوں میں نوک جھونک مزاق مستی چلتی ہی رہتی تھی۔وہ بلکل رمنا کی طرح کا جوڑا زیب تن کیے ہوئے تھا۔

یہ ایک تھان سے لایا گیا کپڑا تھا جس سے گھر بھر کی تمام بچیوں رمنا، منہا، مالا اور رملا کے ایک جیسے جوڑے بنائے گ ئے تھے۔

جیسی شکل ہے ہمیشہ ویسی بات کرنا تم تو، یہاں تمہیں ملاقات لگ رہی ہے، اس کو "

" دیکھو زیب یا اریب پھپھو کا شکار ہوئے منہ لٹکائے کھڑی ہے

تقی نے گھور کر اس کی چھیڑ خانی پر تگڑا جواب دیا جواب تقی کو منہ چڑا کر فکر مندی سے رمنا کو کندھوں سے پکڑ کر ساتھ لگا چکی تھی۔ دونوں کے درمیان بچپن سے ہی بے حد دوستی تھی۔ کمرے میں کوئی داخل ہوا تھا۔

"تقی بھائی آ جائیں۔۔۔ پھر سے لسٹ تھمادی ہے زیب خالہ نے"

فرہاد مصروف سے انداز میں ایک ہاتھ میں پرچہ تھامے اور دوسرے ہاتھ سے کواڑ کے آگے ڈالے پردے کو پیچھے کیے اندر داخل ہوا تھا۔

"ایک تو یہ خواتین کی چیزیں۔۔۔۔ ختم ہونے کا نام نہیں لیتی ہیں"

تقی نے پیشانی پر بل ڈالے بیزاری ظاہر کی، جس پر رمنا اور منہا ایک ساتھ منہ پر ہاتھ رکھے ہنس دیں۔ زیب تین دن پہلے ہی حویلی آئی تھی اور خریداری شائی داب کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ما۔۔۔م۔۔۔ منڈی۔۔۔۔ ارے تقی بھائی منڈی ہی منگوا لی اس دفعہ تو زیب خالہ نے"

فرہاد نے بمشکل زیب خالہ کے لکھائی پڑھتے ہوئے لسٹ کے اوپر لکھی سب سے پہلی چیز بتائی

" بدھو یہ منڈی نہیں مہندی لکھا ہو گا، بہت نکمے ہو تم "

رمنا نے فرہاد کی طرف دیکھ کر کہا اور پھر پاس کھڑی منہا کی طرف دیکھا اب دونوں اس پر کھی کھی کر رہی تھیں۔ فرہاد تقی سے چھوٹا پر رمنا اور اور منہا دونوں سے بڑا تھا۔

تم تو بڑی جیسے اُستانی لگ گئی ہو نا، آٹھویں تو میں نے بھی اس دفعہ پاس کر لی ہے "

" اور بہت جلد نویں جماعت میں جا کر تم سے آگے نکل جاؤں گا

فرہاد نے کالر چڑھا کر تڑی لگائی، وہ تین دفعہ فیل ہونے کے بعد آٹھویں جماعت میں پاس ہوا تھا اس کا رمنا اور منہا سے بیر ہی رہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

" یہ منہ اور مسور کی دال "

اب کی بار منہا نے کہا اور پھر سے رمنا اور منہا کی کھی کھی کمرے میں گونجی تھی

چل۔۔۔ بڑی آئی تو رمنا بگو کی چمچی۔۔۔ اپنی ناک دیکھی چپٹی سی۔۔ تقی بھائی "

" ڈاکٹر بن کر سب سے پہلے اس کی ناک پر تحقیق کرنا کہ سانس کیسے لیتی ہے یہ بیچاری

فرہاد نے جل کر منہا کے ناک پر چوٹ کی اور پھر تقی کو مشورہ دیتا ہوا خود ہی اپنی بات پر قہقہ لگا گیا

منہا اس کی بات پر بھنا کر دانت پیستے ہوئے آگے ہوئی تو تقی جھنجلا کر ان کے بیچ میں آیا۔

" ارے بس کرو تم سب کیا تماشہ لگا رکھا ہے، چلو فرہاد بہادر کو کہو گاڑی نکالے "

تقی نے منہا اور رمنا کو زبان نکال کر منہ چڑاتے فرہاد کا کندھا تھام کر حکم دیا اور پھر دونوں باہر نکل گ ۓ۔اور منہا نے رمنا کا پھر سے اداس ہوتا چہرہ ہاتھوں میں تھام لیا۔

" پتا ہے تقی بھائی کا دل کیوں نہیں چاہ رہا تھا جانے کو "

منہا نے شریر سے لہجے میں رمنا سے دیکھ کر پوچھا جو ایک دم سے اس کی بات کا اشارہ سمجھ کر جھینپ گ ئی اور پھر اس کے کندھے پر زور کی چٹکی کاٹی جس پر وہ مصنوعی چیخ اٹھی

www.novelsclubb.com

اسی لمحے پلنگ کے نیچے کھٹ پٹ ہوئی تو دونوں نے ایک ساتھ دوزانو بیٹھ کر نیچے دیکھا مالا لڈو کی بھری پلیٹ لیے پلنگ کے نیچے بیٹھی تھی۔

****

دیگیوں میں چمچ زور زور سے چل رہے تھے جن سے کھٹ، کھن۔۔۔ جیسی آوازیں پیدا ہو رہی تھیں اور حویلی سے باہر برانڈوں میں لگے چارپایوں پر کہیں پیاز کٹ رہا تھا تو کہیں لہسن چھیلا جا رہا تھا۔

ایک طرف بڑی بڑی پراتوں میں گوشت دھو دھو کر لایا جا رہا تھا۔ دیگوں کے نیچے جلتی لکڑیوں کا دھواں دور دور تک پھیلا ہوا تھا اور مسالوں کی خوشبو پھاٹک تک پھیلی ہوئی تھی ۔

گاما پیچھے کمر پر ہاتھ باندھے دیگوں کی نگرانی کر رہا تھا۔ وہ چوہدری حاکم کی زمینوں کے حساب کرنے والا منشی تھا۔

آج فرزانہ کی بارات تھی جس کے لیے صبح ہوتے ہی دیگیں چڑھا دی گئی تھیں تا کہ دوسرے گاؤں سے براتیوں کے آنے سے پہلے کھانا تیار ہو جائے۔ گاما یونہی ہاتھ باندھے برانڈے میں داخل ہوا تو لڈن میاں کو اخبار تھامے پریشان حال دیکھ کر اس کی طرف قدم بڑھا دیے۔

" اوہ۔۔۔ اللہ بس بچا لے آنے والی آفت سے۔۔۔ اللہ تو ہی بچانے والا ہے "

لڈن میاں نے اخبار کو گود میں رکھے ہاتھ اوپر اٹھائے رقت آمیز لہجے میں اللہ سے دعا گو تھا ۔لڈن میاں سال میں دس مہینے گنج ہی کروائے رکھتا تھا اسے سر کے بالوں سے عجیب ہی چڑ تھی۔

" کیا ہوا لڈن میاں ایسی کیا خبر دیکھ لی پرچے میں، ہمیں بھی تو پتا چلے "

گامے نے تجسس سے ناک پر عینک درست کرتے ہوئے پوچھا، لڈن میاں شائی دکل کی اخبار لیے بیٹھا تھا

بس اُلٹ گ ئی ہے کہیں پر یار، تصویر ہی دیکھی ہے پڑھنا تو آتا نہیں مجھے، ذرا پڑھ "
" کر تو بتا کہاں ۔۔۔ کدھر کر کے الٹی ہے بس

پریشان حال لڈن میاں نے اخبار گامے کے آگے کرتے ہوئے پوچھا، گامے نے جھک کر اس کے ہاتھوں میں تھامے اخبار کی طرف دیکھا

" بس ۔۔۔ تو تیرے دماغ میں ہی الٹی ہے لڈن "

گامے نے ایک نگاہ ڈالتے ہی کہا اور ہنسنے لگا، لڈن اور پریشان ہوا، گامے کا تو ہنسنا بند ہی نہیں ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مطبل کیا تیری بات کا یہ کون سی جگہ جو لڈن کے دماغ کے نام پر رکھ دی سرکار نے "

لڈن لبوں پر انگلی رکھے پریشان حال ہو گیا۔

"جگہ کوئی نہیں ہے ایسی، تو نے پرچہ ہی الٹا پکڑا ہے، سیدھا پکڑ بس الٹی نہیں ہے، سیدھی کھڑی ہے "

گاما لگاتار ہنس رہا تھا، اور لڈن میاں اب اخبار کو سیدھا کیے کھسیانی ہنسی ہنس کر گامے کا ساتھ دے رہا تھا۔ اور ساتھ ساتھ گنج پر خارش کر رہا تھا۔

****

حویلی میں ایک ہنگامہ سا برپا تھا، کچھ دیر میں ہی مہمانوں کو ولیمے کی تقریب کے سلسلے میں دوسرے گاؤں کے لیے نکلنا تھا۔ حویلی کے تمام مکین مدعو کیے گئے تھے۔ رمنا پژمردہ سا چہرہ لیے تقی کے کمرے میں داخل ہوئی۔

"تقی۔۔۔ سنو۔۔۔ "

www.novelsclubb.com

رمنا نے عجلت میں تیار ہوتے تقی کو پکارا وہ مضطرب سی تھی۔اور اس کا یہ انداز پچھلے سات دن سے تھا۔

"ہاں کیا ہوا ایسے کیوں گھبرائی ہوئی ہو بولو"

تقی نے بالوں میں کنگھی چلاتے ہوئے مصروف لہجے میں پوچھا، وہ کمرے میں لگے آئینے کے سامنے کھڑا تھا۔

"تقی تم سے بات کرنی ہے بہت ضروری ہے"

رمنا اضطراب کی کیفیت میں دونوں ہتھیلیوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسائے کھڑی تھی۔

"ہاں تو کرو"

www.novelsclubb.com

تقی نے کھیڑی کو پاؤں میں پہنتے ہوئے پوچھا، وہ آج بھی سب لوگوں کے بعد تیار ہو رہا تھا اور کچھ دیر بعد جب جانے کا شور برپا ہونا تھا پھر جو تیار نہیں ہوا وقت پر سبھی کو اعتاب کا شکار ہونا تھا

"نہیں وہ بات یوں یہاں کرنے والی نہیں ہے، آس پاس اتنے مہمان ہیں، میں چھت پر جا رہی ہوں تم اوپر آ جانا کچھ دیر میں۔۔۔ میں انتظار کر رہی ہوں تمھارا"

رمنا نے الجھے سے لہجے میں اسے اوپر آنے کا کہا، تقی نے اس ساری بات چیت کی دوران پہلی دفعہ سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا وہ واقعی پریشان لگ رہی تھی۔

ہلکے سے گلابی جوڑے میں اسکی دودھیا رنگت زرد سی لگ رہی تھی۔

"تقی۔۔۔۔۔ بات سننا ذرا کی ذرا"

باہر سے زیب کی آواز ابھری جو شائد پھر سے کسی کام کے لیے تقی کو پکار رہی تھی۔

"ایک تو یہ زیب پھپھو۔۔۔"

تقی نے جھنجلا کر کہا اور پھر گہری سانس لیتے ہوئے جواب کے انتظار میں کھڑی رمنا کی طرف دیکھا

"تم چلو میں ابھی آتا ہوں۔۔ اور جہاں تک مجھے شک ہے تو میں جانتا ہوں تم کیا کہنے والی ہو"

www.novelsclubb.com

تقی نے آبرو چڑھائے افسردہ سی مسکراہٹ سجائی وہ جانتا تھا یقیناً رمنا اسے یہی کہے گی کہ وہ میٹرک کا امتحان نہیں دینا چاہتی ہے۔

" نہیں تقی۔۔۔ تمہیں نہیں معلوم مجھے کیا بات کرنی ہے، میں پریشان ہوں "

رمنا نے زرد چہرے کا ساتھ التجا کی، تقی ذرا کی ذرا مضطرب ہوا کواڑ دھاڑ سا بجا اور زیب پھپھو غصے سے منہ پھلائے کمرے میں داخل ہوئی یں

" تقی سن لے آکر بات کتنی منتیں کروائے گا، تیرے اسلم پھپھا بلا رہے ہیں "

زیب نے ناگوار سی نگاہ رمنا پر ڈالی جو تیزی سے زیب کے پہلو سے نکلتی اب چھت کے زینے کی طرف جا رہی تھی۔

****

www.novelsclubb.com

سب لوگ ولیمے کی تقریب کے لیے نکلنے کو بلکل تیار کھڑے تھے، خواتین سے حویلی کا صحن بھرا ہوا تھا۔ باہر ایک بس کھڑی تھی اور چند گاڑیاں۔ حویلی کا پھاٹک آج پورا کھلا تھا۔

مالا غزالہ کا ہاتھ تھامے کھڑی تھی اور غزالہ نے ایک طرف گود میں رملا کو اٹھایا ہوا تھا جبکہ نگاہیں ارد گرد رمنا کی متلاشی تھیں، وہ کافی دیر سے نظر نہیں آرہی تھی۔

ٹھپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک عجیب سی آواز پاس سے ابھری، کوئی وجود چھت سے نیچے گرا تھا مالا کے قدموں کے بلکل پاس۔۔۔۔وہ سیدھی گری تھی، سر زمین پر زور سے لگا تھا اور چھت سے گرتے ہی آنکھیں اوپر کے رُخ کھلی ہی رہ گئی تھیں۔۔۔

غزالہ کی چیخ کے ساتھ کتنی اور ہولناک چیخیں ابھری تھیں سب لوگ بھاگ کر اس طرف آرہے تھے رمنا کے سر سے نکلتا خون حویلی کی سرخ اینٹوں سے بہتا مالا کے پاؤں کے قریب آرہا تھا۔

مالا نے خون کی لکیر کے پاس رمنا کے ہاتھ کی طرف دیکھا جہاں اس کی آدھ کھلی مٹھی میں ایک مردانہ قمیض کا بٹن تھا۔

www.novelsclubb.com

۔۔۔۔۔

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 4

حویلی میں بھگدڑ سی مچ گ ئی تھی،ٹپ ٹپ۔۔ٹپ۔۔۔ٹپ۔ٹپ بہت سے قدم کمروں ،اٹاری کے زینوں اور حویلی کی ہر جانب سے فوارے کے پاس گری بے سدھ پڑی رمنا کی طرف بھاگے چلے آرہے تھے۔آنکھیں پھٹیں منہ وا۔۔۔چہرے زرد۔۔۔۔ چیخ وپکار ۔۔۔۔۔۔

" نقیب۔ب۔ب۔ب۔۔۔نوازے۔۔۔۔۔ے۔۔۔ے۔ے "

نوازش اور نقیب کو خدیجہ بیگم گلا پھاڑے بلا رہی تھیں منہا کی چیخیں تھیں۔۔۔اور غزالہ کی دلخراش چیخیں۔

" رمنا۔ا۔ا۔ا۔ا۔ا۔ا۔۔۔۔۔۔رمنا۔ا۔۔ا۔ا۔اا "

غزالہ کی ہولناک چیخوں سے تو پوری حویلی کی درودیوار گونج اٹھی تھیں۔رملا اس کی گود سے ایک طرف لڑھک کر رو رہی تھی۔مالا بہتے خون سے اپنا نیا جوتا بچاتی زمین پر دوزانو بیٹھی گ ئی تھی بلکل رمنا کی بند مٹھی کے پاس اسے بس یہ سمجھ میں تھا آپی نے چھلانگ لگائی ہے اور اسے چوٹ آگ ئی ہے جیسے اسے آئے دن کہیں نا کہیں سے گر کر آجاتی ہے ۔

مالا کی نگاہیں جمیں تھیں جہاں ایک سیاہ مکھی بٹن سے قریب ہاتھ پر بیٹھی تھی۔ پھر غزالہ نے رمنا کے وجود کو جھنوڑا تھا۔ مکھی اڑ گ ئی تھی پر بٹن وہیں تھا۔

حویلی کے پھاٹک سے کتنے ہی سیاہ کھیڑیاں پہنے قدم حویلی کے صحن کی طرف آرہے تھے۔ اور پھر سب کے جھمگٹے سے میں سے آوازیں ابھریں۔

" ہٹو سب ۔۔۔ پیچھے ہٹو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رمنا۔۔۔ رمنا پُتر "

نقیب حاکم دوزانو رمنا کے پاس بیٹھ گ ئے تھے اور گال تھپتھپا رہے تھے۔ نوازش تو لڑ کھڑا سا گیا جسے پیچھے کھڑے منیر میاں نے تھام کر گرنے سے بچایا تھا۔

بہت دیر ہو چکی تھی اس کی ناک کے نتھنے سے بھی خون کی لمبی لکیر اب بہہ کر اس کے ہونٹوں تلک آرہی تھی۔ بے جان کھلی آنکھیں چیخ چیخ کر بتا رہی تھیں کہ جسم سے روح پرواز کر چکی ہے۔ سارے رشتہ دار گول دائی رے کی شکل میں جھکے ہوئے تھے منہ پر ہاتھ تھے۔ اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی، ششدر۔۔۔۔

مالا نے آہستگی سے رمنا کی ہتھیلی میں سے بٹن کو اٹھایا ہلکے شربتی رنگ کا بٹن تھا جس پر چھوٹی چھوٹی سیاہ لمبی لائی نیں تھیں۔ایک جھٹکے سے کسی نے رمنا کو گود میں اٹھایا تو مالا کی گال سے رمنا کا بے جان ہاتھ ٹکرا گیا تھا ایسے جیسے اس نے مالا کے گال کو چھوا ہو۔

کسی کا دھکا لگا تھا مالا کو۔۔۔شاید کسی کے پاؤں کا دھکا۔۔۔بٹن ہاتھ سے چھوٹا اور گرا۔۔۔۔لڑھکتا۔۔۔لڑھکتا۔۔۔لڑھکتا۔۔۔دو سرخ اینٹوں کے درمیان رک گیا، مالا نے ننھے سے ہاتھ بڑھائے اور دو انگلی کی پوروں میں بٹن کو پھر سے اٹھالیا۔

" بھا۔۔درررر۔۔۔تقی۔۔۔۔جلدی۔گاڑی نکالو کوئی "

نقیب نے رمنا کو باہوں میں اٹھایا ہوا تھا اور نوازش دلخراش چیخوں سے پکار رہا تھا۔سب پیچھے پیچھے ہو کر جگہ دے رہے تھے نقیب سولہ سالہ رمنا کو بازوؤں میں ڈالے آگے بڑھ رہا تھا اور ساتھ ساتھ سفید لٹھے کی مانند چہرہ لیے نوازش چل رہا تھا۔

ہائے۔۔۔میری بچی۔۔۔کیا ہو گیا۔۔۔رمنا۔۔۔۔رمنا۔۔۔ا۔ا۔ا۔ "

" رمنا۔ا۔ا۔ا۔اٹھ جا میری بچی

www.novelsclubb.com

غزالہ بے حال بنا دوپٹے پیچھے بھاگ رہی تھی نا جانے ہجوم میں کب کسی کے پاؤں کے نیچے دوپٹہ دب گیا تھا۔مالا بٹن مٹھی میں لیے نا سمجھی سے سب کو تاک رہی تھی سب رو رہے تھے چیخ رہے تھے۔

بلقیس غزالہ کو پکڑ۔۔۔۔۔ پکڑ ڑ۔ ڑ۔۔اس کو لے کر آ۔۔۔۔۔ہائے۔۔۔۔لے کر آ اس کو "

خدیجہ بیگم کی کانپتی سی آواز پر بدحواس کھڑی زیب اور بلقیس بھاگی تھیں۔خدیجہ بیگم سینے پر ہاتھ دھرے ڈھنے کو تھیں جن کو اریب نے تھام رکھا تھا، بلقیس اور زیب غزالہ تک پہنچی جب تک بہت سی خواتین غزالہ کو تھام چکی تھیں وہ ان کے ہاتھوں سے اپنا آپ چھڑا رہی تھی تڑپ رہی تھی۔

رمنا۔۔ا۔ا۔ا۔۔۔ہائے میری شہزادی آنکھیں کیوں نہیں کھول رہی۔۔۔ ہائے۔۔۔۔او میرے ربا "

وہ دہائی دے رہی تھی پیٹ کے اندر ناف پھڑ پھڑانے لگی تھی۔۔۔۔۔دل کے اندر اٹھتے ہچکولے پتا دے رہے تھے۔۔وہ موئی کوکھ سے جنی اللہ کو پیاری ہو گئی ہے۔

حویلی کے پھاٹک پر ہجوم بڑھ گیا تھا۔۔۔چوہدری حاکم کی بوڑھی ٹانگیں کانپ اٹھیں ایسے کانپ رہی تھیں کہ پاس کھڑا گاما اگر نا سہارا دیتا وہ گر جاتے۔

اسلم کی جیپ میں تقی نقیب کے ساتھ مل کر رمنا کو جیپ کی پچھلی سیٹ پر لٹا رہا تھا۔ ہجوم ایسا تھا کہ جیسے پورا گاؤں امڈ آیا ہو گھڑی پل میں، تقی بدحواس کھڑا بار بار خشک ہوتے لبوں پر زبان پھیرتا کانپتے ہاتھوں سمیت پیچھے ہوا، عقل دنگ تھی، چہرہ زرد تھا۔۔۔اور دل دھڑکنا کم کر چکا تھا۔

نوازش جلدی سے دوسری طرف سے گاڑی میں بیٹھا تھا اور رمنا کا خون سے لت پت سر اپنی گود میں دھر لیا۔ اسلم اب گاڑی سٹارٹ کر رہا تھا، نقیب فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

" جلدی بیٹھ تقی اپنے چچا کے ساتھ جلدی کر۔۔۔"

پیچھے سے نقیب نے اس کی پیٹھ پر دھکا مارا تھا وہ جو بے حال سا کھڑا تھا ہل گیا۔ اور پھر اسی طرح بے جان سا رمنا کے پاؤں اپنی گود میں دھر کے بیٹھ گیا، اس کے پاؤں ٹھنڈے تھے۔۔۔ ٹھنڈے۔۔۔

جیپ چلنے لگی تھی تقی کی نگاہیں اس کے پاؤں پر جمی تھیں، جو اس کی گود میں ہل رہے تھے ،گلابی ایڑیوں والے ٹھنڈے پاؤں

"رمنا۔۔۔رمنا۔۔۔رمنا پتر۔۔۔اٹھ۔۔پتر۔۔ "

نوازش کی کانپتی سی آواز ہچکولے کھاتی جیپ میں ابھر رہی تھی۔اسلم جیپ کو جتنا تیز چلا سکتا تھا چلا رہا تھا۔گاؤں میں کوئی ہسپتال نہیں تھا ایک چھوٹی سی ڈسپنسری تھی اس لیے رمنا کو سیدھا شہر لے جایا جا رہا تھا۔نوازش نے اپنا منڈاسا رمنا کے سر کے نیچے بہتے خون پر رکھا ہوا تھا

" رمنا۔۔۔رمنا۔۔۔۔رمنا۔۔۔پتر۔۔۔ "

آواز تقی کے کانوں میں متواتر پڑ رہی تھی، تقی نے چہرہ اوپر اٹھایا اور کانپتے ہاتھوں سے رمنا کی کلائی تھامی اور نبض پر اپنی انگلی کا دباؤ ڈالا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آہ۔۔۔وہ نہیں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ نہیں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔کلائی اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گری تھی اور آنسو آنکھ سے ٹوٹ کر رمنا کے پاؤں پر گرا تھا۔

www.novelsclubb.com

****

حویلی کے بیرونی برانڈوں میں مرد چٹائیوں پر سفید کپڑے ڈالے سر جھکائے بیٹھے تھے۔ چارپائے سبھی ایک طرف ایک دوسرے کے اوپر نیچے کھڑے کر دیے گئے تھے۔

آج رمنا کے انتقال کے تیسرے روز قُل تھے۔

فسوں میں ڈوبی حویلی اور ہر مکیں کا پژمردہ چہرہ اس موت ناگہانی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ رمنا کے چھت کے گر جانے کو ڈاکٹر نے بھی حادثاتی موت قرار دیا تھا۔ ہر کوئی اس کے چھت پر ہونے کے الگ الگ قیاس لگا رہا تھا۔ کوئی کہہ رہا تھا مالا کو تلاش کرنے گئی ہو گئی، کوئی کہہ رہا تھا چھت میں کھیلتے بچوں کو اتارنے گئی ہو گئی کہ چلو بسیں نکلنے کو تیار ہیں ۔

حویلی کا پھاٹک کھلتے ہی پکی اینٹوں کی روش سے آگے صحن میں نیم اور پیپل کے پتے بکھرے ہوئے تھے۔ جو ہوا چلنے سے کبھی ادھر تو کبھی ادھر پورے صحن میں گھوم رہے تھے۔ آدھے صحن میں دھوپ آچکی تھی، چڑیاں درختوں سے اڑ کر فوارے تک آتیں اور پھر فوارے کے فرش پر سے سوکھا تنکا اٹھا کر اُڑ کر پھر سے درخت کی طرف چلی جاتیں،

درختوں کے نیچے چارپائی یاں لگی تھیں جن پر کچھ بزرگ خواتین نیم دراز سستا رہی تھیں، کچھ بیٹھیں آہستہ آہستہ محو گفتگو تھیں اور کچھ حقے کے کش رلگ رہی تھیں۔

اور بلکل سامنے حویلی کے لمبے برانڈے میں سفید چادریں بڑے سلیقے سے بچھی تھیں۔
اوران سفید چادروں پر جگہ جگہ کھجور کی خشک گٹھلیوں کے ڈھیر لگے تھے۔

میز پر پڑی چاندی کی پیالی میں سوکھے آٹے میں دھنسی تین اگربتیوں کے دھویں سے تین دھاری دار لائی نیں اوپر کو اٹھ رہی تھیں اور کچھ انچ کے فاصلے پر جاکر ہوا میں گھل رہی تھیں۔اگربتیوں کی معطر خوشبو اٹاری کیا تمام کمروں میں بھی پھیلی ہوئی تھی۔

اگربتیوں کے بلکل پاس میز پر سفید کپڑا ڈال کر قرآن پاک اوپر نیچے رکھے ہوئے تھے۔
سفید بچھی ہوئی چادروں کے ارد گرد آلتی پالتی مارے، سروں پر دوپٹے ڈالے خواتین آگے پیچھے وجود کو حرکت دیتے ہوئے قرآن پڑھ رہی تھیں اور کچھ کھجور کی گٹھلیوں کو ہاتھ میں مروڑے پہلے کلمے کے ورد کے بعد ٹک۔۔ٹک کی آواز کے ساتھ کھجور کی گٹھلی اپنے سامنے پڑے چھوٹے سے گٹھلیوں کے ڈھیر پر پھینک رہی تھیں۔گٹھلیوں کی ٹک ٹک

گرنے کی آوازوں کے ساتھ خواتین کی باتوں کی مدھم سرگوشیاں ارد گرد سے اُبھر رہی تھیں

''چھت پر تھی، دیوار بھی چھوٹی ہے وہاں سے نیچے گری ہے سیدھا سر پکے فرش پر آکر لگا بس۔۔۔'' کوئی عورت کسی دوسری عورت کو رمنا کے انتقال کا سبب بتا رہی تھی۔

غزالہ خشک آنکھوں کی پتلیوں کو سامنے غیر مرئی نقطے پر مرکوز کیے سر کو دیوار کے ساتھ لگائے ان سب کے درمیان خاموش بیٹھی تھی۔ سر آدھا دوپٹے سے ڈھکا تھا آدھا ننگا تھا جسے پاس بیٹھی عورت نے دیکھا تو کھینچ کر اس کا دوپٹہ آگے کر دیا اور خود پھر سے ہلتے ہوئے قرآن پڑھنے لگی۔ دوپٹے کے ساتھ غزالہ کے بالوں کی کتنی لٹیں بھی منہ پر آگری تھیں جن سے وہ بے پرواہ کسی مجسمے کی طرح بیٹھی تھی، تین دن سے متواتر رونے سے آنکھوں کے اوپری پپوٹے سوزش لیے ہوئے تھے ہونٹ خشک تھے جن پر سیاہ پیپڑی جمی تھی۔

''آہ۔۔۔۔۔اللہ رے توبہ۔۔۔۔جوان اولاد کا دُکھ۔۔۔رب کسی کو نا دکھائے''

کسی نے غزالہ کو دیکھ کر آہ بھری تھی۔

" اتنی خوبصورت تھی بچی، یہ۔۔۔بھاگی پھر رہی تھی اپنی بوا کی بیٹی کی شادی پر بس نظر کھا گئی بیچاری کو "

" یہ نوازش کی وہی والی بیٹی تھی نا جو تقی کی منگ تھی "کانوں میں کی ہوئی سرگوشیاں تھیں پر ارد گرد سب کو سنائی دے رہی تھیں۔

" چوہدری حاکم نے حویلی اتنی پیاری بنائی ہے چلو بندہ چھت کے پردے بھی اونچے کر دے بچوں والا گھر ہے، جوان جہان پتری گنوا دی "

" ارے بھئی جو قسمت میں لکھی کون ٹال سکتا۔۔۔بس کیا کر سکتے ہیں اللہ کی چیز تھی اس نے لے لی "

خواتین کی کُھسر پُھسر بڑھتی بڑھتی مکھیوں کی بھنبناھٹ جیسی آواز ابھرنے لگی۔ایک معزز خاتون نے چہرہ اوپر اٹھایا اور ناک پر دھرے چشمے کی اوٹ سے کانا باتی کرتی خواتین کو گھورا۔

" باتیں کم کیجیے۔۔۔قرآن پاک پڑھیے بچی کی روح کو بخشیں۔۔۔پتہ نہیں گٹھلی پر گٹھلی گرا رہی ہیں سب، کر باتیں رہی ہیں "

خاتون نے تمام باتیں کرنے والی خواتین کو تنبیہ کیا تو سب ایک دم شرمندہ ہوئی یں، باتیں چھوڑ کر پڑھائی کرنے لگیں، لیکن کچھ دیر بعد پھر وہی حال تھا۔

****

حاکم قصر کے صحن میں موجود بڑے نیم کے پتے ہوا کے جھونکے سے سرسراہٹ کا شکار ہوتے تو ایک مخصوص سی آواز فضا میں ترنگ سا بجاتی اور پھر تھم جاتی۔ دوپہر عروج پر تھی اور حویلی کے تمام مکین کمروں میں سستانے کو لیٹے تھے۔ نیم کے درخت کے نیچے لگی چارپائی پر تاری بوا آنکھوں پر ایک بازو دھرے خراٹے مار رہی تھی۔

اور کچھ دور کونے میں مالا اور سکینہ بیٹھی کھیل رہی تھیں، سارا گھر دوپہر کو سُستاتا تھا لیکن مجال ہے کہ وہ دونوں گھڑی پل کو بھی لیٹتی ہوں ساری دوپہر یونہی نیم کے درخت کے نیچے کھیلتی رہتی تھیں، غزالہ مار پیٹ کرا کر مالا کو ساتھ لیٹا بھی لیتی تو وہ کچھ دیر بعد ہی غزالہ سے آنکھ بچا کر نکل آتی۔ اور آجکل تو ویسے ہی غزالہ کو کچھ ہوش نا تھا، رمنا کے انتقال کو ابھی ہفتہ بھر ہی تو ہوا تھا وہ تو ہر وقت سر کو دوپٹے سے باندھے رکھتی یا پھر کونے کھدرے میں گھس کر روتی رہتی۔

مالا نے پاس پڑی گڑیا اٹھائی، یہ سفید کپڑے میں روئی بھر کر بنائی گ ئی گڑیا تھی، جس کی آنکھیں، ناک، منہ اُون کے دھاگے سے کڑھائی کاڑھ کر بنائے ہوئے تھے ناک اور آنکھیں کالے دھاگے سے اور ہونٹوں کے لیے ایک باریک سی لائی ن سرخ دھاگے سے بنائی ہوئی تھی کانوں کی جگہ بس ایک ایک موتی لگایا ہوا تھا۔ گڑیا کو چمچماتا سُرخ غرارا اور چھوٹی سی تنگ قمیض پہنا رکھی تھی، اور گلے میں موتیوں کو ایک دھاگے میں پرو کے ہار بھی پہنایا ہوا تھا۔ یہ گڑیا مالا کو فرزانہ نے بنا کر اس کی سالگرہ پر تحفے میں دی تھی۔ ویسے تو مالا کے پاس ایسی بہت سی کپڑے کی گڑیاں تھیں پر مالا کو یہ والی سب سے زیادہ عزیز تھی۔

مالا نے گڑیا کے دھاگے سے بنے بالوں کی ننھے ہاتھوں سے چٹیا بنائی اور پھر ربن باندھنے کی غرض سے پاس پڑی ماچس کی ڈبی کو کھولا۔ جیسے ہی ماچس کی ڈبی کو کھولا نظر ربن کے بلکل پاس پڑے بٹن پر تھم سی گ ئی۔

www.novelsclubb.com

بٹن اٹھایا اور پاس بیٹھی سکینہ جو مٹی کے برتن میں پتے توڑ کر ڈال رہی تھی اس کو پکارا

"یہ دیکھ سکینہ آپا کا بٹن جب چھت سے چھلانگ لگائی تھی آپا نے، اس کے ہاتھ میں تھا"

مالا نے آنکھیں سکیڑ کر مسکراتے ہوئے بٹن سکینہ کے آگے کیا، سکینہ تاری بوا کی چھوٹی بیٹی اور مالا سے ایک سال بڑی تھی ویسے تو اسکا زیادہ کام نقی اور رملا کو اٹھائے رکھنا ہوتا تھا پر جیسے ہی وہ سوتے تو وہ جھٹ سے مالا کے ساتھ کھیلنے کو پہنچ جاتی۔

"دکھا۔۔۔مجھے۔۔۔۔مالا یہ تو مردانہ بٹن ہے "

سکینہ نے بٹن کو مالا سے پکڑ کر اپنے ہاتھ میں لیا اور دائیں بائیں گھماتے ہوئے آنکھوں کو سکوڑے بٹن پر نگاہیں جمائے مالا کو بٹن کے متعلق آگاہی دی، وہ تاری بوا اور شمو کے ساتھ کام کرواتی تھی اس لیے اس طرح کی باتوں میں اس سے سیانی تھی

"وہ کیا ہوتا ہے؟ مرِدانہ۔۔۔۔لا دے۔۔۔جھوٹی کہیں کی یہ تو میری آپا کا ہے، آکر ڈانٹے گی مجھے "

مالا نے اچک کر سکینہ کی دو انگلیوں کے بیچ دبوچا ہوا بٹن چھینا، اور پھر سے ماچس کی ڈبی میں احتیاط سے رکھ دیا

"تیری آپا اب کبھی نہیں آئے گی مالا، وہ اوپر آسمانوں میں چلی گ ئی ہے اللہ میاں کے پاس "

سکینہ کی بات پر دونوں نے ایک ساتھ چہرہ اوپر اٹھائے آسمانوں کی طرف دیکھا تھا۔مالا نے ایک ہاتھ سے چہرے پر آئے بال ہٹائے اور چھوٹی سی ناک چڑھائی

"اچھا۔۔۔تو پھر جب آئی یں گی،تب تو پوچھں گی نا،بتا مالا میرے ہاتھ سے جو بٹن اٹھایا تھا وہ کہاں ہے،دے مجھے نہیں تو اماں کی طرح پیٹ ڈالوں گی تجھے"

مالا نے ایک ہاتھ کھڑا کرتے ہوئے اور دوسرا کمر پر دھر کر رمنا کی طرح اداکاری کی

"ارے۔۔۔بدھو کہیں کی،اللہ پاس جو چلا جاتا ہے،وہ پھر کبھی واپس نہیں آتا ہے بس وہیں رہ جاتا ہے اوپر آسمانوں میں"

سکینہ نے اس کی عقل پر اپنا ننھا سا ماتھا پیٹ لیا،جبکہ وہ اب پیشانی پر بے یقینی کے بل ڈالے اسے گھور رہی تھی۔

"تجھے کیسے پتا اتنا کچھ۔۔۔بتا بتا۔۔۔چلا کو بٹن نہیں دوں گی تجھے پھر بھی"

مالا نے خفگی سے گھورتے ہوئے اس سے پوچھا،اور ماچس کی ڈبی اٹھا کر اپنے پیچھے چھپائی

"مجھے چاہیے بھی نہیں گندا سا بٹن ہے،میرے ابا بھی تو اللہ پاس ہیں میری اماں نے بتایا ہے مجھے یہ سب کہ بس ہم کو جانا ہو گا ایک دن،وہ نہیں آ سکتے جی"

سکینہ نے منہ پھلائے اسے ساری بابت بتائی اور پھر دنوں لبوں کو دائیں بائیں خفگی کے اظہار کے طور پر گھمایا

اچھا چل مان لی تیری بات پھر میں چلی جاؤں گی اللہ کے پاس تب دوں گی یہ بٹن آپا "

" کو، اماں سے کہوں گی مجھے جانا ہے وہاں

مالا نے بڑی احتیاط سے ڈبی کھول کر بٹن کے پاس پڑے ربن کو اٹھایا ڈبی کو بند کیا اور پھر گڑیا کے بالوں میں ربن باندھنے لگی۔ سکینہ نے بھی مٹی کے برتن میں پتے توڑ کر پھینکنے شروع کر دیے۔

" جلدی کر تیرا سالن ہی نہیں بنا ابھی تک میری گڑیا تیار بھی ہو گئی ہے "

مالا نے پاس پڑے شاپر میں سے چنے ایک طرف کرتے ہوئے میٹھے سفید پتاشے اٹھا کر منہ میں ڈالے۔ سکینہ اب زور زور سے مٹی کے بنائے چھوٹے سے پتیلے میں مٹی کا چمچ چلا رہی تھی۔۔۔

****

شمو دھلے کپڑوں کا ڈھیر اٹھائے چھت کا زینہ اتر رہی تھی، سیاہ رنگ کی قینچی چپل کے اگلے سرے پر چمڑے سے گانٹھ لگی تھی جواب تقریباً کھلنے کو تھی گھسی ہو چمڑے کی چپل بمشکل وہ پاؤں میں پھنسائے ہوئے تھی۔

زینے اتر کر نیچے آئی اور پھر کپڑوں کا ڈھیر درخت کے نیچے لگی چارپائی پر رکھا جہاں تاری بوا جلدی جلدی اب جوڑوں کو الگ کر رہی تھی مردوں کے تمام جوڑے استری کے لیے باہر جانے ہوتے تھے، اس لیے ان کو الگ کیا جاتا تھا۔ شمو بھی تاری کی مدد کر رہی تھی ہلکے سے بھورے شربتی رنگ میں کاٹن کی مردانہ قمیض پر مٹی کا دھبہ تھا جس پر شمو کی نظر پڑی

۔

"اماں۔۔۔ یہ قمیض دھلا نہیں کیا چھت پر سے تو دھلے کپڑوں میں تھا "

شمو نے داغ لگے مردانہ قمیض کو اوپر اٹھایا، قمیض ایک دم سے کھل کر سیدھا ہو گیا قمیض پر نا صرف داغ تھا بلکہ اس کے سامنے کی جیب پھٹ کر لٹک رہی تھی۔

" یہ کس کی قمیض ہے ؟۔۔۔ اماں دیکھ تو جیب پھٹی ہے ویسے ن ئی قمیض ہے "

شمو پھٹی جیب کو دیکھ کر اور حیران ہوتے ہوئے تاری بوا سے پوچھ رہی تھی اب کی بار تاری بوا نے ماتھے پر بل ڈالے قمیض پر غور کیا۔

" اللہ جانے۔۔ شادی پر اتنے مہمان تھے، سب نے نئے جوڑے بنوائے تھے اب "

" موئی یہ کس کی قمیض ہے شائد کسی مہمان کی رہ گئی ہو یہاں

تاری بوا نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے آگے بڑھ کر شمو کے ہاتھ سے قمیض کو تھاما اور الٹ پلٹ کرنے لگی

" لے بھلا بتا نئی قمیض ہے جیب بھی پھٹی ہے اور بازو کا بٹن بھی ٹوٹا ہے "

تاری بوا نے ایک نیا انکشاف کیا

" اماں دکھا باجی جی سے پوچھ کر آتی ہوں۔۔۔ کسی مہمان کا رہ گیا تو بھجوا دیں "

www.novelsclubb.com

شمو نے ماں کے ہاتھ سے قمیض لیا اور برانڈے کی طرف قدم بڑھا دیے، ٹوٹی چپل بس ساتھ چھوڑنے کو ہی تھی جسے گھسیٹ گھسیٹ کر وہ اٹاری کے زینے تک پہنچی، اریب عجلت میں اپنے کمرے سے نکلی اور شمو کو دیکھ کر دانت پیستے ہوئے آگے بڑھی

"شمو۔۔۔ کہاں مصروف ہو تم اور تاری ہوا آج۔۔۔ جلدی کر ٹفن بنا دے تیرے بھائی جی کو نکلنا ہے شہر کے لیے "

اریب غصے میں بھری اس کے سر پر آئی اور عجلت میں شمو کو حکم صادر کیا

"باجی جی کپڑے الگ کرنے کو بیٹھے تھے، آپ پریشان ناہوں میں ابھی کیے دیتی ہوں کام "

شمو نے جلدی سے اریب کے غصے کو کم کرنے کے لیے صفائی دی اور باورچی خانے کی طرف قدم بڑھائے پھر یک دم قمیض کا یاد آ جانے پر پلٹی جو ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا

"باجی جی۔۔۔ یہ قمیض نا پہچان میں آئے کس کا ہے۔۔۔ "

شمو نے قمیض اریب کی طرف بڑھایا اریب نے آنکھیں سکوڑے قمیض تھاما ابھی ہاتھ میں ہی لیا کہ پیچھے سے منیر کی ہانک پر گڑبڑا کر پلٹی۔ زینے چڑھتے ہی قمیض تخت پر پھینکا اور اپنے کمرے کہ طرف دوڑ لگا دی جہاں سے منیر بار بار آوازیں دے رہا تھا۔ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی وہ جھنجلا کر گویا ہوا

"اریب جلدی کر دو بھئی، بس نکل جائے گی کب سے کہہ رہا ہوں "

www.novelsclubb.com

منیر منڈا اسے کو بڑے سلیقے سے کندھے پر رکھ رہا تھا، وہ کنگھی بھی کر چکا تھا اب بس ٹفن کو پھیلک میں رکھنا تھا اور روانہ ہونا تھا۔

"بس ابھی آپ باہر کو آجائی یے بی جی سے سلام دعا کیجیے میں ٹفن تھیلے میں رکھواتی"

"ہوں"

اریب نے پلنگ پر پڑے پھیلک کو اٹھایا اور تیزی سے داخلی دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔ تخت پر دھرے قمیض سے بے نیازی برتتی وہ اٹاری کے زینے اتر کر باورچی خانے کی طرف جارہی تھی۔

خدیجہ بیگم تھوک دان تھامے کمرے سے باہر آکر جیسے ہی تخت پر بیٹھنے لگیں سب سے پہلے نظر قمیض پر گئی۔ ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"اری او۔۔۔ سکینہ۔۔۔ اٹھا یہ موا پیرہن یہ کوئی جگہ ہے جہاں پھینکا ہوا"

خدیجہ بیگم نے ستون کے گرد باہیں ڈالے جھولتی سکینہ کو آواز دی وہ بھاگتی ہوئی آئی تو خدیجہ بیگم نے اسی طرح گھٹڑی صورت قمیض اٹھا کر سکینہ کے بازؤں پر دھر دیا۔ سکینہ

قمیض بازو پر ڈالے بھاگی چلے جا رہی تھی جب بلقیس کی آواز پر قدم تھمے۔ بلقیس روتے نقی کو اٹھائے کھڑی تھی۔

سکینہ۔۔۔رُک رُک۔۔۔یہ نقی کو پکڑ، روئے چلے جا رہا ہے جھولے پر لے جا اسے، "

" مجھے اور بھی سو کام ہیں

بلقیس نے گود میں اٹھائے روتے بلکتے نقی کو اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

" باجی جی یہ قمیض رکھنے کو بولا ہے بی جی نے "

سکینہ نے نقی کو تھامنے کے بجائے ہاتھ آگے کیا، جس پر قمیض رکھا تھا

" رکھ دے کسی بھی الماری میں جان چھڑا، جلدی آ نقی کو پکڑ "

بلقیس نے قمیض کو دیکھے بنے بلکتے نقی کو جھلاتے ہوئے مگن سے انداز میں حکم دیا، سکینہ نے فوراً سر ہلایا اور ساتھ ہی کمرے میں گھسی اور بھاگ کر جاتے ہی الماری کے کواڑ کھول کر قمیض وہاں ایک کونے میں رکھ کر بھاگتی ہوئی واپس آئی۔ بلقیس کے ہاتھوں سے بلکتے نقی کو تھاما اور درختوں کے تنے سے رسیوں کے ساتھ ٹائی ر باندھ کر بنائے گئے جھولوں کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

www.novelsclubb.com

****

چراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 5

کمرے میں ملگجا سا اندھیرا تھا تقی بیڈ پر چت لیٹا تھا اور ایک بازو موڑے آنکھوں پر رکھا ہوا تھا۔ کُرتے کی آئی ستین ہمیشہ کی طرح آگے سے موڑ کر تھوڑے اوپر چڑھا رکھے تھے۔

کمرے میں پلنگ کے سرہانے لگے لکڑی کے میز پر پڑی کتابوں پر گرد کی تہہ جمی تھی، کرتی بھی کیا یہ بے جان کتابیں ان کو چھوئے مہینوں بیت گئے تھے۔ کتابیں جمع کرنا ان کو پڑھنا اور پھر یوں سنبھال کر رکھنا تقی کا مشغلہ تھا، پھر وہ ان پڑھی ہوئی کتابوں کو بھی بار بار پڑھتا تھا۔

www.novelsclubb.com

اسے عام کتابیں رسالے نہیں اچھے لگتے تھے وہ تحقیق، سائنس، اسلامک تاریخ پر لکھی گئی کتب پڑھنے کا شوقین تھا لیکن اب رمنا کے جانے کے بعد تو جیسے وہ کتابوں سے روٹھ گیا تھا اور کتابیں اس پر فقط نالاں گرد کی چادر اوڑھے ہوئے تھیں۔

ان کتابوں کو کسی کو ہاتھ لگانے کی اجازت بھی تو نہیں تھی شمو تمام کمروں میں جھاڑو کے بعد جھاڑ پونجھ بھی کرتی تھی پر یہاں تقی کی قیمتی کتابوں کی وجہ سے جھاڑ پونجھ اور دیگر صفائی سختی سے منع تھی وہ خود جب چاہتا تھا ان کو صاف کرتا تھا۔ پر اب تو چھ ماہ سے وہ خود اپنا خیال کم رکھتا تھا تو ان کتابوں کی گرد کو کیسے صاف کرتا۔

رمنا کو گزرے چھ ماہ کا عرصہ بیت چکا تھا پر جہاں تقی کی یہ حالت تھی وہاں گھر کے اور مکیں بھی ابھی تک اس صدمے سے باہر نہیں آئے تھے لیکن ان کے زندگی کے معاملات پھر بھی چلنے لگے تھے۔ لیکن تقی تو جیسے بس کمرے کا ہو کر رہ گیا تھا۔ اب بھی کمرے کواڑ، کھڑکی بند کیے پردے گرائے وہ پلنگ چوکی پر نیم دراز تھا۔ کہیں دور دماغ میں کچھ آوزیں اور یادیں اور کچھ گزرے لمحے اُبھر رہے تھے مندمل ہو رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

یار کے غم کو عجب نقش گری آتی ہے

پور پور آنکھ کی مانند بھری جاتی ہے

بے تعلق نہ ہمیں جان کہ ہم جانتے ہیں

کتنا کچھ جان کے یہ بے خبری آتی ہے

اس قدر گوندھنا پڑتی ہے لہو سے مٹی

ہاتھ گُھل جاتے ہیں پھر کوزہ گری آتی ہے

کتنا رکھتے ہیں وہ اس شہرِ خموشاں کا خیال

روز ایک ناؤ گلابوں سے بھری آتی ہے

www.novelsclubb.com

زندگی کیسے بسر ہو گی کہ ہم کو

صبر آتا ہے نہ آشفتہ سری آتی ہے

کواڑ ہلکی سی دستک کے بعد کھلا اور پھر کسی کے قدموں کی چاپ قریب آ رہی تھی پر تقی نے نا تو بازو آنکھوں پر سے ہٹایا اور نا دیکھنے کی زحمت کی جو کوئی بھی تھا اب اس کے پلنگ کے پاس بلکل پاس کھڑا تھا۔ایسے گھر کے مکین اکثر آتے تھے کمرے میں بس اس کو سویا دیکھ کر واپس چلے جاتے تھے۔

وہ کھانا کھانے یا گھر کے دوسرے معاملات کے لیے کمرے سے باہر جاتا تھا اور پھر واپس کمرے میں ہی بند رہتا تھا،ایک واحد مالا تھی جو کبھی کھیلتی ہوئی یا پتاشے کھانے کی ضد لیے اس کے پاس آجاتی تو پھر وہ اسے ٹال نہیں پاتا تھا۔پلنگ کے پاس کھڑے فرہاد کی بھاری سے آواز نے کمرے کی خاموشی کو توڑا تھا۔

" تقی۔۔۔تقی سن فرزانہ آپا بلا رہی ہیں باہر بس کچھ ہی دیر میں نکلنے والی ہے گھر کو، ملنا نہیں ہے کیا ان سے؟ "

www.novelsclubb.com

فرہاد نے دھیمی سی آواز میں اس کا بازو تھام کر اسے فرزانہ کی واپسی کی خبر سنائی، تقی نے اُس کے یوں بازو ہٹانے پر کسلمندی سے آنکھیں کھول کر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ

وہ سو رہا تھا، پھر بکھرے سے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے سر کو آہستگی سے اثبات میں ہلا دیا۔

چادر جو پاؤں سے لے کر کمر تک تانے ہوئے تھا خود سے اتار کر وہ ابھی سیدھا ہو کر بیٹھا ہی تھا کہ کواڑ پر پھر سے آہستہ سے دستک ہوئی۔ فرزانہ چوڑیوں کی کھنک کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی، فرہاد اور تقی نے ایک ساتھ اس کی طرف دیکھا۔ وہ غور سے تقی کا اور کمرے کا جائزہ لے رہی تھی ہاتھ میں خاکی پیپر میں کچھ لپٹا پکڑا ہوا تھا۔

" فرہاد تو چل ذرا باہر مجھے تقی سے بات کرنی ہے "

فرزانہ نے فرہاد کی طرف گردن کا رخ تھوڑا سا موڑ کر اسے حکم دیا وہ فوراً حکم کی تعمیل کرتا ہوا سر ہلا کر باہر نکل گیا۔

"کیسی ہو آپا اور حسن میاں کیسے ہیں؟ آئے ہیں کیا ساتھ تمھارے؟ "

تقی نے اس کی کھوجتی نگاہوں سے نظریں چراتے ہوئے کتنے ہی سوال ایک ساتھ پوچھ ڈالے، وہ کل رات سے آئی ہوئی تھی اور اب شام ہونے کو ہی تھی، تقی کا یوں نادم ہونا

بجا تھا، وہ تاسف سے سانس باہر انڈیلتی اب میز کے پاس پڑی کرسی کو پلنگ کے قریب گھسیٹ رہی تھی۔

"کتنا بد تمیز ہے نا تو، چلو میری بات اور سہی ل

ملنے نہیں نکلا کمرے سے پر یہ حسن میاں۔۔۔ حسن میاں۔۔ بھائی کہا کر بہنوئی ہے تیرا "

فرزانہ نے مصنوعی خفگی سے شکوہ کیا وہ جان بوجھ کر اس کے ساتھ یوں متوازن سا رویہ رکھ کر بات کر رہی تھی، جس پر تقی کے لبوں پر مدھم سی مسکراہٹ ابھری۔ وہ کرسی پر بیٹھ چکی تھی اور پیپر میں لپٹا جو کچھ بھی وہ ساتھ لائی تھی گود میں رکھ لیا۔

"تقی کیا حالت بنالی ہے میرے ویر، دیکھ جانے والے جاتے ہیں ان سنگ جا نہیں سکتے ہم "

www.novelsclubb.com

فرازنہ کے لہجے میں درد تھا اور تقی کی اس حالت پر دکھ بھی تھا۔ وہ عجیب اداس آنکھیں لیے بیٹھا تھا۔ کوئی اندازہ بھی نہیں لگا سکتا تھا کہ وہ لاپرواہ ہر وقت پڑھنے والا تقی بھی رمنا

کے لیے ایسے جذبات رکھتا تھا کہ نا صرف چھ ماہ سے وہ کمرے کا ہو کر رہ گیا تھا بلکہ اپنے سارے خواب بھی پسِ پشت ڈال چکا تھا۔

"آپا جیسے وہ گئی ہے ایسے کوئی نا جائے، آپ کچھ نہیں جانتی۔۔۔۔ کچھ نہیں جانتی آپ۔۔۔"

کھوئے سے لہجے میں وہ ایسے کہہ رہا تھا جیسے خود ساختہ سرگوشی کر رہا ہو، فرزانہ نے دکھ سے اس کی طرف دیکھا۔

"دیکھ تقی، چھ ماہ ہونے کو آئے ہیں تو نے زندگی کو وہیں روک دیا ایسا غلط ہے۔۔۔ کیا تو سب بھول گیا تجھے تو آگے پڑھنا ہے، ڈاکٹر بننے کا وہ خواب کہاں گیا بول"

فرزانہ نے آنکھیں اوپر اٹھائے تیوری چڑھا کر سوال کیا، تقی کچھ دیر لب بھینچے خاموش رہا پھر بالوں میں ہاتھ پھیر تاسید ھا ہوا جواب کافی بڑھ چکے تھے۔

"اسی کے ساتھ دفن ہو گئے خواب سارے آپا"

تقی کی آواز میں تھکاوٹ، تاسف، کرب جھلک رہا تھا، فرزانہ نے افسوس سے سر کو ہوا میں جنبش دی

"کیوں ہوئے دفن وہ کہاں ایسا چاہتی تھی بول۔۔۔۔وہ تو خود پڑھائی کی اتنی شوقین تھی،اور دیکھ اس دن اگر ہمارے گاؤں میں کوئی ہسپتال ہوتا تو شائی داس کی جو چند سانسیں باقی تھیں انہی کے بل بوتے پر وہ لوٹ آتی۔۔۔۔"

فرزانہ نے جھک کر اس کے جھکے سر کے نیچے مضطرب چہرے کو دیکھتے ہوئے سوال کیا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ نفی میں سر کو ہلا رہا تھا۔

"تمہیں جانا ہے میں کچھ نہیں سنوں گی،لاہور میڈیکل کالج میں ایڈمیشن لے تجھے ڈاکٹر بن کر واپس آنا ہے اس گاؤں میں ہسپتال بنانا ہے"

فرزانہ اسے ان خوابوں کی یاد دلا رہی تھی جو اس نے اپنے اندر ہی کہیں دفن کر لیے تھے۔

وہ رمنا،فرزانہ آپا،فرہاد اور منہا سے اکثر اپنے ان بڑے بڑے خوابوں کا ذکر کرتا تھا،وہ ڈاکٹر بنے گا پھر یہاں ہمارے گاؤں میں ایک ہسپتال ہو گا بڑا سا۔

"آپا۔۔۔۔لیکن"

تقی نے منہ سے الفاظ نکالے ہی تھے کہ فرازنہ نے فوراً بات کاٹ دی

بس چپ کچھ نہیں سنوں گی ایسے کمرے میں بند رہ کر آگے نا پڑھنے کا فیصلہ کر کے، "
تو خود کو تو مار ہی رہا ہے ساتھ اس کی روح کو بھی تکلیف دے رہا ہے جو ہمیشہ تیار اہر کام میں ساتھ دیتی تھی، دیکھ ہم سب کو وہ بہت پیاری تھی منہا کو دیکھ جس کے سنگ سنگ رہتی تھی ہر وقت، غزالہ ممانی جس کی بیٹی تھی پر اب سب اپنی زندگی کے مصروفیت میں ہنستے بھی ہیں بولتے بھی ہیں۔ان میں سے کوئی بھی تمھاری طرح مجنوں نہیں بن بیٹھا جو زندہ
" ہیں وہ بھی تیری توجہ اور محبت کے حقدار ہیں

فرزانہ بول کم ڈپٹ زیادہ رہی تھی،اور یہ سب کرنے کے لیے اسے بلقیس نے ہی کہا تھا کیونکہ وہ جانتی تھیں وہ فرزانہ سے نا صرف پیار کرتا ہے بلکہ بڑی بہن کی طرح اس کی ہر بات بھی مانتا ہے۔

" اور یہ دیکھ اس دفعہ میں تیری پسند کے رنگ کا کُرتا کاڑھ کر لائی ہوں "

فرزانہ نے ہاتھ میں پکڑا خاکی لفافہ ایک طرف کیا اور اس میں لپٹا ہلکے نیلے رنگ کا قمیض شلوار آگے کیا جس کے گلے پر نفاست سے کڑھائی کی ہوئی تھی۔

" شکریہ آپا۔۔۔ "

www.novelsclubb.com

تقی نے آہستگی سے کہا، اور پھر جوڑا ہاتھ بڑھا کر فرزانہ کے ہاتھ سے لے لیا۔ وہ بہت خوبصورت کڑھائی کرتی تھی اور سب چھوٹوں کو ہمیشہ مختلف تحفے تحائف دیتی رہتی تھی ۔

" شکریہ نہیں چاہیے تمھارا مجھے تو بس یہ چاہیے کہ تو واپس آجائے زندگی کی طرف "

فرزانہ نے مسکراتے ہوئے اپنی خواہش کا اظہار کیا، تقی بھی مسکرا دیا۔

" اچھا چل آجا باہر جلدی سے، تیرے حسن بھائی بس جانے کو تیار بیٹھے ہیں۔ "

فرزانہ نے مسکراتے ہوئے اسے اٹھنے کا کہا تو وہ بھی جوڑا ایک طرف رکھے سر ہلاتا ہوا پلنگ سے اٹھ گیا اور پھر فرزانہ کے پیچھے چل دیا۔ فرزانہ کی باتوں کا واقعی بہت اثر ہوا تھا کہ رات کو وہ قندیل جلائے اپنی میز کی صفائی کر رہ تھا۔

www.novelsclubb.com *********

مالا باورچی خانے میں دبے پاؤں آئی تھی، بھوک کم میٹھے کی طلب زیادہ ہو رہی تھی جو اسے یوں رات کے اندھیرے میں بھی باورچی خانے تک کھینچ لائی تھی۔ جیسے ہی باورچی خانے میں داخل ہوئی وہیں دروازے پر ہی قدم تھم گ ئے باورچی خانے میں موجود

قندیل کی ہلکی سی روشنی کے باعث وہ بمشکل دیکھ پا رہی تھی باورچی خانے کے کونے میں کوئی لڑکی گھٹنوں میں منہ دیے رو رہی تھی بال کندھوں سے نیچے کمر تک بکھرے ہوئے تھے،اس کی سسکیاں پورے باورچی خانے میں گونج رہی تھیں۔

مالا نے قدم آگے بڑھائے وہ ننگے پاؤں تھی شائی داسی لیے روتی ہوئی لڑکی کو پتا نہیں چل رہا تھا کہ کوئی باورچی خانے میں آیا ہے اور اب اس کی طرف بڑھ رہا ہے۔

"کون ہو کیوں رو رہی ہو"

مالا نے پاس جا کر تھوڑا سا جھکتے ہوئے پوچھا، لڑکی کا وجود آہستہ آہستہ ہل رہا تھا، مالا کی آواز پر اس کا رونا ایک لمحے کے لیے بند ہوا، لڑکی نے سر اوپر اٹھایا سفید لٹھے جیسے رنگت سیاہ آنکھیں جن میں سفید پتلی نہیں تھی گالوں پر بہتے آنسو اور ناک سے بہتا خون وہ رمنا تھی ---

"آپا۔۔۔۔۔۔"

مالا نے حیرت سے کہا اور پھر جھٹ سے رمنا کے گھٹنے تھام کر اس کے بلکل پاس بیٹھ گئی

www.novelsclubb.com

" آپا۔۔۔تم آگ ئی ؟۔۔۔کہاں گ ئی تھی آپا؟،اللہ نے بھیج دیا کیا واپس ؟مٹی کے نیچے سانس کیسے لیتی تھی؟ "

کتنے ہی سوال اس نے رمنا سے پوچھ ڈالے تھے جو ان چھ ماہ میں اس کی قبر دیکھ لینے کے بعد اس کے معصوم ذہن میں پنپتے رہے تھے۔رمنا بلکل خاموش تھی بس آنسو بہہ رہے تھے۔

" آپا بولو تو۔۔۔۔۔۔کچھ تو بولو نا۔۔۔ "

مالا نے ہاتھ آگے کیے محبت سے اس کی ٹھوڑی کے نیچے اپنا ہاتھ رکھا رمنا کا آنسو آنکھ سے نیچے گرا اور مالا کی ہتھیلی پر گرتے ہی بٹن بن گیا وہی بٹن جو مالا کو اس کی مٹھی میں سے ملا تھا ۔

" ہاں۔۔۔آپا یہ تمھارا بٹن ہے۔۔اس دن تمھارے ہاتھ میں تھا نا "

مالا نے جھٹ اس بٹن کو پہچان لیا

" مجھے معاف کر دو آپا یہ میں نے اپنی گڑیا کے گلے میں ہار بنا کر ڈال دیا تھا "

مالا نے ڈرتے ہوئے رمنا سے معافی مانگی،رمنا کے آنسو اور تیزی سے بہنے لگے تھے۔

"آپا رو مت یہ لے لو اپنا بٹن۔۔۔آپا لے لو اپنا بٹن "

مالا ہاتھ آگے بڑھائے بار بار رمنا کو بٹن دے رہی تھی،اچانک رمنا اس کی گود میں گری تھی۔اور اس کی پیٹھ کے پیچھے خنجر پیوست تھا۔جس میں سے خون نکل رہا تھا۔

مالا نے چیخ ماری تھی،اتنی بھیانک چیخ کہ اس کی آنکھ کھل گ ئی تھی۔خواب سے جاگ کر وہ کانپ رہی تھی اٹھ کر اپنے بستر پر بیٹھ گ ئی۔خنجر کا رمنا کی پیٹھ میں پیوست ہونا اس کے لیے اس دن رمنا کے گر جانے سے زیادہ خوفناک منظر لگا تھا کیونکہ خنجر، چھری ان چیزوں سے وہ بکروں اور مرغیوں کو زبح ہوتے اکثر دیکھتی تھی۔

کمرے میں دوسرے کمرے کی قندیل کی مدھم سی روشنی تھی کچھ دور لکڑی کے جھولے میں رملا بے خبر سو رہی تھی،یہ کمرہ پہلے اس کا اور رمنا کا ہوتا تھا اور اب رملا کا جھولا اس کمرے میں آگیا تھا۔

www.novelsclubb.com

مالا نے آہستگی سے پاؤں زمین پر اتارے وہ اب بھی کانپ رہی تھی گردن اور ماتھے پر پسینہ تھا جلدی سے اس نے آگے بڑھ کر کمرے کی بتی کو جلایا اور پھر ایک طرف پڑے جوتے کے ڈبے کی طرف بڑھی جس میں اس نے اپنی گڑیا اور سامان کو رکھا ہوا تھا۔

زمین پر بیٹھ کر ڈبہ کھولا تو اس میں گڑیا کے گلے میں بٹن موجود تھا جو اس نے ایک دھاگے میں باندھ کر اس کے گلے میں ڈال دیا تھا۔کچھ دیر یونہی گڑیا کو دیکھتے رہنے کے بعد وہ آکر پھر سے بستر پر لیٹ گ ئی تھی پر عجیب سا خوف تھا جو سونے نہیں دے رہا تھا۔مالا کی سسکیاں پھر سے سنائی دے رہی تھیں اسے بہت کم خواب آتے تھے۔اور آج کا خواب۔ ۔۔خواب کم حقیقت زیادہ لگ رہا تھا وہ سرپٹ دوڑی اور اپنے کمرے سے ملحقہ کمرے میں داخل ہوئی جہاں غزالہ اور نوازش پلنگ پر سو رہے تھے۔وہ پلنگ پر چڑھی اور پھر غزالہ اور نوازش کے درمیان میں لیٹ کر آنکھیں موند لیں۔

****

یہ چوہدری حاکم کی بیٹھک تھی جو حویلی کے بیرونی برانڈوں کے ساتھ بنائی ہوئی تھی۔یہ بیٹھک کم حال زیادہ تھی۔اس میں لکڑی کے بہت سے صوفے لگے تھے اور ان کے آگے لکڑی کے میز پڑے پڑے تھے۔جن کے اوپر بڑی نفاست سے میز کور بچھائے ہوئے تھے

۔

ایک طرف دیوار میں بڑی سی الماری تھی جس میں دو کواڑ والے دروازے لگے تھے پر اس کے ایک طرف ویسے ہی دیوار میں سلیب بنائی گئی تھیں جہاں مختلف سجاوٹی پیس رکھے ہوئے تھے اور کچھ پینٹنگز دیوار سے لٹک رہی تھیں۔ سلیب پر بھی سفید کپڑے پر کڑھائی کیے ہوئے کور بچھا کر سجاوٹی پیس رکھے گئے تھے۔

الماری کے ساتھ ہی چوہدری حاکم کے حقوں کی قطار لگی تھی، چھوٹے بڑے کتنے ہی حقے تھے جو برانڈوں میں ہونے والے اجتماع کے وقت سلگا سلگا کر مہمانوں کے آگے پیش کیے جاتے تھے۔ ایک طرف لکڑی کا پلنگ لگا تھا جس پر بہت سارے چمکتے ہوئے گاؤ تکیے پڑے تھے سنہری رنگ کے چمکتے گاؤ تکیوں پر نیلے حروف میں شادی مبارک لکھا تھا۔

چوہدری حاکم اس وقت پلنگ پر لیٹے تھے ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر چڑھا رکھی تھی۔ یہ دوپہر کا وقت تھا جب وہ کچھ دیر آرام کی غرض سے بیٹھک میں سے سب کو رخصت کر دیتے تھے۔

www.novelsclubb.com

اب بھی وہ نقیب حاکم کے بیٹھک میں آنے سے پہلے ہلکی سی غنودگی میں ہی تھے جب نقیب حاکم نے کسی ضروری بات کہنے کی غرض سے اجازت طلب کی اور جو ضروری بات نقیب حاکم نے کی تھی اس پر چوہدری حاکم کا تو پارہ چڑھ گیا تھا۔

"دیکھ نقیب حاکم، تیرے پتر نے مجھے کہا دا جی بس دسویں جماعت کروں گا بس پھر ابا اور آپ کے ساتھ آجاؤں گا"

چوہدری حاکم کی پیشانی پر بل پڑے تھے اور ان کی بارعب آنکھیں جن کے گرد جھریاں آنے کے بعد بھی ان کا رعب اور دبدبا نہیں گیا تھا غصے سے سُکڑ کر شیر کی آنکھ جیسا تاثر دے رہی تھیں۔ وہ اب اُٹھ کر پلنگ پر ہی بیٹھ چکے تھے جبکہ نقیب پاس پڑی کرسی پر مؤدب انداز میں بیٹھا تھا۔

اس نے چوہدری حاکم سے ترقی کی خواہش کا اظہار کیا تھا جو دراصل دل میں دبی ان کی اپنی بھی خواہش تھی کہ ان کا بیٹا پڑھ لکھ کر ڈاکٹر بنے۔ پر چوہدری حاکم کے تیور بتا رہے تھے ان کو یہ بات بہت ناگوار گزری ہے۔

"اس کے بعد وہ دسویں سے آگے ضد پر آگیا بارہویں تک پڑھوں گا بس دا.جی شہر جانے دیں، اور اب کہتا ہے ڈاکٹری مکمل کرے گا"

چوہدری حاکم نے ہوا میں ہاتھ کھول کر استہزایہ گھمایا، نقیب نے جلدی سے سر نیچے جھکایا

"ابا.جی چھوٹے ہوتے سے بس یہ ہی خواب دیکھا اس نے ڈاکٹر بنے گا گاؤں میں ہسپتال بنائے گا"

نقیب نے سر جھکائے ہی اپنی بات مکمل کی۔

"او۔۔۔رہنے دے نقیب حاکم، یہ سب باتیں ہیں ایک دفعہ وڈے (بڑے) شہر گیا بس ہاتھ سے نکل گیا سمجھا، پھر یہ کہے گا مجھے ملک سے باہر جانا ہے اور بس پھر میں اور تم بیٹھے رہیں گے ہاتھ پر ہاتھ دھرے تقی کے جوان ہونے کے انتظار میں"

چوہدری حاکم نے ہتک آمیز لہجے میں نقیب کو آئینہ دکھایا۔ یہ ان کے دل کے وسوسے تھے جو وہ نقیب حاکم پر ظاہر کر رہے تھے۔

"نہیں۔۔۔ابا.جی تقی بلکل نہیں ایسا کرے گا وہ ڈاکٹری بھی کرے گا اور گاؤں میں رہے گا بھی، یہاں لمبرداری کا بھی سب سنبھالے گا اس نے خود کہا ہے مجھ سے"

نقیب نے التجائی لہجے میں بیٹے کی سفارش کی، چند پل کے لیے بلکل خاموشی رہی پھر چوہدری حاکم کی آواز گونجی

" تو پھر ایک شرط ہے میری بھی، اگر وہ یہ چاتا (چاہتا) ہے کہ میں اس کی بات مان کر اسے لاہور بھیج دوں اور ڈاکٹری کی تلیم (تعلیم) کا سارا خرچ اس کا اٹھاؤں تو پھر اس کو کہہ میری ایک بات مان کر اس پر عمل کر کے جائے "

چوہدری حاکم ایک جھٹکے سے پلنگ پر سے اٹھے تھے اور اب سیدھے کھڑے اپنی مونچھوں کو تاؤ دے رہے تھے

" کیا۔۔ شرط اباجی "

نقیب نے پر تجسس لہجے میں پیشانی پر افقی رخ بل ڈالتے ہوئے پوچھا

" میں نے رمنا کا رشتہ تقی سے چھ سال پہلے اس لیے کیا تھا کہ نوازش کا دل تم سے اور خدیجہ کی طرف سے بلکل صاف ہو جائے اور تم دونوں بھائی ہمیشہ یونہی گٹھ جوڑ کے ساتھ رہو، تم جانتے ہو مجھے جتنی محبت تم سے ہے اتنی ہی نوازے سے ہے "

www.novelsclubb.com

چوہدری حاکم کا لہجہ اچانک ہی رعب سے نرمی میں تبدیل ہو گیا تھا۔ وہ اب سنجیدگی سے غیر مرئی نقطے کو گھور رہے تھے۔

"تم جانتے ہو اس کی صحت بھی اتنی ٹھیک نہیں رہتی اور پھر رب نے اولادِ نرینہ نہیں دی، اور اب تو جوان اولاد کا غم۔۔۔۔ آ۔ہ۔ہ۔ہ۔ہ۔ہ۔ہ۔"

چوہدری حاکم کے دل سے جیسے ٹیس اٹھی تھی اپنے بیٹے کو یوں اداس دیکھنا سوہانِ روح تھا ان کے لیے، وہ اپنی دوسری بیوی عصمت آرا سے بے پناہ محبت کرتے تھے باپ نے لوگوں کی طعنوں سے بچنے کے لیے گھر میں پناہ دی ہوئی خدیجہ سے شادی کروادی تھی حلانکہ اس وقت خدیجہ ان سے بڑی بھی تھی، بعدازاں ان کو خدیجہ سے بھی بے پناہ الفت ہو گئی تھی پر عصمت آرا کی جگہ اپنی تھی اس لیے عصمت آرا جب نوازش کی پیدائش پر ہی ان کو چھوڑ گئی تو وہ بہت دکھی ہوئے تھے اور اب عصمت آرا کی آخری نشانی نوازش سے بھی ان کو وہی محبت تھی۔

"تو ابا جی۔۔۔ آپ جانتے ہیں رمنا اور تقی کے رشتے پر میں اور بلقیس کیا تقی خود بھی دل سے راضی تھا"

نقیب نے ان کے یوں پریشان اور اداس سے لہجے کے پیش نظر وضاحت دی

" ہمم جانتا ہوں یہ سب۔۔۔پر اب میں یہ چاہتا ہوں تقی کی شادی مالا سے ہو جائے "

چوہدری حاکم نے پیچھے ہاتھ باندھے لب بھینچ کر اپنا فیصلہ سنایا، دوسری طرف نقیب حاکم کی آنکھیں پوری کھل گئی تھیں

" ا۔۔ا۔۔۔با۔۔ابا جی۔۔۔مالا۔۔؟ "

نقیب کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا اسے بلکل توقع نہیں تھی کہ چوہدری حاکم یہ شرط رکھیں گے

" ہاں مالا۔۔۔اسے کہو مالا سے عقد کرے اور جائے پڑھ لے جتنا پڑھنا چاہتا ہے "

چوہدری حاکم نے دوٹوک لہجے میں جواب دیا، نقیب کے تو چھکے چھوٹ گئے تھے

www.novelsclubb.com

"پ۔۔پر ابا جی مالا بہت چھوٹی ہے۔۔نکاح۔۔ "

نقیب حاکم حیرت زدہ تو تھا ہی اب پریشان بھی ہو گیا تھا

ہاں تو عقد ہی کرے گا نا اب، رخصتی تو مالا کے جوان ہونے پر کریں گے نا جب یہ پڑھائی سے فارغ ہو کر نو سال بعد آئے گا تب ہی کریں گے مالا جب بیس، بائیس کی ہو جائے گی"

چوہدری حاکم نے پیچھے باندھے ہاتھ میں سے ایک ہاتھ باہر نکال کر سیدھا کھڑا کیا اور وثوق سے اپنی بات کہی

"ابا۔۔۔جی لیکن۔۔"

نقیب حاکم نے الجھ کر ڈرتے ہوئے کہنا چاہا وہ جانتا تھا تقی کسی صورت ایسے رشتے پر راضی نہیں ہو گا اور نا ہوا تو سمجھو اپنے خواب سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا

لیکن ویکن کچھ نہیں، اگر تم یہی سوچ رہے ہو کہ تقی نہیں مانے گا تو ٹھیک ہے نا مانے پر یہ بھی ہو سکتا ہے کچھ سالوں بعد جب مالا جوان ہو جائے تب بھی میرا فیصلہ اس کے لیے یہی رہے، پھر تو نا وہ ڈاکٹر بن سکے گا اور نا۔۔۔"

چوہدری حاکم کا لہجہ پھر سے بارعب اور گرج دار ہو گیا تھا، نقیب بس خاموش کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔

www.novelsclubb.com

****

یہ تقی کا کمرہ تھا جہاں اس وقت وہ غصے میں سرخ چہرہ لیے میز کے پاس کھڑا تھا اور سامنے بلقیس اور خدیجہ بیگم کھڑی تھیں۔

" مجھے حیرت ہے آپ سب کی ذہنیت پر مالا چھ سال کی ہے اور میں بیس کا ہوں "

تقی کی آواز کہیں دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی تھی،اس نے تاسف سے سامنے کھڑی بلقیس کو اور بی جان کو دیکھا

" بلقیس پیچھے ہو ذرا کی ذرا "

خدیجہ بیگم نے بلقیس کو کندھے سے تھام کے پیچھے کیا جو بیٹے کی بچار گی پر اب پگھلنے کو تھی۔نقیب حاکم کے بہت سمجھانے پر بھی جب وہ مالا کے ساتھ نکاح پر نہیں مانا تو اب خدیجہ بیگم اور بلقیس اسے سمجھا رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

" تو جب پڑھ کر واپس آوے گا تو وہ کیا چھ سال کی عمر پر ہی رک جاوے گی،یہ لونٹھے کی طرح جوان ہووئے گی اگلے تین چار سال میں "

خدیجہ بیگم نے آنکھیں سکیڑی تھیں۔ بلقیس نے ہاتھ مڑوڑتے ہوئے تقی کی طرف دیکھا جو شکن آلودہ پیشانی لیے کھڑا آج پہلی دفعہ بی جان کو بھی گھور رہا تھا۔

"تو بی جان میں بھی تو بیس سال پر ہی نہیں رک جاؤں گا نا، ویسے بھی رمنا نہیں ہے تو کیا مالا ہی ہے بس"

تقی بہت کاٹ دار لہجہ اپنائے ہوئے تھا، غصے کا تواز ل سے ایسا ہی تھا اب اس افتاد نے تو سوا نیزے کو چھونے پر مجبور کر چھوڑا تھا موئے کو

"ہاں بس مالا ہی ہے، مت اتنی بحث کر مت کر نہیں جا سکے گا پڑھنے"

بلقیس نے گڑبڑا کر بی جان کے غصے کے پیش نظر بات کو سنبھالا

"بہو۔۔۔ پڑھنے نہیں بھی جاوے گا چوہدری حاکم شادی پھر بھی اس کی مالا ہی سے کروائیں گے، دماغ متی خراب کیجیو اپنے لال کا"

www.novelsclubb.com

خدیجہ بیگم نے گھور کر بلقیس کو دیکھا جو اب نگاہیں چرا رہی تھیں، کواڑ کا پٹ ایک دھماکے سے دیوار میں لگا تھا اور وہ تیر کی سی تیزی کے ساتھ بھاگتی ہوئی آکر تقی کی ٹانگوں کے

ساتھ چمٹ گئی، اس آفت کے پرکالا کی آمد پر سب یکایک کھلے منہ سے اب اسے تاک رہے تھے۔

"مالا۔۔۔۔مالا۔۔۔۔۔"

غزالہ جو اس کے پیچھے چیختے ہوئے کمرے میں داخل ہوئیں تو ایک دم سے خدیجہ بیگم کو وہاں دیکھ کر دروازے میں ہی قدم جم گئے، عجلت میں کھینچ کر دوپٹہ سر پر درست کیا جو مالا کے پیچھے بھاگنے میں سر پر سے سرک گیا تھا، سانس بھی پھولی ہوئی تھی۔

"تقی بھائی بچاؤ اماں جان مارتی ہیں"

معصوم سی باریک آواز میں وہ تقی کے ٹانگوں کے پیچھے چھپی اس کی کمر کے گرد بازو ڈالے کھڑی مدد طلب کر رہی تھی، خدیجہ بیگم جواب تک منہ کھولے کھڑی تھیں گڑبڑا کر گویا ہوئیں

www.novelsclubb.com

"غزالہ پکڑ اس کو کیسے چمٹی کھڑی ہے تقی کے ساتھ بے شرم کہیں کی"

خدیجہ بیگم نے غزالہ کو گھوری ڈالی وہ بدحواس سی آگے بڑھیں

"بی جی چھوٹی ہے"

بلقیس نے جلدی سے غزالہ کی شرمندگی کم کرنے کو خدیجہ بیگم کی طرف دیکھ کر کہا

" زیادہ بھاشن مت دیو مجھے پکڑ لڑکی کو "

خدیجہ بیگم نے غصے سے کہا، غزالہ اب مالا کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچ رہی تھی اور مالا تقی کی ٹانگوں کے گرد گرفت مضبوط کرتی جا رہی تھی

" تقی بھائی اماں جان منہ دھلوا رہی ہیں مجھے نہیں دھونا ہے "

مالا نے چہرہ اوپر اٹھائے معصومیت سے تقی کی طرف دیکھ کر کہا

" چچی جان۔۔ چچی جان چھوڑیے "

تقی نے غزالہ کے ہاتھ سے مالا کا بازو چھڑوایا اور خود نیچے بیٹھ کر مالا کو کندھوں سے تھام لیا ۔

www.novelsclubb.com

مالا منہ دھونا اچھی بات ہے نا جاؤ اماں خفا ہوں گی اور میں پھر مٹھائی نہیں لاؤں گا "

سمجھی "

تقی نے ملائم سے لہجے میں مالا کے گال پر ہاتھ رکھے سمجھایا تھا

"تقی بھائی آپ دھلوا دو منہ"

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 6

وہ تقی سے منہ دھلوانے کی فرمائش کر بیٹھی تھی اور باقی نفوس ہکا بکا دیکھ رہے تھے۔اس کی چہرے پر جگہ جگہ چپچپاہٹ کے نشان تھے جن پر اب مٹی چپکی تھی، مالا کی اس نوکھی فرمائیش پر خدیجہ بیگم کی پیشانی مزید شکن آلودہ ہوئی۔

"غزالہ پکڑ لڑکی کو لے جا کمرے میں، بے شرم بھائی بھائی لگی ہے اس کو، کل اس سے نکاح ہو جاوے گا سمجھا اس کو بھائی مت بولے"

www.novelsclubb.com

خدیجہ نے ماتھے پر سو بل ڈالے غزالہ کو گھورتے ہوئے مالا کو الگ کرنے کا حکم دیا، غزالہ گڑبڑا کر آگے بڑھی اور پھر مالا کو زبردستی کھینچتے ہوئے باہر لے گئی جو باہر جاتے ہوئے بھی گلا پھاڑے رو رہی تھی۔ جیسے ہی غزالہ کمرے سے باہر نکلی تقی بے زار سا اٹھ کر کھڑا ہوا۔

"آپ لوگ ایسا کریں مالا کو چھوڑیں، رملا سے ہی شادی کروا دیں میری اور جب تک وہ جوان ہو گی میں شائد اس دنیا سے ہی رخصت ہو جاؤں، کب ختم ہوں گی یہ دقیانوسی روایات"

تقی ضبط کے آخری دہانے پر تھا ایسا لگ رہا تھا ابھی پھٹ جائے گا۔ مالا کے رونے کی آوازیں اب بھی سنائی دے رہی تھیں۔ خدیجہ بیگم نے تقی کے یوں بھڑک اٹھنے پر غصیلی نگاہوں سے گھورا

"بک بک بک۔۔۔ کرے ہی جاوے ہے گھوڑا کہیں کا، بلقیس اپنے لال کو اچھے سے سمجھا دیو اس کا بیاہ مالا سے ہی ہووے گا، میں جا رہی ہوں مجھ سے نا برداشت ہووے اس کی یہ طوفانِ بدتمیزی"

خدیجہ بیگم نے ہاتھ ہوا میں معلق کیے کہا اور سارا کچھ بلقیس کے کندھوں پر منتقل کرتی خود توبہ توبہ کرتے ہوئے باہر نکل گئی یں۔ بلقیس نے ابھی نگاہ اٹھا کر تقی کی طرف دیکھا ہی تھا کہ وہ جھنجلا کر گویا ہوا

اماں عجیب جاہلانہ بات ہے یہ، چلیں میرا کسی کو خیال نہیں مگر وہ کتنی چھوٹی ہے یہ کیا اس پر ظلم نہیں؟"

تقی خدیجہ بیگم کے جاتے ہی ماں پر برس پڑا تھا، بلقیس محبت سے آگے بڑھیں اور تقی کو کندھوں سے تھام لیا

"حضرت عائشہ جب نبی پاک ﷺ کے زوجیت میں آئی تھیں آپ بہت چھوٹی تھیں اور پیارے نبی کی عمر پچاس برس سے زیادہ تھی، ہمارے مزہب میں شادی کے لیے عمروں کی کوئی قید نہیں ہے ہمارے نبی مثالیں ہمارے لیے ہی قائم کر گئے ہیں، یہ تو محبت کے ناطہ ہے بس میں بھی تو تیرے ابا سے بارہ سال چھوٹی ہوں، کیا کمی ہے ان کے اور میرے رشتے میں"

بلقیس بیگم بہت شائستگی سے اسے سمجھا رہی تھیں مگر لہجے میں کہیں نا کہیں التجا ضرور تھی، تقی نے ان کی بات پر بچارگی سے دیکھا اس کے سارے کے سارے دلائل بلقیس کی اس مثال کے آگے دھرے کے دھرے رہ گئے تھے۔

"اماں۔۔۔۔۔"

الجھے سے لہجے میں کہتا وہ بات کو درمیان ہی چھوڑ گیا وہ لوگ کسی بات کو نہیں سمجھ رہے تھے۔ یہاں حویلی میں انسانوں کا حال بھی بھیڑ بکریوں جیسا تھا جب چاہا جس بھی کھونٹے سے باندھ دیا۔

"ماں جا پتر۔۔۔۔ نا اپنے باپ کا سر نیچا کرا اپنے دا جی کے سامنے، معاملا اور ہے دا جی بس نوازش کی عادت سے گھبراتے ہیں، پہلے بھی آٹھ برس اس کے بغیر بہت مشکل سے کاٹے" انہوں نے

بلقیس اب اس کی منت سماجت پر اتر آئی تھی، جواب بھی ایسے کھڑا تھا جیسے اس کو عمر قید کی سزا سنادی گئی ہو۔ تقی نے بے حال ہو کر ہاتھوں میں سر جکڑ لیا

"اماں بات صرف اتنی سی نہیں ہے، وہ جب بڑی ہو گی میں بڈھا ہوں گا تب کیا اس کے دل میں ایسا کچھ نہیں آئے گا، اور میرے دل میں وہ ایک چھوٹی سی بچی کا مقام رکھتی ہے میں اسے وہ مقام۔۔۔۔ کیا بکواس ہے اماں یہ"

تقی نے زور سے بازو نیچے ڈھلکائے، بھنویں اوپر چڑھائے ماں سے ایک اور مسئلہ پیش کر دیا

مرد چالیس کا بھی ہو تو جوان ہی ہوتا ہے، اور تو ماشاءاللہ اتنا پیارا ہے مالا تو بہت محبت کرے گی تجھ سے دیکھ لینا تو "

بلقیس نے بے اختیار اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں بھر لیا، خوبرو تو وہ تھا ہی، ناک نقش ایسے کہ کوئی ایک نظر ڈالے تو پھر مڑ کر ضرور تاکے، قد کاٹھ رنگ وروپ اچھا تھا پر تھوڑا دبلا تھا وہ بھی اپنی عمر کے لحاظ سے، بلقیس اس کے ماتھے پر بوسے دے رہی تھی اور وہ ماں کے لیے نیچے کو جھکا بس بے زار کھڑا تھا۔

****

حویلی مہمانوں سے بھری ہوئی تھی، کیا اٹاری کیا صحن سب جگہیں قریبی رشتہ داروں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی، وہ سب کے سب آج دس ماہ بعد پھر سے حویلی میں جمع تھا بس اس دفعہ کوئی گانا بجانا اور شور و غل نہیں تھا جیسے فرزانہ کی شادی پر تھا۔

اور ویسے بھی یہ تو صرف نکاح کی تقریب تھی جس میں نکاح کے بعد مہمانوں کو کھانا کھلا کر فارغ کر دینا تھا۔ صحن میں دھوپ تھی پر نیم کے گھنے درختوں کے نیچے چھاؤں میں چارپائیاں ڈال کر کئی خواتین بیٹھی ہوئی تھیں۔

کمرے میں مالا کو سرخ جوڑا اور گوٹے والا دوپٹہ پہنا یا کر بٹھایا ہوا تھا۔ جوڑا غزالہ نے نیا سلائی کیا تھا اس کا ہر دوپٹہ اس کی شادی کا ہی تھا جو اس نے مالا کو اوڑھا دیا تھا، وہ چھوٹی سی پورے دوپٹے میں ڈھک گ ئی تھی۔ وہ بار بار دوپٹے سے الجھ کر اسے سر سے اتار رہی تھی۔ غزالہ جو سامنے کھڑی اسے چپ بیٹھنے کی نصیحت کر رہی تھی، نظر بھر کے مالا کو دیکھا تو آنکھیں بھر آئی یں۔

وہ ویسے بھی آج صبح سے کونوں کھدروں میں گھس گھس کر کتنی دفعہ رو چکی تھی رمنا بہت یاد آ رہی تھی جوان بیٹی چاہے اپنے دل کی بات ماں سے نا کہے پر ماں اس کے جذبات سے باخوبی واقف ہوتی ہے اور غزالہ جانتی تھی رمنا تقی کے نام پر ہی گلال ہو جایا کرتی تھی ۔

اب بھی مالا کو یوں رمنا کی جگہ سرخ جوڑے میں دیکھ کر ایسے دل میں ٹیس اٹھی کے وہ نگاہیں چراتی باہر اٹاری کے ستون کے پاس آ کر بھیگی آنکھیں پونچھنے لگی۔ کتنے ہی پل رمنا کے بچپن سے لے کر جوانی تک کے پل آنکھوں کے آگے سے گزر گ ئے، وہ یونہی دوپٹے کے پلو سے نم آنکھوں کو صاف کر رہی تھی جب پیچھے سے اسے آواز سنائی دی۔

www.novelsclubb.com

”آپا۔۔۔مالا کہاں گئی؟ مولوی صاب (صاحب) نکاح پڑھانے آرہے ہیں ادھر کو ہی“

غزالہ کی چچازاد بہن نے آکر غزالہ کا کندھا جھنجھوڑ دیا، وہ پریشان حال تھی۔ غزالہ جلدی سے اس کے سنگ آگے بڑھی تھی کہ منہا تیز تیز قدم اٹھاتی غزالہ تک آئی

”چچی۔۔۔ چچی۔۔۔ وہ مالا وہاں درخت کے نیچے سکینہ کے ساتھ کھیل رہی ہے میں اگر لانے کی کوشش کر رہی ہوں تو مار رہی ہے مجھے“

منہا نے حواس باختہ مالا کی کارستانی بتائی، غزالہ نے حیرت سے منہ پر ہاتھ رکھا اور پھر فوراً زینے اترتی نیم کے درخت کی طرف بھاگی اس سے پہلے کہ کسی اور مہمان کی نظر مالا پر پڑ جائے وہ اس کو واپس کمرے میں لانا چاہتی تھی۔

سامنے ہی نیم کے درخت کے نیچے سفید چاک سے چھوٹے چھوٹے خانے زمین پر کھینچ کر وہ بنا دوپٹے دو چٹیاں گھماتی زمین پر پڑے چھوٹے سے پتھر کو ایک ٹانگ اٹھا کر پاؤں مارتی ہوئی ایک خانے سے دوسرے خانے میں چھلانگ لگا رہی تھی۔ سکینہ اس کے بلکل پاس

کھڑی تھی۔ غزالہ کا اسے اس حالت میں دیکھ کر پارہ چڑھ گیا تقریباً بھاگتی ہوئی وہ مالا کے پاس آئی۔

"مالا۔۔۔مالا۔۔۔چل۔۔چل کمرے میں "

وہ غصے سے مالا کو گھور رہی تھی ایسے جیسے مالا کو کچا چبا جائے گی غزالہ کو دیکھتے ہی مالا نے زبان دانتوں میں دبالی تھی کیونکہ غزالہ نے اسے سختی سے کمرے سے باہر نکلنے سے منع کیا تھا۔ غزالہ نے آگے بڑھ کر اس کے بازو کو ایک جھٹکے سے دبوچا وہ ہل کر رہ گ ئی تھی، غزالہ اب اسے کمرے کی طرف کھینچ رہی تھی

اماں۔۔۔مجھے کھیلنا ہے، سکینہ میری باری لے لے گی" وہ ہاتھ لمبا کیے کھیلنے کے لیے " بضد تھی، بچی تھی صبح سے کمرے میں بند کر رکھا تھا کب تک یہ قید برداشت کرتی، جیسے ہی دیکھا سب باتوں میں مگن ہیں دوپٹے کے نیچے سے غائ ب ہو کر باہر آ گ ئی تھی۔

اب غزالہ اسے زبردستی کمرے میں لے جا رہی تھی اور ارد گرد بیٹھی بزرگ خواتین ایسے لطف اندوز ہو رہی تھیں جیسے یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں تھا ان کے لیے۔ ایک بوڑھی عورت حقے کا کش لگا کر ساتھ والی سے گویا ہوئی۔

میرا جس دن نکاح تھا تو وہ جو بڑا اکڑا ہایا ہوتا اس میں کھیل رہی تھی، اماں آ کر جوتے ”
“مارتی لے کر گئی ایسے ہی رو رہی تھی میں بھی، اماں مرحومہ بتایا کرتی تھیں۔۔۔

بوڑھی ہنستے ہوئے اپنے نکاح کا واقع دوسری سے گوش گزار کر رہی تھی۔اور جھری زدہ بوڑھی آنکھیں شائی دوہ پل جی رہی تھیں۔

غزالہ اس کو زبردستی کمرے میں لائی، جلدی سے اس کے سر پر دوپٹہ سجایا۔

مالا پھر بار بار جھنجلا کر گوٹے کناری والا دوپٹہ سر سے اتار رہی تھی جسے غزالہ اس کے سر پر درست کر رہی تھی۔اتنی دیر میں ہی نوازش، نقیب اور منیر کے ہمراہ مولوی صاحب کمرے میں ہلکی سی دستک کے بعد داخل ہوئے سب خواتین جو اس وقت کمرے میں موجود تھیں کھینچ کر سروں پر دوپٹے لیے

نکاح خواں نے نکاح پڑھنا شروع کیا اور جب قبول ہے پوچھا تو پاس بیٹھی غزالہ کی بہن نے مالا کا سر پکڑ کر اثبات میں جھکا دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چھ سالا مالا نوازش پل بھر میں ہی زوجہ تقی میں تبدیل ہو چکی تھی۔ خواتین ایک دوسرے کے گلے مل رہی تھیں اور جسے خبر بھی نہیں تھی اس کے ساتھ کیا ہوا اسے بس باہر جا کر کھیلنے کی پڑی تھی۔

****

دوپہر کا وقت تھا، حویلی خاموشی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ہر کوئی اپنے اپنے کمروں میں تھا۔ مالا ننگے پاؤں اپنے کمرے سے چہکتی ہوئی باہر نکلی، وہی مخصوص انداز میں کندھوں تک آتے بالے جو بکھرے ہوئے تھے، چھوٹی سی فراک کے نیچے چست پاجامہ پہنے، ایک ہاتھ کی مٹھی زور سے بند کر رکھی تھی۔

اسی طرح بھاگتی ہوئی وہ تقی کے کمرے میں داخل ہوئی اور پردہ ایک ہاتھ سے پیچھے کیا، تقی سامنے میز پر کتابوں کا ڈھیر لگائے کھڑا تھا اور اپنی کتابوں میں سے کتابیں نکال کر ایک بیگ میں بھر رہا تھا۔ اچانک مالا کے یوں کمرے میں داخل ہونے پر ایک نگاہ اٹھائے اسے دیکھا اور پھر عجیب طرح سے نادم ہوا۔ وہ تقی کے دیکھنے پر فوراً مسکراتی ہوئی آگے بڑھی

جبکہ تقی نے اس سے نگاہیں چرائی تھیں۔اور جلدی سے اب وہ پلنگ پر رکھے بیگ میں میز سے کتابیں اٹھا کر رکھنے لگا تھا۔

نکاح کو چار روز گزر چکے تھے اسے آج شام شہر کے لیے نکلنا تھا اور پھر وہاں سے لاہور کے لیے روانہ ہونا تھا۔

"تقی بھائی۔۔۔۔ تقی بھائی۔۔۔"

مالا اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے اسے پکار رہی تھی۔وہ پلنگ کی طرف جاتا تو مالا بھی پلنگ کی طرف جاتی وہ میز کی طرف جاتا تو مالا بھی میز کی طرف آتی۔

تقی اس کو دیکھ بھی نہیں پا رہا تھا، وقت اور حالات کی ستم ظریفی ہی ایسی ہوئی تھی کہ کل تک جس مالا کی بات سننے کے لیے وہ دوزانو اس کے سامنے بیٹھ کر اس جتنا ہو کر اس کی بات سنتا تھا آج اس سے نگاہ تک نا ملا پا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

ملاتا بھی کیسے اس بے عقل کو تو پتا بھی نہیں تھا کل ہو جانے والے نکاح میں وہ اس کا بھائی نہیں رہا بلکہ اس کا شریک حیات بن گیا ہے۔

"تقی بھائی۔۔۔سن بھی لو اب دیکھو تو میری طرف یہ اماں نے پیسے دیے ہیں مجھے

پتاشے لینے ہے ان پیسوں سے، مجھے دوکان پر لے چلو ساتھ"

مالا نے جھک کر اپنی ہتھیلی آگے کی جس پر دس پیسے کا سکہ پڑا تھا۔ تقی نے جلدی سے رُخ موڑا، وہ زندگی میں پہلی دفعہ مالا سے یوں بے اعتنائی برت رہا تھا۔

"مالا جاؤ یہاں سے۔۔۔اپنی اماں پاس جاؤ"

تقی نے سختی سے چہرہ موڑے اسے جانے کے لیے کہا جو تیکھی سی آواز میں بس اپنی ہی کہے جا رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔داجی باہر بیٹھے ہوں گے مجھے اور سکینہ کو جانے نہیں دیں گے دوکان پر، آپ لے چلو نا مجھے ساتھ۔۔۔"

مالا کو اس کے بدلے رویہ کی کہاں سمجھ تھی وہ تو بس اپنا ہی راگ آلاپے جا رہی تھی۔ اور اب تو باقاعدہ اس کے ہاتھ کو پکڑ کر جھول رہی تھی اور بضد تھی کہ جو جھٹ سے اس کو لے کر چل پڑتا تھا آج کیا ہوا اسے ایسے کیوں کر رہا ہے ایک وہی تو پوری حویلی میں اسے پیار کرتا تھا باقی تو کسی کے لیے وہ چنڈال تھی تو کسی کے لیے شیطان کی نانی۔

www.novelsclubb.com

"مالا۔۔۔مالا چھوڑو مجھے، جاؤ فرہاد پاس وہ لا دے گا "

تقی نے جھنجلا کر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑایا تھا جو بات کو سمجھ نہیں رہی تھی اور اس کی برداشت آزما رہی تھی پتہ نہیں حویلی کے سارے مکین کہاں چھپے ہوئے تھے جنہیں یہاں مالا نظر نہیں آ رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ آپ چلو۔۔۔بس چلو آپ۔۔۔ تقی بھائی چلو نا "

وہ بچی تھی تو بچوں کی طرح ہی ضد لگا بیٹھی تھی،اور تقی کا ضبط اب ختم ہونے کو ہی تھا اور پھر وہ ایک دم سے مڑا اور چٹاخ کی آواز کے ساتھ ایک زوردار تھپڑ مالا کے گال پر رسید کیا

تمہیں ایک دفعہ کی ہوئی بات سمجھ کیوں نہیں آ رہی۔۔۔ جاؤ نکلو۔۔۔میرے "

"کمرے سے۔۔۔ نکلو۔۔۔اور خبردار دوبارہ میرے پاس آئی ہو تو

تقی کا لہجہ اور آواز کی کرختگی مالا کو تھپڑ سے زیادہ تکلیف دے گئی تھی وہ جس کے منہ سے اس نے اپنے لیے ہمیشہ محبت بھرے الفاظ سنے تھے،اس کا ہاتھ جس سے اس نے ہمیشہ پیار بھرا لمس پایا تھا آج ایسا وحشیانہ سلوک مالا کے ننھے سے دل کو دہلا گیا تھا۔

وہ کانپ گئی تھی اور وہیں حیرت زدہ کھڑی تھی ہاتھ سرخ ہوتے گال پر رکھا ہوا تھا، آنکھوں میں انتہا درجے کی بے یقینی تھی۔

"جاؤ۔و۔و۔۔و۔۔۔و۔ووو۔ "

تقی پھر سے اونچی آواز میں دھاڑا تھا اب کی بار تو وہ بلبلا اٹھی اور پھر زار و قطار روتی سرپٹ دوڑی تھی ننگے پاؤں تھپ تھپ فرش پر مارتی اپنے کمرے کی طرف جہاں سے کچھ دیر پہلے وہ چہکتی ہوئی نکل کر آئی تھی۔

****

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

www.novelsclubb.com

قسط نمبر 7

فرہاد نے سنگترہ ہاتھ میں پکڑے غور سے نیم کے نیچے لگی چارپائی پر بیٹھی منہا کو دیکھا جو گود میں کتاب رکھے سامنے غیر مرئی نقطے پر نگاہیں جمائے بیٹھی تھی۔

فرہاد باورچی خانے سے سنگترہ لے کر باہر نکلا تھا جب اس کی نظر منہا پر پڑی اور پھر قدم ہمیشہ کی طرح خود بخود اس کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ عصر ہونے کو تھی دھوپ اب حویلی کی دیواروں کو ٹاپ رہی تھی۔ ہلکے ہلکے ہوا کے جھونکے جہاں نیم کے پتوں اور ٹہنیوں کو دائیں بائیں جھلا رہے تھے وہاں کھوئی سی بیٹھی منہا کی ایک آوارہ لٹ کو بھی بار بار اڑا رہے تھے۔

وہ جاذب نظر تھی، سانولی رنگت ناک تھوڑی بیٹھی سی تھی پر اس کے گول کشادہ چہرے پر خوب جچتی تھی، وہ بلکل زیب پھپھو جیسی تھی اور فرہاد کو وہ کب پھینی پکوڑی سے دلکش و حسین لگنے لگی تھی خبر ہی نہیں ہوئی تھی۔

بظاہر تو وہ اس سے ہر وقت چھیڑ چھاڑ ہی کرتا رہتا تھا، پر دل میں ایک گدگدی سی رہتی تھی جب بھی کبھی وہ سامنے آتی بات کرتی کچھ بھی کہتی دل عجیب طرح سے گدگدانے لگتا، لڑکپن سے جوانی کا دور دورہ تھا اس لیے دل میں جذبات کا اچھال ایک فطری عمل تھا۔

وہ درخت کے پاس پہنچ چکا تھا نیم کے پتے اور نبولیاں جگہ جگہ زمین پر گری ہوئی تھیں جو اب فرہاد کے جوتے کے نیچے دب دب کر پچک رہی تھیں صبح تڑکے تاری بوا اور شمومل کر

www.novelsclubb.com

صحن میں جھاڑو لگا دیتی تھیں پر عصر ہوتے ہی صحن کا حال پھر سے درختوں کے پتوں اور پھلوں سے برے حال میں تبدیل ہو جاتا تھا۔ جیسے ہی وہ منہا کے پاس آیا وہ جو خیالوں میں کھوئی اداس سی بیٹھی تھی نگاہ کتاب پر جما دی۔

"تمھارا منہ لٹکا ہے۔۔۔ کہتی ہو گی مالا مجھ سے چھوٹی ہے اس کی شادی ہو گئی ہے میری نہیں ہوئی ہا۔۔۔ہا۔۔۔ہا۔۔۔"

فرہاد نے سنگترے کے کش کو منہ میں ڈالتے ہوئے منہا کو چھیڑا جواب تیوری چڑھائے اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔

"تمھاری گھٹیا سوچ ہے کیا کہا جا سکتا ہے، اور تمھاری اطلاع کے لیے عرض ہے میرا کوئی منہ لٹکا نہیں ہوا"

منہا نے جھنجلا کر کہا اور اس سے بے اعتنائی برتی پر وہ توازل کا ڈھیٹ تھا۔

"لٹکا تو ہوا ہے۔۔۔ مانو نا مانو"

فرہاد نے ڈھیٹ پن سے دانت نکالتے ہوئے اسے اور چڑانے کی کوشش کی۔ سنگترے کے ایک کش کو اس کی طرف بڑھایا منہا نے برا سا منہ بنا کر انکار کر دیا

" فرہاد میرا دماغ مت کھاؤ اور جاؤ یہاں سے پہلے ہی پڑھا نہیں جا رہا "

منہا نے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھاما تھا اور کتاب پر نگاہ جما دی تھی اس سال گاؤں میں نویں جماعت بھی بیٹھ گئی تھی، تقی نے منہا کے انکار کے باوجود نقیب اور بلقیس سے لڑ کر اس کا نویں جماعت میں داخلہ کروایا تھا۔

ہائے۔۔۔ایک تو بیچاری کا یہ غم۔۔۔ تقی بھائی زبردستی پڑھا رہے ہیں اوپر سے ہے " بھی تو نکمی سی رمنا جیسی لائق ہوتی تو اور۔۔۔۔

فرہاد کو اندازہ ہی نہیں ہوا وہ باتوں ہی باتوں میں رمنا کا نام لے گیا تھا اور منہا کے چہرے پر رمنا کا نام سنتے ہی اداسی کا سایہ لہرا گیا تھا۔ رمنا کی موت سے گہرے صدمے میں جانے والوں میں اس کا بھی شمار تھا بچپن سے ایک ساتھ پلی بڑھی تھیں گہری دوستی تھی۔

" منہا۔۔۔ معاف کر دو۔۔۔ میں تو بس ایسے ہی بکواس کر دیتا ہوں "

فرہاد کو اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ گھر والے غزالہ، تقی اور منہا کے سامنے رمنا کا ذکر کم ہی کرتے تھے کیونکہ یہ وہ افراد تھے جو اسے اب تک یاد کر کے روتے تھے۔ اور وہ تو ویسے بھی اب منہا کے چہرے پر اداسی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ رمنا کے انتقال کے بعد منہا جب بہت بیمار

ہوئی اور گم صم رہنے لگی تھی فرہاد کو تب ہی احساس ہوا تھا کہ اس کا چہکتا اور کھلکھلاتا چہرہ اس کے لیے کتنا معنی رکھتا تھا اور رمناجب زندہ تھی دونوں ہر دم ہنستی اور کھلکھلاتی ہی تو رہتی تھیں۔

" میں بھائی کے جانے سے اداس ہوں، پہلے رمنا چھوڑ کر چلی گ ئی اور اب بھائی پڑھنے کے لیے لاہور جا رہے ہیں، اماں کہہ رہی تھی سال میں بہت حد ہے دو ہی چکر لگایا کرے گا وہ "

منہانے اداس سی صورت بنائے اسے اپنے لٹکے منہ کا سبب بتایا، فرہاد نے اس کے لیے نرم مسکراہٹ کو لبوں پر آنے سے روکا۔

" پگلی تو خط لکھا دیا کرنا تقی بھائی کو "

فرہاد نے جھٹ حل پیش کیا تھا اسے

" تو پوسٹ کر آیا کرے گا نا "

منہانے مسکراتے ہوئے پوچھا

" ہاں کر آیا کروں گا بس کرایہ لگا کرے گا "

www.novelsclubb.com

فرہاد نے ایک آبرؤ چڑھائے اسے معاوضے کا بتایا اور مسکراہٹ شرارت سے دبائی

"تم جیسے کمینے سے مجھے بس یہی توقع ہے اور کر بھی کیا سکتے ہو تم"

منہا نے دانت پیس کر اسے دیکھا اور پھر ناک بھینچے سر کتاب پر جھکا دیا، وہ منہا کو ابھی مزید تنگ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا پر اریب کی آتی آوازوں پر منہ بسور کر دہلیز کی طرف چل دیا جہاں اریب کمر پر دونوں ہاتھ دھرے اسے غصے سے گھور رہی تھی۔

****

کمرے میں سسکیوں کی آواز گونج رہی تھی، مالا غزالہ کے آگے کھڑی تھی اور غزالہ پلنگ پر بیٹھی تھی۔ غزالہ سو کر اٹھی تو مالا کہیں بھی نظر نہیں آئی اس کو ہی تلاش کرتی اپنے کمرے سے ملحقہ بچوں کے کمرے میں آئی تو وہ گھٹنوں میں چہرہ چھپائے سسک رہی تھی۔ اور اب غزالہ اسے اپنے سامنے کھڑا کر کے رونے کی وجہ پوچھ رہی تھی۔

"اماں تقی بھائی بہت گندہ ہے۔۔۔۔ مجھے مارا ہے انہوں نے"

مالا نے سسکیوں میں بمشکل اپنے رونے کی وجہ بتائی، غزالہ اس کے گال پر تقی کی انگلیوں کے نشان دیکھ کر کچھ پل کو ساکن رہ گئی۔

پر دل جانتا تھا تقی نے بلا جواز مالا کو نہیں مارا ہو گا، وہ تو نکاح کے بعد سے کسی سے بھی سیدھے منہ بات نہیں کر رہا تھا یقیناً مالا اسے تنگ کر رہی ہو گی جو اس نے اسطرح کا ردِ عمل ظاہر کیا لیکن مالا شائی داس سے اسطرح کے کسی بھی عمل کی توقع نہیں رکھتی تھی اس لیے بری طرح دہل گئی تھی۔

بچوں کی نفسیات ہوتی ہے جو ان سے زیادہ لاڈ پیار کرتے ہیں بچے ان کی سختی اور مار کو زیادہ محسوس کرتے ہیں نسبتاً ان کے جو ان سے شروع سے سختی برتتے ہوں اور یہی مالا کے ساتھ ہوا تھا۔ تقی نے شروع سے ہی اس سے لاڈ اور نرمی کا رویہ روا رکھا تھا اور اب یوں اچانک کٹیلا لہجہ اور ساتھ تھپڑ جڑ دینا مالا کے کچے ذہن پر پکی اور گہری چھاپ چھوڑ رہا تھا۔

غزالہ نے آہستگی سے اسے اپنے قریب کیا اور اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیا، دائیں گال سرخ تھی جہاں آنکھ کے قریب سے لے کر پوری گال پر تقی کے مضبوط ہاتھ اور انگلیوں کے نشان تھے اس کی جلد شائی د بہت نازک تھی کے باقاعدہ انگلیاں چہرے پھر چھپ گئی تھیں اور پھر آنکھ کے قریب پپوٹا بھی سوزش کا شکار تھا۔

www.novelsclubb.com

"اماں تقی بھائی نے کیوں مارا مجھے، وہ گندہ ہے بہت میں کبھی بات نہیں کروں گی ان سے"

وہ مسلسل ہچکیوں میں رو رہی تھی اور آنسو متواتر گال سے بہہ رہے تھے جنہیں وہ آج صاف کرنے کی بھی زحمت نہیں کر رہی تھی۔

"مالا۔۔۔وہ تیرا بھائی نہیں ہے اب سے، اسے صرف تقی بولنا ہے بیٹا، اور تو اسے تنگ کر رہی تھی نا۔۔ہے نا بول؟؟"

غزالہ نے محبت سے اس کے چہرے کو اوپر اٹھایا اور اپنا چہرہ سوالیہ انداز میں ہلاتے ہوئے اس سے سوال کیا۔ مالا ایک لمحہ کو رونا بھولی پر پھر فوراً بولی

"میں۔۔۔میں تنگ کب کر رہی تھی تقی بھ۔۔ تقی نے خود بولا تھا جب بھی پتا شے لینے ہو مجھے کہا کرو"

www.novelsclubb.com

مالا نے اپنی صفائی پیش کی اور ماں کے گھورنے پر تقی کے بعد بھائی کے لفظ کو ادھورا چھوڑ دیا۔

"ہاں تو اب سے تو اسے پتاشے لینے کا نہیں کہے گی، اور ویسے بھی وہ تو جا رہا ہے پڑھنے نا یہاں ہو گا نا تجھے پتاشے لا کر دے سکے گا"

غزالہ نے تقی کی بات کی تائید کی مالا کے آنسو تھم گئے تھے، پر تقی کے جانے کا سن کر وہ اب نا سمجھی سے ماں کی طرف دیکھ رہی تھی۔ پھر ایک دم کچھ سوچ کر گویا ہوئی

"مجھے ڈر لگتا ہے میں اب کبھی نہیں جاؤں گی ان کے کمرے میں، کبھی بات نہیں کروں گی جیسے بی جی سے نہیں کرتی ہوں، اماں وہ گندے ہیں"

مالا نے جیسے اپنا آخری فیصلہ سنایا ہو، اور پھر غزالہ سے اپنا چہرہ چھڑوا کر ایک طرف چل دی ۔اور غزالہ گہری سانس لے کر رہ گئی۔

وہ اتنی چھوٹی تھی کہ اسے کسی بات کو اب سمجھانا بہت غلط تھا اور ویسے بھی چوہدری حاکم نے سختی سے تمام گھر والوں کو تنبیہہ کیا تھا کہ جب تک مالا بالغ اور عاقل نہیں ہو جاتی کوئی بھی گھر کا فرد اس کے اور تقی کے رشتے کے بارے میں اسے نہیں بتائے گا۔

****

گہرے بھورے رنگ کا گھوڑا ٹپ ٹپ پاؤں مارتا تارکول میں لپٹی سڑک پر دوڑ رہا تھا اس کے گردن پر موجود بال دائیں بائیں حرکت کر رہے تھے، گھوڑے کے پیچھے بگی نما دو بڑے پہیوں والی گاڑی تھی جسے گھوڑے کے ساتھ چمڑے کی بلٹوں کی مدد سے باندھا گیا تھا اور گھوڑا اس دو پہیوں اور آگے پیچھے دو سیٹوں والی بگی نما گاڑی کو اپنے ساتھ کھینچے ہوئے تھا۔اس کو چلانے والا آدمی کچھ دیر بعد لگام کو کھینچتے ہوئے گھوڑے کو چابک مار رہا تھا۔

لوگ اسے تانگہ یا یکہ کہتے تھے، یکے کے پیچھلی نشست پر تقی اور بہادر بیٹھے تھے بہادر نے گود میں تقی کا ساز و سامان دبوچ رکھا تھا جبکہ وہ تانگے کو ایک طرف سے تھامے خاموش بیٹھا تھا۔

بہادر اس کے ساتھ لاہور آیا تھا، یہاں انہیں پہلے منیر میاں کے ایک دوست کے پاس جانا تھا جس نے تقی کی لاہور میڈیکل کالج اور ہاسٹل میں داخلے کے سلسلے میں مدد کرنی تھی۔

www.novelsclubb.com

لاہور شہر میں لودھراں اور دنیاپور کی نسبت زیادہ موٹر گاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔لوگ بھی اس وقت کے جدید لباس میں ارد گرد مگن سے گھومتے نظر آ رہے تھے دوکانیں اور عمارتیں سب پکی اینٹوں سے بنی تھیں اور چھوٹے شہر کی نسبت بڑی تھیں۔

سٹیشن سے باہر آتے ہی انہوں نے منیر میاں کے دوست کے گھر کا پتہ تانگے والے کو سمجھا دیا تھا اور اب تانگہ اسی رستے پر رواں دواں تھا۔

نیا شہر نئے لوگ اور بلکل الگ ماحول ایسا نہیں تھا کہ وہ لاہور زندگی میں پہلی دفعہ آیا تھا بچپن سے لے کر اب تک وہ کئی دفعہ لاہور آ چکا تھا کبھی نقیب حاکم کے ساتھ کبھی منیر میاں کے ساتھ پر یوں یہاں آٹھ نو سالوں کی پڑھائی کے لیے اور اپنے خواب پورے کرنے پہلی دفعہ آیا تھا۔

اس کے ساتھ بیٹھا بہادر منہ کھولے حیرت سے ارد گرد دیکھ رہا تھا وہ پہلی دفعہ لاہور آیا تھا اور اب بے انتہا خوش تھا، پکی چوڑی سڑکیں، جگہ جگہ موٹر گاڑیاں اور سیاہ برقعے کے بنا گھومتی جدید طرز کے فیشن سے لیس خواتین سب اس کے لیے بلکل الگ دنیا جیسا تھا۔

چوہدری حاکم نے اسے صرف سفر میں تقی کا خیال رکھنے کی غرض سے بھیجا تھا اب اس کی دو دن بعد ہی واپسی تھی۔

****

گورنمنٹ گرلز ھائی سکول چک مٹھن گہرے سبز رنگ کے بورڈ پر سفید رنگ سے یہ حروف پینٹ کیے ہوئے تھے۔یہ عمارت گاؤں میں موجود لڑکیوں کے واحد سرکاری سکول کی تھی جو اس سال ہی مڈل سے ھائی تک ترقی کر چکا تھا۔

گہرے میرون اور سرخ ملے جلے رنگ کی دیواریں جن کا اوپری حصہ سفید رنگا کا پینٹ کیا گیا تھا اتنی چھوٹی تھیں کہ باہر سے گزرتے لوگ سکول کے اندر کا منظر اچک اچک کر دیکھ سکتے تھے۔

سکول کے اندر سفیدہ، نیم، پیپل، برگد کے درخت زیادہ اور کمرہ جماعت کم تھے یہی وجہ تھی بہت سے استانیاں درختوں کے نیچے سن کے بنے ہوئے کپڑے جنہیں ٹاٹ کہا جاتا ہے بچھا کر ان پر بچوں کو قطار در قطار بٹھائے ہوئی تھیں۔

دوسری جماعت کا تختہ سیاہ بھی دیوار کے بجائے ایک درخت کے موٹے تنے کے ساتھ لٹکایا گیا تھا اور تختہ سیاہ سے کچھ ہی آگے مس نسیم آنکھوں پر چشمہ ٹکائے، لکڑی کی کرسی پر براجمان بچوں کی کاپیوں کو گود میں رکھے چیک کر رہی تھیں۔

اور سامنے دو قطاروں میں بچھے ٹاٹ پر بچیاں بیٹھی لکڑی کی بنی تختیوں پر لکھ رہی تھیں ہر بچی کے ہاتھ میں پتلے سے بانس کو تراش کے بنائے ہوئے قلم تھے جسے وہ چھوٹی چھوٹی دوات نامی سیاہ سیاہی کی ڈبیوں میں بھگو بھگو کر تختی پر لکھ رہی تھیں۔

ابھی ایک ماہ ہی ہوا تھا سالانہ امتحانات کے بعد پہلی جماعت کی بچیاں دوسری جماعت میں آئی تھیں۔اور مس نسیم کو اس سال پہلی بار دوسری جماعت سے پالا پڑا تھا۔

"مالا۔۔۔مالا کھڑی ہو جاؤ"

لکڑی کی کرسی پر براجمان مس نسیم نے عینک کو ناک کے اوپر درست کیا اور ہاتھ میں پکڑی کاپی سے نگاہ اٹھائے سامنے بیٹھی مالا کو پکارا۔مالا جو تختی پر لکھنے میں مصروف تھی نام سن کر چونکی اور پھر فوراً تختی کو ایک طرف رکھتے ہوئے احتیاطاً پاس پڑی کتاب کو اٹھائے کھڑی ہوئی کہ شائد مس نسیم نے اسے سبق سنانے کے لیے بلایا ہے۔

"جی مس جی"

مس نسیم کے قریب آکر تیکھی سی آواز میں مؤدبانہ کہا،دل ہولے ہولے لرز رہا تھا سبق تو ہر روز کی طرح آج بھی نہیں آتا تھا اور مس نسیم نے آج سب سے پہلے اسے بلا لیا تھا۔

"مالا تمھاری کاپی آج پھر خالی ہے، تم گھر جا کر پڑھتی کیوں نہیں ہو، جو کام تمہیں لکھنے کو دیتی ہوں وہ کیوں نہیں کر کے آتی تم؟؟"

مس نسیم نے سختی سے پوچھا، وہ کافی دن سے دیکھ رہی تھیں کہ وہ ہوم ورک کے لیے یا تو کھڑی ہو جاتی تھی یا پھر خالی کاپی ان کے میز پر دھر جاتی تھی۔ مالا مس نسیم کا غصہ دیکھ کر ایک دم گڑبڑا گئی۔

"مس جی پڑھتی تو ہوں"

مالا نے حد درجہ معصومیت سے جواب دیا اور ہاتھ میں پکڑی کتاب کو سینے سے لگا کر اس کے کونے کو انگلیوں سے مروڑا۔ مس نسیم کی اچانک نگاہ کتاب پر پڑی۔

"یہ تمھاری کتاب ہے؟"

مس نسیم کو حیرت کا شدید دھچکا لگا تھا مالا کے ہاتھ میں پکڑی کتاب انتہائی بوسیدہ اور جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی تھی۔ مالا نے مس نسیم کے سوال پر گھبرا کر کتاب کی طرف دیکھا

"چوہدری حاکم کی پوتی ہو کر ایسی کتاب؟"

www.novelsclubb.com

مس نسیم کی حیرت کی انتہا نہیں رہی تھی، پورے گاؤں میں وہ لوگ مالدار زمیندار تھے، مالا کے کپڑے جوتے اس کی امارات کا پتہ دیتے تھے۔ وہ ٹاٹ پر بیٹھی سب بچیوں میں نمایاں ہوتی تھی صاف ستھری دھلی ہوئی، رابن نیل سے چمکتی سکول کی وردی، ہلکے سے تیل لگے دو چٹیوں میں باندھے بال جن کے نیچے سرخ ربن کو پھول کی شکل میں باندھا ہوتا تھا اگرچہ سکول سے واپسی تک وہ اپنا حلیہ بگاڑ لیتی تھی لیکن پھر بھی وہ یہاں بیٹھی تمام بچیوں میں نمایاں ہوتی تھی۔ پہلی ہی قطار میں بیٹھی ایک بچی تیر کی طرح اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہوئی

"مس جی۔۔۔ مس جی۔۔۔ میں بتاؤں؟، یہ اس کی کتابیں تھوڑی ہیں، یہ تو شازیہ کی کتابیں ہیں، اس نے اس سے اپنی نئی کتابیں دے کر اس کی پرانی کتابیں لے لی ہیں"

www.novelsclubb.com

تیز طرار سامنے کے دو دانت ٹوٹے ہوئے بچی صبا نے کھڑے ہو کر مس نسیم کو حقیقت سے آشنا کیا تو وہ منہ کھول کر اب حیرت سے سوالیہ نگاہیں مالا پر جما چکی تھیں جواب حواس باختہ کھڑی تھی اور صبا نامی بچی گردن اکڑائے مس نسیم کو دیکھ رہی تھی۔

" شازیہ کی کتابیں اس سے لے لیں!!!!۔۔۔مالا یہ کیا چکر ہے کیوں دی تم نے اپنی نئی کتابیں اس کو، بولو۔۔؟ "

مس نسیم نے بازو سے پکڑ کر مالا کو اپنے قریب کیا تو مالا ہل گئی اور نگاہیں نیچی کر لیں، مس نسیم نے فوراً شازیہ کو گھورا، شازیہ ہمیشہ اپنی بڑی بہن کی استعمال شدہ کتابیں استعمال کرتی تھی جو اس دفعہ مالا نے اس سے لے لی تھیں۔

" شازیہ تم اٹھو ادھر آؤ اور بتاؤ کیا ہے ماجرا سارا "

مس نسیم نے سخت آواز میں شازیہ کو حکم دیا تو وہ فوراً تعمیل کرتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھ کر مس نسیم کے پاس آئی جہاں مالا پہلے سے سر جھکائے کھڑی تھی۔

" مس جی وہ کیا ہے اس نے مجھے کہا مجھے روز دو گلاب جامن لا کر دینا اپنے ابا کی دوکان سے میں تمھیں اپنی نئی کتابیں دے دیتی ہوں اور تمھاری پرانی کتابیں خود رکھ لیتی ہوں "

www.novelsclubb.com

شازیہ نے معصومیت سے مالا کے بیوپار سے آگاہ کیا تو مس نسیم کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا پھر آنکھوں کو غصے سے سکوڑ کر انہوں نے مالا کی طرف دیکھا جواب بھرپور معصومیت چہرے پر طاری کر چکی تھی۔

شازیہ کا والد گاؤں کا ایک چھوٹا سا حلوائی تھا اور مالا رہی میٹھے کی شیدائی ایک دن شازیہ کو دیکھا کہ وہ روز سکول کی آدھی چھٹی کے دوران روٹی کھانے کے بعد کبھی ایک گلاب جامن کھاتی تھی تو کبھی برفی کھاتی تھی جو اس کی اماں اس کے کھانے میں رکھ دیتی تھی تو بس پھر مالا کے ننھے سے ذہن نے اس سے لین دین کے بارے میں سوچ لیا پڑھائی تو وہ ویسے بھی سرے سے نہیں کرتی تھی تو کتابیں نئی ہوں یا پرانی اسے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

”تم کیا پاگل ہو مالا، بتاؤں میں اب تمھارے گھر جا کر چوہدری صاحب کو یہ سب؟ ۔۔۔بولو۔۔۔“

مس نسیم نے جھنجوڑتے ہوئے اس سے پوچھا، وہ تو اور سہم گئی جلدی سے نفی میں سر ہلا دیا آنکھوں میں آنسو تیر گئے، پہلے جب تقی گھر ہوتا تھا سب چھوٹے بچوں کی کتابیں

اور ان کی پڑھائی کا دھیان رکھتا تھا اب تو مالا کو یہ فکر بھی نہیں تھی غزالہ ویسے بھی ننھے مہمان کے آنے کی خوشخبری کی وجہ سے بے حال سی رہتی تھی اس لیے کبھی اس کی طرف توجہ ہی نہیں دیتی تھی۔

" شازیہ بیٹے دو مالا کو اس کی کتابیں واپس اور تم کل سے اس کے لیے کوئی گلاب جامن نہیں لاؤ گی سمجھی "

مس نسیم نے غصے سے شازیہ کو ڈپٹا اور پھر مالا کی ساری کتابیں شازیہ کے بستے سے اس کے بستے میں منتقل کر دیں۔

" مالا۔۔۔ یہ آخری دفعہ تمہیں خبر دار کر رہی ہوں کل سے اگر تم نے گھر کا کام اپنی کاپیوں پر نہیں کیا تو میں خود تمھارے گھر آ جاؤں گی سمجھی۔۔۔ "

مس نسیم نے مالا کے کان کو مروڑتے ہوئے اس تنبیہہ کیا جو کان کی تکلیف سے منہ کا زاویہ مکمل بگاڑ چکی تھی پھر سر جھکا کر اثبات میں ہلایا

" چلو اب جاؤ اپنی جگہ پر بیٹھو جا کر "

مس نیسم نے غصے سے اسے جانے کا حکم صادر کیا تو وہ کچھ دور بیٹھی صبا کو خفگی سے گھورتی ہوئی اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئی۔ جبکہ صباب آگے کے دو ٹوٹے ہوئے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے ہنس رہی تھی۔

****

تقی کتابیں ایک ہاتھ میں تھامے کمرہ جماعت میں داخل ہوا تھا۔ لکڑی کا داخلی دروازہ تھا اور لمبائی رخ کلاس میں بہت سی کرسیاں لگی تھیں جہاں بہت سے لڑکے اور لڑکیاں براجمان تھیں۔ اس کا آج پہلا دن تھا داخلے اور ہاسٹل کے انتظامات میں تقریباً پندرہ دن لگ گئے تھے۔

سفید کُرتا شلوار میں ملبوس بالوں کی سلیقے سے ایک طرف مانگ نکالے وہ جیسے ہی کمرہ جماعت میں داخل ہوا کتنی ہی کاجل سے اٹی آنکھیں ستائشی اس پر اُٹھی تھیں اور کچھ لڑکے منہ پر ہاتھ رکھے ہنس پڑے تھے پوری جماعت میں ایک وہ واحد کُرتا پاجامہ پہنے ہوئے تھا باقی سب تو پتلون اور شرٹ میں ملبوس تھے۔

www.novelsclubb.com

یہ لاہور کا مشہور میڈیکل کالج تھا جس میں تقی کا ڈاکٹری میں داخلہ ہو گیا تھا، منیر میاں کے دوست کے یہاں اچھے اثر رسوخ کے سنگ تقی کے بہت اچھے نمبر تقی کو آج اس کے خوابوں کی ڈگر تک لے آئے تھے۔

وہ سب کی ستائی یشی اور استہزایہ نگاہوں سے بے اعتنائی برتا ارد گرد لگی کرسیوں کے بیچ میں سے گزر کر پہلی قطار میں موجود خالی کرسی پر براجمان ہوا وہیں ساتھ والی کرسی پر ایک لڑکا بیٹھا تھا جو اس کو اب دوستانہ مسکراہٹ کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔

" نئے ہو۔۔۔جماعت کو شروع ہوئے تو پندرہ دن ہو چکے ہیں "

بلال نامی لڑکے نے شائستگی سے سوال کیا، تقی نے کتابیں لکڑی کی کرسی کے بازو پر رکھیں اور توجہ ساتھ بیٹھے لڑکے کی طرف مبذول کی

" جی نیا ہوں پتہ ہے پندرہ دن ہو چکے ہیں، میں بیس دن کا پہلے سے ہی پڑھ کر آیا ہوں "

تقی نے بھی دوستانہ مسکراہٹ کا تبادلہ کرتے ہوئے اس کے سوال کا جواب دیا اور پھر یونہی سوال وجواب کا سلسلہ چلتے چلتے پہلے ہی دن اس کی بلال انجم نامی اس لڑکے سے اچھی

سلام دعا ہو گئی ازاں بعد جماعت کے اختتام پر بلال نے اسے اپنے دو اور دوستوں سے متعارف کروایا، نمیر اور طلحہ بھی تقی کے ساتھ خوشدلی سے ملے تھے۔ تقی کے نمبروں نے انہیں کافی متاثر کیا تھا۔

اسطرح وہ پہلے ہی دن اپنی سحر انگیز شخصیت اور ذہانت کے باعث دوست بنانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

****

سات سالہ مالا نیم کے درخت کے موٹے تنے پر بیٹھی ٹانگیں نیچے لٹکائے جھلا رہی تھی اور ساتھ ساتھ نبولیاں کھا رہی تھی، بال کندھوں سے نیچے جانے لگے تھے، قد کاٹھ بھی ایک سال میں ڈبل ہو گیا تھا۔

اس کے ساتھ ہی کچھ دور تنے کے دونوں اطراف میں ٹانگیں کیے سکینہ بیٹھی سامنے رکھی کاپی کے سفید صفحات پر پنسل سے لکھ رہی تھی۔

"اچھا اچھا لکھ کیسے لکھ رہی ہے، تیرا اپنا کام ہوتا تو کیا ایسے لکھتی تو، مس نسیم چمڑی ادھیڑ دے گی میری "

مالا نے پاؤں سکینہ کے پاؤں پر مارا تھا، سکینہ نے گھور کر اس کی طرف دیکھا جو بڑے مزے سے ٹانگیں ہوا میں مارتی اسے کام اچھا کرنے کا کہہ رہی تھی اور سکینہ اس کے سکول کا کام کر رہی تھی وہ اسکا کام آج پہلے دن نہیں کر کے دے رہی تھی بلکہ سال ہونے کو آیا تھا اس کا کام سکینہ ہی اسے کر کے دیتی تھی اور وہ مزے سے پاس بیٹھی رہتی تھی۔

دوسری جماعت کے سالانہ امتحانات نزدیک تھے اور وہ سارا سال کھیل کود اور مستی میں گزار چکی تھی۔

" مالا دیکھ تمیز سے بات کر ایک تو تیرا کام کر کے دے دیتی ہوں روز اوپر سے تو باتیں سناتی ہے مجھے"

سکینہ نے منہ پھلا کر مالا سے شکوہ کیا جو درخت کے تنے پر بڑے مزے سے بیٹھی نبولیاں کھا کر ان کی گٹھلیوں کو پھونک مار کر نیچے زمین پر پھینک رہی تھی

" اے ہے۔۔۔ ہے۔۔۔ تجھے جو شوق چڑھا رہتا تھا میری کتابیں اٹھا کر بیٹھی رہتی تھی

" تو چل تیرا شوق پورا کر دیا اور کیا تو سمجھ رہی ہے میں کام چور اور نالائق ہوں؟

مالا نے گردن ہلاتے ہوئے سارا ملبہ اس پر گرا دیا، سکینہ پہلی جماعت کے بعد سے ہی سکول سے اٹھالی گ ئی تھی، جب تک اس کے ابا زندہ تھے وہ سکول جاتی تھی پھر اس کے بعد تاری بوا نے گھر بیٹھا لیا اب مالا کی دوسری جماعت کی کتابیں وہ چوری چھپے پڑھتی رہتی تھی۔

سکینہ نے مالا کی بات پر سر کو تاسف سے ہوا میں مارا اور پھر سے اس کا کام لکھنے لگی تھی کہ پر سوچ بیٹھی مالا ایک جھٹکے سے گویا ہوئی

"اے اے۔۔۔ سن سکینہ۔۔۔ جیسے تو نے صرف پہلی جماعت پڑھی پھر گھر بیٹھ گ ئی اور بھی کتنی لڑکیاں سکول چھوڑ دیتی ہیں میں ایسا کیا کروں کہ اگلے سال سے سکول ہی نا جاؤں دا جی کہیں گھر بیٹھ جا مالا بس دو جماعتیں بہت ہیں"

مالا نے چہکتے ہوئے سکینہ سے پوچھا آنکھیں ایک دم سے چمک اٹھی تھیں اور نبولیاں قمیض کے دامن سے نیچے فرش پر گر گ ئی تھیں

"اس کا تو ایک ہی حل ہوتا ہے فیل ہو جانا"

سکینہ نے کاپی پر سر جھکائے مگن سے انداز میں اسے جواب دیا اور پھر چونک کر اس کی طرف دیکھا جو خوش ہو گئی تھی اس مشورے پر

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 8

" اچھا چل بتا فیل ہونے کے لیے کیا کیا کرنا ہو گا "

مالا نے ہاتھ کو درخت کے تنے پر دھرتے ہوئے آگے ہو کر جوشیلے انداز میں پوچھا اور سکینہ جو اس کو اچانک یہ مشورہ دے کر اب پریشان صورت بنائے بیٹھی تھی۔ تھوک نگلا اور اس کے جوش سے گھومتے ڈیلوں کو دیکھا جو انوکھی سی چمک لیے ہوئے تھے۔

" بتانا۔۔۔ کیا منہ میں گول گپہ ڈال کر بیٹھ گئی ہے، بول جلدی کیا کرنا پڑے گا مجھے "

" کہ بس اماں ابا گھر میں بیٹھا لیں

مالا نے حواس باختہ بیٹھی سکینہ کے بازو کو پکڑ کر جھنجوڑ دیا، اس نے بے بسی سے مالا کی طرف دیکھا جو جواب کی بے تابی سے منتظر تھی

www.novelsclubb.com

"مالا تجھے کچھ نہیں کرنا پڑے گا "

سکینہ نے آہستگی سے سچ اُگلا، اور وہ تو چہک اٹھی

سچی بتا۔۔۔ شکر ہے شکر ہے۔۔۔ میں سوچ رہی تھی اب فیل ہونے کو پتا نہیں کیا "

" کرنے پڑے گا، ہائے مزے سے گھر رہوں گی ارحمہ کے ساتھ کھیلوں گی

مالا نے کھوئے سے لہجے میں سارے خواب بُن لیے تھے، رملا کے بعد نوازش اور غزالہ کے گھر پھر سے چوتھی بیٹی کی پیدائش ہوئی تھی جس کا نام ارحمہ نوازش رکھا گیا تھا۔ مالا کی اپنے سے دو سال چھوٹی رملا سے تو ایک پل نا بنتی تھی اسے تو مارتی رہتی تھی پر ارحمہ میں تو جیسے اس کی جان بستی تھی۔ وہ بھی تین ماہ کی تھی اور مالا تو ساری گڑیا کو ڈبوں میں دفن کیے سارا دن اس کے چاؤ لاڈ کرتی رہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ اب سارے منصوبے بنا رہی تھی کہ جب وہ سارا دن گھر رہا کرے گی تو کیا کچھ کیا کرے گی اور سکینہ بس تاسف بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی جسے ہر سہولت میسر تھی اور وہ پڑھنا نہیں چاہتی تھی اور ایک وہ تھی جسے پڑھنے کا بے حد شوق تھا اور وہ پڑھ نہیں سکتی تھی۔

****

یہ لاہور میڈیکل کالج کا کشادہ لان تھا جس کے فرش پر سبز گھاس قالین صورت بچھی ہوئی تھی۔ جگہ جگہ طلبہ ٹولیوں کی صورت بیٹھے کتابوں پر سر جھکائے پڑھائی میں مگن تھے انہی ٹولیوں میں اونچے سے جوڑے بنائے اور آنکھوں میں کاجل کے کنارے باہر کنپیٹوں تک نکالے اور جوڑوں میں سے نکلی لٹوں کو کانوں کے پاس گولائی میں لا کر موڑے تین جدید فیشن سے لیس دوشیزائیں گھاس پر آلتی پالتی مارے بیٹھی تھیں پاس ہی کتابوں کا ڈھیر لگا تھا جس سے بے نیاز وہ کانا باتی میں ہی مگن تھیں۔ اچانک ان میں سے ایک کی نگاہ سامنے راہداری پر اٹھی اور وہ جوش سے آگے ہوئی

"شیریں۔۔۔ وہ دیکھ۔۔۔ وہ دیکھ۔۔۔ آگیا وہ جس کے انتظار میں گُھلی جا رہی تھی تو"

www.novelsclubb.com

سدرہ نے شرارت سے ہنستے ہو شیریں کو ٹھوکا جس نے راہداری پر سے کچھ دیر کے لیے ہی نگاہیں ہٹا کر کتاب پر جما تھیں اور جیسے ہی کتابیں پر جمائیں وہ آگیا تھا جس کا وہ کب سے انتظار کر رہی تھی۔

تقی بلال کے ساتھ کالج کے گیٹ میں داخل ہو رہا تھا، وہی سحر انگیز، بارعب شخصیت جس کو دیکھ کر کتنی ہی پلکیں جھپکنا بھول جائی یں، شیریں کے لب دلکش انداز میں مسکا اٹھے تھے۔

پہلے سال کے امتحانات ہونے والے تھے، سب لوگ سارا سارا دن پڑھائی میں مگن رہتے تھے اور تقی نقیب تو کالج میں ہی کم نظر آتا تھا۔

" آہستہ۔۔۔ سدرہ سن لے گا وہ "

شیریں نے سامنے دیکھتے ہوئے کھوئے سے لہجے میں کہا اور زور کی چٹکی سدرہ کے بازو پر بھری، جو تڑپ کر بازو سہلانے لگی،

شیریں بلا کی خوبصورت لاہور شہر کی رہائی یشی امیر کبیر خاندان سے تعلق رکھنے والی دوشیزہ تھی، جماعت میں بہت سے لڑکے اس کے آگے پیچھے گھومتے تھے پر وہ تھی کہ بری طرح تقی کی شخصیت کے سحر میں جکڑی جا چکی تھی پورا سال وہ یونہی تقی کو چھپ چھپ کر دیکھتی رہی تھی اور وہ تھا کہ کسی بھی لڑکی سے کبھی بات نہیں کرتا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ جماعت کا قابل طالب علم تھا اور ہر وقت دھیان بس پڑھائی کی طرف ہی رہتا تھا پر شیریں کی طرح بہت سے دل اس کی ایک نگاہ خود پر اُٹھ جانے کے بس منتظر ہی رہتے تھے ۔باقی سب لڑکیاں تو تقی کے اس سنجیدہ رویے سے مایوس ہو گئی تھیں لیکن شیریں بی بی تو بری طرح دل ہار بیٹھی تھیں۔

" تو کیا ہے۔۔ارے بھئی سننے دو نا سال بھر ہونے کو آیا ہے،اب موصوف کو پتا چلنا چاہیے کوئی ہے اسے کا چاہنے والا جو اس کی ایک جھلک کے لیے دم بھرتا ہے "

صبا نے لہک لہک کر شریر سے لہجے میں لجائی سی شیریں کو مزید تنگ کیا،شیریں نے خفگی سے گھورا

" خبر دار۔۔جو کوئی بھی ایسی ویسی حرکت کی ہو تو،ایک تو پہلے سے ہی اتنا اکڑو ہے وہ اور پھر ایک سال بعد جو ہمت کی ہے بات کرنے کی وہ بھی جاتی رہے گی "

شیریں نے دونوں کو دوٹوک لہجے میں تنبیہ کیا،اور وہ پھر بھی کھی کھی کرنے میں مگن تھیں کیونکہ آج شیریں کو اپنے اس منصوبے پر عمل پیرا ہونا تھا جو وہ کتنے دن سے تقی سے بات کرنے کے لیے بنا رہی تھی۔

تقی اور بلال کچھ ہی دور لان میں درخت کے نیچے لگے پتھر کے بنچ پر بیٹھ گ ئے تھے اور تقی اب سامنے پتھر سے ہی بنے میز پر کاغز رکھے کچھ لکھ رہا تھا اور بلال اس کے ساتھ سر جھکائے بیٹھا کاغز پر دیکھ رہا تھا۔

چلو اب اٹھو دونوں چلو میرے ساتھ اور ادھر جا کر میں بات کروں گی صرف، تم " دونوں خاموش رہو گی بس "

شیریں نے دونوں کو ہاتھ کھڑا کرتے ہوئے سمجھایا اور پھر اٹھ کر کھڑی ہوئی، کپڑے اور بال بڑے ناز سے درست کیے۔ بند چاک اور سامنے پلیٹ والی تنگ قمیض جو بمشکل گھٹنوں تک آتی تھی، نیچے گھیرے دار شلوار جس سے پاؤں میں پہنا جوتا بھی ڈھک رہا تھا اور کریب کپڑے کا باریک سا دوپٹہ جو گلے میں جھول رہا تھا زیب تن کیے شیریں غضب ڈھا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اور پھر تینوں سہج سہج گھاس پر پاؤں رکھتیں بلال اور تقی کے قریب آ کر کھڑی ہو چکی تھیں۔ بلال اور تقی نے ایک ساتھ ان کی طرف دیکھا۔ بلال تو خوش ہو گیا تھا جبکہ تقی کے چہرا سپاٹ تھا ایک سرسری نگاہ ڈال کر ہی وہ نظریں پھیر چکا تھا

''اسلام علیکم کیسے ہو بلال؟ ''

شیریں نے مسکراتے ہوئے سلام کیا اور ایک چور نگاہ تقی پر ڈالی جو ایک نظر ان کی طرف دیکھ کر اب پھر سے اپنے سابقہ کام میں مشغول ہو چکا تھا۔

'' وا۔ا۔ا۔ا۔ علیکم سلام۔۔۔ہم۔م۔م۔م۔ بلکل ٹھیک آپ لوگ سنائیں ''

بلال نے مسکراہٹ دباۓ ایک نظر تقی پر ڈال کر جواب دیا، بلال کیا سارا کالج شیریں کی تقی کے لیے بے تابی کے بارے میں آگاہ تھا۔

وہ دراصل بات یہ ہے کہ ہمیں تقی کے نوٹس چاہیں، سر طیب نے بہت تعریف کی تھی اگر مل جاتے تو؟؟؟اور اگر تھوڑا گائیڈ کر دے تقی ہمیں اس میں۔۔۔ ''

شیریں نے اپنی بات بمشکل پوری کی اور وہ بات بلال سے کر رہی تھی مگر دیکھ بار بار تقی کی طرف رہی تھی جو پہلے سے ہی قلم روک چکا تھا اور یقیناً ان کی بات سن چکا تھا پر سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا ابھی تک نہیں تھا۔ایک دو سکینڈ کے لمحے یونہی گزر جانے کے بعد تقی نے گہری سانس لیے سر اوپر اٹھایا چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار رقم کیے گویا ہوا

www.novelsclubb.com

"میں آپ کو نوٹس دے دیتا ہوں، لیکن گائیڈ میں نہیں کروں گا، بلال اور نمیر کو وہ سب میں سمجھا چکا ہوں میں، آپ ان دونوں سے مدد لے سکتی ہیں، نوٹس کل میں دے دوں گا آپ کو"

تقی نے بے حد سنجیدگی سے بات کا جواب دیا اور پھر شیریں کے جز بز ہوتے چہرے سے بے اعتنائی برتتے ہوئے بلال کی طرف متوجہ ہوا جو پوری باچھیں کھلائے لڑکیوں کو دیکھنے میں مصروف تھا۔

"بلال میں جا رہا ہوں، تمہیں جانا ہے ابھی یا۔۔۔؟"

تقی نے اس کے یوں یک ٹک لڑکیوں کو تکنے پر معنی خیز جملا اچھالا جس پر وہ گڑ بڑا کر کھڑا ہوا

"نہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ اچھا لیڈیز پھر کل ملتے ہیں نوٹس کے ساتھ"

بلال نے گردن کھجاتے ہوئے پوری بتیسی نکال کر تینوں سے اجازت طلب کی جس پر شیریں کا بس نہیں چل رہا تھا اس کا سر ہی پھوڑ دے۔ تقی لمبے لمبے ڈگ بھرتا اب جا رہا تھا اور بلال بھاگ بھاگ کر اس کے ساتھ چل رہا تھا۔

"چلو۔۔۔جی۔ی۔ی خواب دیکھے شہزادے کے اور پڑھانے کون آئے گا۔۔۔"

"ہا۔۔۔ہا۔۔۔ہا۔۔۔

صبا نے سدرہ کی طرف ہاتھ سیدھا کیا جس پر سدرہ نے قہقہ لگاتے ہوئے اپنی ہتھیلی تالی کی صورت ماری، وہ دونوں قہقے لگا رہی تھیں اور شیریں کا خون جل رہا تھا اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

"شیریں بس کر میرا تو مشورہ ہے چھوڑ اسے، جس لڑکے کے خود اتنے نخرے ہوں وہ کہاں اٹھاتا ہے لڑکیوں کے نخرے"

سدرہ نے شیریں کے کندھے پر ہاتھ دھرے کان میں سرگوشی کی، شیریں نے ہاتھ کی انگلیاں مڑوڑتے ہوئے گہرے سانس اندر باہر انڈیلے

"تو مت اٹھائے۔۔منظور ہے مجھے یہ بھی میں اٹھالوں گی اس کے نخرے"

شیریں نے گردن اکڑائے پر عزم لہجے میں اپنے ارادے سے آگاہ کیا، وہ کہاں تھی ہمت ہارنے والی۔

"اوہ۔۔۔مائی گاڈ۔۔۔کیا بنے گا اس لڑکی کا"

صبا نے تاسف بھرے لہجے میں کہتے ہوئے اپنا ماتھا پیٹ لیا

" مقبرہ بنا گے اس کا اور کچھ نہیں "

سدرہ نے آنکھیں نچاتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ دونوں پھر سے قہقہ لگا رہی تھیں اور شیریں اب کالج کے گیٹ سے نکلتے تقی کو دیکھ رہی تھی جس نے اس کی راتوں کی نیندیں حرام کر دی تھیں اور خود کے فرشتوں تک کو خبر نہیں تھی۔

****

حویلی کے بیرونی برانڈوں میں دوپہر کے باعث اب قدرے خاموشی تھی، چوہدری حاکم کے پاس آنے والے لوگوں کی آمد اب تقریباً دوپہر کے بارہ بجے ختم ہو چکی تھی۔

چوہدری حاکم کی بیٹھک کے باہر ہی چند لکڑی کی کرسیاں میز لگائی گ ئی تھیں جن پر اکثر گاما بیٹھ کر حساب کتاب کرتا تھا اور اس وقت بھی چوہدری حاکم کے بیٹھک میں جانے کے بعد وہ بیٹھا بڑے سے رجسٹر پر سر جھکائے کچھ لکھنے میں مصروف تھا جب لڈن چوہدری حاکم کی ٹانگیں دبا کر باہر نکلا، وہ اس وقت تک چوہدری حاکم کی ٹانگیں دباتا رہتا تھا جب تک وہ گہری نیند میں نہیں چلے جاتے تھے۔

لڈن اداس سی صورت بنائے گامے کے پاس لگی کرسی پر آ کر براجمان ہوا وہ ہر وقت قمیض اور تہبند میں ملبوس رہتا تھا اب بھی تہبند سمیٹتا وہ اپنے مخصوص انداز میں کرسی پر سمٹ کر بیٹھ گیا اور غیر مرئی نقطے پر بے حد سنجیدگی سے گھورنے لگا جو اس پر گامے کو بلکل جچتی ہوئی محسوس نا ہوئی آخر کار اس نے زبان پر ہونے والی کھجلی کے باعث لڈن سے پریشانی کا سبب پوچھ ہی لیا۔

" کیا ہوا لڈن میاں بڑا اداس بیٹھا ہے "

گامے نے اپنے حساب کتاب کے بڑا رجسٹر بند کیا اور ایک طرف رکھتے ہوئے لڈن کو غور سے دیکھا، لڈن گہری سانس لے کر گامے کی طرف متوجہ ہوا

" تقی میاں بہت یاد آرہے ہیں، دیکھو تو سال ہونے والا ہے ان کو گئے ہوئے، کیا رونقیں ہوتی تھیں ان کے ہونے سے، باہر آتے تھے مجھے تنگ کرتے تھے ہنسی مزاق چلتا تھا اب تو بور ہو جاتا ہوں

لڈن نے اداس لہجے میں اپنی افسردگی کا سبب بتایا، تقی لڈن کو اس کے بھول پن کی وجہ سے اکثر بہت ستاتا تھا اور پھر یونہی ہنسی مزاق کا دور چلتا رہتا تھا جس میں بہادر اور گاما بھی لڈن کو چھیڑنے میں تقی کا بھرپور ساتھ دیتے تھے۔

" لڈن اتنا اداس مت ہو، کچھ دن بعد عید پر آ رہے ہیں تقی میاں ان شاءاللہ "

گامے نے مسکراتے ہوئے اسے خوشخبری سنائی تو لڈن کی تو باچھیں کھل گئی یں۔

" اچھا واہ پھر ہسپتال بنے گا؟ "

لڈن ایک دم سے پرجوش ہوا سینہ باہر کو نکالے گامے سے سوال کیا جواب اس کی بات پر خفیف سا قہقہہ لگاتے ہوئے سر کو نفی میں ہلا رہا تھا

" ارے ابھی تھوڑی ابھی تو ایک سال ہوا ہے چھوٹے میاں کو گئے ہوئے یہ تو نو، دس سال کی پڑھائی ہوتی ہے سنا ہے، ابھی تو چھٹیاں ہیں عید منانے آ رہے ہیں، کل بہادر جا رہا ہے شہر سٹیشن سے لے کر آنا ہے تقی میاں کو "

گامے نے اس کی چھوٹی عقل میں بڑی بات گھسانے کی کوشش کی

”اچھا۔۔۔اچھا سہی اللہ کرے دس سال بھی گزر ہی جانے ہیں میں پھر دیکھوں گا یہ بڑا ہسپتال تقی میاں کیا۔۔۔اور میں وہاں بن جاؤں گا ٹھاٹ سے کمپوڈر۔۔۔“

لڈن نے میاں نے گردن گھماتے ہوئے اپنی خواہش کا اظہار کیا، گامے کو اس کی انوکھی خواہش پر بے ساختہ ہنسی آئی۔

”ہا۔۔۔ہا۔۔۔ہا۔ تو بن جائے گا کمپوڈر اور پھر غلط دوائی یں اٹھا اٹھا کر دے گا سب مریضوں کو“

گامے نے ہنستے ہوئے اس کی خواہش سے ہو جانے والے نقصان سے اسے آگاہ کیا، لڈن فوراً خفگی سے منہ پھلا گیا

”اب ایسی بھی بات نہیں چاچے گامے، میں حویلی میں کام کرنے سے پہلے وہ جو اپنی ڈاکٹر پینو ہے نا اس کے میڈیکل سٹور پر جھاڑ پونجھ کا کام کرتا تھا کوئی دس سال وہاں کام کیا ہے“

لڈن نے گردن اٹھائے فخر سے بتایا، گاؤں میں زچگی کے لیے ایک نرس نے ہی چھوٹا سا میٹرنیٹی ہوم بنا رکھا تھا جس کا نام بھی لیڈی میٹرنیٹی ہوم کے نام سے مشہور تھا۔

"پھر چھوڑا کیوں۔۔۔؟"

گامے نے بھنویں اچکائے سوال پوچھا

"اونیں میں نے نہیں چھوڑا جی، بس سمجھ نہیں آئی غلطی کہاں ہوئی مجھ سے ڈاکٹر صیبا کو غصہ کس بات کا آیا"

لڈن نے اپنے سر پر سوچ ہاتھ پھیرتے ہوئے بتایا

"میں نے ایک دن مشورہ ہی دیا تھا انھیں کہ ڈاکٹر صیبا ایک میٹرنیٹی ہوم مردوں کا بھی بنا لو بس ایسے غصے میں آئی کے کام سے ہی نکال دیا"

لڈن اپنی بات بتا کر اب بھی پریشان بیٹھا تھا جبکہ گامے ہنستے ہوئے لوٹ پوٹ ہوا جا رہا تھا

****

www.novelsclubb.com

تقی اپنے کمرے میں لگے میز کے سامنے پڑی کرسی پر براجمان تھا، ڈھیلا سا سفید کُرتا اس پر سلیقے سے بنے بال جو کچھ ماتھے پر بکھرے تھے، شہر کی ہوا نے اور پڑھائی کے رعب نے شخصیت کو چار چاند لگا دیے تھے۔اس کے بلکل سامنے میز کا ایک کونا انگوٹھے کے ناخن سے کھرچتی منہارونی صورت بنائے مجرموں کی طرح کھڑی تھی وہ کل رات ہی عیدالفطر

کی چھٹیوں پر گھر پہنچا تھا اور آج صبح منہا کے دسویں جماعت میں فیل ہو جانے کی خبر نے اُسے آگ بگولہ کر دیا تھا۔

منہا چار مضامین میں فیل ہو گئی تھی جو تقی کے لیے ناقابل برداشت خبر تھی۔

" کیوں ہوئی تم فیل وجہ پوچھ رہا ہوں میں بولو "

تقی کا چہرہ غصے سے لال بھبوکا ہو رہا تھا اور پیشانی پر بے پناہ شکن تھے، سامنے کھڑی منہا اس کے یوں دھاڑنے پر کانپ گئی

" بھائی وہ۔۔ تیاری تو بہت اچھے سے کی تھی پتا نہیں۔۔ "

منہا کی روہانسی آواز بمشکل حلق سے برآمد ہوئی تھی، ویسے تو وہ تقی سے ہنسی مزاق بھی کر لیا کرتی تھی لیکن جب کبھی تقی غصے میں آتا تو اس کی گھگی بندھ جاتی تھی

www.novelsclubb.com

کیا خاک تیاری کی تھی، سکول بھی جاتی تھی استانی جی کے گھر بھی جاتی تھی پھر بھی "

" چار مضمون میں فیل؟

تقی نے بے یقینی سے اس کے جھکے سر کو دیکھ کر سوال کیا جواب نادم سی ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پھنسائے کھڑی تھی۔ تقی نے گاؤں میں موجود ایک استانی کے گھر اس کی

ٹیوشن بھی لگا رکھی تھی۔جب وہ یہاں ہوتا تھا تو خود پڑھا لیتا تھا منہا کو پر اپنے جانے سے پہلے وہ اس کی ٹیوشن کا انتظام کر کے گیا تھا۔

" بھائی نہیں ہوتا مجھ سے یاد اور نا سمجھ آتی ہے،دسویں جماعت بہت مشکل ہے "

منہا نے بیچارگی سے کہا جس پر تقی کے جبڑے ضبط کے باعث اور باہر کو ابھرے،کمرے کے دروازے پر پردے کے پاس کوئی ہیولہ چوری سے کھڑا محسوس ہو رہا تھا۔

مالا جو ویسے ہی کمرے کے پاس سے گزر رہی تھی تقی کی گرج دار آواز سن کر سہم کر وہیں جم گ ئی تھی۔

کوئی مشکل نہیں ہے،اور کان کھول کر سن لو اگر تم یہ سمجھ رہی ہو کہ تم فیل ہو "

" گ ئی ہو تو میں تمہیں پڑھانے کا خواب ادھورا چھوڑ دوں گا تو یہ بھول ہے تمھاری

تقی نے انگلی ہوا میں معلق کیے منہا کو اپنے سخت ارادوں سے آگاہ کیا،وہ اپنی اکلوتی بہن کو ان پڑھ نہیں رکھنا چاہتا تھا اس کا ماننا تھا لڑکی ہو چاہیے لڑکا ان کو اتنی تعلیم ضرور حاصل کرنی چاہیے کہ وہ زندگی کے کسی بھی سنگین موڑ پر کسی کے آگے ہاتھ نا پھیلائی یں۔اور منہا کو وہ بارہ جماعتیں پڑھانے کی ٹھان چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

تم دوبارہ پیپر دے رہی ہو، میں نے سپلی کے لیے داخلہ فارم پُر کر دیا ہے کل استانی "

" جی کو دے آؤں گا

تقی نے اسے اپنا اٹوٹ فیصلہ سنایا اچانک مالا سے چھوٹی رملا نے وہاں آکر پورا پردہ ایک طرف کر دیا جس کے پیچھے مالا کھڑی تھی، بے ساختہ تقی نے دروازے کی طرف دیکھا مالا نے جیسے ہی اس کی طرف دیکھا، پردہ چھوڑ کر واپسی کے لیے دوڑ لگا دی۔

تقی اسے ایک پل میں ہی پہچان گیا تھا اس کا انداز وہی ایک سال پہلے والا ہی تھا، کچھ دیر ہلتے پردے کی طرف دیکھنے کے بعد وہ پھر سے منہا کی طرف متوجہ ہوا جو اسی طرف دیکھ رہی تھی۔

" یہ کس کلاس میں ہے؟ "

تقی نے بھنویں اچکائے، بنا نظریں ملائے منہا سے سوال کیا، رشتہ جو بھی بن گیا تھا گھر کے باقی بچوں کی طرح اس کی پڑھائی کی فکر اسے آج بھی تھی۔

تقی بھائی بہت نکمی ہے دوسری میں فیل ہو گئی ہے تو اب آگے سکول نہیں جانے "

" کی ضد کی تو دا جی نے کہا گھر بیٹھا لو

منہانے دھیمے سے متوازن لہجے میں جواب دیا جس پر تقی کی تو آنکھیں پھیل گئی یں اس خبر پر اور بے اختیار وہ صدمے سے چیخ اٹھا

"کیا!!!!!! "

آنکھیں پوری کھل گئی تھیں اور غصہ پیشانی کے شکن کا موجب بن گیا تھا، ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور کمرے سے باہر قدم نکالے، غزالہ کے لیے متلاشی نگاہیں ارد گرد دوڑائی یں، بی جی اریب کے ساتھ تخت پر بیٹھی تھیں، شمو نیچے فرش پر چٹائی بچھائے بی جی کی ہدایت پر کچھ سلائی کرنے میں مصروف تھی، فرہاد کچھ دور موڑھے پر بیٹھا ریڈیو کان سے لگائے گانا سننے میں مصرف تھا، تقی نے نگاہیں صحن میں دوڑائی یں تو سامنے ہی چارپائی پر بلقیس اور غزالہ سبزی بناتی نظر آئی یں۔

اور وہ محترمہ دوسری فیل دور نیم کے درخت پر مہرانی کی طرح جھولا جھول رہی تھی ارحمہ کو گود میں بیٹھا رکھا تھا اور رملا کو جھولا جھلانے پر لگا رکھا تھا۔ وہ غصے میں بھرا اب تیز تیز قدم اٹھاتا صحن میں آیا اور آتے ہی بلقیس اور غزالہ کے سر پر کھڑا ہو گیا

" چچی۔۔۔ مالا کو سکول سے اُٹھا لیا ہے اور گھر بیٹھا لیا ہے کیوں؟ "

پیشانی پر بل ڈالے وہ غزالہ سے سوال کر گیا اور وہ اس کے یوں مالا کے متعلق سوال پر گڑ بڑا کر اب بلقیس کی طرف دیکھ رہی تھی جو خود حیران پریشان سی بیٹھی تھی۔

ان کے تو وہم و گمان میں بھی نا تھا تقی یوں مالا کے متعلق ان سے باز پرس کرے گا حیرت میں آنا تو بنتا تھا

"وہ تقی۔۔۔پڑھائی میں چل ہی نہیں رہی تھی تو گھر بیٹھا لیا"

غزالہ نے جز بز حالت میں کبھی تقی اور کبھی بلقیس کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا، ہاتھ میں چھری تھی اور سبزی پر اب مکھیاں بیٹھنے لگی تھیں۔

"تو آپ نے اس کا حل تلاش کرنے کے بجائے اسے گھر میں بیٹھالیا؟"

تقی نے تاسف سے سر ہوا میں گھمایا اور بیزار لہجے میں کہتے ہوئے کچھ دور مزے سے جھولا جھولتی ساڑھے سات سالہ مالا کو دیکھ کر کہا، غزالہ کی تو زبان ہی گنگ ہو گئی تقی کو اتنے غصے میں دیکھ کر

"چچی مالا گھر نہیں بیٹھے گی پڑھے گی جس استانی کے پاس شام کو منہا پڑھنے جاتی ہے یہ بھی جائے گی کل سے ہی، تقی تو اب رعب سے حکم چلانے پر آ چکا تھا

" تقی۔۔۔لی۔۔۔۔ے۔۔ک۔۔۔ن "

غزالہ نے دھیمی سی آواز میں کچھ کہنا چاہا جسے تقی فوراً کاٹ گیا

لیکن ویکن کچھ نہیں چچی، میں چاچو سے بھی بات کرتا ہوں اور دا.جی سے بھی، "

" زبردستی بھیجیں اس کو سکول

تقی نے دو ٹوک لہجے میں کہا اور اسی انداز میں اٹاری کی طرف قدم بڑھا دیے، اور پھر تقی تو عید کے تیسرے روز ہی لاہور واپس روانہ ہو گیا پر مالا کو دوگنے عذاب میں مبتلا کر گیا، سکول سے جان چھڑانے والی مالا اب نا صرف سکول جاتی تھی بلکہ شام کو استانی جی کے گھر ٹیوشن کے لیے بھی جاتی تھی۔ بہت روئی بہت منت سماجت کی پر سب کو تقی کا حکم یاد تھا وہ سب کو دو ٹوک کہہ گیا تھا نکاح آپ لوگوں نے زبردستی کیا تھا اب وہ میری منکوحہ ہے خبردار اگر کسی نے اسے سکول سے اٹھایا۔

www.novelsclubb.com

مالا کو ابھی تھپڑ بھولا نہیں تھا کہ تقی اسے یہ چوٹ دے گیا تھا وہ اندر ہی اندر تقی پر تلملانے لگی تھی۔

*****

یہ حویلی کے بڑے کمروں میں سے ایک کمرہ تھا جو خدیجہ بیگم نے اپنی بڑی بیٹی اریب کو دے رکھا تھا۔اریب نے بڑے سلیقے سے کمرے کے ایک حصے میں اپنی پٹیاں اور اٹیچی اوپر نیچے رکھے ہوئے تھے جن کے اوپر سرخ رنگ کے کور بڑے سلیقے سے بچھا رکھے تھے اور ایک طرف لکڑی کی پلنگ چوکی اور صوفہ میز پڑے تھے۔

کمرے میں پلنگ کے قریب ایک طرف منیر صوفے پر بیٹھا تھا اور ساتھ اریب غصے سرخ ہوتا چہرہ لیے بیٹھی تھی۔اور پلنگ پر فرزانہ بیٹھی تھی۔

فرزانہ نے چوڑیوں سے بھری بازو اوپر اُٹھائی اور دوپٹہ سر پر درست کرتے ہوئے ماں کی طرف دیکھا،وہ آج اریب کے بہت اسرار پر میکے آئی تھی گو کہ اس کا گاؤں اتنا دور نہیں تھا پر اس کا سسرال بہت بڑا تھا کہیں چھ مہینوں میں ایک دفعہ چکر لگاتی تھی اور اب تو ایک سال کا بیٹا بھی تھا جس کے باعث اس کی مصروفیت مزید بڑھ گئی تھی۔

"اب کی بار آئی ہو تو فرہاد کا دماغ سہی سے درست کر کے جاؤ"

اریب نے غصے سے دانت پیستے ہوئے تکیہ کلام جوڑا وہ فرزانہ سے فرہاد کے دکھڑے رو رہی تھیں جو آجکل ماں سے منہا کا رشتہ مانگنے کی ضد لگائے ہوا تھا۔

اماں تو ایک بات بتائی یں مجھے اس میں برائی کیا ہے، منہا میں ایسی کیا کمی ہے مان لیں "

" فرہاد کی بات

فرزانہ نے جھنجلا کر اپنی ماں کی ضد کی وجہ پوچھی، جس پر اریب جھٹکا کھا کر سیدھی ہوئی

کمی کیا ہے۔۔۔ یہ پوچھو کیا کمی نہیں ہے اس لڑکی میں، بلقیس نے سر چڑھا رکھی "

" ہے کوئی کام نہیں آتا اس کو، نا سلائی نا کڑھائی نا کچھ پکانا

اریب نے نخوت سے ناک چڑھاتے ہوئے منہا کی خامیاں گنوائی یں، منیر بس خاموشی

سے ماں بیٹی کی گفتگو سننے میں مگن تھا۔

" میں نے کیا ایسی بھولا کر اپنا بڑھاپا غارت کرنا ہے، ایک ہی تو بیٹا ہے میرا "

اریب تو آج جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھی، فرزانہ نے باپ کی طرف مدد طلب

www.novelsclubb.com

نگاہوں سے دیکھا جو کندھے اچکا گیا

اماں ایسا بھی کیا ہے یہ بھی تو دیکھو کہ تقی اسے پڑھا بھی رہا ہے دس جماعت پاس ہے "

" ماشااللہ سونی ہے

فرزانہ نے ماں کو اس کی خوبی گنوائی، منہاد سویں جماعت پاس کر چکی تھی اور اب گھر میں ہی گیارھویں جماعت کی تیاری کر رہی تھی، جس کے لیے وہ مالا کے ساتھ استانی جی کے گھر جاتی تھی مالا اب تیسری جماعت میں تھی۔

"بس کر آئی بڑی تو وکالت کرنے والی تجھے میں نے اپنا ساتھ دینے کے لیے بلایا ہے اور تو اسی کی وکالت کرنے بیٹھ گئی ہے، دیکھ میری طرف سے وہ پڑھ لکھ کر استانی کیوں نا لگ جائے میں پھر بھی اسے فرہاد کے لیے نہیں بیاہ کر لاؤں گی، یہ ساری باتیں اپنے بھائی کے دماغ میں ڈال کر جانا"

اریب جھٹکا کھا کر اپنی جگہ سے اٹھی اور کمرے کا کواڑ زور سے دیوار میں مارتی باہر نکل گئی، فرزانہ تو چکی کے دو پاٹوں میں پس کر رہ گئی تھی۔ فرہاد کہہ رہا تھا اس کے ساتھ دے اور اریب کہہ رہی تھی اس کا ساتھ دے۔ فرزانہ نے گہری سانس لی اور پلنگ پر بے خبر سوتے اپنے بیٹے کی طرف دیکھ کر مسکرا دی۔

****

چراغ شام سے پہلے

www.novelsclubb.com

ہما وقاص

قسط نمبر 9

میڈیکل کالج لاہور کے وسیع عریض لان کی گھاس نمیر کے ہاتھوں بے دردی سے زمین سے اُکھڑ اُکھڑ کر ایک طرف ڈھیر ہو رہی تھی، وہ سامنے نگاہیں جمائے آہیں بھرتا ہوا گھاس پر مسلسل ظلم ڈھا رہا تھا ساتھ ہی بلال اور تقی بھی گھاس پر کتابیں سامنے ڈھیر کیے بیٹھے تھے۔

شہر کا رنگ ڈھنگ تقی پر کچھ یوں بھی چڑھا تھا کہ وہ اب پتلون اور شرٹ کُرتے شلوار کی نسبت زیادہ زیب تن کرنے لگا تھا۔ اور اب بھی چیک والی نیلی شرٹ کے نیچے وہ گرے رنگ کی پتلون پہنے ہوئے سحر انگیز شخصیت کا حامل لگ رہا تھا۔

"یار کاش ہمیں بھی کوئی لڑکی ایسے دیکھا کرے کتنی خواہش ہوتی ہے نا، تقی جتنے خوبصورت نہیں تو کیا ہوا اتنے گ ئے گزرے بھی نہیں"

نمیر نے گھاس کو زمین سے کھینچتے ہوئے ٹھنڈی آہ بھری تھی، سامنے کچھ دوری پر بیٹھی شیریں، صبا اور سدرہ بار بار ان کی طرف دیکھ کر کھس پھس کر رہی تھیں، جن میں سے

شیریں تھی جو محبت سے تقی کو بار بار دیکھ رہی تھی باقی دونوں تو بس شیریں کو چھیڑنے میں مصروف تھیں۔

"تو خود کسی لڑکی کو دیکھنا چھوڑے تو کوئی بیچاری تمہیں دیکھے

"۔۔ہا۔۔ہا۔۔۔ہا۔۔۔ہا۔۔

بلال نے آنکھ دبا کر اسے شریر لہجے میں آئینہ دکھایا اور پھر خود ہی اپنی بات پر پورا منہ کھول کر فلک شگاف قہقہ لگا گیا جبکہ پاس بیٹھے تقی نے بس ذرا سا سر اٹھا کر دھیمی سی مسکراہٹ سجائے ان کا ساتھ دیا۔

"ہا۔۔۔ہا۔۔۔ویری۔۔۔فنی۔۔۔یہ اپنا بلڈوزر جتنا منہ بند کر، میری شرافت پر شک ہر گز نا کرنا تمھاری طرح تاڑو نہیں ہوں میں"

نمیر نے خفگی سے گھورتے ہوئے بلال کو انگلی دکھائی

"لو جی دو آنے جتنی شرافت لیے پھرتا ہے، شریف تو ان جیسے ہوتے ہیں دیکھیے اَدھر ان محترم کو محترم ڈاکٹر تقی نقیب صاحب"

بلال نے دھیمے سے مسکراتے تقی کی طرف ہاتھ اوپر نیچے نچاتے ہوئے اشارہ کیا،

www.novelsclubb.com

"پورے میڈیکل کالج کی سب سے حسین مورت ان کو تاک تاک کر مجسم ہوئے جاتی ہے، شیریں سے پھیکی ہو گئی بیچاری ان پانچ سالوں میں اور یہ ایسے ہیں نگاہ اٹھا کر بھی اسے دیکھنا گوارا نہیں کرتے "

بلال لہک لہک کر تقی کی شان اور شرافت کے قصیدے پڑھ رہا تھا، جبکہ تقی بس سر نیچے کیے ان دونوں کی حرکتوں پر ہنستے ہوئے تاسف سے گردن ہلا رہا تھا۔ نمیر اور بلال دنوں کی مزاق مستیاں ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھیں اور تقی جو پڑھنے بیٹھا تھا ایک لفظ نہیں پڑھ پا رہا تھا۔

"میں یہاں پڑھنے کے لیے اور تم دونوں خبیثوں کو پڑھانے کے لیے بیٹھا تھا، پر تم دونوں کی حرکتیں دیکھ کر لگتا ہے پڑھنے کا کوئی ارادہ نہیں میں ہاسٹل جا رہا ہوں "

تقی فوراً اٹھ کر متوازن لہجے میں کہتا ہوا اب اپنی کتابیں سمیٹ رہا تھا۔ اور تقی کے یوں اُٹھ جانے پر بلال اور نمیر سے زیادہ بے چین دور بیٹھی شیریں لگ رہی تھی۔

"ارے۔۔۔ تقی بھائی بات تو سنیں۔۔۔ ہمارا نہیں تو کچھ مس نمکین جی کا ہی خیال کیجیے "

نمیر نے چھلانگ لگا کر تقی کا کندھا تھاما اور شریر سے لہجے میں سرگوشی کی، ان دونوں پر کبھی کبھار یونہی تقی کو چھیڑنے کا دورہ پڑتا تھا۔

نہیں۔۔۔ میرے پاس نا کسی شیریں کے لیے وقت ہے اور نا کسی نمکین کے لیے، مجھے ''
'' چھوڑ دو اور معاف رکھو اس سب سے

تقی جلدی جلدی دونوں سے جان چھڑائے آگے بڑھا تھا، لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ بے اعتنائی سے چہرہ اوپر اٹھائے بے تابی سے دیکھتی شیریں کے پاس سے گزر گیا تھا۔

اُس کی خوبصورتی اس کی یہ تڑپ تقی کو ان سب سے کوئی سروکار نہیں تھا اور نا وہ اس طرف متوجہ ہونا چاہتا تھا۔ اپنے باپ سے اور ماں سے کیا وعدہ اور اپنے ساتھ رشتے میں بندھی مالا کو وہ یوں کسی بھی طرح کا دھوکا نہیں دینا چاہتا تھا اور سب سے بڑھ کر وہ خود کو کسی کی بھی نظروں میں گرانا نہیں چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ اچھے سے جانتا تھا اس کی منزل اس کا گاؤں ہے یہ شہر اس کی چکا چوندا سے اس سب میں اپنا آپ گم نہیں کرنا تھا۔ ان کے گاؤں کو ایک اچھے ہسپتال اور طبی سہولیات کی اشد ضرورت تھی اور اسے وہاں ہسپتال بنا کر خواب کو حقیقت میں بدلنا تھا۔

****

حاکم قصر میں آج بہت دن بعد دسمبر کی تیز دھوپ نکلی تھی، منڈیر پر کوے دھوپ سیک رہے تھے تو صحن اور اٹاری میں آتی دھوپ میں حویلی کے مکیں دھوپ سیک رہے تھے۔

صحن میں رونق جیسا سماں تھا اتنے دنوں کی دھند اور سردی سے دبک کر انگیٹھی جلا کر کمروں میں بیٹھنے والے حاکم قصر کے مکیں آج دھوپ سے ہڈیوں کو سیک کر سکون لے رہے تھے۔

فرہاد، مالا، رملا، نقی اور سکینہ ان سب نے صحن میں دھما چوکڑی مچا رکھی تھی، وہ صحن میں پٹھو گرم کھیل رہے تھے، جس کے لیے صحن کے وسط میں چند چھوٹے پتھروں کو ایک دوسرے کے اوپر نیچے رکھا ہوا تھا اور ایک نفس جس کے ہاتھ میں ربڑ کی گیند تھی اس نے ان پتھروں کا نشانہ باندھ کر گیند سے ضرب لگانی تھی۔

www.novelsclubb.com

چھٹیوں کے باعث تقی بھی گاؤں آیا ہوا تھا اور اب وہ بھی ایک طرف کرسی ڈالے پڑھنے میں مگن تھا۔ وہ اب گاؤں آتا بھی تو سارا سارا دن پڑھائی میں مگن رہتا تھا جو کہ وہ اس وقت بھی کر رہا تھا۔

برانڈے میں آتی دھوپ میں تخت کو کھینچ لیا گیا تھا جس پر خدیجہ بیگم بیٹھی تھیں،اور تاری بوا گرم زیتون کے تیل سے ان کی ٹخنوں کی مالش کر رہی تھیں۔بچوں نے کھیلتے ہوئے پورا صحن سر پر اُٹھا رکھا تھا،خدیجہ بیگم نے ان کے اچانک چیخیں مارنے پر گھور کر صحن میں دیکھا۔

"بس کرو۔۔۔کیا حویلی سر پر اُٹھا رکھی ہے کمبختوں نے یہ جو مالا چنڈال ہے یہ تو سدا کی بدتمیز ٹھہری پر اس لونڈے فرہاد کو دیکھو بڈھا ہو گیا موا بچوں کے ساتھ بچہ بن جاتا ہے"

خدیجہ بیگم منہ میں پان رکھے، صحن میں دھما چوکڑی مچائے بچوں پر چیخیں تھیں پر مجال ہے کوئی سن کے دے رہا ہو۔

مالا کے ہاتھ میں اب گیند تھی،اور وہ آنکھوں کو سکوڑے اب اوپر نیچے پڑے پتھروں کا نشانہ باندھنے کے لیے منہ کے زاویے بدل رہی تھی۔وہ اب بارہ سال کی ہو چکی تھی بال اب کمر کو چھونے لگے تھے جن کو اس نے ایک چٹیا میں باندھ رکھا تھا،وہ قد ایسے نکال رہی تھی کہ ابھی سے اپنے سے بڑی منہا جتنی لگنے لگی تھی۔

بی جی ساگ کے ساتھ ساری روٹیاں مک ئی کی بنانی ہیں یا پھر گندم کی بھی بنانی ہیں "
"

تاری بوا نے ہاتھوں کو اوپر نیچے چلاتے، خدیجہ بیگم کی پنڈلیوں پر مالش کرتے، موؤدبانہ سوال کیا۔ مالا کی نگاہ پتھروں کی اوٹ سے کرسی پر بیٹھے تقی پر پڑی تھی۔ سادہ سے سفید کرتا شلوار پر سیاہ رنگ کی جرسی پہنے وہ کچھ لکھنے میں مگن تھا۔

تقی کہاں کھاتا ہے مک ئی کی روٹی اس کے لیے گندم کی روٹی پکانا اور باقی تو سبھی کھا لیتے ہیں مک ئی کی، مکھن کے ساتھ اچھی طرح چوپڑیو سخت نا ہوں وے ذرا بھی، پچھلی دفعہ چوہدری صاحب ناراض ہو رہے تھے "
"

خدیجہ بیگم نے ہاتھ اٹھا کر تاری بوا کو تنبیہ کیا جواب دوپہر کھانے کے لیے ساگ کے ساتھ روٹیوں کا پوچھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

تقی پر نظر پڑتے ہی، مالا کے ذہن میں کتنے ہی منظر گھوم گ ئے تھے، تقی کا تھپڑ، اس کا گھورنا، سکول میں زبردستی بھیجنا، ٹیوشن اور سکول میں استانی جی کی مار، اسے تقی سے بدلہ لینے کا اس سے اچھا موقع زندگی میں نہیں مل سکتا تھا، وہ جب بھی حویلی آتا سب سے بات

کرتا تھا مسوائے مالا کے اسے تو وہ نظر تک اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا، مالا کو اندر ہی اندر یہ بات بہت تکلیف دیتی تھی اگرچہ وہ اپنے اور تقی کے رشتے کے بارے میں ابھی تک نہیں جانتی تھی اس لیے اسے تقی کا یہ عجیب رویہ بہت غصہ دلاتا تھا اور اب وہ پتھروں کے بجائے تقی کے سر کا نشانہ باندھ رہی تھی۔

تاری بوا تیل کی بوتل سیمنٹی تخت پر سے اٹھی تھی۔

"اور سن پہلے ملازموں کو روٹیاں اتار کے باہر برانڈوں میں بھیج دینا پھر گھر والوں کی بنانا"

خدیجہ بیگم نے زینے کی طرف جاتی تاری بوا کو پیچھے سے پکار کر اگلا حکم صادر کیا تھا۔مالا نے زور سے بازو کو جھٹکا دیا تھا اور گیند اس کے ہاتھ سے نکل کر ہوا کو چیرتی ہوئی تقی تک پہنچی تھی اور پھر ٹھک کی آواز کے ساتھ سیدھے تقی کے ماتھے پر لگی تھی۔مضبوط ربڑ کی گیند اور اتنی زور سے پھینکی گئی تھی کہ تقی ایک جھٹکا کھا گیا تھا۔

"ہائے۔۔۔۔ستیاناش۔سر پھوڑ ڈالا موئے کا"

خدیجہ بیگم جھٹکا کھا کر تخت پر سے اٹھی تھیں۔ گینداب تقی کے پاس سے ٹھپا کھاتی ہوئی دور جا رہی تھی۔ سب نے یک لخت مالا کی طرف دیکھا تھا جس نے چھت کے زینے کی طرف دوڑ لگا دی تھی اور باقی سب نے ماتھے پر ہاتھ رکھے تکلیف کو برداشت کرتے تقی کی طرف دوڑ لگائی تھی۔

ہاتھ ہٹا۔۔ ہاتھ ہٹا آنکھ ہی تو نہیں پھوڑ ڈالی کہیں؟ اس نگوڑ ماری نے، گھوڑی کی گھوڑی "

" ہو گئی ہے عقل ابھی بھی گھٹنوں میں ہی ہے

خدیجہ بیگم اب غصے میں مالا پر چیخ رہی تھیں۔ اور تقی جو سر کو اب دونوں ہاتھوں میں تھامے بیٹھا تھا اس کے ہاتھ پکڑ کر نیچے کر رہی تھیں۔

" تقی بیٹا آنکھ بچ گئی ہے نا "

بلقیس نے پریشان ہو کر اس پر جھکتے ہوئے پوچھا، یہی حال پاس کھڑی غزالہ کا تھا وہ بھی پریشانی میں لب کچل رہی تھی۔ جبکہ اریب بیگم جو اب کمرے سے نکلی تھی اب برانڈے میں ہی کھڑی اچک اچک کر سارا ماجرا دیکھ رہی تھی۔

"ارے بس کرو آپ سب بس سر پر لگی ہے چوٹ کچھ نہیں ہوا مجھے آپ سب نے کیا شور مچا دیا"

تقی نے سر پر سے ہاتھ اٹھایا، اور بیزاری سے اپنے ارد گرد جھکے ہوئے نفوس کو دیکھا۔ تقی کے ماتھے پر اب پہاڑ نما ابھار بنا ہوا تھا۔

"ہائے۔۔۔ ربا سر پر کون سا کم لگی ہے، گامڑ بن گیا اتنا بڑا سا، تاری بوا چھوڑ سارے کام سیک دینا تقی کے سر کو گرم کر کے لا کوئی پتھر اور تولیے میں لپیٹیو اسے"

خدیجہ بیگم نے پاس کھڑی تاری بوا کو عجلت میں حکم صادر کیا، جو سر زور سے ہلاتی باورچی خانے کی طرف بھاگی تھی۔

"غزالہ۔۔۔ کہاں گ ئی وہ منحوس ماری مالا، عقل دے اسے جا کر کچھ، کب سے کہہ رہی ہوں سب کو بس کرو۔۔۔ بس کرو۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

خدیجہ بیگم نے گھور کر پریشان حال کھڑی غزالہ سے کہا، غزالہ جو دوپٹے کے پلو کو ہاتھوں میں گھماتی تقی کے سر پر بنے ابھار کو دیکھ رہی تھی، خدیجہ بیگم کے حکم پر گڑ بڑا کر چھت کی طرف بڑھی۔

چھت پر چڑھتے ہی ارد گرد نگاہ دوڑائی تو وہ اپنے مخصوص انداز میں برساتی پر بیٹھی نیچے ٹانگیں لٹکائے ہلا رہی تھی، ہاتھ میں سوکھی کھجوریں پکڑی تھیں جن کو چھت پر چارپائی پر ڈالا ہوا تھا۔

" مالا۔۔مالا۔۔اتر نیچے فوراً، اتنی دفعہ کہا ہے عقل سے کھیلا کر اب لگ گئی نا تقی کے سر پر گیند "

غزالہ نے ڈپٹتے ہوئے غصے سے گھورا اور ہاتھ کے اشارے سے نیچے آنے کے لیے کہا۔

" کھیل تو بہت دھیان سے رہی تھی بس لگ گئی تو لگ گئی ان کو کس نے کہا تھا صحن کے بیچوں بیچ کرسی ڈال کر بیٹھ جائیں "

مالا نے کندھے اچکائے، اور مزے سے ٹانگیں ہلاتے ہوئے کھجور کو منہ میں ڈالا

" تیرا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔کچھ نہیں ہو سکتا، قد دیکھ اپنا گھوڑی ہو گئی ہے اب نا کھیلا کر خاص طور پر جب تقی آیا ہوا ہو تو بلکل نا کیا کر ایسی حرکتیں "

غزالہ نے چیختے ہوئے سمجھایا اور پھر افسوس سے سر ہلاتی نیچے کی طرف بڑھ گئی اب کھل کر اسے کچھ بتا بھی نہیں سکتی تھیں۔ جبکہ وہ بڑے آرام سے مسکراتے ہوئے کھجور

www.novelsclubb.com

کھانے میں مصروف تھی۔ تقی کو سر پر گیند مار کر آج اسے سکون مل گیا تھا۔ وہ بہت خوش تھی جیسے سالوں پرانا حساب چکتا کیا ہوا۔

****

یہ سکول میں آٹھویں جماعت کا کمرہ تھا جہاں جماعت کی تمام لڑکیاں اپنے ڈسکیوں کو خالی چھوڑ کر اب کمرے کی کھڑکیوں کی جالی کے ساتھ ناک منہ چپکائے باہر کا منظر دیکھ رہی تھیں جہاں مس نیلم ان کی جماعت کی ایک لڑکی کے منہ پر زور زور سے طمانچے مار رہی تھیں، اور لڑکی زار و قطار رو رہی تھی اور بار بار ہاتھ جوڑ کر مس نیلم اور پاس کھڑی ہیڈ مسٹریس سے معافی مانگ رہی تھی۔

یہ سارا منظر دیکھ کر کھڑکی سے باہر دیکھتی مالا کی بڑی آنکھوں اور لمبی پلکوں کی جھالر کے اوپر دراز بھنویں سکڑ گئی تھیں وہ اب ساڑھے چودہ سال کی ہو چکی تھی، ایک دفعہ چوتھی اور ایک دفعہ چھٹی جماعت میں فیل ہو جانے کی وجہ سے وہ اب دسویں کے بجائے آٹھویں جماعت میں پہنچی تھی اور عمر کا ہر گزرتا سال اس کے جوبن کو خوب نکھار سنوار کر بیتا تھا۔ وہ لمبے قد، لمبے بالوں، بڑی آنکھوں، گھنی پلکوں، گدازوں گالوں، چندن رنگ

روپ، اور دلکش سراپے میں تبدیل ہو چکی تھی ان سب خوبیوں میں سب سے منفرد اس کی ہلکے نیلے اور گرے رنگ کے ملاپ والی آنکھیں تھیں جو بقول نواش حاکم ان کی والدہ عصمت آرا پر گئی تھیں مرحومہ خاندان کی خوبصورت ترین ہلکے نیلے رنگ کی آنکھوں والی خاتون تھیں۔

" آئے ہائے کس بے دردی سے مار رہی ہیں مس نیلم اسے، کیا کر دیا اس بیچاری نے ایسا بھی؟ "

مالا نے جھری جھری لے کر ساتھ کھڑی ثریا سے پوچھا، اس کی آنکھوں میں سامنے کھڑی مار کھاتی اپنی ہم جماعت کے لیے بہت ہمدردی تھی۔

" دیوار ٹاپ (پھلانگ) کر جا رہی تھی مالی بابا نے دیکھ لیا اس کو اور پکڑ کر لے آیا مس نیلم کے پاس "

www.novelsclubb.com

ثریا کے بجائے پاس کھڑی تبسم نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا اور پھر ثریا اور تبسم منہ پر ہاتھ رکھے کھسیانی سی ہنسی ہنسنے لگیں، مالا نے نا سمجھی سے ان کی طرف دیکھا

بچاری کو مار پڑ رہی ہے تم دونوں ہنسی جاؤ بد تمیز، مجھے تو ترس آ رہا ہے دیکھو تو مس "
" نیلم کا موٹا سا ہاتھ اور اس کے گال

مالا نے تاسف سے سر کو دائیں بائیں مارتے ہوئے افسوس کیا

ترس کھانے کی کیا ضرورت ہے بھ ئی، یہ کونسا اچھے کام کے لیے جا رہی تھی، اپنے "
" اُس سے ملنے کو جا رہی تھی

تبسم نے نخوت سے ناک چڑھا کر جواب دیا،

" اُس کون۔۔۔؟ کس کو ملنے جا رہی تھی "

مالا کو ان کی باتیں سمجھ میں ہی نہیں آ رہی تھیں، قد کاٹھ، رنگ روپ، چاہے بدل گیا تھا پر عقل کے گھوڑے ابھی تک وہ صرف وہیں تک دوڑاتی تھی جہاں تک ضروت ہوتی تھی، بچوں کے ساتھ کھیل کود کرنا، درختوں پر چڑھنا، سکینہ کے ساتھ باغ میں جانا پھلوں کو توڑنا، میٹھے کی مختلف کھانے بنا بنا کر کھانا بس یہی اس کی زندگی تھی اور یہیں تک وہ سوچتی تھی۔

www.novelsclubb.com

اور اس لیے اب اپنے ساتھ بیٹھی اپنی سہلیوں کی یہ معنی خیز بات اس کے سر کے اوپر سے گزر گئی تھی۔

معصوم تو ایسے بن رہی ہے۔۔۔ جیسے کچھ پتا نہیں کس کی بات کر رہے ہم، لڑکے سے ملنے جا رہی تھی یہ لڑکی "

ثریا نے خفگی سے مالا کو گھور کر پوری بات بتائی جس پر تبسم تو اب افسوس سے سر ہلا رہا تھی جبکہ مالا ابھی بھی پوری بات کو سمجھنے سے قاصر تھی۔

" لڑکے کو کیوں ملنے جا رہی تھی "

مالا نے معصومیت سے اگلا سوال داغ دیا، تبسم اور شازیہ نے ایک دوسرے کی طرف حیرت سے دیکھا

مالا تیرا نکاح ہوا ہے اور تجھے یہ نہیں پتا کہ لڑکے کو کیوں ملنے جاتی ہے لڑکی اور یہ غلط بات ہوتی ہے "

تبسم نے حیرت سے مالا کو دیکھ کر سوال کیا، اب کتابوں کو امتحانوں کے دنوں میں کچھ دن پڑھنے اور فیل ہو ہو کر پاس ہونے والی مالا کو کیا پتا ان سب باتوں کا۔

www.novelsclubb.com

"میرا۔۔۔نکاح۔۔۔نیں تو وہ تو میری فرزانہ آپا کی شادی ہوئی ہے بس، منہا آپا کی منگنی ہوئی ہے ابھی صرف"

مالا نے پیشانی پر بل ڈالے انہیں بتایا، منہا کی فرہاد سے منگنی ہو چکی تھی اریب پھپھو کو فرہاد کی ضد کے آگے گھٹنے ٹیکنے ہی پڑے تھے گو کہ منہا بھی اپنی منگنی سے بلکل ناخوش تھی اس لیے مالا نے کبھی اس کو اور فرہاد کو بھی ایک ساتھ نہیں دیکھا تھا غرض کے وہ اپنی دنیا میں مست ملنگ تھی اور گھر والے تو ویسے بھی اس طرح کی باتوں کو اس کے سامنے کرنے سے اجتناب ہی برتتے تھے۔

"تو ڈارمے کس کے ساتھ کر رہی ہے مالا، تقی بھائی تیرے تایا کا بیٹا اس سے تیرا نکاح ہوا ہے بچپن میں کیا تجھے نہیں پتا اس بات کا"

اب کی بار ثریا بھی حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔وہ لوگ بھی ن ئی ن ئی لڑکپن سے جوانی کے سفر پر تھیں اس لیے آج پہلی دفعہ اس طرح کی گفتگو کا دور دورہ چل نکلا تھا۔

"کیا۔۔۔کیا۔۔۔پاگل ہو تم دونوں میرا نکاح تقی سے"

مالا نے حیرت سے منہ کھول کر پوچھا اور سینے پر ہاتھ رکھے تعجب سے پوچھا

مالا تجھے واقعی نہیں پتا کیا اس بات کا یہ تو پورے گاؤں کو پتا ہے میں نے اپنی اماں کے منہ سے سنا تھا ایک بار حیرت ہو رہی ہے یہ جان کر کہ تجھے پتا ہی نہیں ہم تو سمجھ رہے تھے تجھے پتا ہو گا "

تبسم نے واقعی حیرت سے مالا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا جو یہ ساری بابت سن کر اب دم بخود وہ بیٹھی تھی۔

ذہن میں کتنی ہی باتیں گردش کر رہی تھیں۔ اسے تقی کو بھائی کہنے سے سب کا منع کرنا، تقی کا اسے نا دیکھنا، اس کی اماں کی معنی خیز باتیں ذہن میں ٹھا ٹھا کتنے ہی بمب پھوٹ گئے تھے پر ذہن اب بھی ماننے کو تیار نہیں تھا کہ تقی سے اس کا نکاح ہو چکا ہے اور وہ اس کا دلہا ہے جیسے فرزانہ آپا کا حسن، شمو کا اللہ دتا، اور منہا آپا کا فرہاد وہ تو ساکن بیٹھی تھی۔

" ہاں تو مجھے بھی پتا ہے، میری پھپھو جو تم لوگوں کی حویلی کے پاس رہتی ہے اس نے بھی ایک دفعہ بتایا تھا کہ چوہدریوں کے بڑے پوتے کا نکاح مالا سے کیا ہوا ہے بچپن میں ہوا تھا جب تو چھوٹی تھی "

ثریا بھی اب اسے اپنی معلومات سے آگاہ کر رہی تھی اور ایک وہ تھی جسے پتا ہی نہیں تھا، اور آج پتا چل رہا تھا وہ نکاح شدہ ہے اور منکوحہ بھی کس کی ہے جسے وہ پورے گھر میں سب سے زیادہ ناپسند کرتی ہے۔

چھٹی کی پہلی ہی گھنٹی بجی تھی اور وہ اپنا بستہ اٹھا کر آج ان دونوں کو چھوڑ کر جماعت سے باہر بھاگی تھی۔

" مالا۔۔۔مالا۔۔۔اسے کیا ہو گیا "

تبسم نے حیرت سے شازیہ کی طرف دیکھا جو کندھے اچکا گ ئی

****

حویلی کے پھاٹک کے بعد روش عبور کرتے ہی وہ دوپٹے سے کیے نقاب کو ناک پر سے اتار کر اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔ چھوٹی رملا اور ارحمہ اس کے پیچھے آ رہی تھیں جن سے وہ مکمل طور پر بے خبر تھی۔ کمرے میں غزالہ نہیں تھی باہر آئی اور پھر اٹاری کے ستون کے پاس کھڑی ہو کر ارد گرد دیکھا۔

" اماں۔۔اماں۔۔۔۔۔ "

چیختے ہوئے وہ ادھر اُدھر دیکھ کر غزالہ کو بلا رہی تھی اور پھر غصے سے پیر پٹختی صحن میں داخل ہی ہوئی تھی کہ غزالہ اس کے یوں پکارنے پر حواس باختہ سی باورچی خانے سے باہر نکلی تھی۔

" کیا ہوا۔۔۔؟ پاگلوں کی طرح کیوں چلا رہی ہے؟ کیا بھونچال آ گیا ہے؟ "

غزالہ نے حیرت سے پیشانی پر بل ڈالے اپنے دوپٹے سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے پوچھا، جبکہ وہ تیر کی طرح غزالہ تک پہنچ کر اب اس کا بازو دبوچ چکی تھی۔

" مالا۔۔۔مالا۔۔۔ کیا ہوا بازو چھوڑ میرا۔۔۔ "

غزالہ نے اسے بازو دبوچے کمرے میں لے جاتے دیکھ کر حیرت سے اپنا بازو اس کی مضبوط گرفت سے چھڑوانے کی کوشش کی جبکہ وہ اپنی ماں سے بھی لمبی غزالہ کو غصے سے کمرے میں لے جا رہی تھی۔ کمرے میں جاتے ہی مالا نے غزالہ کا بازو چھوڑ دیا تھا جلدی سے کمرے کا کواڑ بند کیا اور غزالہ کی طرف پلٹی

مالا دیکھ۔۔۔ اگر اب پھر سکول میں کوئی نیا تماشہ کھڑا کر آئی ہے تو میں اس دفعہ سکول نہیں جاؤں گی "

غزالہ نے اپنے خدشات کے پیش نظر اسے اپنا فیصلہ پہلے ہی سنا دیا، جو سینے پر ہاتھ باندھے چھوٹی سی ناک کے نتھنے غصے سے پھلائے کھڑی تھی

"اماں تقی میرا کیا لگتا ہے؟ "

مالا نے ماتھے پر بل ڈالے غصے سے سوال کیا، سوال اور انداز ہی ایسا تھا غزالہ کا ماتھا ٹھنکا

اماں چپ کیوں ہے جواب دے تقی میرا کیا لگتا ہے ؟، سب گھر کے بچے اسے تقی " " بھائی کہتے ہیں ایک میرے ہی کہنے پر کیوں پابندی لگادی گ ئی تھی بتا

مالا گھور کر ماں کی طرف دیکھ کر سوال کر رہی تھی

" نکاح ہوا ہے تیرا تقی سے "

غزالہ نے آہستگی سے جواب دیا۔

www.novelsclubb.com

" اماں۔۔۔ تقی۔۔۔ مطلب اس اکڑو۔۔۔ کھڑوس سے "

مالا کا تو اوپر کا سانس اوپر ہی اٹک گیا تھا، آنکھیں پھیل گ ئی تھیں

تمیز سے بات کر مالا، اور تجھے یہ سب کس نے بتایا آج ہم سب گھر والے تو ذکر تک "

" نہیں کرتے کبھی اس بات کا تجھ سے

غزالہ نے الٹا غصہ دکھا کر اس سے سوال پوچھ ڈالا

پورا گاؤں جانتا ہے اماں اور ایک میں ۔۔۔اماں مجھے تقی جیسا دلہا نہیں چاہیے، دلہے "

" ایسے ہوتے ہیں کیا

مالا نے روہانسی آواز میں چیخ کر کہا

" بکواس نا کر کیسی باتیں کر رہی ہے آج "

غزالہ نے اسے گھور کر ڈپٹا تھا

اماں میں سہی کہہ رہی ہوں دلہے تو فرزانہ آپا کے دلہے حسن بھائی جیسے ہوتے ہیں یا "

پھر وہ شمو کا دلہا کتنا خیال کرتا اس کا، تقی جیسا کوئی دلہا ہوتا ہے کیا؟، وہ تو مارے گا ڈانٹے گا

" ہر وقت مجھے اب بھی اتنے غصے سے دیکھتا ہے مجھے جب بھی آتا ہے

مالا نے پریشان سے لہجے میں اپنے دل کے وسوسے ظاہر کیے

”مالا بیٹیاں ایسی باتیں کرتی اچھی نہیں لگتیں، تو چھوٹی ہے مجھے بلکل اچھا نہیں لگ رہا آج تو مجھ سے ایسی باتیں کر رہی ہے، میں نے تیری ایسی تربیت تو نہیں کی تھی، یہ ضرور اس شمائلہ کی بیٹی تبسم کی کارنامے ہوں گے جاتی ہوں میں آج اس کی ماں کے پاس“

غزالہ نے خود ہی اس کی دوستوں کا اندازہ لگا کر دانت پیستے ہوئے دھمکی دی

”اماں خبردار اگر میری سہیلیوں کے گھر گئی تو، بس مجھے نہیں پتا مجھے دلہا بدلنا ہے“

مالا نے پاؤں زمین پر مارے معصومانہ ضد کی، غزالہ کا منہ کھل گیا تھا

”مالا۔۔۔مالا چپ ہو جا عقل کی ماڑی (کم)۔۔۔کوئی سن لے گا یہ باتیں تیری شرم کر کچھ“

غزالہ نے آواز کو آہستہ رکھتے ہوئے اسے گھور کر چپ رہنے کے لیے کہا، پر وہ تو آج گہرے صدمے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اچانک غزالہ کو اس کی صورت دیکھے ترس آ گیا اب وقت آ گیا تھا اسے سب سمجھانے کا ماشاءاللہ بڑی ہو گئی تھی غلطی یہ ہوئی کہ اسے یہ سب باہر سے پتا لگا۔

" ادھر بیٹھ۔۔میرے پاس۔۔ "

غزالہ نے کندھوں سے پکڑ کر اسے اپنے ساتھ پلنگ پر بیٹھایا تھا

" دیکھ بیٹا دلہا تو اللہ نے قسمت میں لکھا ہوتا ہے، جسے آپکے بڑے آپ کے لیے پسند کرتے ہیں، اور رہی تقی کی بات وہ تو بہت اچھا ہے، پورے گاؤں میں سب سے زیادہ پڑھا لکھا، ڈاکٹر ہے وہ۔۔۔۔بول ایسا دلہا ہے کسی کے پاس "

غزالہ نے محبت سے اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیا، وہ اب آنکھوں میں پانی لے آئی تھی اتنا تو جانتی تھی جس سے نکاح ہو جائے اس کے ساتھ ساری عمر گزارنی ہوتی ہے اور تقی وہ شریک حیات ہے یہ خیال ہی سوہان روح تھا اس کے لیے

" اس کے غصے کو کیوں دیکھتی ہے، اس کی عادتوں کو دیکھ کتنا اچھا ہے سب کا کتنا خیال کرتا، تجھ سے جب شادی ہو جائے گی تیرا بھی بہت خیال رکھے گا ابھی اچھا نہیں لگتا نا کہ وہ تجھ سے بات کرے سب کے سامنے اس لیے نہیں بلاتا تجھے "

غزالہ نے اس کے آنسو گال سے صاف کیے تھے

اور شمو کا میاں اور فرزانہ آپا کا دلہا ان دونوں سے اچھا ہے تیرا دلہا، بابو ہے، ڈاکٹر ہے "

"، سونا (پیارا) کتنا ہے

غزالہ اسے ایسے پچکار رہی تھی جیسے تقی اس کا دلہا نا ہوا عید کا سوٹ ہو گیا جسے پہننے سے وہ انکاری ہو اور ماں اس کی تعریفیں بگار کر پہننے پر رضا مند کر رہی ہو

چل اب اٹھ۔۔۔ کپڑے بدل شاباش۔۔۔ کھانا لگاتی ہوں، اور یہ بات ابھی اور کسی "

" سے نا کرنا اچھا

غزالہ نے اسے خبر دار کیا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر نکل گ ئی۔۔۔ اور وہ یونہی دم سادھے بیٹھی رہی، لیکن، تبسم، ثریا اور غزالہ کی باتوں نے ساری رات نا سونے دیا اور صبح سویرے تک وہ جلتی آنکھیں لیے بس سوچتی ہی رہی۔۔۔

لیکن پھر سکول میں تبسم اور ثریا کی چھیڑ خانی نے اس کے دل میں عجیب سے جذبات پیدا کر دیے تھے۔ اور وہ جو کبھی ان باتوں کو سوچتی بھی نہیں تھی چوری چھپے منہا اور فرہاد کی نسبت کی تصاویر میں سے تقی کی تصویر چوری سے نکال لائی تھی جواب ہر رات اس کے تکیے کے نیچے ہوتی تھی۔

www.novelsclubb.com

چراغِ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 10

وہ تقی کی تصویر کو گھنٹوں دیکھتی تھی۔ پہلے جن باتوں کی طرف اس نے کبھی توجہ تک نہیں دی تھی وہ اب ان باتوں پر غور کرنے لگی تھی ان سب تبدیلیوں میں اس کی سہیلیوں کا بہت ہاتھ تھا۔ وہ اس سے اپنے قصے بیان کرتی تھیں اور اسے چھیڑنے لگی تھیں، اسے چوری چھپے محبت سے بھری کہانیاں لا کر دینے لگی تھیں نصاب کی کتابیں تو وہ پہلے ہی بہت کم پڑھتی تھی اب تو ان میں رسالے رکھ کر پڑھنے لگی تھی اور ایسا چسکا پڑا تھا کہ بس ہر کہانی میں وہ لڑکے کے کردار میں تقی کو ہی دیکھنے لگی تھی۔

فرزانہ آپا کے شوہر حسن میاں کی فرزانہ آپا کے لیے والہانہ محبت، شمو کے شوہر اللہ دتے کا شمو کو دیکھنا، فرہاد کا منہا کو چوری چوری دیکھنا یہ سب سے اسے ایک الگ ہی دنیا کا باسی بنا رہا تھا۔

تقی اچھا لگنے لگا تھا، محبت کے توالف سے بھی وہ واقف نہیں تھی پر اپنے ارد گرد موجود شادی شدہ جوڑوں کی خوبصورتی اسے اندر ہی اندر ایک میٹھی سی خوشی دینے لگی تھی۔

غزالہ کا نوازش کو کھانا دینا، کپڑے استری کر کے دینا، فرزانہ آپا کا حسن میاں کے لینے آنے پر گلال ہوئے پھرنا، فرہاد کا منہا کو محبت پاش نگاہوں سے دیکھنا، وہ خود کو تقی کے ساتھ ان سب لمحوں میں رکھ رکھ کر سوچنے لگی تھی اور اب گڑیا سے کھیلنے کے بجائے، اور سکینہ سے اوٹ پٹانگ باتیں کرنے کے بجائے وہ تقی کے متعلق باتیں کرنے لگی تھی۔

****

یہ گاؤں کی رہائشی آبادی سے کچھ دور لوگوں کا زمینی علاقہ تھا جہاں کھیت کھیلان اور باغ تھے، چوہدری حاکم کے کھیت اور باغ بھی یہیں موجود تھے جن کی تعداد یہاں موجود باقی لوگوں کی باغوں سے کہیں زیادہ تھی۔

حاکم قصر کے پچھلے صحن میں رکھی گئی بھینسوں، بکریوں کا چارہ روزانہ لڈن یہیں کھیتوں سے کاٹ کر لے جاتا تھا، اور اکثر مالا، سکینہ تقی اور رملا بھی اُس کے ساتھ بیل

www.novelsclubb.com

گاڑی پر بیٹھ کر یہاں باغوں میں آجاتے تھے اور پھر تازہ پھل توڑ کر کھاتے، ٹیوب ویل پر بچے نہاتے اور کچھ دیر رُک کر واپس حویلی چلے جاتے تھے۔

اور آج بھی وہ دوپہر کو لڈن کے ساتھ کھیتوں میں آئے تھے جہاں اب مالا اور سکینہ، نقی، رملا اور ارحمہ کو ٹیوب ویل پر چھوڑ کر خود لڈن سے آنکھ بچائے کسی اور کے باغ میں آ گ ئی تھیں، یہاں گھنے جھکتے درختوں سے بھرے باغ میں کچی مٹی کی پگڈنڈیاں چلنے کے لیے بنائی گ ئی تھیں اور جگہ جگہ پانی کے نالے بہہ رہے تھے جن میں گدلہ میٹھا پانی اپنے اندر درختوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے والے پتوں کو بہائے لیے جا رہا تھا، یہ گاؤں کے ماسٹر صاحب کا باغ تھا جہاں وہ دونوں اب چوری چھپے داخل ہوئی تھیں۔

سکینہ نے ماتھے پر سے پسینہ صاف کیا اور ارد گرد چور سی نظروں سے دیکھا، باغ میں مکمل خاموش تھی بس کہیں کہیں چڑیوں کے چہچانے کی آوازیں تھیں اور اوپر درخت کے پتوں کے سرکنے کی آوازیں تھیں۔

یہ آم کا درخت تھا جس کے نیچے سکینہ کھڑی تھی اور درخت کے اوپر پندرہ سالہ مالا چڑھی آم توڑ کر ہاتھ میں پکڑے کپڑے کے تھیلے میں ڈال رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

" مالا۔۔۔مالا۔۔بس کر اتر جا نیچے مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے اس دفعہ پتا نہیں کیوں "

سکینہ نے چور سی نگاہیں ارد گرد پھر سے دوڑاتے ہوئے مالا کو نیچے اترنے کے لیے کہا جو بڑے مزے سے درخت کے موٹے تنے پر بیٹھی اچک اچک کر ایک کے بعد دوسرا آم توڑ رہی تھی اور پھر تھیلے میں ڈال رہی تھی، سکینہ کی چھٹی حس آج بار بار خطرے کی گھنٹی بجا رہی تھی۔

" توڑتی رہ۔۔۔ڈرپوک کہیں کی ابھی توڑ تو لینے دے کچھ اور زیادہ ان کا تو مربا بھی سہی سے نہیں بنے گا۔۔ "

مالا نے اسے غصے سے جھاڑا تھا، یہ کچے آم تھے جن کا وہ مربا بنانا چاہتی تھی۔

" مالا عجیب منطق ہے تیری قسم سے اپنے باغ پھلوں سے بھرے پڑے ہیں، تجھے پتا نہیں کیوں دوسروں کے باغ سے پھل توڑنے کی یہ گندی عادت ہے "

سکینہ نے غصے سے اوپر دیکھتے ہوئے اس کی اس عادت سے اپنی چڑ کو ظاہر کیا، لیکن وہ اپنے کام میں مگن تھی۔

"تو نہیں سمجھ سکتی۔۔۔ مس سکینہ دوسری پاس۔۔۔ جو مزہ دوسروں کے باغوں میں سے پھل توڑ کر کھانے کا ہے وہ اور کہاں"

مالا نے لہک کر ایک ہاتھ اوپر اٹھائے سرگوشی نما آواز میں اسے اپنی اس عادت کے پیچھے موجود لذت کے بارے میں آگاہ کیا جس پر سکینہ نے کوفت سے ایک نگاہ اس پر ڈالی اور پھر اردگرد دیکھا۔

"ہاں اور ان کا مزرعہ میں سے کوئی آ گیا نا جو ڈنڈے کھانے کا مزہ ہوگا نا اس کا مجھے بہت پتا ہے جلدی کر اب"

سکینہ نے اسے ان کے باغ میں رہائش پزیر اور باغ کی دیکھ بھال کرنے والے باشندوں سے آگاہ کیا جن کے چھوٹے چھوٹے کچے گھر یہیں باغوں میں بنے ہوتے ہیں۔

مالا نے اس کی بات پر نخوت سے ناک چڑھائے اسے گھورا اور پھر سے آم توڑنے لگی۔

اچانک قریب ہی کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی، وہ جو کوئی بھی تھا آم کے سوکھے پتے اس کے پاؤں کے نیچے دب کر آواز پیدا کر رہے تھے، سکینہ کا سانس خشک ہوا اوپر دیکھا تو مالا بے خبر آم توڑے میں مگن تھی۔

"مالا!!!۔۔۔۔۔۔۔۔کوئی آگیا۔۔۔ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

سکینہ نے حد درجہ آواز کو دھیمار کھتے ہوئے خوف زدہ آواز میں ابھی مالا کو آگاہی دی ہی تھی کہ چند قدم سے آنے والی بازگشت نے تو سکینہ کی روح ہی فنا کر دی۔

"کون ہے وہاں۔۔۔کون ہے؟ کیا کر رہے ہو یہاں؟"

سکینہ نے زبان دانتوں میں دبائے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ہاتھ میں ڈنڈا پکڑے ایک چالیس، اکتالیس سالہ آدمی غصے سے آنکھیں سکوڑے ان کی طرف آرہا تھا۔

"مالا اتر۔۔۔۔بھاگ"

سکینہ نے چیخ کر درخت پر چڑھی مالا سے کہا اور خود ایک طرف کو دوڑ لگا دی، مالا نے گڑ بڑا کر ایک ہی جست میں نیچے چھلانگ لگائی تو نیچے کچی مٹی کی پگڈنڈی پر پاؤں ایسا ڈگمگایا کہ وہ ایک طرف کو جھکی اور پاؤں کے مڑتے ہی اس کا اپنا سارا وزن پاؤں پر آگیا اور پھر پاؤں نیچے اور وہ خود اپنے پاؤں کے اوپر آموں کے تھیلے کے ساتھ ڈھیر تھی۔

"آہ۔۔۔۔مر گئی۔۔۔ی۔۔ی۔ی۔۔ی۔۔۔"

www.novelsclubb.com

تکلیف کے باعث ایک ہولناک چیخ ابھری تھی، سکینہ جو اندھادھند بھاگی جارہی تھی فوراً پلٹی تب تک مزراعہ بھی مالا تک پہنچ چکا تھا۔جواب اپنے ہاتھ پر ڈانڈا مارتا ہوا مالا کے سر پر کھڑا اسے گھور رہا تھا۔

مالا زاروقطار رونا شروع ہو چکی تھی۔ سکینہ نے واپس دوڑ لگائی اور پھر بڑی مشکل سے وہ دونوں معافی تلافی اقرمنت سماجت کے بعد، آم واپس کر کے وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوئی تھیں، سکینہ بڑی مشکل سے مالا کو سہارا دے کر اپنی بیل گاڑی تک لائی تھی جہاں لڈن چارہ کاٹنے کے بعد انہی کے انتظار میں بیٹھا تھا۔

مالا بمشکل بیل گاڑی پر سوار ہوئی، ٹخنے کی تکلیف بڑھتی جارہی تھی اور وہ لب بھینچے اسے برداشت کرنے میں لگی تھی۔

****

www.novelsclubb.com

غزالہ نے تیزی سے تقی کے کمرے کا کواڑ کھولا اور پھر تقریباً بھاگتی ہوئی اس کے پلنگ تک آئی تھی، وہ جو کچھ دیر پہلے ہی حویلی پہنچا تھا ابھی غنودگی میں ہی گیا تھا، غزالہ کے یوں بدحواس سے انداز میں اندر آنے پر نیند سے بوجھل آنکھیں بمشکل کھولیں۔

" تقی۔۔۔وہ مالا کو چوٹ آگئی ہے بہت رو رہی ہے آکر دیکھنا ذرا "

غزالہ کی آواز اس کے دماغ کے سوئے جاگتے پردوں سے ٹھک ٹھک ٹکرائی تھی، وہ پریشان حال تھی، دوپہر کا وقت تھا اوپر سے تپتی دوپہر کے تین بج رہے تھے، حویلی کے سب مکیں کمروں میں پنکھے چلائے لیٹے تھے۔اٹاری میں سن پڑا تھا۔

تقی بہادر کی شادی کے سلسلے میں حویلی آیا تھا اس کی ڈاکٹری کی پڑھائی تو مکمل ہو چکی تھی لیکن اب وہ لاہور میں ہی ہاؤس جاب کے بعد ہی جاب کر رہا تھا۔گھر میں کسی کو خبر نہیں تھی کہ وہ بہادر کی شادی پر آنے والا ہے کیونکہ اب کی بار اس کا چکر پورے ڈیڑھ سال بعد لگا تھا۔بہادر اگرچہ نا صرف ان کا ڈرائی یور تھا بلکہ تقی کے ساتھ ایک دوستی کا بھی رشتہ تھا بس اس کی ناراضگی کے ڈر سے ہی اسے یوں اچانک آنا پڑا تھا۔اور ابھی آکر کھانا کھانے کے بعد وہ لیٹا ہی تھا جب غزالہ یوں اس کے کمرے میں آگئی تھی۔

" کہاں ہے وہ "

تقی نے بھنویں چڑھائے تھکے سے لہجے میں پوچھا سفر کی تھکان نے چور رکھا تھا۔ وہ بکھرے بالوں اور تھکے سے چہرے کے ساتھ اٹھ کر بیٹھا۔ غزالہ کی پریشانی بتا رہی تھی کہ مالا کو واقعی زیادہ چوٹ آئی ہے۔

"وہ کمرے میں ہے آ کر دیکھنا بیٹا بہت تکلیف ہے اسے روئے جا رہی ہے"

غزالہ کے چہرے پر مالا کی تکلیف کے آثار واضح تھے، تقی فوراً اُٹھ کھڑا ہوا، پلنگ کے سرہانے پر لٹکتا کُرتا ہاتھ سے کھینچ کر اتارا۔

"چلیں۔۔۔ چوٹ آئی کیسے ہے اسے؟"

غزالہ کی پریشانی کے پیش نظر جلدی جلدی کرتا پہنتے ہوئے متوازن لہجے میں سوال کیا اور کُرتے کے بازو اندر کو موڑتے ہوئے غزالہ کی طرف سوالیہ دیکھا

"وہ۔۔۔ کھیت گ ئی تھی، سکینہ کے ساتھ وہیں کہیں گری ہے"

غزالہ نے بیچارگی سے عجلت میں جواب دیا، مالا کی حرکتوں سے وہ ویسے بھی پریشان رہتی تھیں اور آج تو اس کے رونے سے ہاتھ پاؤں پھول گ ئے تھے۔

"اچھا چلیں پریشان نا ہوں میں دیکھتا ہوں کیا ہوا"

تقی نے غزالہ کے چہرے کی پریشانی کو بھانپ کر تسلی آمیز لہجے میں جواب دیا اور کمرے کے دروازے کی طرف اشارہ کیا اور خود غزالہ کے پیچھے چل دیا۔

وہ جب بھی حویلی آتا تھا چند روز کے لیے آتا تھا اور پھر ان چند روز میں بھی وہ کبھی مالا سے آمنا سامنا ہونے پر بھی اسے نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا، دوسروں سے زیادہ وہ خود اس بات کو معیوب سمجھتا تھا بے شک وہ اس کے نکاح میں تھی لیکن اس کی عمر اور اس رشتے کا پاس تقی جیسے لڑکے کو خوب رکھنا آتا تھا۔ اور اب اتنے سالوں کے بعد یوں با قاعدہ اس کے سامنے جا رہا تھا جس کی وجہ فقط مالا کی چوٹ تھی۔

****

پلنگ کے سرہانے سے ٹیک لگائے، ٹخنے پر ہاتھ دھرے تکلیف کو برداشت کرتے ہوئے وہ لب بھینچے ہوئے تھی، پر تکلیف ایسی تھی کہ اتنی برداشت کے باوجود اسکی آنکھوں میں پانی کی تہہ چمکنے لگی تھی۔

ہلکے سے زرد رنگ کے جوڑے میں تکلیف سے چہرہ بھی زرد ہو رہا تھا۔ بالوں میں گالوں پر جگہ جگہ گیلی مٹی ابھی تک لگی تھی جو اس وقت نیچے گرنے پر لگی تھی۔

ٹھک کی آواز سے کمرے کا دروازہ کھلا، مالا نے یوں ہی تکلیف سے لب بھینچے نگاہ اٹھائی تو دل دھک سے رہ گیا، ہاتھ ٹخنے پر رہ گیا اور آنکھیں بنا جھپکے پوری کھلی کی کھلی رہ گئی یں، وہ تصویر سے نکل کر سامنے کھڑا تھا۔

تقی نے ایک نگاہ اس پر ڈالی، دماغ نے پہچاننے سے صاف انکار کر دیا، یہ تو کوئی اور ہی لڑکی پلنگ پر ٹخنہ تھامے بیٹھی تھی۔

جب وہ کمرے سے نکل کر اس طرف آرہا تھا پتا نہیں کیوں تین، چار سال پہلے والا اس کا سراپا دماغ میں تصویر بنا رہا تھا جب گیند سر میں لگنے پر اس نے اسے بھاگتے ہوئے غور سے اسے دیکھا تھا، پر آج جو سامنے بیٹھی تھی وہ تو کوئی اور ہی تھی۔ بالوں کی لمبی چوٹی جس میں سے جگہ جگہ بال باہر نکلے ہوئے تھے کافی موٹی تھی۔

مالا کی نگاہوں سے ایک دن تصادم ہوا تو تقی نے فوراً نگاہوں کا زاویہ بدلہ اور سنجیدگی سے آگے بڑھا، پر وہ تو مورت بنے بیٹھی اپنی طرف بڑھتے تقی کو دیکھ رہی تھی۔ کتنے مشورے تبسم اور ثریا نے اسے دیے تھے اور کتنا کچھ اس نے سوچا ہوا تھا کہ اب کی بار تقی آئے گا تو یہ والا جوڑا پہنوں گی در میان سے مانگ نکالوں گی پر یہاں تو وہ سر جھاڑ منہ پھاڑ بیٹھی تھی۔

"کس پاؤں میں درد ہے"

تقی نے اس کے ہونق بنے چہرے سے بے نیازی برتتے ہوئے سنجیدگی سے اسے پاؤں کے پاس پلنگ پر بیٹھ کر سوال کیا، وہ تقی کی آواز پر طلسم سے باہر آئی۔ دل اتنی زور سے دھک دھک کرنے لگا تھا کہ وہ پریشان ہو گئی تھی۔

ایسا سب تو بس پڑھ رکھا تھا اس نے قصے کہانیوں میں پر محسوسات آج مل رہی تھیں۔ پتا نہیں کیسا عجیب سا احساس تھا کہ وہ اس کے یوں سامنے بیٹھنے پر سمٹ گئی تھی۔ تقی نے اس کے جواب کا انتظار کیا لیکن جواب ندا د پھر خود ہی ٹخنے پر دھرے اس کے ہاتھ سے اندازلگایا اور پھر اس کے پاؤں کو تھام کر اپنی طرف سرکایا۔

وہ جو دم سادھے سامنے بیٹھے اپنے اس ساحر کے طلسم میں جکڑی ہوئی تھی اس کے یوں اچانک پاؤں پکڑ کے کھینچنے پر تکلیف سے بلبلا اٹھی اور پھر متواتر اس کے ہر دباؤ پر چیخیں مار رہی تھی۔

سامنے بیٹھے تقی نے نا تو اسے مخمور نگاہوں سے دیکھا تھا اور نا تو کہانیوں کے ہیرو کی طرح مسکرایا تھا وہ تو سپاٹ چہرہ لیے اس کے ٹخنے کو دبا کر اسے تکلیف دے رہا تھا جس پر وہ بھی

خواب سے نکل کر اب حقیقت میں واپس آچکی تھی اور چیخوں کے ساتھ ساتھ بھل بھل آنسو بہنے لگے تھے تقی نے ایک دو دفعہ پاؤں کو موڑ کر اٹھا کر دیکھا اور جتنی دفعہ اس نے یہ عمل دھرایا مالا کی فلک شگاف چیخ ابھری تھی۔

تقی کے کانوں کے پردوں نے بمشکل اس کی اس طوفانی چیخوں کو برداشت کیا تھا، وہ تو صرف قد کاٹھ میں بڑی ہوئی تھی انداز تو سارے وہی تھے پاگلوں والے۔

"چچی برف ملے گی تھوڑی سی"

تقی نے تھوڑا رخ موڑے پاس کھڑی غزالہ سے پوچھا، غزالہ جلدی سے سر ہلاتی باہر نکل گئی، مالا ابھی بھی ہلکی ہلکی چیخیں مارتے ہوئے رو رہی تھی۔

"کہاں سے گری تھی؟ مطلب کتنی اونچائی سے"

www.novelsclubb.com

اچانک تقی نے اس سے سوال کیا تو اس کی رونے کو ایسے بریک لگی جیسے مصنوعی رو رہی تھی، وہ اس سے سوال کر رہا تھا، کان تو جیسے دل بن کر دھڑکے تھے۔

"میں تم سے پوچھ رہا ہوں کتنی اونچائی سے گری تھی؟"

تقی نے اس کے جواب نا دینے پر پھر سے سوال کیا، اب کی بار وہ گڑبڑا گئی۔

" د۔۔۔درخت سے۔۔۔ "

مالا نے بمشکل الفاظ ادا کیے، پلکیں جھک گ ئی تھیں کیونکہ اب وہ باقاعدہ اس کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ تقی نے ماتھے پر نا سمجھی کے بل ڈالے

" درخت سے گری ہو تم۔۔۔؟ وہاں کیا کر رہی تھی؟ "

تقی نے بے ساختہ اگلا سوال پوچھا لیا، مالا کے چہرے پر تو جیسے ہوائی یاں اڑ گ ئی یں۔

" وہ۔وہاں۔۔۔۔۔۔آم۔۔۔آم توڑ رہی تھی "

مالا نے سر نیچے جھکائے آہستگی سے بے ربط الفاظ کے ساتھ جواب دیا، تقی نے بے یقینی سے اس کے چہرے کے طرف دیکھا تھا وہ اب بھی درختوں پر چڑھتی، کودتی ہے۔ عجیب لڑکی ہے

www.novelsclubb.com

تقی کے یوں گھورنے پر وہ بس گالوں پر پلکیں لرزا رہی تھی، دروازہ ہلکا سا دیوار پر لگا اور غزالہ ایک سٹیل کے پیالے میں برف لے کر اندر داخل ہوئی۔

" تقی ہوا کیا ہے؟ "

غزالہ نے برف کا پیالہ تقی کی طرف بڑھاتے ہوئے پریشانی سوال کیا

"چچی پریشان ہونے کی بات نہیں ہے معمولی سی موچ آئی ہے ٹخنہ سوج گیا ہے یہ دیکھ
لیں جیسے اب میں برف کی مساج کر رہا ہوں ایسے آپ کو کرنی ہے دن میں تین چار بار"

تقی نے مالا کے ٹخنے پر برف آہستگی سے رکھ کر مساج شروع کی تو وہ پھر سے چیخ اٹھی تقی
نے جھنجلا کر اسے غصے سے گھورا۔

"مالا۔۔۔صبر کرو"

غزالہ نے پریشان ہو کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے دلاسہ دیا، جبکہ وہ تو اب
خفگی سے تقی کی طرف دیکھ رہی تھی جو متواتر اس کے پاؤں کو پیچھے کھینچنے کو ناکام بنائے
برف کی مساج کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اماں بہت زور سے دبا رہے ہیں"

مالا نے تکلیف دہ آواز میں غزالہ کی طرف دیکھتے ہوئے شکوہ کیا جس پر تقی کے ماتھے پر اور
بل پڑ گئے۔ وہ رمنا سے کس قدر مختلف تھی رمنا بہت شائستگی سے بات کرنے والی
اور خاموش طبع سمجھدار لڑکی تھی اور اس کے سامنے بیٹھی یہ لڑکی تو بلکل بچی تھی۔ تقی

نے اس کا پاؤں آہستگی سے پلنگ پر رکھا، پاس پڑے دوپٹے سے گیلے ہاتھ صاف کیے اور اٹھ کر کھڑا ہوا گیا۔

چچی پانی لا دیں اسے اور آئی ین آپ کو ایک دوا دیتا ہوں اسے کھلا دیجیے گا تکلیف کم ہو جائے گی "

تقی نے سنجیدگی سے غزالہ سے کہا اور پھر بنا مالا کی طرف دیکھے کمرے سے باہر نکل گیا، اور وہ اب روتے ہوئے اس کے رویے کے بارے میں سوچ رہی تھی ایسا تو کوئی ہیرو نہیں کرتا کسی کہانی میں اپنی ہیروئن کے ساتھ جیسے تقی نے کیا تھا۔

*****

بلقیس منہا کے کمرے میں داخل ہوئی تو اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں سسکیوں کی آواز واضح سنائی دے رہی تھی۔ مغرب کا وقت تھا جس کے باعث کمرہ گھپ اندھیرے میں ڈوبا تھا۔ کواڑ کھلنے کی وجہ سے اٹاری میں جلتے بلب کی روشنی کواڑ سے اندر داخل ہو کر فرش پر بلقیس کا سایہ بنا گئی تھی۔

منہانے آج دوسرے دن بھی رات کا کھانا نہیں کھایا تھا، حاکم قصر میں عصر کے بعد اندھیرا ہونے سے پہلے ہی رات کا کھانا کھالیا جاتا تھا۔مالا دو دفعہ منہا کو اٹھانے آئی تھی پر وہ باہر سب کے ساتھ دستر خوان پر آج بھی نہیں آئی تھی۔

بلقیس نے ہاتھ بڑھا کر کمرے کی دیوار پر لگے سوئی چ بورڈ پر سے بتی کا بٹن دبایا تو کمرہ ایکدم سے بلب کی پیلی روشنی میں نہا گیا۔اور پلنگ پر سمٹ کے لیٹی منہانے ٹانگیں کچھ اور اندر کو سمیٹ لی تھیں۔وہ بازو سے چہرے کو ڈھکے رو رہی تھی۔

تقی اب لاہور ہسپتال کی جاب چھوڑ کر جاب یہیں دنیاپور کے ہسپتال میں کرنا چاہتا تھا۔ اور ساتھ ساتھ گاؤں میں ہسپتال کی تعمیر شروع کرنا چاہتا تھا۔

چوہدری حاکم نے حکم جاری کر دیا تھا کہ چار ماہ بعد مالا کی رخصتی اور ساتھ ہی منہا اور فرہاد کی شادی ہو گی۔

www.novelsclubb.com

پر تقی نے فوراً خط لکھ بھیجا کہ مالا ابھی سولہ کی ہو گی وہ بہت چھوٹی ہے وہ دو سال بعد رخصتی کرے گا، کوئی اس کی اور مالا کی رخصتی کے بارے میں ابھی بلکل نہیں سوچے گا، تقی کی بات بھی جائی نہ تھی اس لیے چوہدری حاکم خاموشی اختیار کر گئے لیکن فرہاد اور

منہا کی شادی ملتوی نہیں کی گ ئی تھی، بس یہ خبر تھی کہ منہا نے دو دن سے رو رو کر اپنا برا حال کر رکھا تھا۔ فرہاد سے رشتے پر وہ پہلے ہی ناخوش تھی اوپر سے شادی بھی اتنی جلدی رکھ دی گ ئی تھی۔

وہ تو سوچے ہوئی تھے کہ پہلے تقی کی شادی ہو گی بعد میں کہیں جا کر اس کی شادی ہو گی لیکن یہاں تو تقی کی شادی سے پہلے اس کی شادی کی تیاریوں نے عروج پکڑ لیا تھا۔ بلقیس آہستگی سے چلتی ہوئی پلنگ کے پاس آئی یں اور منہا کے قریب ٹانگیں نیچے لٹکائے بیٹھ گ ئی یں۔

"منہا دیکھ تیرے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں یہ سب ٹسوے، یہ بہانے بند کر دے بیٹا، بیٹیاں یہ سب کرتی اچھی نہیں لگتی ہیں"

بلقیس نے اپنے ہاتھ منہا کے آگے کرتے ہوئے التجائی لہجہ اپنایا تھا۔ جس پر منہا نے بیزار سی صورت بنائے آنکھوں پر سے بازو ہٹا کر اپنی ماں کی طرف دیکھا، آنکھوں کے پپوٹے سوزش زدہ تھے اور ناک سرخ ہو رہی تھی۔

"اماں۔۔۔۔ مجھے ابھی شادی نہیں کرنی ہے"

منہا کی کل سے بس یہی رٹ تھی، اور ویسے بھی وہ شروع سے ہی اس رشتے کے خلاف منمناتی رہی پر یہاں چوہدری حاکم کے کیے فیصلے کے آگے جہاں تقی کی اپنے نکاح کے وقت لڑکا ہو کر نہیں چلی تھی وہاں منہا کی کیا چلنی تھی منہا کا بس تو بلقیس پر ہی چلتا تھا۔

"کل ہو یا آج شادی تو ہونی ہی ہے، فرہاد بہت اچھا محبت کرنے والا لڑکا ہے، خوش رکھے گا تجھے، دس پڑھا ہے اپنے باپ کے ساتھ بیوپار کرتا ہے"

بلقیس اسے سمجھا رہی تھی جو تین ماہ کے بعد بھی اس رشتے کو قبول کرنے کو تیار نہیں تھی اور آج یوں اس کے رونے کی وجہ یہ تھی کہ اس کی شادی تقی کی شادی سے پہلے ہی کیوں کرنے لگے ہیں جب اس نے اپنی شادی دو سال بعد کرنے کا حکم دے دیا تھا تو اس کی کیوں کرنے جا رہے تھے جبکہ فرہاد، تقی سے چھوٹا تھا۔

ہر کوئی بس یہ دیکھ رہا تھا کہ فرہاد اس سے کتنی محبت کرتا ہے کہ اس نے اریب کی مخالفت مول لے کر اس سے رشتہ کروایا تھا۔ لیکن اس کے بارے میں کوئی ایک فرد بھی نہیں سوچ رہا تھا کہ وہ کیا چاہتی ہے اس نے تو فرہاد کے بارے میں کبھی ایسا سوچنا گوارا تک نہیں کیا تھا اس کی مرضی کے بنا زبردستی رشتہ اور اب شادی بھی رکھ دی گئی تھی، اریب

پھپھو کا رویہ اس کے ساتھ اب اور سخت ہو گیا تھا وہ اپنے سارے کام اس سے کہنے لگی تھیں جیسے اس کو فرہاد سے نسبت کے بعد سے ہی خرید لیا ہو۔

وہ پھر سے اوندھے منہ بازو کو سر پر تانے سسکیاں بھرنے لگی تھی اور بلقیس کچھ دیر اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے رہنے کے بعد اُٹھ آئی یں تھیں، منہا کا یوں رونا دھونا کسی کے لیے غیر معمولی نہیں تھا بہت سی لڑکیاں اپنی شادی سے پہلے یونہی روتی دھوتی رہتی تھیں۔ اس لیے بلقیس بھی اسے کچھ دیر چپ کروانے کے بعد وہاں سے اٹھ آئی یں تھیں۔

****

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

www.novelsclubb.com

قسط نمبر 11

وہ ہاتھ میں ایک تحفہ پکڑے تیز تیز قدم اٹھاتا لان کی طرف بڑھ رہا تھا، جہاں شیریں نے اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر شرمانا شروع کر دیا تھا۔ شور و غل ہلکی سی موسیقی اور جدید طرز کے ملبوسات زیب تن کیے لوگ لان میں ٹولیاں بنائے کھڑے تھے۔

وہ آج بھی یہاں موجود تمام لوگوں میں سب سے منفرد تھا، وہی بارعب انداز وہی خوبرو چہرہ اور وہی ساحرانگیز شخصیت جس نے اسے کالج میں پانچ سال دیوانہ بنائے رکھا تھا۔ پتلون کی ایک جیب میں ہاتھ ڈالے اور دوسرے ہاتھ میں سرخ رنگ کے کاغز میں لپٹا تحفہ پکڑے وہ بڑے وثوق سے قدم اس طرف بڑھا رہا تھا۔

میڈیکل کالج لاہور میں یہ ایک بہت بڑی تقریب رکھی گ ئی تھی جس میں سابقہ طلبہ کو بھی مدعو کیا گیا تھا، ڈاکٹری کی ڈگری پانے کے بعد اب سب پاکستان کے مختلف ہسپتالوں میں ڈاکٹری کے عہدے کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ اگرچہ تقی نے جان بوجھ کر ہاوئس جاب کے بعد بھی لاہور کے مشہور ہسپتال میں ملازمت بھی کی جہاں شیریں نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا تھا وہ اور بلال بھی وہیں اس کے ساتھ ڈاکٹری کے فرائض انجام دیتے رہے تھے، لیکن اب اسے گاؤں میں جا کر اپنے ہسپتال کی بنیاد رکھنی تھی اور ساتھ ہی اس کی تقرری دنیا پور کے سرکاری ہسپتال میں ہو چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

تقی اب بلکل شیریں کے سامنے کھڑا تھا، سیاہ رنگ کی ساڑھی زیب تن کیے اور ہر طرح کا ہار سنگھار کیے وہ آج بھی محفل کی جان لگ رہی تھی۔ اپنے گھر والوں کو وہ تقی کے لیے

راضی کر چکی تھی بس اب تو تقی کی ہاں کی دیر تھی۔اتنا لمبا عرصہ انتظار بہت تھا اور اسے یقین تھا تقی اسی کا ہے وہ مسرور سی کھڑی تھی۔

"شیریں۔۔۔میں یہ تحفہ نہیں لے سکتا ہوں"

تقی نے پر سکون لہجے میں کہتے ہوئے سامنے کھڑی شیریں کی طرف تحفہ بڑھایا تھا۔

شیریں کے لبوں پر مزین مسکراہٹ پل بھر میں ہی غائب ہو چکی تھی۔

"پر۔۔۔ تقی میں نے یہ بہت دل سے لیا آپ کے لیے"

شیریں نے ملائم سے لہجے میں محبت پاش نگاہوں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا، جاب کے دوران وہ تقی کے ساتھ بہت آرام سے بات کرنے لگی تھی۔

جی اسی لیے میں اسے بلکل نہیں رکھ سکتا میں آپ کے دل سے لیے اس تحفے کو رکھ کر آپ کے دل میں کسی بھی قسم کی کوئی امید نہیں جگانا چاہتا، آپ یہ رکھ لیجیے پلیز"

تقی نے پاس پڑی کرسی پر تحفہ دھر دیا تھا اور جانے کے لیے قدم بڑھائے، اگرچہ کے ہسپتال جاب میں شیریں سے اچھی بات چیت ہو جاتی تھی لیکن وہ نا تو کبھی اپنی بنائی گئی

حدود سے باہر نکلا تھا اور نا کبھی شیریں کے حوصلے بڑھائے تھے وہ تو خود ہی یہ تصور کیے بیٹھی تھی کہ تقی اس کے حسن سے دل کے قفل کھول ہی چکا ہو گا۔

"تقی۔۔۔ مجھ میں کمی کیا ہے آخر۔۔۔ میں نے دس سالوں سے اس لمحے کا انتظار کیا کیونکہ میں جانتی تھی تم عام لڑکوں جیسے نہیں ہو اس لیے سیدھا میرے گھر رشتہ بھیجو گے"

شیریں کی آنکھوں میں نمی تھی۔اس نے تقی کے لیے کیا کچھ کیا تھا وہ جانتی تھی پچھلے تین سالوں سے وہ اپنے کتنے اچھے رشتے ٹھکرا چکی تھی صرف اس لیے کہ تقی کو واپس اپنے گاؤں جانا ہے وہ وہاں جائے گا تبھی اس کے لیے رشتہ بھجوائے گا لیکن یہاں تو وہ آج بھی دس سال پیچھے کھڑی تھی۔ تقی نے گہری سانس لی تھی پھر پر سکون لہجے میں گویا ہوا

"دیکھیں شیریں۔۔آپ اس بات کو بڑھا رہی ہیں، میں کبھی اپنی پرسنل لائف کسی سے نہیں شئیر کرتا لیکن آج آپ نے مجبور کر دیا ہے، اس لیے میں آپ کو صاف صاف بتا ہی دیتا ہوں میرا نکاح ہو چکا ہے، جب میں یہاں پڑھنے آیا تھا اس سے بھی پہلے

اور ہمارے ہاں ہم ایسے رشتوں کی پاس داری رکھنا خوب جانتے ہیں، امید کرتا ہوں اب
'' آپ بھی اپنا پاگل پن چھوڑ کر سکون میں رہیں گی

تقی اپنی بات کہہ کر وہاں رکا نہیں تھا اپنے مخصوص انداز میں وہاں سے جا چکا تھا، اور وہ جو دس سال تک تقی کے لیے خواب بنتی رہی تھی وہ یونہی تہی دست کھڑی تھی۔

****

مالا غسل خانے سے باہر بنے وضو خانے میں وضو کر رہی تھی، وضو کے بعد پانی کا نل بند کر کے وہ پلٹی تو احساس ہوا وہ آج ننگے پاؤں ہی وضو خانے میں آگئی تھی عجیب طرح سے الجھن ہوئی جلدی سے وضو خانے سے باہر نکلی ساتھ ساتھ دوپٹہ سر پر نماز کی صورت باندھ رہی تھی۔ وضو خانہ نیم کے درختوں کے پیچھے غسل خانوں سے باہر بنایا گیا تھا، وہ جیسے ہی وضو خانے سے باہر قدم نکالے درختوں تک پہنچی تو اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔

اوہ قضا کر دی میں نے نماز دل میں اداسی سی بھری، مغرب کی نماز پڑھنی تھی اس کو اندھیرا دیکھتے ہی ذہن میں یہی خیال اٹھا تھا، درختوں کی اوٹ سے نکل کر صحن میں پہنچی تو منظر بدل گیا اور قدم تھم گئے۔

انتہائی دلکش منظر تھا، برقی قمقموں سے حویلی سجی ہوئی تھی اور حویلی کے صحن میں فوارے کے بلکل قریب کرسی رکھی گئی تھی اور وہاں کرسی پر سرخ رنگ کے جوڑے میں دلہن بیٹھی تھی۔

مالا کو وہ اتنی دور سے سہی سے نظر بھی نہیں آ رہی تھی، منہا آپا کی شادی اور میں ابھی تک تیار بھی نہیں ہوئی۔۔۔مالا الجھتی سے جیسے جیسے صحن کی طرف آ رہی تھی لوگوں کا ہجوم بڑھتا جا رہا تھا۔اتنے لوگ جمع ہو چکے تھے دلہن کے ارد گرد، کہ اس کے پاس پہنچنے تک دلہن اس ہجوم میں غائب ہو چکی تھی۔

"ہٹو تو پیچھے۔۔ہٹو بھئی مجھے دلہن دیکھنی ہے۔"

مالا ہجوم میں سے گزرتی آگے بڑھنے کی کوشش کر رہی تھی پر لوگ ایک دوسرے کے ساتھ ایسے جڑ کر کھڑے تھے۔کہ وہ بمشکل آگے بڑھ رہی تھی دل میں یہ بھی احساس تھا کہ سب لوگ اتنے تیار ہیں زرق برق لباس پہنے ہوئے ہیں اور ایک وہ ہے پاؤں میں جوتے بھی نہیں تھے، وہ ننگے پاؤں پرانے سے جوڑے میں تھی۔

اچھا منہا آپا کو ایک نظر دیکھ لوں وہ کیسی لگ رہی ہے پھر بدلتی ہوں جوڑا وہ ذہن میں سوچتی آگے بڑھ رہی تھی۔

ایک دم سے لوگوں کے ہجوم سے نکل کر جب وہ فوارے کے قریب پہنچی تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی وہاں کوئی دلہن کرسی پر نہیں بیٹھی تھی بلکہ وہاں تو کفن میں لپٹا جنازہ پڑا تھا اور لوگ اس کے گرد کھڑے رو رہے تھے جو زرق برق لباس میں ملبوس نہیں تھے بلکہ سفید جوڑے تھے۔ اللہ اکبر،،، اللہ اکبر،،، اللہ اکبر،،،

اللہ اکبر کی صدائیں گونج رہی تھیں لیکن لوگ تو بلکل خاموش کھڑے تھے۔

مالا اب گھوم گھوم کر پوری آنکھیں کھولتے ہوئے منظر کے یوں بدل جانے کو دیکھ رہی تھی حویلی میں قمقوں کی جگہ چراغ جلنے لگے تھے۔ جگہ جگہ چراغ پڑے تھے۔

مالا جلدی سے آگے بڑھی کیونکہ کفن میں لپٹا جو کوئی بھی تھا اسکا چہرہ ڈھکا ہوا تھا۔ مالا نے پاس آکر سفید لٹھے کے کپڑے کو اس کے منہ پر سے اٹھایا تھا۔

کفن میں لپٹی رمنا تھی، سفید چہرہ۔۔۔ اور ناک سے بہتی ہلکی سی خون کی لکیر جو آہستہ آہستہ اس کے لبوں تک آ رہی تھی۔

مالا لڑکھڑا گئی تھی جلدی سے ڈر کر پیچھے ہوئی تو رمنا کا ہاتھ جو اوپر تھا چارپائی سے نیچے کو لڑھکا اس کی بند مٹھی کھلی اور بٹن نیچے زمین پر گر کر لڑھکتا ہوا مالا کے قدموں کے پاس آ گرا۔

مالا نے تجسس سے نیچے جھک کر بٹن اٹھایا

،اللہ اُکبر اللہ اُکبر اللہ اُکبر اللہ اُکبر اللہ اُکبر اللہ اُکبر اللہ اُکبر اللہ اُکبر اللہ اُکبر اللہ اُکبر

صدائیں ہر طرف گونج رہی تھیں لوگ جنازہ کندھے پر اٹھا رہے تھے اور مالا کے ہاتھ میں بٹن تھا، اچانک بٹن سے خون نکلنے لگا۔ مالا نے ڈر کر بٹن کو پھینکا اور چیخ مارنے کی کوشش کی۔

چیخ نہیں نکل رہی تھی اس کی آواز بند تھی وہ پوری قوت لگا رہی تھی۔ مالا نے پورا زور لگایا ایک جھٹکے سے آنکھ کھلی وہ اپنے بستر پر تھی ساتھ لیٹی سات سالہ ارحمہ اس کے سینے پر بازو رکھے اور پیٹ پر ٹانگ رکھے لپٹ کر سو رہی تھی۔ وہ اس کی ایسی ہی لاڈلی تھی رات کو بھی اس سے لپٹ کر سوتی تھی۔

کمرے میں سرخ رنگ کے چھوٹے سے بلب سے نکلتی سرخ روشنی کے باعث پورا کمرہ ملگجے سے سرخ رنگ میں نہایا ہوا تھا۔اتنی سردی ہونے کے باوجود وہ پسینے میں نہائی ہوئی تھی۔

ارحمہ کے بازو کو سینے پر سے اور ٹانگ کو پیٹ پر سے اٹھا کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی گردن کے پسینے کو ہاتھ کی پشت سے صاف کرتے ہوئے گہرے سانس لیے آج کتنے سالوں بعد اسے یہ خواب پھر سے آیا تھا، شائد تیسری دفعہ ایک دفعہ تو وہ بہت چھوٹی تھی پر وہ باورچی خانے کا خواب آج پھر ذہن میں گھوم گیا تھا اور پھر دوسرا خواب۔۔۔جب وہ استانی جی کے گھر سے ٹیوشن کے لیے واپس آرہے تھے اور کار میں اس کی آنکھ لگ گئی تھی، تب وہ پانچویں جماعت میں تھی اور ایک آج مالا پیشانی پر بل ڈالے بیٹھی تھی۔اسے بہت کم خواب آتے تھے زندگی میں یہ تین خواب ایسے تھے جو اسے من عن یاد تھے۔ہر خواب میں ایک بات مشترک تھی، رمنا آپا اور بٹن۔۔۔۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

آج جب وہ سولہ کی ہوئی تھی تو ذہن سارے خوابوں کی کڑی کو ملا رہا تھا۔عجیب سا احساس تھا خوف اور دکھ کا ملا جلا احساس وہ جھٹکا کھا کر پلنگ پر سے اُٹھی اور پھر کمرے میں بنی لکڑی

کی الماری کے دونوں کواڑ کھولے، پاس پڑے موڑھے کو گھسیٹا، موڑھے پر کھڑے ہو کر مٹی سے اٹا وہ ڈبا اٹھایا جو تین سال پہلے وہ الماری کے سب سے اوپری خانے میں رکھ کر اپنی نئی زندگی جینے لگی تھی۔

گڑیا کے ساتھ کھیلنا اب دل کو نہیں لبھاتا تھا اب تو قصے کہانیاں پڑھنا، ریڈیو پر گانے سننا، تقی کی یادوں میں کھوئے رہنا، دوستوں سے اس کے متعلق باتیں کرنا، آئینے کے سامنے گھنٹوں کھڑے ہو کر اپنے آپ کو سنوارنا، نئے کپڑے سلوانا ان کو پہننا یہ سب شوق تھے اب اس کے۔

سفید ڈبے پر مٹی کی ایک دبیز تہہ جمی تھی۔ اس نے مٹی جھاڑے بنا ہی آہستگی سے ڈبے کا ڈھکن اٹھایا۔ ڈبے میں کپڑے کی گڑیا اور اس کے گلے میں بٹن کو دھاگے میں پرو کے بنا ہوا ہار دونوں ویسے ہی تھے۔

www.novelsclubb.com

مالا نے گڑیا اٹھا کر کانپتے ہاتھوں سے بٹن کو اپنی انگلی کی پوروں کے درمیان میں جکڑا تھا، آپ جب بڑے ہو جاتے ہیں تو آپ کے بچپن کے کئی پل آپ مکمل بھول چکے ہوتے

ہیں اور کچھ خاص پل آپ کے ذہن سے کبھی معدوم نہیں ہو پاتے وہ پل اکثر گہرے غم اور بہت خوشی کے پل ہوتے ہیں۔

اور اس کی آنکھوں کے سامنے بھی آج سے گیارہ سال پہلے کے وہ پل گھوم گئے تھے جب اس نے رمنا کے ہاتھ سے یہ بٹن اٹھایا تھا۔

****

فجر کی اذان گونجتے ہی وہ گڑیا کو ڈبے میں واپس رکھ چکی تھی جسے وہ دو گھنٹوں سے اپنے ہاتھوں میں لیے بے کل سی بیٹھی تھی، تینوں خواب دہرا دہرا کر دماغ کی نسیں دکھنے لگی تھیں اور آنکھیں جلنے لگی تھیں جبکہ لحاف کے بنا یوں کمرے میں بیٹھے جسم برف ہونے لگا تھا۔

مولوی رقت آمیز لہجے میں اذان دے رہا تھا، ساتھ والے کمرے سے کھٹ پٹ کی آوازیں ابھرنے لگی تھیں یقیناً نوازش حاکم اور غزالہ نماز کی تیاری میں تھے۔ وہ یونہی موڑھے پر منجمند بیٹھی تھی۔ نا تو نیند آ رہی تھی اور نا ہی دل کی بے چینی ختم ہو رہی تھی۔

اچانک کچھ خیال آنے پر پھر سے گڑیا کو ڈبے میں سے اٹھایا اور کمرے سے ملحقہ کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھولتی جب وہ کمرے میں آئی تو غزالہ نماز کے لیے جائے نماز پر کھڑی ہو چکی تھی اور نوازش بستر پر نہیں تھے اس کا مطلب تھا وہ مسجد جا چکے تھے۔

غزالہ کے جائے نماز کے بلکل پاس وہ پلنگ پر بیٹھ گ ئی تھی ہاتھ میں وہی گڑیا تھی، اچانک بتی گل ہوئی اور لالٹین کی روشنی کمرے کو ہلکے زرد رنگ کی روشنی بخشنے لگی، غزالہ کو شائد بجلی جانے کے اس وقت کی خبر ہوتی تھی، کیونکہ روزانہ صبح تڑکے اس وقت بجلی جاتی تھی اسی لیے وہ احتیاطاً لالٹین روشن کر کے نماز کے لیے کھڑی ہوتی تھی۔ غزالہ نے پہلی دو رکعت کے بعد سلام پھیرا۔

" اماں۔۔۔ "

مالا نے آہستگی سے پکارا تھا، غزالہ نے جیسے ہی سلام پھیرا تو مالا بلکل اس کے پاس بیٹھی تھی۔ پلنگ پر بنا سویٹر کے ننگے پاؤں نیچے لٹکائے، ہاتھ میں کپڑے کی گڑیا تھامے

" کیا ہوا۔۔۔ ایسے کیوں بیٹھی ہو یہاں؟ "

غزالہ نے پریشان سے لہجے میں سوال پوچھا کیونکہ مالا کے چہرے کی پریشانی اور الجھن عجیب سی تھی۔

" اماں پوری نماز پڑھ لے پہلے مجھے بات کرنی ہے "

آہستگی سے اُسے لہجے میں کہا

" اچھا تو بھی اٹھ نماز پڑھ پہلے اور دور رکھ اس منحوس ماری گڑیا کو، صبح صبح نماز نا قرآن اس بت کو ہاتھ میں لے کر بیٹھی ہے "

غزالہ نے اب ماتھے پر بل ڈال کر ڈپٹا تھا، مالا جیسے ہی وضو کی غرض سے اٹھنے لگی تو چند گھنٹے پہلے کا خواب ذہن میں گھوم گیا، غزالہ پھر سے نماز شروع کر چکی تھی۔ مالا ویسے ہی پریشان حال پاس بیٹھی رہی، غزالہ نے جیسے ہی دو رکعت کے بعد پھر سے سلام پھیرا تو غصے سے گھور کر مالا کی طرف دیکھا۔

www.novelsclubb.com

" جب سے بڑی ہوئی ہے، نماز سے بہت دور ہو گ ئی ہے تو کسی دن اچھے جوتے لگاؤں گی نا تب جا کر عقل آئے گی "

غزالہ نے اس کی پریشانی اور خوف زدہ چہرہ سے بے اعتنائی برتتے ہو غصے سے ڈپٹا۔

"اماں مجھے خواب آیا ہے آج۔۔۔ "

کھوئے سے لہجے میں وہ غزالہ کی باتیں سنی ان سنی کر کے گویا ہوا، غزالہ نے سوالیہ انداز میں دیکھا

"کیسا خواب۔۔۔؟ "

جائے نماز کا کونہ موڑا اور پاس پڑی تسبیح کو اٹھا کر ہاتھ میں ڈال لیا، تسبیح غزالہ کے ہاتھ میں لڑھک کر سیدھی ہوئی۔اور چھوٹے چھوٹے گول دانوں والی تسبیح اب غزالہ کے ہاتھوں میں گھومنے لگی تھی۔

"اماں رمنا آپا آئی ہے میرے خواب میں "

مالا نے کرب ناک سی آواز میں بتایا اور پھر آہستہ آہستہ وہ غزالہ کو اپنے تینوں خواب اور بٹن کے بارے میں بتاتی چلی گ ئی۔اب بٹن غزالہ کے ہاتھ میں تھا، دھاگے میں پرویا ہوا شربتی بٹن جس پر باریک باریک کالے رنگ کی لائنز لگی تھی۔غزالہ نے کچھ دیر یونہی بٹن کو گھورنے کے بعد مالا کی طرف دیکھا جو پریشان حال بیٹھی تھی تسبیح ایک طرف رکھی

۔

www.novelsclubb.com

"تو نے بچپن سے ہی یہ ذہن میں رکھا کہ آپا کے ہاتھ میں یہ بٹن تھا،اس لیے کسی دن وہ یہ وہ لینے آئے گی،بس انہی سوچوں کی وجہ سے تجھے ایسے خواب آتے ہیں،خوابوں کا حقیقت سے نہیں آپ کی سوچوں سے تعلق ہوتا ہے،جو کچھ سوچتے رہو گے وہی خواب بن کر آئے گا "

غزالہ نے بٹن اس کی طرف بڑھاتے ہوئے اسے سمجھایا تھا۔مالا نے بٹن غزالہ کے ہاتھ سے تھاما اور پھر اسے غور سے دیکھنے لگی۔

"اماں لیکن یہ کیوں تھا آپا کے ہاتھ میں ؟،یہ کس کا بٹن ہو گا؟اس وقت آپا کے ہاتھ میں کیوں تھا "

مالا نے الجھے سے لہجے میں وہ سوال پوچھ لیے جو تین گھنٹے سے اس کے ذہن کو تنگ کیے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"آہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اللہ جانے کیا کرتی پھر رہی تھی شائی دکسی کا بٹن ٹوٹ گیا ہو،ہاتھ میں لیے ٹانکنے کو بھاگی پھر رہی ہو،سارا دن تو ادھر اُدھر مہمانوں کے کاموں میں بھاگی پھرتی تھی پگلی میری "

غزالہ کا لہجہ بھیگا ہوا تھا، ایسے جیسے مالا نے اس کے پرانے زخم کو کُرید کر پھر سے تازہ کر دیا ہو
، مالا نے حیرت سے ماں کی طرف دیکھا، بٹن سے خون نکلنا، رمنا کی پیٹھ کے پیچھے پیوست خنجر، اس کا دلہن سے کفن میں لپٹی میت میں تبدیل ہو جانا یہ سب خواب پھرا تنے عجیب و غریب کیوں تھے۔

" چل اب اٹھ جانا۔۔۔ نماز کا وقت گزرا جا رہا ہے، بہن کو پڑھ کر کچھ بخش دے اسی لیے خواب میں آتی ہے "

غزالہ نے زور سے مالا کا کندھا ہلایا تھا، وہ جو کھوئی سی بیٹھی تھی ہل گئی۔

" چل اٹھا جا اب۔۔۔ میں رملا کو بھی اٹھاؤں "

غزالہ نے جائے نماز سمیٹتے ہو کہا

" اماں۔۔۔ وضو خانے تک چلو میرے ساتھ مجھے ڈر لگ رہا ہے "

www.novelsclubb.com

مالا نے خوفزدہ لہجے میں غزالہ سے التجا کی، غزالہ نے تاسف سے پیچھے مڑ کر دیکھا

" اچھا چل۔۔۔ "

غزالہ نے ٹھنڈی سانس خارج کی، وہ خواب سے ڈر گ ئی تھی اور ابھی اٹاری اور صحن سب اندھیرے میں ڈوبے ہوئے تھے۔وہ غزالہ کے ساتھ وضو کر کے آئی اور پھر نماز پڑھ کر، دعا مانگ کر دل کو تھوڑا سکون ملا۔۔۔اب باقاعدگی سے نماز پڑھوں گی اللہ میاں ایک بھی نہیں چھوڑوں گی بس مجھے ایسا کوئی خواب نا آئے دوبارہ اللہ سے گڑگڑا کر دعا مانگنے کے بعد وہ پر سکون ہو گ ئی تھی۔

****

حاکم قصر کی درودیوارن ئے رنگ وروغن ہونے پر چھم چھم کر رہی تھیں، پچھلے دس دن سے حویلی میں معمولی مرمت اور دیواروں پر رنگ وروغن ہو رہا تھا، منہا اور فرہاد کی شادی کو بس ہفتہ بھر باقی تھا۔

باہر مزدور نردبانوں کو دیوار سے ٹکائے اس پر چڑھ کر حویلی کی دیواروں کو رنگ وروغن کر رہے تھے، سارا سامان بکھرا ہوا تھا، کچھ کہیں اور کچھ کہیں، خواتین کمروں میں مزدوروں سے پردہ کیے سارا دن بیٹھی رہتی تھیں اور عصر کے بعد مزدوروں کے جانے پر ہی باہر نکلتی تھیں۔

تاری بوا نے شمو کو بھی اس کے سسرال سے بلا لیا تھا، وہ خود تو اب بہت نحیف البدان ہو گ ئی تھی اس لیے شمو اور سکینہ زیادہ کام کرتی تھیں، شمو، تاری اور سکینہ سارا دن مزدوروں اور گھر والوں کے کاموں کے لیے پھر کی کی طرح حویلی میں گھومتی پھرتی تھیں۔

آج بس یہ رنگ و روغن کا آخری دن تھا اور کل منہا کو مایوں بیٹھانا تھا، اب بھی خدیجہ بیگم کے بڑے کمرے میں زمین پر چادر بچھائے سب لوگ ایک ہی جگہ جمع تھے زیب آج صبح ہی اپنے بال بچوں سمیت حویلی پہنچی تھی، اور اب کمرے میں ایک طرف چٹائی بچھائے مالا، رملا، زیب کی بیٹی انعم منہا کے بازؤں اور ٹانگوں پر ابٹن ملنے میں مصروف تھیں۔

رنگ برنگی چٹائی پر بازو اور ٹانگیں ارد گرد بیٹھی لڑکیوں کے ہاتھوں میں دیے منہا اداس صورت لیے بیٹھی تھی، آنکھیں سوزش لیے ہوئے تھیں اور ناک سرخ ہو رہا تھا۔

کچھ دور پلنگ پر بیٹھی اریب اور زیب مونگ پھلی کھانے میں مصروف تھیں اور ایک طرف غزالہ اور بلقیس تاری بوا کے ساتھ مل کر لڈو بنا رہی تھیں۔ اریب نے زیب کی طرف کن اکھیوں سے دیکھا وہ متواتر مسکائے جا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تو کیا من ہی من ہنسے جا رہی کیا دیکھ رہی ہے اُدھر"

اریب نے زیب کو بازو سے ہلکا سا ٹہوکا تو وہ جو سامنے چٹائی کی طرف دیکھ کر ہنس رہی تھی اریب کی طرف متوجہ ہوئی۔اور آنکھ کے اشارے سے پہلے اریب کو سامنے چٹائی کی طرف متوجہ کیا پھر اس کے کان کے قریب ہوئے سرگوشی کی

"آپا میں سوچ رہی تھی اللہ کی شان بھی نرالی ہے جوڑ بناتا بھی ہے اور پھر ایسے ان کو تکمیل دیتا، وہ دیکھ ذرا سامنے مالا کہیں سے لگ رہی منہا سے آٹھ سال چھوٹی ہے، یہ قد کاٹھ نکالا ہے، اور وہاں ہمارے تقی میاں ابھی بھی بیس کے لگتے"

زیب کی سرگوشی پر اب اریب بھی سامنے بیٹھی مالا کو نظروں میں جانچنے لگی تھی، وہ سبز رنگ کے جوڑے میں کھلتا گلابی گلاب لگ رہی تھی، کمر تک آتی موٹی بالوں کی چوٹی آگے کر رکھی تھی، منہا کے کان میں باتیں کر کے ہنستی ہوئی مالا کہیں سے بھی منہا سے چھوٹی نہیں لگ رہی تھی۔

" ارے تقی اور منہا تو اپنی ماں پر ہیں چو ہے۔۔۔ مو ہے۔۔۔، میرے بیٹے کو پتا نہیں اس سانولی سی منہا میں کیا سُرخاب کے پر لگے نظر آتے ہیں جو یوں دیوانہ ہو گیا اس کے پیچھے "

اریب نے کٹیلے لہجے میں ناک چڑھا کر کہا اور پھر ایسے ٹھنڈی آہ بھری جیسے پتا نہیں کتنے ارمان مر گئے ہوں۔

" ارے آپا۔۔۔ تقی تو اتنا خوبصورت ہے رنگ بھی صاف بلکل ابا جی پر ہے وہ بھی تو کہاں لگتے اپنی عمر جتنے، عمر چور ہیں اور یہ مالا تو مرحوم چھوٹی اماں پر گئی ہے ہو بہو۔۔"

زیب نے مونگ پھلی منہ میں ڈال کر سرگوشی کی، اریب نے گردن کو دائیں بائیں خم دیا۔

" اتنا میٹھا کھاتی ہے اللہ رے توبہ۔۔۔ جس رفتار سے یہ قد کاٹھ نکال رہی ہے مان نا مان اگلے دو سالوں میں تو تقی کی اماں لگے گی "

اریب نے بےزار سی صورت بنائے مالا کے دلکش سراپے پر ایک نظر ڈالے جل کر اپنے خیالات بتائے جس پر زیب کا تو قہقہ امڈ آیا۔

****

یہ خدیجہ بیگم کا کمرہ تھا جس کے وسط میں فرش پر بنے پتھروں کے رنگ برنگے پھلوں کے اوپر رکھی گئی انگیٹھی میں کوئلے دھک رہے تھے، سیاہ کوئلوں میں سرخ، نارنجی روشنی اور نارنجی رنگ کے چھوٹے چھوٹے ذرارات پٹک۔۔۔پٹک۔۔۔کی مدھم سی آواز کے ساتھ ہلکے ہلکے اوپر کو اٹھ رہے تھے۔

کوئلے دھکنے کی خوشبو کمرے کے ہر کونے سے آ رہی تھی۔ خدیجہ بیگم اپنے پلنگ پر کمخواب کپڑے کے کور والے لحاف میں ٹانگیں چھپائے بیٹھی تھیں اور پلنگ کے پاس رکھے حقے کی نلی کو منہ میں ڈال رکھا تھا۔ پورے کمرے میں گڑ۔۔ڑ۔ڑ۔۔۔گڑ۔۔۔کش لگانے کی آواز گونج رہی تھی، پلنگ کے بلکل پاس موڑھے پر غزالہ پریشان حال صورت لیے براجمان تھی۔

www.novelsclubb.com

منہا اور فرہاد کی شادی کو چار روز باقی تھے، دو دن پہلے تقی اپنے سارے ساز و سامان کے ساتھ حویلی پہنچا تھا اور اگلے ہی روز اس نے شور ڈال دیا کہ مالا کی بھی رخصتی کی جائے منہا

اور فرہاد کی شادی کے ساتھ ہی۔ غزالہ کے تو ہاتھ پاؤں پھول گ ئے تھے، نا کوئی تیاری نا کچھ پر تقی تھا کہ کسی کی بھی سننے کو تیار نہیں تھا بضد بس کے رخصتی کروادیں۔

"بی جی آپ بات کریں اسے سمجھائیں، ابھی سولہ کی ہوئے کو بھی کچھ ماہ گزرے ہیں ،پہلے تو کہتا تھا بیس کی ہو جائے اب کیا ہو گیا جو کسی کی سن ہی نہیں رہا"

غزالہ نے التجائی لہجے میں کہا اور پھر ڈرتے ہوئے، سامنے ماتھے پر بل ڈالے بیٹھی خدیجہ بیگم کی طرف دیکھا۔ خدیجہ بیگم نے حقے کو ہاتھ سے گھمایا اور نخوت سے دہانہ ہاتھ اوپر اٹھایا

"میں کیا سمجھاؤں اس نگوڑمارے کو، تیری چنڈال بھی تو نہیں رُکتی یہ قد کاٹھ، رنگ و روپ نکالا ہے اور پھر اس کے سامنے کبھی ادھر کبھی اُدھر، ہزار بار سمجھایا ہے تقی جب آوئے اس کو کہا کر ٹک کر رہے پر نہیں، جوان خون ہے اب بھُگت"

خدیجہ بیگم نے تو کبھی کسی کا لحاظ نہیں کیا تھا ناک بھینچے غزالہ کو ہی سنادیں غزالہ گڑبڑا گ ئی۔

"بی جی شادی والا گھر ہے کام کاج اتنے ہیں وہ کون سا جان بوجھ کر تقی کے سامنے جاتی تھی "

غزالہ نے سر جھکائے مالا کی سفارش کی، تقی کے یوں شادی پر بضد ہو جانے کی ساری وجہ مالا کو کہا جا رہا تھا، جتنے منہ تھے اتنی باتیں کہ تقی نے پہلے دیکھا نہیں تھا دور بیٹھا اکڑ دکھا رہا تھا کہ شادی دو سال بعد کرے گا اب آکر ایسا دیوانہ ہو گیا کہ ایک دو ماہ بعد کے لیے بھی نہیں مان رہا تھا۔

"تو اب مس ئی لہ کا ہے کا ہے تجھے، پہلے بھی تو اس کی رخصتی منہا، فرہاد کی شادی کے ساتھ ہی طے پائی تھی نا اب کاہے کی فکر کھائے جاوے ہے تجھے؟ "

خدیجہ بیگم نے الجھ کر اس کی پریشان حال صورت کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیونکہ سب سے زیادہ غزالہ ہی رخصتی ابھی نا کرنے کا کہہ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"بی جی، بھائی جی نے داج بنانا تھا، پہلی بھانجی ہے وہ اب چار دن میں کیسے کریں سب کچھ "

غزالہ نے ہاتھ مڑوڑتے ہوئے اپنی پریشانی ظاہر کی، غزالہ کے دو بھائی تھے، رسم و رواج کچھ ایسا تھا کہ بہن کی سب سے بڑی بیٹی کے داج میں ننھال نے حصہ ڈالنا تھا، اب غزالہ کے میکے والے اس بات کو لے کر پریشان تھے کہ وہ چار دن میں کیسے سب کچھ کریں گے۔

"تجھے عقل اللہ نے ہی کم دی ہے، میں تو تیرے اماں باوا کا قصور سمجھتی رہی، داج کیا بعد میں نا بن سکے گا، اللہ کا نام لے اور بیٹی کی رخصتی کی تیاری پکڑ بنتا رہے گا داج، پھری سی بُدھی کا تقی ہے اب کہہ رہا ہے رخصتی تو کر دیو، پیچھے بھی دولائی ن لگاوے بیٹھی ہیں جن کا کرنا بھی باہر ہووے گا"

خدیجہ بیگم نے دوٹوک لہجے میں اپنی بات مکمل کی اور حقے کی نلی کو منہ میں دبا لیا اب غزالہ بس حقے کی گڑ گڑ ہی سن رہی تھی۔ افسردگی سے سر کو اثبات میں ہلا کر اٹھی اور باہر نکل گ ئی۔

www.novelsclubb.com

****

چِراغ شام سے پہلے

ہماوقاص

قسط نمبر 12

چمچاتی، برقی قمقموں سے لدی حویلی ہر ذی روح کی آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی، رشتے، ناطے والے چھوڑ کر بھی لوگ آج حاکم قصر کی سجاوٹ اور شان و شوکت دیکھنے آ رہے تھے۔

آج حویلی میں موجود دونوں جوڑوں کی مہندی کی رات تھی، حویلی اندر باہر سے مہمانوں سے کھچا کھچ بھری تھی دو شادیاں اکٹھی تھیں اس حساب سے مہمانوں کی تعداد بھی زیادہ تھی۔

اریب منہ بنائے کبھی کسی کمرے میں جا رہی تھی تو کبھی کسی کمرے میں، جاڑے کے دن تھے اس لیے ہر کوئی اٹاری اور کمروں میں گھس رہا تھا، جگہ جگہ انگھٹیاں جلائی گ ئی تھیں جہاں انگیٹھی دھر دی جاتی وہیں ارد گرد مہمان اکٹھے ہو جاتے چائے کا پتیلا تو مانو چولہے سے اترا ہی نہیں تھا۔

جہاں انگیٹھی ٹھنڈی ہوتی تاری بوا جھٹ چولہے سے دہکتے کوئی لے لا کر انگیٹھی میں رکھ دیتی، فرہاد تو چہکتا پھر رہا تھا کبھی کہیں بیٹھا شغل لگا رہا ہوتا تو کبھی کہیں جبکہ تقی بیرونی

برانڈوں میں گاؤں کے بہت سے سمجھدار بزرگوں کے ساتھ بیٹھا اپنے ہسپتال کی بنا داور جگہ کے بارے میں باتیں کر رہا تھا، کتنی ہی دفعہ باہر پیغام بھجوایا گیا کہ تقی میاں کو اندر بھیج دیں ان کی مہندی کی رسم کرنی ہے، پر تقی میاں نے جواب بھیج دیا یہ کوئی ضروری رسم نہیں ہے اس کے حصے کی مہندی بھی مالا کو ہی لگا دی جائے اس کے اس جواب پر جہاں بزرگ خواتین بڑبڑانے لگی تھیں وہاں جوان خواتین اور دوشیزائیں منہ پر ہاتھ دھرے کھی کھی کرتی کانا باتی کرنے لگی تھیں۔

مالا اپنے کمرے کے پلنگ پر، سرخ سفید ملاپ کی گداز ہتھیلیوں اور پاؤں کی ایڑیوں اور انگلیوں پر گیلی مہندی لگائے بیٹھی تھی جو دیکھنے والے کی آنکھوں کو خوشنما اور ٹھنڈک جیسا احساس پیدا کر رہی تھی۔

وہ پیلے جوڑے میں گلال ہوتی، ہوش ربائی کی آخری حدود کو چھو رہی تھی، پیلے دوپٹے کے آگے لگی سنہری کرن چہرے کے چاروں اطراف ڈھال بنائے ہوئے تھی اور اس میں اس کی من موہنی صورت اور چمکتی آنکھیں اس کی خوشی کی عکاسی کر رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

اُسے تو پرواہ تک نا تھی کہ اس کے ارد گرد موجود حویلی کے مکیں اور باقی لوگ کیا کہہ رہے ہیں کیا نہیں اُسے تو بس یہ خبر ہی سرشار کر رہی تھی کہ تقی رخصتی کے لیے بضد تھا اور کل اس کی زندگی کی سب سے حسین رات ہو گی۔

اس کی سہیلیاں اس کے اطراف میں بیٹھی میٹھی میٹھی سرگوشیوں کو اس کے کانوں میں انڈیل کر اس کی دل کی دھڑکنیں بڑھا رہی تھیں جس کے سبب وہ کبھی تو شرما کے گلال ہوتی تو کبھی گال تپنے لگتے۔ پورے کمرے چوڑیوں کی کھنک، اور کھِکھی کے ساتھ مہندی کی سوندھی سی خوشبو ناک کے نتھنوں میں گھس کر فرحت بخش احساس دے رہی تھی۔

" مانو نا مانو۔۔ سارا جادو اس من موہنی صورت کا چلا ہے ڈاکٹر صاحب پر "

ثریا نے تھوڑا سا آگے ہوتے ہوئے مالا کے ٹھوڑی کو ہاتھ میں لے کر اس کے چہرے کو اوپر اٹھایا اور پھر شرارت سے ہلکا سا جھٹکا دے کر چھوڑ دیا، وہ لجا کر سمٹی اور پھر مصنوعی گھور کر کھی کھی کرتی ثریا اور تبسم کی طرف دیکھا۔

آئے ہائے شرمانا تو دیکھو ہماری شہزادی کا، آخر کو مار ہی ڈالا تمھارے حسن نے اس اکڑو " ڈاکٹر کو "

تبسم نے بھی مالا کے کندھے پر شرارت سے اپنا کندھا مارتے ہوئے چھیڑا تھا۔اور وہ مہندی کو بچاتے ہوئے کبھی شرما رہی تھی تو کبھی مسکا رہی تھی اپنے ہاتھوں پر لگی مہندی کے خراب ہونے کی فکر اسے کھائے جا رہی تھی۔

" ہائے مالا اب تو آگے پیچھے پھریں گے تقی بھائی، یہ نئے نئے جوتے کپڑے ہوں گے تیرے پاس، تو اب ریڈ لپسٹک بھی آرام سے لگا سکے گی "

ثریا کے لہجے میں حسرت بھری تھی، وہ اب غیر مرئی نقطے کو دیکھتے ہوئے اسے حسین خواب دکھا رہی تھی جو اس کے کل شادی کے بعد سے تقی کے سنگت میں حقیقت میں بدلنے والے تھے۔

" اور تجھے تو اب پڑھنا بھی نہیں پڑے گا مالا تیری تو جان چھوٹی قسم سے "

تبسم نے اداس صورت بنائے اسے ایک اور خوشخبری سنا دی، شادی کے بعد لڑکیاں بلکل پڑھائی لکھائی چھوڑ دیتی ہیں اور بس بال بچے اور شوہر میں لگ جاتی ہیں یہ بات تو وہ باخوبی جانتی تھیں۔

" افف میری شادی کب ہو گی "

www.novelsclubb.com

تبسم نے حسرت سے کہا،اور پھر گہری سانس لی جس پر مالا اور ثریا تو کھلکھلا دیں۔ثریا نے بمشکل ہنسی روکی اور تبسم جو خلا میں حسرت سے گھور رہی تھی اس کے کندھے کو ہلایا

" بچو ابھی کوئی آثار نہیں ہر کوئی مالا کی طرح خوش قسمت تھوڑی نا ہوتا ہے،اتنا پڑھا لکھا ڈاکٹر شوہر اور ایسے۔۔۔۔ے۔۔۔۔ے۔۔۔۔ے مر مٹا کہ۔۔۔پورے گھر والوں سے کہہ کر تین دن میں رخصتی رکھوا دی "

ثریا نے منہ پر ہاتھ رکھے شرارت سے مالا کی طرف دیکھا،مالا کے تو جیسے پنکھ نکل آئے تھے اور خیالوں میں وہ آسمان تک کی پرواز کر آئی تھی۔

ثریا اور تبسم کی باتوں نے تو اسے ایسے حسین خواب دکھائے کہ اس کی دل کی دھڑکن نے سانس لینا ہی کٹھن بنا دیا۔

" اب بس بھی کرو تم دونوں میرا ابھی سے سانس رک رہا ہے "

مالا نے لجائے سے لہجے میں جملا ادا کیا اور مسکراہٹ کو روکنے کی ناکام کوشش کی

" ہائے۔۔دیکھ تو کیسے گلابی ہوئے چلی جا رہی ہے رہبر ناول کی نجمہ کی طرح "

ثریا نے شریر سے لہجے میں کہتے ہوئے اسے چھیڑا اور مشہور ناول کی ہیروئین کا نام لیا جس پر کہانی کا ہیرو بری طرح مرمٹا تھا۔وہ بہت دیر سے یونہی مالا کے گرد بیٹھیں باتیں کر رہی تھیں۔مالا نے اپنے ہاتھوں کی مہندی کی طرف دیکھا

"اچھا سن ذرا باہر سے مٹھائی لا کر میرے منہ میں ڈال دے"

مالا نے بیچارگی سے ساتھ بیٹھی ثریا سے فرمائش کی

"لو سن لو ان کو اب بھی مٹھائی کی پڑی ہے میں ہوتی تو بھوک پیاس ہی مر جاتی"

تبسم نے مسکراہٹ دبائے کہا جبکہ ثریا مالا کے پھر سے گھورنے پر اٹھ کر باہر چل دی۔مالا اپنی مہندی کو دیکھ کر مسکرانے لگی۔

****

www.novelsclubb.com

مسہری کی لڑیاں جو کاغز کے رنگ برنگ کے پھولوں اور سنہری پنوں کی مدد سے بنی ہوئی تھیں اوپر چھت سے جڑی پلنگ کے ارد گرد نیچے لٹک رہی تھیں۔

اور پلنگ پر مالا سرخ رنگ کا جوڑا زیب تن کیے بیٹھی تھی،ریشمی جارجٹ کا قمیض شلوار تھا جسے کے گلے اور پانچوں پر گوٹے کی بس تین تین لائن لگی تھیں،سرخ کریب کا دوپٹہ

تھا جس پر گوٹے کا کام تھا اور کناروں پر سنہری کرن تھی۔ چار دن کے قلیل وقت میں تیار کیا یہ عروسی جوڑا اس کے پہنتے ہی اپنی قدر و قیمت بڑھا گیا تھا۔

غزالہ کا سونے کا ہار گلے میں اور ماتھے پر بڑا سا ٹیکا لگائے اور ناک میں بلقیس کی دی ہوئی سونے کی باریک سی چوڑی نتھ پہنے ہلکا سا فرزانہ آپا کے ہاتھ سے کیے ہوئے سنگھار نے اس کے حسن کو دو بالا کر دیا تھا۔ شام چار بجے وہ ایک کمرے سے رخصت ہو کر تقی کے کمرے میں آگئی تھی اور یہاں چار بجے سے اب چھ بجے تک عورتوں کا ہی جمگھٹا لگا رہا تھا، پھر مغرب کی اذان کے بعد ہی کھانے اور چائے کے بعد اب سارے اپنے کمروں میں دبک گئے تھے۔

تاری بوا کچھ دیر پہلے آکر اس کے کمرے میں تازہ کوئی لوں سے دھکتی انگیٹھی رکھ گئی تھیں جس سے اب کمرہ کافی حد تک گرم محسوس ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

کمرے سے باہر اب کافی خاموشی ہونے لگی تھی کچھ دیر پہلے بلقیس کمرے میں آکر اس کے دوپٹے کو آگے کرتے ہوئے گھونگھٹ نکال گئی تھی کہ بس تقی اب کمرے میں

آنے والا ہے۔اس کو ساتھ لگا کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور کمرے سے باہر نکل گئی یں۔

گھونگھٹ جیسے ہی چہرے کے آگے آیا ہلکا سا اندھیرا سا چھا گیا گوٹے کے کام سے لدا سرخ دوپٹہ تھا جس کے باعث باہر کمرے کی پیلی روشنی اب سرخ رنگ کی ملگجی سی روشنی میں تبدیل ہو گئی تھی۔وہ پوری آنکھیں کھولے ڈیلے پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی کہ اسی لمحے تقی کمرے میں داخل ہوا، سفید کُرتا اور شلوار پہنے بالوں کو سلیقے سے اطراف کی مانگ میں سجائے وہ مخصوص سنجیدہ سی صورت کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔مالا اب گھونگھٹ کی اوٹ سے دھیمے دھیمے مسکراتے ہوئے اس کو دیکھ رہی تھی۔

کمرے کا دروازہ بند کیے وہ آگے بڑھا تو اس کے ہر قدم کے ساتھ مالا کی دھڑکن کی رفتار بھی بڑھی، ایسا لگ رہا تھا آج تو دل کمبخت پسلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا۔

www.novelsclubb.com

تقی جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا مالا سرخ رنگ کی پوٹلی صورت پلنگ پر بیٹھی تھی دوپٹہ کھینچ کر لمبا سا گھونگھٹ نکال رکھا تھا۔ تقی نے ایک سرسری نگاہ اس پر ڈالی اور پھر سیدھا کتابوں والے میز کی طرف بڑھا۔

مالا کو گھونگھٹ کی اوٹ میں کھٹ پٹ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں، تقی میز پر سے کچھ اٹھا رہا تھا اور پھر ہاتھ میں کچھ پکڑے جیسے ہی پلنگ کی طرف آیا مالا نگاہیں جھکائے سمٹ سی گئی وہ پلنگ پر بلکل سامنے بیٹھ چکا تھا۔

افف وہ گھڑی آن پہنچی تھی جس کو چار دن میں پتا نہیں کتنی بار سوچتی رہی تھی، تقی گھونگھٹ اٹھائے گا، پھر محبت سے اس کے چہرے کو ٹھوڑی سے پکڑ کر سیدھا کرے گا ۔۔۔سفید مہندی لگے ہاتھوں میں پسینہ سا آنے لگا تھا۔

" مالا۔۔ "

تقی نے ہاتھ میں پکڑی کاپی کو کھولتے ہوئے مگن سے لہجے میں پکارا، تقی کی زبان سے اپنا نام سن کر مالا کی رہی سہی ہمت بھی جواب دے رہی تھی۔ وہ تو اب آنکھیں جھکائے اس کے گھونگھٹ اٹھانے کے منتظر تھی۔

www.novelsclubb.com

گھونگھٹ کی اوٹ میں ہی پلکیں زور سے میچ کر وہ ایسے بیٹھی تھی جیسے تقی اسے پٹ کے پیچھے سے بھی دیکھ رہا ہو۔

" مالا۔۔۔اٹھاؤ یہ دوپٹہ یہ دیکھو ادھر "

اوراق پلٹنے کی آواز کے ساتھ تقی نے اب کی بار رعب دار لہجے میں کہا تو مالا جو شرمائے، لجائے بیٹھی تھی، اس کے رعب پر آہستگی سے ہاتھ سے دوپٹے کے کنارے تھامے گھونگھٹ کو اوپر اٹھایا، وہ اپنے پورے جلوے سمیت سامنے بیٹھا تھا، اگرچندن روپ وہ دھارے ہوئے تھی تو کم تو وہ بھی نہیں لگ رہا تھا، مالا نے محبت سے دیکھا پر یہ کیا وہ اس کی طرف تو نہیں بلکہ نیچے کھلی کاپی پر نظریں جھکائے بیٹھا تھا۔

مالا نے اس کی نظروں کے تعاقب میں نگاہ نیچے کی تو دل دھک سے رہ گیا، اور آنکھیں پوری پھٹنے کی حد تک کھل گئی یں یہ اس کی ریاضی کی کاپی تھی جس میں جگہ جگہ سرخ کاٹے کے نشانات لگے تھے۔

"یہ تمھاری کاپیاں ہیں اور ٹیسٹ ہیں؟"

تقی نے نگاہ اٹھائے سپاٹ لہجے میں لب بھینچے اس سے سوال کیا تو وہ جو نا سمجھی اور حیرت کے ملے جلے اثرات میں بیٹھی تھی، گڑبڑا گئی چوڑی دار نتھ کے نیچے لب ادھ کھلے رہ گئے۔ پھر تقی کے یونہی سوالیہ انداز میں گھورنے پر بمشکل آواز نکلی۔

"ج۔۔جہ۔۔جی۔۔۔۔"

بے ربط سی پھیکی آواز ابھری، تقی نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا جس پر اب ہوائی یاں اڑی ہوئی تھیں۔

جس دن وہ حویلی پہنچا تو اس کے کمرے میں بلاوجہ کا دوسرے کمروں کا بھی بہت سا سامان پڑا تھا جن کو غصے سے اٹھا کر باہر نکالتے ہوئے اچانک مالا کے بستے میں سے اس کی کاپیاں نکل کر نیچے تقی کے قدموں میں گر گ ئی یں، اور پھر کاپیاں دیکھ کر تو اس کی آنکھیں کھل گ ئی یں مالا اس کی سوچ سے بھی زیادہ نالائ ق تھی۔ وہ یہ کیسے برداشت کر سکتا تھا کہ اس کی زندگی کا اہم حصہ بننے جانے والی لڑکی سولہ سال کی عمر میں بھی دسویں جماعت پاس نا کرتی، پتہ نہیں استانی جی اور سکول والے اسے کیا پڑھاتے تھے لیکن اب نکاح کے بندھن میں رہتے ہوئے تو وہ اسے پڑھا نہیں سکتا تھا کیونکہ گھر والے اس بات کو معیوب سمجھتے تھے، بس پھر کیا تھا صبح اٹھتے ہی تقی میاں نے رخصتی کا علان کر دیا۔

www.novelsclubb.com

مالا دم سادھے، ورطہ حیرت میں تقی کی طرف دیکھ رہی تھی جس کی آنکھوں میں محبت کے کوئی آثار نہیں تھے وہ اتنی ہوش ربا لگ رہی تھی پر سامنے بیٹھے تقی نے اس کے ہوش

اڑا دیے تھے، اپنی شادی کی پہلی رات وہ اسے اس کے ٹیسٹ کی کاپیاں کیوں دکھا رہا تھا، نا پیار سے دیکھا نا تعریف کی نا ہاتھ پکڑا اور نا کوئی اور جسارت

"تمہیں واقعی میں کچھ بھی نہیں آتا۔۔۔ مطلب نا ریاضی، نا یہ دیکھو انگلش۔ ہر ٹیسٹ میں زیرو۔۔۔ ایک۔۔۔ دو سے زیادہ نمبر نہیں ملے ہوئے تمہیں"

تقی کی پیشانی پر اب بل پڑے تھے، وہ ساتھ ساتھ کاپی کے اوراق پلٹ رہا تھا اور ساتھ ساتھ غصے سے سامنے عروسی جوڑے میں بیٹھی اپنی دلہن کو جھاڑ رہا تھا۔

"ٹینس نہیں آتے، سپلنگز اتنے غلط ہیں اور پھر یہ سائنس کی کاپی، املا کا حال دیکھو اپنا"

تقی نے انگلش کی کاپی غصے سے ایک طرف پٹخی اور ساتھ پڑی ایک اور کاپی اٹھائی اور اس کے اوراق تیزی سے پلٹتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں پتا بھی ہی دسویں جماعت کے امتحان میں کتنے مہینے باقی ہیں؟"

تقی نے گھور کے سوال پوچھا، وہ تو ہونق بنی بیٹھی تھی، خوف زدہ چہرے کے ساتھ تقی کو دیکھا

"صرف تین ۔۔اور تمھاری تیاری یہ ہے تم تو فیل ہو جاؤ گی بورڈ کے امتحان میں ،اور استانی جی۔۔۔۔۔ پتہ نہیں وہ کیا پڑھاتی رہی ہیں تمھیں"

تقی نے جھنجلا کر کاپی ایک طرف رکھی ،مالا کا سانس خشک تھا اور آنکھیں ابھی بھی بے یقینی سے تقی کو دیکھ رہی تھیں۔ جواب ماتھے پر بل ڈالے اس پر پورا حق جتا رہا تھا۔

"یہ تمھارا بستہ میں نے اس رات دیکھا جب میں لاہور سے واپس آیا تھا، مجھے اتنی پریشانی ہوئی تم اتنی نالائق ہو میں تو تمہیں پتا نہیں کتنا پڑھانے کا سوچ بیٹھا تھا اور تم ہو کو میٹرک فیل کا ٹھپا لگانے کے لیے تیار بیٹھی تھی"

تقی نے تاسف سے لب بھینچے ایک غصیلی نگاہ اس پر ڈالی وہ اب نادم اور ڈری سی بیٹھی تھی

۔

"اب ویسے تو تمہیں پڑھا نہیں سکتا تھا اس لیے سوچا رخصتی کر والوں اور ان تین مہینوں میں، میں خود تمہیں پڑھاؤ ں گی تیاری کر واؤ ں گا ایک تو ویسے ہی میٹرک کی عمر سے زیادہ عمر ہے پھر اب کی بار بھی فیل ہو جاؤ گی تو آگے کیسے پڑھو گی"

تقی غصے میں بھرا بول رہا تھا اور وہ جس کے ارمانوں پر اوس نہیں منوں مٹی پڑی تھی حواس باختہ تقی کو دیکھ رہی تھی۔ تقی نے پاس پڑے کچھ کاغذ اٹھائے جو وہ ایک خاکی رنگ کے لفافے میں سے نکال رہا تھا۔

"یہ پچھلے پانچ یا چھ سالوں کے امتحانی پرچے ہیں"

تقی نے پرچے ایک ایک کر کے الگ کرتے ہوئے اسے دکھائے۔ مختلف سالوں کے دسویں جماعت کے پرچے تھے

"ان تین مہینوں میں تمہیں ان سے تیاری کرواؤں گا، بس یہ پرچے تیار کر لو پاس ہو جاؤ گی ان شاءاللہ، روزرات کو جو کچھ میں دیا کروں گا سمجھایا کروں گا، وہ اگلی رات سنا بھی کروں گا اور لکھوا کر بھی دیکھوں گا"

تقی ہدایات جاری کر رہا تھا اور وہ ویسے ہی بیٹھی تھی، کر بھی کیا سکتی تھی جا بھی کہاں سکتی تھی، سب کچھ ایک چھناکے سے ٹوٹ گیا تھا، تقی کہاں اس کے حسن میں گرفتار ہوا تھا وہ تو اس کی نالائقی میں گرفتار ہوا تھا اور نکاح کا حکم جاری کر دیا۔

شادی کی پہلی رات جہاں دوسری دلہنوں کو محبت بھرے جملے اور لمس ملتے ہیں وہاں اسے ڈانٹ مل رہی تھی پرچے مل رہے تھے۔ دل کر رہا تھا اپنے سامنے بیٹھے اپنے اس شوہر کو جھنجوڑ کر رکھ دے کہ پورا گاؤں آج اس کے حسن کے قصیدے پڑھتے گیا ہے وہ خود آئینے میں اپنا عکس دیکھ کر ششدر رہ گئی تھی کہ اس پر کتنا روپ آیا ہے پر یہاں اس کھڑوس کو اس کے زیرو نمبر والے پرچے نظر آرہے تھے لیکن اس کا دو آتشہ حسن نظر ہی نہیں آرہا تھا۔

"آج رات تو بہت دیر ہوگئی ہے کل سے ٹھیک سات بجے تم کمرے میں ہوگی، بہت کچھ سکھانے والا ہے تمہیں"

تقی نے کاپیاں سمیٹتے ہوئے رعب سے حکم جاری کیا اور وہ تو سر بھی نا ہلا سکی۔

"سکول بھی جاؤ گی تم کوئی چھٹی نہیں ہوگی اور رات کو جب میں واپس گھر آؤں تب تک سب کچھ یاد ہونا چاہیے سمجھی"

تقی اب انگلی کھڑے کیے اسے خبردار کر رہا تھا چوڑی لبوں سے ٹکرا رہی تھی، اور اس حسن کی دیوی کے اتنی سردی میں بھی ہاتھ پاؤں سامنے بیٹھے تقی کے رعب سے گرم ہو

گ ئے تھے۔اتنا رعب تو آج تک کسی نے نہیں چلایا تھا اس پر ایک وہی تو تھا اس کے دل کے تخت کا مالک جو یوں اسے چاروں شانے چت کیے ہوئے تھا۔

" سو جاؤ اب آرام کرو شاباش "

تقی نے اس کی کتابیں سمیٹیں مصروف انداز میں ایسے کہا جیسے وہ کوئی بچی ہو، کتابیں اٹھا کر میز پر اپنی کتابوں کے ساتھ رکھیں اور خود سامنے کرسی پر بیٹھ کر کچھ کاغذات دیکھنے لگا۔

مالا نے ایک خفا سی نگاہ اس پر ڈالی، وہ تو پتہ نہیں کیا نقشے کھول کر بیٹھا تھا پتا نہیں ہسپتال کے تھے۔زیور، ہار سنگھار سب گیا بھاڑ میں، مالا نے دل مسوس کر سوچا۔ایسے تو نہیں سو سکتی میں، زیور اتارنا پڑے گا یہ سوچ کر تھوڑا سا ہلی تھی کہ خاموش کمرے میں چھن، چھم، چھن کی کتنی آوازیں گونج اٹھی، تقی نے سر اوپر اٹھایا اور اس کی طرف دیکھا۔

" ہاں کیا ہوا؟ سو جاؤ اب۔۔۔"

www.novelsclubb.com

بڑے ملائم سے لہجے میں کہا اب کی بار، پر مالا کا دل کیا مسہری نوچ ڈالے اس کا سر پھوڑ ڈالے، سامنے کوئی لوں سے دھکتی انگیٹھی اس پر الٹا دے پر وہ یہ سب صرف سوچ سکتی تھی جب وہ نگاہ اٹھاتا تھا اس کی گھگھی بندھ جاتی تھی۔

" مجھے یہ اتارنا ہے سب۔۔ "

مالا نے معصوم سی صورت بنائے تقی کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی الجھن کا سبب بتایا۔

" ہاں اتار لو۔۔۔ "

آرام سے جواب دیا اور پھر جناب کھڑوسِ اول نقشے پر سر جھکا چکے تھے۔اور وہ اپنی قسمت کو کوستی ہوئی پلنگ پر سے اتری اور سامنے دیوار میں نسب شیشے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

جیسے ہی نگاہ سامنے اپنے عکس پڑی دل خون کے آنسو رویا کیا کوئی اتنا بھی سنگ دل ہو سکتا ہے کہ اس کے اس روپ کے آگے نا جھکا،لبوں کو رونے کے انداز میں باہر نکالے زور زور سے زیور اتار کر ایک طرف لگے چھوٹے سے میز پر پٹخا تھپ تھپ زمین پر پاؤں مارتی پلنگ تک آئی۔اور لحاف سر تک تان کر لیٹ گ ئی۔

www.novelsclubb.com

اس کے لیٹتے ہی تقی نے چور سی نگاہ اس طرف ڈالی وہ لحاف سر تک اوڑھ چکی تھی،وہ کہاں ابھی اس کو اس کم سنی میں ہی رخصت کر کے لانا چاہتا تھا اور ویسے بھی اس کو مالا کی عادات پسند نہیں تھیں وہ بلکل سنجیدہ مزاج،شائستہ اور سمجھدار نہیں تھی جبکہ تقی کو ذاتی طور پر ایسی لڑکیاں ہر گز پسند نہیں تھیں۔

تقی نے گہری سانس خارج کی اور اپنی جگہ سے اٹھ کر پلنگ تک آیا، سب سے بڑا مس ئی لہ تواب سامنے آیا تھا، مالا کے ساتھ یوں ایک ہی پلنگ کو بانٹنا جو کہ اس کے شائی ستہ مزاج کے بلکل بر خلاف تھا اس کو پاس کروانے اور پڑھانے کی ناٹھان لی ہوتی تو وہ کبھی بھی اسے ابھی اس کمسن سوچ کے ساتھ نا بیاہ کر لاتا۔

لحاف کا ایک کونا اٹھایا اور ایک کونے میں سمٹ کر لیٹ گیا، جیسے ہی وہ لیٹا تو لحاف میں وہ سمٹ رہی تھی، شائی داب بھی جاگ رہی تھی، تقی نے آنکھوں پر بازو دھرا اور ذہن کو پر سکون کرتے ہوئے کب آنکھ لگی خبر ہی نا ہوئی۔

****

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

www.novelsclubb.com

قسط نمبر 13

فرہاد نے اپنے کمرے کے دروازے کو آہستگی سے کھول کر قدم اندر رکھا۔ کمرے میں منہا کے داج کی ہر چیز ن ئی تھی پلنگ، سنگھار میز، لکڑی کا صوفہ، اس کے آگے پڑی لکڑی کی

میز، مسہری کی لڑیاں لکڑی کے پلنگ کے ارد گرد پھیل کر اسے چاروں اطراف سے ڈھانپے ہوئے تھیں۔

اور ان کے بیچ منہا آتشی، سبز، اور ہلکے نیلے رنگ کے ملاپ والے جوڑے میں بیٹھی تھی۔

فرہاد مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور مسہری کی لڑیوں کو انگلیوں کی جنبش سے ہٹاتا ہوا پلنگ پر براجمان ہوا، منہا سے محبت کی تکمیل کی رات نے اسے کے انگ انگ کو خوشی سے سرشار کر رکھا تھا۔

اس کے بیٹھتے ہی گھونگھٹ سے چہرہ چھپائے بیٹھی منہا نے پیروں کو اندر کی طرف اکٹھا کیا، مہندی لگے پاؤں اب دوپٹے کی اوٹ میں چھپ چکے تھے، اس کی اس حرکت پر فرہاد کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ ابھری تھی اس کا یہ لجایا سا روپ فرہاد کے اندر سکون اتار گیا کیونکہ نسبت طے ہونے سے لے کر اب تک اس نے منہا سے کوئی بات نہیں کی تھی

۔

اسی دلکش مسکراہٹ کو لبوں پر مزین کیے اس نے آگے ہوتے ہوئے گھونگھٹ کو دونوں ہاتھوں کی مدد سے الٹ دیا تھا۔ منہا سپاٹ چہرے کے ساتھ نگاہیں جھکائے بیٹھی فرہاد کے

دل کی دھڑکنوں کو بے ترتیب کر گئی تھی۔ وہ سانولے رنگ و روپ کی پر کشش لڑکی تھی۔

فرہاد اب محبت پاش نگاہیں اسے دلہن کے روپ میں بدلے خوبصورت چہرے پر مرکوز کیے خاموش بیٹھا تھا، منہا نے الجھ کر پلکیں گالوں پر کپکپائی یں تھی وہ کچھ بول کیوں نہیں رہا تھا۔ چند لمحے یونہی گزرنے کے بعد فرہاد کی آواز نے کمرے کی خاموشی کے سکوت کو توڑا۔

"آج بھی یوں ہی چہرہ غصے والا رکھو گی اب تو مسکرا دو"

فرہاد کی آواز میں دنیا بھر کی مٹھاس گھلی تھی، وہ جواب کی منتظر مخمور نگاہیں اب اس پر گاڑے بیٹھا تھا پر منہا نے نا تو کوئی جواب دیا تھا اور نا ہی چہرے کے تاثرات تبدیل ہوئے۔

فرہاد نے کُرتے کی جیب سے مخمل کے کپڑے سے ڈھکی چھوٹی سی سرخ ڈبیا نکالی اور پھر مسکراہٹ کو مزید گہرا کرتے ہوئے اسکا گھٹنے پر دھرا مہندی لگا ہاتھ تھاما وہ اس جسارت پر ہلکا سا کسمسائی تھی۔ سونے کے نقش و نگار والے جال کی چھوٹی سے گول انگوٹھی تھی جس کے نقش و نگار کے بیچ میں چھوٹا سا سرخ نگینہ جڑا تھا۔

" یہ انگوٹھی ابا کے ساتھ خود جا کر بنوا کر لایا تھا "

فرہاد نے سونے کی انگوٹھی کو اس کی انگشت انگلی کے ساتھ والی انگلی میں پہناتے ہوئے محبت سے کہا اور پھر ہاتھ کو ہلکا سا ہلاتے ہوئے اس کی طرف بھنویں اچکا کر دیکھا

" بتاؤ تو تمہیں پسند آئی؟ "

فرہاد نے تھوڑا سا جھکتے ہوئے محبت سے پوچھا، منہا نے ایک نظر انگوٹھی پر ڈالی اور لب بھینچے سر کو اثبات میں ہلانے پر اکتفا کیا

" اتنی خاموش تم ہو تو نہیں جتنی آج بیٹھی ہوئی ہو کچھ تو بولو چلو لڑ ہی لو مجھ سے "

فرہاد نے اس کے ہاتھ کی انگلیوں کو اپنے ہاتھ کی انگلیوں میں پھنسائے کھیلتے ہوئے کہا۔

" م۔۔مجھے نیند آ رہی ہے سونا ہے مجھے "

www.novelsclubb.com

منہا نے سپاٹ لہجے میں کہا اور ہاتھ فرہاد کے ہاتھ سے کھینچ لیا تھا، وہ جو منہا کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر بیٹھا تھا اس کے ہاتھ یوں ہی ہوا میں ہی معلق رہ گئے، پھر گہری سانس لے کر پاس پڑے گاؤ تکیے پر بازو دھرا

"آج تو نہیں سونے دوں گا"

فرہاد نے شریر سے لہجے میں کہا، منہا اس کی اس معنی خیز جملے پر عجیب طرح سے جز بز ہوئی ،پھر فرہاد کی خماری جھلکاتی نگاہوں سے بے نیازی برتتی پلنگ سے اترنے کے لیے آگے ہوئی۔

" منہا۔۔کیا ہوا؟ "

فرہاد نے فوراً سیدھے ہوتے ہوئے پریشان سے لہجے میں پوچھا، منہا کا متواتر یہ روکھا پن اب عجیب طرح سے کھل گیا۔جسے وہ جھجک سمجھ رہا تھا وہ تو اس کی خفگی نکلی

" کچھ نہیں سونا ہے مجھے بہت تھک گ ئی ہوں "

منہا کا لہجہ ہنوز روکھائی لیے ہوئے تھا،وہ فرہاد سے متواتر نگاہیں چرا رہی تھی،اک ان چاہ رشتہ اتنی جلدی وہ اور اس کا ذہن کیسے قبول کر لیتے۔

منہا مانتا ہوں بچپن سے اب تک بہت تنگ کرتا آیا پر یہ بھی سچ ہے بہت محبت کرتا "
" ہوں میں امی سے لڑ لڑ کر یہ رشتہ کروایا ہے میں نے

www.novelsclubb.com

فرہاد محبت بھرے لہجے میں اپنی سارے جذبے اس کے گوش گزار کر رہا تھا، جو وہ کبھی کر نہیں پایا تھا اور در حقیقت وہ کرنا بھی نہیں چاہتا تھا جب تک کہ وہ پورے حق سے اس کی ہو نہیں جاتی۔

" فرہاد میں بہت تھکی ہوئی ہوں "

منہا کی آواز کپکپا گئی تھی، اس کی یوں بھاری سی بے زار آواز فرہاد کو نادم سا کر گئی، ایسا لگا بے تابیاں اور پہلی رات کے ملن کی خوشی بس اسے ہی ہے۔

" اچھا۔۔۔ پریشان ہو؟ سر دبادوں تمھارا "

محبت سے اس کے قریب ہوتے ہوئے پیش کش کی، جس پر وہ اور بے زار ہوئی

" نہ۔۔۔ نہیں سر میں درد نہیں ہے بس نیند آ رہی ہے سونا چاہتی ہوں "

www.novelsclubb.com

منہا نے نظریں چراتے ہوئے روکھائی سے جواب دیا اور پھر فوراً پلنگ سے اٹھ کھڑی ہوئی ۔ چھن چھن کی آواز کے ساتھ سنگھار میز تک پہنچی اور پھر زیور اتار کر سنگھار میز کے دراز میں رکھنے لگی۔

فرہاد کچھ دیر یونہی دیکھتا رہا پھر سر جھٹک کر خود کو جھٹلاتا ہوا پلنگ سے اٹھ کر اس کے قریب آیا، فرہاد اس کے عقب میں آکر کھڑا ہوا دونوں ہاتھوں سے اس کے کندھے تھام کر قریب ہوا، اس کے یوں قریب آنے پر منہا فوراً پلٹی۔

" سوئیں اب۔۔۔۔۔۔۔ "

پلکیں لرزاتے ہوئے پھیکی سی آواز میں کہتی وہ اس کے پہلو سے نکل کر آگے بڑھی اور پھر فرہاد کو وہیں چھوڑ کر، پلنگ کے لحاف کو کھینچتی ہوئی بستر پر لیٹ گئی، فرہاد کچھ دیر وہیں کھڑا رہا پھر دل میں سر اٹھاتی الجھن کے سبب شکن پیشانی پر ابھارے پلنگ پر آیا۔ پلنگ پر بیٹھتے ہی کہنی کے بل منہا پر جھکا، اور لحاف اس کے چہرے پر سے ہٹایا

" منہا۔۔۔ "

محبت بھری سرگوشی تھی جس کے جواب میں اس نے آنکھیں کھولنی بھی گوارا نہیں کی تھی۔ فرہاد اسی طرح کہنی پر سے وزن اٹھاتا سیدھا ہوا تھا اور پھر تکیے پر سر رکھے اوپر ساکن پنکھے کو گھورتے ہوئے، پورے منظر کو پھر سے دہرا کر اپنی غلطی کو تلاش کرنے لگا، وہ اس

رشتے سے ناخوش نہیں اس سے ناخوش لگتی تھی، کتنی ہی باتیں اور وسوسے دماغ میں گھومتے رہے اور کب نیند کے جھونکے نے اسے لپیٹ میں لیا خبر نہیں ہوئی۔

****

ارحمہ پلنگ پر بے سدھ سو رہی تھی، کچھ دور لیٹی رملا ہلکی سی غنودگی میں تھی، پورے کمرے میں مالا کی سسکیوں کی آواز متواتر گونج رہی تھی، پلنگ پر ایک ٹانگ اوپر کیے اور ایک ٹانگ نیچے لٹکائے غزالہ اپنے سامنے بیٹھی مالا کو گھور رہی تھی۔

جو آلتی پالتی مارے پلنگ پر ارحمہ کے قریب بیٹھی تھی اور بچوں کی طرف سسکیوں صورت روئے جا رہی تھی۔

گہرے فیروزی رنگ کے جوڑے میں سفید موتیوں کے بیچ لگے سونے اور نگینوں والا ہار گلے میں ڈالے اور چھوٹی، چھوٹی جھمکی والے جھمکے کانوں میں ڈالے وہ رو رو کر ناک سرخ کر چکی تھی، ولیمے کی تقریب کے بعد جیسے ہی مہمان رخصت ہونا شروع ہوئے تھے وہ مغرب کی نماز پڑھتے ہی ماں کے کمرے میں آن دھمکی تھی اور کل رخصتی کے وقت ایک بھی آنسو نا بہانے والی مالا اب چپ ہی نہیں کر رہی تھی۔

"مالا اب یہ ٹسوے بہانے بند کرے گی تو ہی کچھ بتا سکے گی نا مجھے کہ آخر کو ہوا کیا ہے؟"

غزالہ نے اسے کندھے سے پکڑ کر اپنی طرف گھمایا تھا اور تشویش ظاہر کی جو روتے ہوئے رخ پھیر رہی تھی کبھی گھٹنوں میں منہ دے رہی تھی تو کبھی چہرہ اوپر اٹھا رہی تھی۔

"شادی کے بعد پڑھتا ہے کیا کوئی۔۔۔؟"

مالا نے ہچکیوں میں شکوے بھری نگاہ غزالہ پر ڈال کر خفگی سے سوال کیا لبوں کو دانتوں میں بے دردی سے کچل ڈالا آنسو کسی صورت نا تھم رہے تھے، غزالہ کے ماتھے پر نا سمجھی کے بل پڑے

"کیا۔۔ کیا مطلب تقی پڑھانا چاہتا ہے تمہیں؟"

غزالہ نے فوراً اس کی بات سمجھ کر اس سے سوال پوچھا جواب رونے کے ساتھ ساتھ پیشانی پر بل ڈالے غصے میں اضافہ کرتی جا رہی تھی۔

"پڑھانا کیا۔۔۔انہوں نے تو شادی ہے۔۔۔۔ مجھے میٹرک کی تیاری کروانے کو کی ہے"

مالا نے روتے ہوئے غصے سے ماتھے پر بل ڈال کر اپنا دکھ سنایا، انداز نروٹھا تھا ایسے جیسے سب نے زبردستی اس کی شادی کردی تھی۔

"تو۔۔۔ تم کیوں اتنا رو رہی ہو، کچھ اچھا ہی سوچا نا تقی نے لو بھلا سب کیا۔۔ کیا۔۔۔ بکواس کر رہے تھے، پر وہ ہیرے جیسی سوچ کا ہی مالک نکلا"

غزالہ نے مسکراتے ہوئے فخر سے گردن اٹھائے تقی کی شان میں قصیدے پڑھے جو مالا کو کسی صورت نہیں بھائے تھے۔

"اماں۔۔۔ بس کردے۔۔ مجھے نہیں پتا کچھ بھی، اٹھو میرے ساتھ چلو، تقی کو بولو نا جا کر مجھے نہیں پڑھنا ہے آگے وہ یہ ضد چھوڑدیں"

مالا نے بچوں کی طرح فرمائش کی اور پاس ہو کر غزالہ کا گھٹنا تھام لیا چہرے پر التجا رقم تھی، غزالہ نے بغور اس کے چہرے کا جائزہ لیا ایسے جیسے اسے بیوقوف سمجھ رہی ہوں

"مالا اگر تو بتا رہی ہے اس نے شادی ہی میٹرک کی تیاری کروانے کے لیے کی ہے، تو تھوڑی سی محنت کرلے اس کی خواہش پر، جہاں اتنی محبت ہو وہاں بیویوں کو شوہر کی خواہشات پر سر جھکانے پڑتے ہیں"

غزالہ نے اس کی فرمائش پر زور زور سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کا ساتھ دینے کے بجائے اسے الٹا سمجھایا تھا جس پر وہ غصے سے غزالہ کے گھٹنے چھوڑ کر پیچھے ہوئی

"اتنا۔۔کتنا۔۔اماں،ان کو اتنا، جتنا، کتنا بھی پیار نہیں ہے مجھ سے وہ تو آج بھی وہی تقی ہیں جنہوں نے زبردستی دوسری جماعت میں داخل کروا دیا تھا مجھے اور اب مجھے سولہ سال کی ہونے پر طعنے دے رہے تھے رات، بھلا بتاؤ تو۔۔۔جو خود چودہ سال میں کر لیا تھا میٹرک تو کیا اب سب اسی میں کریں یہ کہاں کا اصول ہوا"

خفگی بھرے لہجے میں مالا رات کے سارے شکوے شکائیتیں ماں سے کر رہی تھی، غزالہ نے اس کی طرف ناگواری سے دیکھا

"مالا مجھے بہت برا لگ رہا ہے جو تو یوں پہلی رات کے بعد ہی آ کر مجھ سے اپنے شوہر کے رویے کے رونے رو رہی ہے، اچھی بیٹیاں کبھی میکے میں آ کر اپنے شوہر کی شکائیتیں نہیں کیا کرتی ہیں اور رہی بات تقی کو سمجھانے والی تو میں ہر گز ہر گز نہیں تمھارے اور اس کے معاملے میں بولوں گی مجھے اس پر یقین ہے اس نے کچھ بہتر ہی سوچا ہو گا"

غزالہ ماتھے پر بل ڈالے جھاڑنے کے انداز میں اسے سمجھا رہی تھیں، اور وہ ہونق بنی ماں کے اس رویے کو دیکھ رہی تھی جس نے ایک دن میں ہی اسے خود سے پرایا کر دیا تھا اور تقی کے حوالے کر دیا تھا۔

"ٹھیک ہے مجھے یہی امید تھی اماں۔۔۔تو کبھی میرا ساتھ نہیں دے گی، میں خود دا.جی سے بات کروں گی"

مالا نے آنسو صاف کرتے ہوئے دوٹوک لہجے میں خفگی کا اظہار کیا۔

"بکواس نا کر چپ۔۔۔ بلکل چپ۔۔۔۔ خبردار اگر دا.جی کے سامنے کچھ بھی اول فول بکا ہو تو تقی کے بارے میں، وہ رمنا کو بھی پڑھایا کرتا تھا اسے میٹرک کروا رہا تھا اپنی فیس کے پیسوں سے اور اسی طرح اب تمھارے بارے میں فکر مند ہے"

اچانک مالا کو سمجھاتے سمجھاتے غزالہ کا لہجہ رمنا کو یاد کر کے بھیگ گیا۔ مالا ویسے ہی شکوے بھری نگاہوں سے گھور رہی تھی۔

"رات بہت ہو گئی ہے چل شاباش تقی کمرے میں انتظار کر رہا ہو گا، اور اس کا ہر حکم ماننا اچھی بیوی بن کر وہ پڑھائے گا تو، تو پڑھ جائے گی مجھے یقین ہے"

غزالہ نے اس کے روہانسی صورت کو ہاتھوں میں لے کر تسلی دی پر وہاں تو کوئی اثر نہیں تھا

"میں نے آج وہاں نہیں سونا کل بھی ساری رات مجھے ان کے پلنگ پر نیند نہیں آئی میں یہاں ارحمہ کے ساتھ سو جاتی ہوں"

مالا نے بڑے مزے سے جانے سے انکار کرتے ہوئے پلنگ پر ٹانگیں سیدھی کی، غزالہ اس کے اس انداز پر گڑبڑا کر سیدھی ہوئی اس کا بازو تھاما

"ادھر آ۔۔بند کر یہ حرکتیں بچی نہیں رہی اب شادی ہو گئی ہے چل جا اپنے کمرے میں اٹھ یہاں سے تقی انتظار کر رہا ہوگا"

غزالہ نے غصے سے اس کا بازو جھنجوڑ کر رکھ دیا، مالا نے خفا سی نگاہ ڈالی اور پھر ایک جھٹکے سے اپنا بازو سہلاتے ہوئے پلنگ پر سے اٹھ کر کمرے کے دروازے کی طرف قدم بڑھا دیے۔

****

تقی کے کمرے کا دروازہ بند تھا سردی کے باعث حویلی کے تمام کمروں کے دروازے اس وقت بند ہی تھے وہ اب کمرے کے بند دروازے کے آگے کھڑی تھی۔ دل کل کے رویے سے ایسا نالاں تھا کہ یہاں سے بھاگ جانے کو دل چاہا

آہستگی سے کواڑ کو اندر کی طرف دھکیلتی ہوئی کمرے میں جیسے ہی داخل ہوئی تقی سامنے کرسی پر براجمان تھا۔ ہلکے سے نیلے رنگ کے قمیض کے اوپر سیاہ رنگ کی جرسی پہنے وہ کسی کتاب کے مطالعے میں مگن تھا، جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی تقی نے سر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا۔ ایک دم سے نگاہوں کا تصادم ہوا تقی کی آنکھیں ہی بتا گئی یں کہ وہ اس کے یوں دیر سے کمرے میں آنے پر غصہ ہے، مالا نے غصہ محسوس ہونے کے باوجود ہمت مجتمع کیے قدم پلنگ کی طرف بڑھائے

"ادھر آؤ۔۔ "

www.novelsclubb.com

وہ پلنگ کی طرف آہستہ آہستہ بڑھ رہی تھی جب تقی کی پکار پر قدم یک لخت تھم گئے۔ پل بھر کو وہ تھمی پھر اس دشمن جاں کے حکم پر اس کے بلکل پاس آکر کھڑی ہو گئی۔

میز کے سامنے والی کرسی پر وہ خود براجمان تھا، اور ایک کرسی کو میز کے اطراف میں دیوار کے ساتھ لگایا ہوا تھا۔

" یہاں بیٹھو۔۔۔ "

تقی نے آنکھوں سے ہی دیوار کے ساتھ لگی کرسی کی طرف اشارہ کیا تھا، آج سارا دن وہ باہر برانڈوں میں ہی رہا تھا اس لیے اب جا کر وہ نظر آئی تھی۔ کھانے کے بعد وہ کمرے میں اسی غرض سے آیا تھا کہ وہ موجود ہو گی لیکن وہ کمرے میں نہیں تھی۔

" مالا ہمارے پاس دن بہت کم ہیں اور ہماری تیاری بہت زیادہ پڑی ہے اس لیے تم یہ سستی ختم کر کے سنجیدہ ہو جاؤ "

تقی نے ماتھے پر بھنویں ڈالے اسے غور سے دیکھتے ہوئے خبردار کیا تھا، فیروزی رنگ کے جوڑے میں ملبوس گلابی گالوں پر پلکیں جھکائے وہ بہت مؤدبانہ اس کے سامنے بیٹھی تھی وہ کل کی نسبت آج زیادہ کم عمر لگ رہی تھی کل شائی دہار سنگھار اسے اس کی عمر سے زیادہ بڑا دکھا رہے تھے۔

"آج پہلے تو ہم مضامین کو تقسیم کر لیں گے ویسے تو تقسیم مشکل اور آسان مضامین کو رکھ کر کیا جاتا ہے پر یہاں تمھارے لیے تو سبھی ہی مشکل ہیں"

تقی نے پنسل سے کاغذ کے بلکل وسط میں ایک لمبی لائن لگائی تھی، مالا نے اس کے طنز پر نگاہ اٹھائے اس کو دیکھا تھا۔ سر جھکائے بڑے انہماک سے وہ پنسل سے کاغذ پر لائن لگاتا مالا کو تپا گیا تھا کتنا جذبات سے عاری شخص تھا وہ۔

"انگریزی، سائنس اور اردو یہ ایک دن اور۔۔۔"

تقی نے لائن کے ایک طرف یہ سارے مضامین لکھے، مالا اس کی پلکیں دیکھ رہی تھی اس کی پلکیں گھنی تھیں اور آنکھیں سیاہ تھیں۔

"ریاضی، مطالعہ اور اسلامیات یہ دوسرے دن مطلب ایک دن تین یہ کتابیں اور اگلے دن تین یہ کتابیں ان کو پڑھیں گے ہم"

تقی نے لائن کے ایک طرف نمبر دیتے ہوئے الگ الگ کتابوں کی تقسیم کو لکھا اور نگاہ مالا پر ڈالی وہ تو کاغذ کی طرف نہیں اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"سمجھ میں آیا کچھ۔۔۔؟"

تقی نے تھوڑا سا چہرہ قریب کیے سوال کیا تو وہ جو بڑے انہماک سے اس کی پلکوں کا گھنا ہونا، اس کی آنکھوں کا سیاہ ہونا، بالوں کا ماتھے پر گرنا، ناک کا تیکھا ہونا اور ہلکی سی بڑھی شیو دیکھ رہی تھی ایک دم سے گڑ بڑا گئی، اور سر زور سے اثبات میں ہلا دیا۔

"اچھی بات ہے، اب آج ہم ریاضی والے دن سے شروع کریں گے کتاب نکالو اور پرچہ بھی نکالو کوئی پرانا ریاضی کا"

تقی نے ریاضی کی کتاب کو میز پر اپنی طرف کھسکاتے ہوئے مگن سے لہجے میں حکم جاری کیا، مالا نے بدمزہ سی صورت بنائے اس کو دیکھا جس کو اس کے دل کی حالت کی ذرا پرواہ نہیں تھی۔

تقی نے ریاضی کی کتاب کھولتے ہی الجبرا کے فارمولا پر ہاتھ رکھا اور مالا کی طرف دیکھا، مالا نے جلدی سے اس کے یوں دیکھنے پر اپنی صورت پر سے بدمزگی کو ختم کیا

"فارمولہ سناؤ تو یہ آتا ہے کیا؟"

تقی فارمولا پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا، اور اسے اب فارمولا تو آتا نہیں تھا تقی کے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی اس کے ہتھیلی چھوٹی اور انگلیاں زیادہ لمبی تھیں اور ہاتھ بہت مضبوط تھا جرسی کے نیچے سے بازو پر موجود بال بھی نظر آرہے تھے۔

تقی اس کے جواب کا انتظار کر رہا تھا اور وہ اس کے ہاتھ کو بغور دیکھ رہی تھی، تقی کو اتنے قریب سے اور اتنی تسلی سے آج سے پہلے کبھی اس نے دیکھا بھی نہیں تھا

"مطلب حد ہوتی ہے، اب پہلے آج تو یہ سارے فارمولے لکھ رہا ہوں یہاں کاغذ پر کل یہ انگلیوں پر یاد ہونے چاہیے سمجھی"

تقی نے اس کی خاموشی سے ہی اندازہ لگایا کہ اسے یہ فارمولا نہیں آتا ہے اور گھورتے ہوئے اب سفید رنگ کے کاغذ پر وہ بڑی مہارت سے فارمولے لکھ رہا تھا، وہ اتنی روانی سے سارے فارمولے لکھ رہا تھا کہ ساتھ بیٹھی مالا کو حیرت کا دھچکا لگا۔ کیا وہ اس سے بھی یہی توقع رکھے گا کہ وہ یوں فر فر فارمولے لکھے گی۔

مالا نے تھوک نگلا الجبرا کتنا برا لگتا تھا اسے اور تقی نے اسی سے ہی شروعات کی تھی۔اب پتا نہیں وہ اسے کون سے سوال کو سمجھا رہا تھا مالا کی تو آنکھیں بند ہونے لگی تھیں۔اور پھر ایک دم سے مالا نے سر میز پر دھر دیا۔

"اب کیا ہوا۔۔۔؟ "

ٹھپ کی آواز پر تقی اس کی طرف متوجہ ہوا اور سوالیہ نگاہیں اس پر جمائے پوچھا، جو ہاتھوں کو اوپر نیچے میز پر دھر کر اب سر اس پر ٹکائے ہوئی تھی، مالا نے دھیرے سے چہرہ اوپر اٹھایا معصوم سی صورت اور آنکھیں نیند سے کچھ یوں بوجھل تھیں کے پوری کھل بھی نہیں رہی تھیں۔

"نیند آرہی ہے۔۔۔ "

بیچارگی سے جواب دیا، تقی نے بغور اس کے چہرے کی طرف دیکھا وہ جھوٹ نہیں بول رہی تھی۔اس کی ادھ کھلی آنکھیں گواہ تھیں وہ بمشکل جاگ رہی ہے

ہمم یہ نیند کا بھی کچھ کرنا پڑے گا، کل سے تم دوپہر کو نیند لو گی خوب کیونکہ رات "پڑھائی کی ہو گی "

تقی نے پنسل کو انگلی میں پکڑ کر ہوا میں جھلاتے ہوئے اسے مشورہ دیا تھا، مالا پر نیند کا ایسا غلبہ تھا کہ بے اختیار سچ بول گ ئی

" میں تو کبھی نہیں سوئی دوپہر کو "

معصومیت سے اپنی خوبی سے آگاہ کیا، جبکہ نیند نے دماغ کی سمجھ کے شٹر گرا دیے تھے۔

تقی نے لب بھینچے

" تو کل سے عادت بدلو نا، بلکہ کل سے کیوں آج سے ہی۔۔۔ چائے بنانی آتی ہے؟ "

تقی نے آبرو چڑھائے سوال کیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہیں۔۔۔۔۔

مالا نے ناک اور اوپری ہونٹ ایک ساتھ اوپر اٹھایا، وہ اب کیا کرنے والا تھا اس کے ساتھ، دل تو چاہ رہا تھا اٹھ کر زور سے چیخ کر کہے، نہیں آتی چائے بنانی مجھے سونا ہے تم نے کیا شادی کر کے مجھے کٹھ پتلی سمجھ لیا ہے ظالم، اکڑو، کھڑوس،۔۔۔ لیکن یہ سب دل بس دماغ کو سنا رہا تھا پر وہ تقی کو کہہ نہیں سکتی تھی۔

آہستگی سے سر اثبات میں ہلا یا عزت کا معاملا تھا کیا سوچے گا تقی پڑھائی میں بھی نکمی اور چائے بھی نہیں بنانی آتی۔

"اچھا۔۔۔ تو چلو اٹھو چائے کی ایک پیالی پیو آج زیادہ دیر جاگو گی تو کل دوپہر کو خود بخود نیند آئے گی"

تقی نے پنسل ایک طرف رکھے اسے اٹھنے کا اشارہ کیا، مالا نے رونے جیسے صورت بنائی وہ جتنا نرم دل اوپر سے دکھائی دیتا تھا ویسا بلکل نہیں تھا کتنا ظالم تھا وہ۔ مطلب کی اب وہ اس کی بچپن کی عادت ایک دن میں بدلے گا۔۔۔ کیا مصیبت تھی۔۔۔۔ مالا دل میں خون کے آنسو رو دی

"میں تو رات کو دودھ پیتی ہوں چائے نہیں پیتی"

بیچارگی سے اپنی اگلی خوبی سے آگاہ کیا کہ شائد جان خلاصی ہو جائے

"تم کیا کرتی تھی، کیا نہیں کرتی تھی، سب اوٹ پٹانگ حرکتیں بدلو آج سے، اٹھو جاؤ چائے بنا کر لاؤ ایک پیالی میرے لیے بھی"

تقی نے اب کی بار گھورتے ہوئے حکم صادر کیا، کیا چیز تھی وہ ساری عادات اس سے یکسر مختلف تھیں، اور ڈھیٹ ایسی کہ نکمے پن سے بھی کچھ ہاتھ آ گے

" میں تو رات میں کبھی صحن میں نہیں گ ئی مجھے فوارے کے پاس سے ڈر لگتا ہے "

اگلی خوبی بڑی مصومیت سے بتائی جو تقی کے دل میں اس کی رہی سہی عزت پر بھی پانی پھیر گ ئی اسے ڈرپوک لوگ بلکل پسند نہیں تھے۔ گھور کر غصے سے اسے دیکھا، معصوم چہرہ بمشکل آنکھیں کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔

" چلو میں ساتھ چلتا ہوں اٹھو، تقی نے ایک دم سے کرسی پیچھے کی اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا

،مالا نے بے زار صورت بنائی اور اٹھ کر کھڑی ہو گ ئی، مجال ہے یہ شخص ذرا سا بھی احساس کرے اسے ڈاکٹر نہیں ہونا چاہیے تھا اسے تو فوج میں ہونا چاہیے تھا مالا نے گھور کر اس کی پشت کو دیکھا وہ اس کے آگے چل رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

تقی اسے اپنے ساتھ باورچی خانے تک لے آیا تھا اور مالا نے شکر ادا کیا سردی کی وجہ سے مٹی کے بنے چولہے میں کوئی لے پہلے ہی دھک رہے تھے نہیں تو اسے آگ بھی جلانے کا حکم صادر ہونا تھا۔

سٹیل کی چھوٹی سے دیگچی کو اٹھایا، اس میں پانی انڈیلا اور اسے چولہے پر رکھ کر کوئی لوں پر پھونکنے سے پھونک مار کر آگ کو سلگایا کوئی لے دھک کر اب آگ پکڑ رہے تھے تقی پاس ہی ہاتھ باندھے کھڑا اسے بغور دیکھ رہا تھا۔ کچن کا کام تو بڑی مہارت سے کر رہی تھی۔

"پتی زیادہ ڈالو اور قہوہ زیادہ پکاؤ "

وہ چھوٹے سے ڈبے میں سے چمچ کی مدد سے پتی پانی میں ڈال رہی تھی جب تقی نے سر پر کھڑے حکم دیا، مہندی لگے ہاتھ آج دوسرے دن ہی چولہے میں جھونکے ہوئے تھے، وہ سر پر کھڑا تھا مالا کا دل کیا جلتا کوئی لہ اٹھا کر اس کے پاؤں پر دھر دے، چائے کو دو پیالیوں میں ڈال کر وہ کمرے میں آئے تھے۔

تقی نے اسے چائے پینے کا کہا اور خود چائے کی پیالی ایک طرف رکھے اسے پھر سے پڑھانے میں مگن ہو چکا تھا۔ کبھی چائے کی چسکی لیتا اور پھر پڑھانے لگتا اور مالا پڑھنے سے زیادہ اس کے ہلتے ہاتھ اور اس کے مسلسل بولتے لبوں کو دیکھ رہی تھی وہ ریاضی سمجھاتا کبھی ماتھے پر انگلی پھیر رہا تھا کبھی پر سوچ انداز میں لبوں کو منہ کے اندر لے جا کر سوچ رہا تھا، کبھی قلم کو

انگلی میں جھلا رہا تھا۔مالا تو یہ سب دیکھنے میں مصروف تھی اور اسے یہ سب دیکھنے میں ہی مزہ آ رہا تھا۔

چائے کا اثر بھی مالا پر کوئی پندرہ منٹ ہی رہا تھا اور پھر اس کی آنکھیں بند ہونے لگی تھیں۔ تقی نے اسے یوں بند آنکھوں کے ساتھ دیکھا تو اسے سر سے پکڑتے ہوئے چہرہ اوپر کیا۔

" مالا۔۔۔آنکھیں کھولو "

ملائم سے لہجے میں کہا، پر وہاں اب کوئی پیش رفت نہیں تھی وہ گہری نیند میں تھی۔

" چلو سو جاؤ۔۔ "

تقی نے کتاب بند کرتے ہوئے کہا اور گہری سانس لیے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا دی۔ وہ میز پر ہی سر رکھ چکی تھی۔ تقی جھنجلا کر اپنی جگہ سے اٹھا کیا عجیب تحفہ ہے یہ لڑکی منہ میں بڑبڑاتا ہوا اٹھا اور پھر اسے بازو سے پکڑ کر سیدھا کیا۔

www.novelsclubb.com

"مالا یہاں نہیں پلنگ پر چلو شاباش

اسے بازو سے تھام کر وہ پلنگ تک لایا تھا اور پھر لیٹتے ہی مالا تو ایسے نیند میں گئی اسے خود کا ہوش ہی نہیں رہا۔

تقی نے کتابیں سمیٹی ایک طرف رکھیں کچھ دیر اپنا کام مکمل کرنے کے بعد وہ جب پلنگ پر آیا تو مالا تقریباً اس کی جگہ پر کروٹ لے کر لیٹی تھی، آہستگی سے اس کا رخ موڑ کر جگہ بنانے کی غرض سے اسے پلٹا تو جھمکا اس کے گداز گال پر پیوست ہو کر اپنی گہری چھاپ چھوڑ ہوئے تھا۔

اچانک سے تقی کے ذہن میں آیا کہ وہ کل زیور اتار کر سوئی تھی، اسی بات کے ذہن میں آتے ہی وہ اب نرمی سے اس کے کانوں میں سے جھمکے اتار رہا تھا۔ جھمکے ایک طرف رکھے اور سیدھا ہو گیا۔

بہت کچھ عجیب تھا اس کے لیے لیکن یہ سب کرنے میں اس کا اپنا ہاتھ تھا، مالا کو تیاری کروانی تھی اسے ہر حال میں میٹرک پاس کروانا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا اب کی بار وہ فیل ہو گئی تو سب کہیں گے کہ چھوڑ دے اس کو مت پڑھائے اور وہ خود اور ڈھیٹ ہو سکتی تھی جبکہ وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

اس پر لحاف درست کرنے کے بعد وہ خود کروٹ لے چکا تھا۔

****

www.novelsclubb.com

حاکم قصر کے پچھلے صحن سے دھواں اٹھ رہا تھا، سکینہ نے جھاڑو ایک طرف رکھا اور صحن کی طرف قدم بڑھا دیے، شدید سردی کا دن تھا دھوپ نکلی نہیں تھی اس لیے سب کمروں میں بند تھے، سکینہ نے پچھلے صحن کا دروازہ جیسے ہی کھولا بھاگتی ہوئی آگے بڑھی سامنے مالا زمین پر آگ جلائے کھڑی تھی اور اس میں سارے ایک سال میں جمع کیے ہوئے رسالے پھینک رہی تھی۔

پچھلا صحن کا فرش مٹی والا تھا، جہاں ایک طرف بھینسوں کے لیے بڑے بڑے کمرے بنائے گئے تھے اور ایک طرف چھپر ڈال کر چارہ کترنے کی مشینیں رکھی ہوئی تھیں۔ صحن میں جگہ جگہ بھنیسوں کے چارہ کھانے کے لیے کھرلیاں رکھی گئی تھیں جن کے ساتھ ان کو باندھنے کے کھونٹے تھے صحن کی دیواروں پر بھنسیوں کے گوبر کو پیڑوں کی شکل دے کر قطار در قطار چپکا یا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

سکینہ بھاگتی ہوئی اب مالا کے پاس آگئی تھی۔

"مالا۔۔۔ پاگل ہو گیا۔۔۔ یہ کیا کر رہی ہو؟ "

سکینہ نے کندھے سے پکڑ کر زور سے اسے پیچھے کھینچا وہ ہلکا سا لڑکھڑائی

دکھ نہیں رہا تمہیں اندھی ہو گیا، یہ جھوٹ کے پلندے جلا رہی ہوں، جھوٹ لکھا " ہے ان میں سب کا سب، لڑکی خوبصورت اور لڑکا اس کے حسن کا دیوانہ "

مالا نے نخوت سے ناک چڑھا کر کہا اور ہاتھ میں پکڑے رسالے کے دو ٹکڑے کر کے آگ میں پھینک دیے، سیاہ رنگ کی شال کو کندھوں پر اوڑھے وہ سرخ ناک لیے غصے میں بھری کھڑی تھی۔

پاگل کہیں کی چھوڑ، کیوں یہ قصے کہانیاں جلا رہی ہے جھوٹ کے پلندے ہوں یا جو " بھی وقت تو گزرتا ہے مجھے دے دے خود کو تو اب تقی مل گیا "

سکینہ نے اس کے ہاتھ سے رسالہ چھنتے ہوئے کہا

تقی مجھے نہیں ملا میں انہیں مل گئی پتہ نہیں کس کس بات کے بدلے مجھ سے لے " رہے ہیں وہ "

www.novelsclubb.com

مالا نے غم و غصے کے ملے جلے لہجے میں کہا ویسے بھی سکینہ سے کب وہ کوئی بات چھپاتی تھی دو دن سے تقی اسے فارمولے یاد کر رہا تھا اور آج رات آخری رات تھی اس نے خبر دار کیا تھا کہ آج ہر حال میں فارمولے یاد ہونے چاہیے نہیں تو اس سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔

جس پر وہ دل میں سوچ کر ہی رہ گئی اس سے برا ابھی بھی کوئی نہیں اس کے لیے اور اب وہ سکینہ کے سامنے پھٹ پڑی تھی۔

" جو ملے بس اس کو پڑھانے بیٹھ جاتے ہیں، میں تو یہ سمجھی تھی وہ ڈاکٹر بننے تک ہی پڑھائی کے کیڑے ہیں پر نہیں بھئی ان کو تو پڑھائی کا ایسا خبط ہے جب کوئی مریض بھی ان کے پاس آئے گا کہیں گے پہلے الجبرا کے سارے فارمولے سناؤ، ٹینس بتاؤ پھر چیک اپ کروں گا "

مالا دانت پیستے ہوئے جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھی۔ سکینہ نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی

" مالا ایسے کو سنے سے اچھا ہے تو بات کر تقی بھائی سے کہ تجھے بلکل نہیں پڑھنا "

سکینہ نے مسکراہٹ چھپا کر شائستگی سے سمجھایا

" کیا کہتی اس سے پہلے ہی رات کہہ دیا، خبر دار۔۔۔ اگر یہ سوچا بھی تو "

www.novelsclubb.com

مالا نے بھاری سی آواز میں تقی کی نقل اتاری اور گردن کو تقی کی ہی طرح اکڑا یا وہ ابھی دنیا پور جاتا تھا اور پھر واپس آکر ہسپتال کی تعمیر میں لگ جاتا تھا۔ شادی کو آج چوتھا دن تھا اور فارمولے سنانے کا آخری دن

"تو پھر تو میں یہی کہوں گی دل لگا کے پڑھ لے "

سکینہ نے لب بھینچے اس کا مسئلہ حل کیا، جو ناک پھلائے کھڑی تھی، تقی پر تو بس چلتا نہیں تھا سو سارا رسالوں پر چلا لیا تھا

"دل ایک ہی جگہ لگایا جاسکتا ہے ایک وقت میں اور میرا ان کے ساتھ لگ چکا ہے اب پڑھائی میں خاک لگے گا "

مالا نے نخوت سے ناک چڑھائی، وہ کرتی بھی کیا تقی اسے پڑھانے بیٹھتا تھا اور وہ بس اسے دیکھے جاتی تھی نتیجہ یہ کہ آج چوتھا دن تھا تقی کی نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے۔ وہ جلتے کا غزوں پر نگاہیں جمائے کھڑی ان کے ساتھ خود بھی سلگ رہی تھی۔

****

ہما وقاص

قسط نمبر 14

سائی یکل کچی مٹی سے بھری سڑک پر چل رہا تھا، سائی یکل کے پہیے کے ساتھ مٹی گھوم کر دھول اڑا رہی تھی، اور سائی یکل سڑک کے دائی یں بائی یں کچے پکے مکانوں کو پیچھے چھوڑتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی، کچھ خواتین سروں پر کچی مٹی کے گھڑے رکھے باتیں کرتے ہوئے جا رہی تھیں، عصر کے بعد کا وقت تھا اور چکی کی مدھر سی کوک پورے گاؤں میں گونج رہی تھی۔

لڑن ہلکے بھورے رنگ کے قمیض کے اوپر سرخ سویٹر پہنے اور کانوں اور منہ کو اچھی طرح گرم مفلر سے لپیٹ، نیچے تہبند باندھے سائی یکل کے پیڈل پر زور سے پاؤں مار کر چلا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس نے حویلی کے بیرونی گیٹ کے آگے سائی یکل روکا اور پھر سائی یکل کا ہینڈل تھامے باغوں کے درمیان راہدری پر چلتا ہوا آگے بڑھا۔ دور سے ہی بیرونی برآمدے میں گاما

رجسٹر نما کھاتوں پر جھکا کچھ لکھنے میں مصروف نظر آرہا تھا، اور کچھ دور چارپائیوں پر عمر رسیدہ دو آدمی حقوں کے کش لگاتے باتوں میں مصروف تھے۔

لڈن نے سائیکل برآمدے کے بلکل سامنے پیپل کے درخت کے ساتھ کھڑا کیا اور پھر سست روی سے چلتا ہوا برآمدے میں آکر گامے کی کرسی میز کے ساتھ رکھی ہوئی چارپائی پر بیٹھ گیا۔

" تھک گیا میں تو اب اوپر سے تقی میاں کی ڈانٹ الگ سننے کو ملے گی "

لڈن نے اپنے کندھے پر ڈالا مندڑا سا اپنا چہرے پر پھیرتے ہوئے افسردگی ظاہر کی، گامے کے کانوں میں اس کی آواز پڑی جواب بھی سر جھکائے کچھ لکھنے میں مگن تھا اس کا تاسف بھرا لہجہ گامے کو اس کی طرف متوجہ کر گیا۔

" تقی میاں سے کس بات کی ڈانٹ بھئی، لڈن خیر تو ہے ان کا کوئی کام تو خراب نہیں کر بیٹھے کہیں "

گامے نے سر اوپر اٹھائے عینک کو ناک پر انگلی سے تھوڑا نیچے کئیے غور سے لڈن کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا، جو پریشان صورت لیے بیٹھا تھا۔

"کام خراب تو نہیں کیا چاچا گامے پر کام کر بھی نہیں سکا اللہ قسم دوپہر کا نکلا سارے گاؤں کی دوکانیں دیکھ لیں اور پھر وہ سڑک پار جو دو دوکانیں ہیں ان کو بھی دیکھ کر آرہا ہوں پر نہیں ملا قلم تقی میاں کا، اب ڈانٹ پڑے گی ان سے"

لڈن نے اپنی ساری آج کی آپ بیتی گوش گزار کی اور مایوسی سے کندھے گرائے، گامے نے ناسمجھی کے شکن ماتھے پر سجائے

"ہیں ایسا کونسا قلم منگوالیا تقی میاں نے جو پکی سڑک والی دوکانوں سے بھی نہیں ملا"

گامے نے تشویش ظاہر کی

"مجھے اسی بات کا پہلے ہی ڈر تھا اسی لیے میں ان کا پرانا قلم دیکھ کر بھی گیا انہوں نے کہا تھا ایسا لے کر آنا پر ملا نہیں ویسا"

لڈن نے گردن نیچے جھکائے مایوسی سے بتایا، تقی نے لڈن کو قلم لانے کے پیسے دیے تھے ،لڈن کیونکہ اکثر کچھ کا کچھ اٹھا لاتا تھا اس لیے لڈن نے تقی سے کہا کہ جیسا قلم چاہیے تقی میاں وہ ایک دفعہ مجھے دکھا دیں تقی نے جیب سے پرانا قلم نکال کر لڈن کو دکھایا کہ یہ دیکھو بلکل ایسا قلم لانا ہے، پر لڈن کو کہیں سے ویسا قلم نہیں ملا تھا۔

www.novelsclubb.com

" ایسا کونسا قلم ہے تقی میاں کے پاس، دیکھو ایسا تو نہیں تھا کہیں "

گامے نے حیرت ظاہر کی، اور اپنے ہاتھ میں پکڑا قلم سامنے کیا یہ ڈالر کا سیاہی والا قلم تھا،

لڈن سر ہلاتا ہوا آگے ہوا

نہیں ایسا نہیں تھا جو تقی بھائی نے دکھایا تھا مجھے، اسکا جو ڈھکن ہے نا اس کے اوپر "

" سوراخ تھا اب یہ کسی قلم میں نہیں ملا مجھے

لڈن نے گامے کے ہاتھ سے قلم پکڑا اور اس کے اوپری ڈھکن پر اپنی انگلی رکھتے ہوئے،

گامے کو پوری بات سمجھائی

،گامے نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور پھر آگے ہوتے ہوئے افسوس سے اس کے

ہاتھ سے قلم پکڑی

لڈن جب اللہ عقل بانٹ رہا تھا تو سچ بتا تو کیا کر رہا تھا اس وقت، یہ قلم کے اوپر ڈھکن "

ایسا ہی ہوتا ہے تقی میاں نے جو قلم تجھے دکھایا ہو گا اس کے اوپری ڈھکن پر سے یہ قلم کا

ہینڈل ٹوٹ گیا ہو گا جس کی وجہ سے سوراخ ہو گیا جیسے دیکھ یہ میرے پرانے قلم کے اوپر

" بھی سوراخ ہے

www.novelsclubb.com

گامے نے نگاہیں جھکائے پاس پڑی ٹوکری میں سے ایک قلم نکال کر لڈن کے سامنے کیا تو لڈن میاں پہلے تو کچھ دیر دونوں قلم دیکھتا رہا پھر بتیسی نکالی اور ٹوپی اتار کر اپنی گنج پر خارش کرنے لگا۔

وہ بس چاچے گامے میں اوپر سوراخ کو ہی ذہن میں نشانی بنا کر لے گیا تھا اس لیے ایسا " ہوا میرے ساتھ سوراخ والا کوئی تھا ہی نہیں "

لڈن نے ہنستے ہوئے اپنی بات مکمل کی، جبکہ گاما اب متواتر ہنسے جا رہا تھا۔

****

حاکم قصر اب مکمل اندھیرے میں ڈوب گیا تھا، مغرب کے بعد ہی رات کے کھانے کا دستر خوان بچھ جاتا تھا اور اب کھانے کے بعد چوہدری حاکم دستر خوان پر ہی بیٹھے منیر میاں سے بیوپار کے بارے میں محو گفتگو تھے۔ پاس ہی نقیب اور نوازش بھی بیٹھے ان کی گفتگو میں کہیں کہیں حصہ لے رہے تھے۔

تاری بوا اب برتن دستر خوان پر سے اکٹھے کر رہی تھیں اور سکینہ بھاگ بھاگ کر برتنوں کو باورچی خانے تک لے جا رہی تھی۔ بلقیس اور غزالہ باورچی خانے میں گھسی چائے بنا

رہی تھیں، سردیوں میں کچھ لوگ رات کے کھانے کے بعد لازمی چائے لیتے تھے، ویسے تو سونے سے پہلے گرم دودھ کا بڑا گلاس چھوٹے بڑے سب مکیں کو پیش کیا جاتا تھا۔

تقی کھانے کے کچھ دیر بعد ہی، دستر خوان سے اٹھ آیا تھا اسے ہسپتال کی مرمت کا سارا حساب کتاب اس وقت کرنا ہوتا تھا اور ساتھ ساتھ وہ مالا کو بھی پڑھاتا تھا۔

آج اسے کمرے میں آئے آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا لیکن مالا آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی، اچانک تقی کو یاد آیا کہ تین دن سے وہ اسے الجبرا کے کلیے یاد کروانے میں لگا تھا اور کل رات اس نے سختی سے اسے کہا تھا کہ یہ کلیے اگر کل اسے یاد نا ہوئے تو اس کو سزا ملے گی۔

وہ ان تینوں دنوں میں اس بات کا باخوبی اندازہ لگا چکا تھا کہ مالا ذہنی طور پر بلکل کمزور نہیں ہے وہ فقط حد سے زیادہ لاپرواہ ہے اور اس کا دماغ صرف اس کے دل کی سنتا ہے اور اس کا پڑھائی کے علاوہ ہر اوٹ پٹانگ کام میں لگ جاتا ہے۔

www.novelsclubb.com

آدھے گھنٹے سے بھی اوپر وقت جانے لگا تھا تقی ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور باہر نکلا، باہر نکلتے ہی قدم تھم گئے آج تو حویلی کے تمام مکیں اٹاری کے دستر خوان پر محفل جمائے بیٹھے تھے شائی داس کی وجہ منیر میاں کی چار دن کے بعد شہر سے واپسی تھی، تقی

نے نگاہیں گھمائی یں تو اس کی زوجہ محترمہ بھی منہا کے ساتھ گاؤ تکیے پر مہرانی کی طرح کہنی ٹکائے بیٹھی تھی اور اب تقی کو دیکھ کر بھی ان دیکھا کر رہی تھی۔ گہرے سبز رنگ کے ویلویٹ کے جوڑے پر ٹشو کا سنہری کناری والا دوپٹہ اوڑھے وہ بڑے انہماک سے سب کی باتوں کو سن رہی تھی۔

فارمولے تو سرے سے یاد ہی نہیں کیے تھے، جب کتاب لے کر بیٹھتی کبھی کچھ ذہن میں آنے لگتا تو کبھی کچھ اور ایسے کرتے ہی صبح سے شام ہو گ ئی تھی اور اب قید و مشقت کا وقت شروع ہو گیا تھا جس میں جانے کو اس کا بلکل دل نہیں تھا وہ تو اچھا ہوا سب بڑے باتوں میں لگ گ ئے اور وہ بھی ان کے ساتھ جم کر بیٹھ گ ئی، پر اب چانک تقی کمرے سے باہر آ کر اسے گھور رہا تھا، کچھ دیر تو وہ ان دیکھا کرتی رہی پھر اچانک نظر اٹھی تو تقی اس کو ہی گھور رہا تھا جیسے ہی نظر ملی تقی نے آنکھوں کو گھماتے ہوئے مالا کو کمرے میں جانے کا اشارہ کیا پر وہ تو ایسے لاپرواہی ظاہر کر گ ئی جیسے دیکھا ہی نا ہو، جلدی سے رخ موڑے باتوں میں مگن ہو گ ئی اچھا ہے جتنا وقت ایسے گزر سکتا ہے گزر جائے اس جن نما شوہر سے سے بچی رہوں میں۔

www.novelsclubb.com

" مالا۔۔۔ "

تقی نے اچانک پکارا تو مالا نے چونک کر سر اوپر اٹھائے اس کی طرف دیکھا، سب کے بیچ بیوی کو بلا کر کمرے میں لے جانا بہت معیوب حرکت تھی اسی بات کا فائدہ تو وہ اٹھا رہی تھی۔

" جی۔۔ "

بڑے پریم سے جی کہا اور تقی کی طرف دیکھا جو آج بھی پتلون اور شرٹ میں ہی ملبوس تھا وہ اکثر شہر سے واپس آکر فوراً کپڑے تبدیل نہیں کرتا تھا اور آج بھی نہیں کیے تھے۔

" میری ایک کتاب نہیں مل رہی ہے میز پر ہی رکھی تھی آکر دیکھ کر دو ذرا "

تقی نے رعب سے سب کے بیچ حکم صادر کیا جسے وہ کسی صورت ٹال نہیں سکتی تھی کیونکہ خدیجہ بیگم سمیت اب سب بڑے اسے گھور رہے تھے، وہ منہ بسورتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھی اور تقی کے پیچھے چل دی جو اسے حکم صادر کرتے ہی کمرے کی طرف پلٹ گیا تھا، کمرے میں داخل ہوتے ہی تقی اس کی طرف مڑا، وہ اتنی لمبی ہونے کے باوجود تقی کے بس کندھے تک آتی تھی تقی یوں پلٹنے پر وہ ایک دم رکی اور نگاہیں اس کے سینے پر جما دیں

www.novelsclubb.com

جب میں سب کے بیچ آنکھوں سے اشارہ کیا کروں تو فوراً اٹھ کر کمرے میں آجایا کرو "

" وقت مت ضائع کیا کرو

تقی نے گھور کر تنبیہ کی، آنکھوں سے اشارے بڑی محبت بھرے کرتے ہیں ناجو میں فوراً حکم کی تعمیل کیا کروں۔۔۔۔مالا نے جل کر سوچا اور تقی کے پلٹتے ہی اسے گھور کر دیکھا جواب میز کے پاس جاکر کرسی پیچھے دھکیل رہا تھا۔

" چلو نکالو اب کاپی اور سناؤ اور پتا ہے نا آج اگر فارمولے نا یاد ہوئے تو سزا ملے گی "

تقی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے اسے یاد دہانی کروائی، مالا خوفزدہ سا چہرہ لیے اسکے اشارے پر کرسی کھینچی اور اس پر بیٹھ گئی، میز پر پڑی اپنی ریاضی کی کتاب کو اٹھایا، تقی نے اس کے ہاتھ سے کتاب کو پکڑا اور تیزی سے صفحے پلٹ کر اپنے سامنے کیے۔

" چلو بتاؤ، اے پلس بی پلس سی کا مربع کس کے برابر ہوتا ہے "

تقی نے فارمولا بول کر اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا، مالا نے لبوں کو آپس میں جوڑے پیشانی پر پر سوچ شکن ابھارے

ایک تو سب سے مشکل والا پوچھتے ہیں جب پوچھتے ہیں اب یہ تو دو تھے ایک میں تین اے ،بی، سی آتا۔۔۔اللہ یہ کونسا ہے ملا نے جھنجلا کے ذہن پر زور دیا اور پھر تقی کے گھورنے پر جلدی سے بولنے کے لیے لب کھولے

امم۔۔۔۔۔۔۔۔۔اے پلس بی پلس سی کا مربع، یہ۔۔۔اے کا مربع جمع بی کا " مربع جمع سی کا مربع۔۔۔"

مالا نے رک کر تقی کی طرف دیکھا، تقی سپاٹ چہرہ لیے بیٹھا تاسف سے اس کو دیکھ رہا تھا، مالا نے زبردستی لبوں پر مسکراہٹ سجائی

" کوئی اور پوچھ لیں یہ تھوڑا مشکل ہے "

مالا نے انگلی دانتوں میں دبائے کندھے اچکا کر معصومیت سے فرمائش کی، تقی کا دل کیا کتاب اس کے بجائے اپنے سر میں مار دے سامنے بیٹھی یہ لڑکی مکمل طور پر اسے پاگل کر دینے کے در پر تھی۔

مالا میں تنگ آگیا ہوں تمہیں کیوں نہیں یاد ہوتے یہ، آج تین دن ہو گئے ہیں ہم " انہی فارمولوں پر بھٹک رہے ہیں، آگے نہیں بڑھ رہے ہیں "

تقی نے اونچی آواز میں جھاڑا تھا اور تاسف سے اس کی طرف دیکھا، جو اس کے اچانک یوں غصے میں آجانے پر بدک کر سیدھی ہوئی۔

"تمھاری سزا یہ ہے اب تم ہر کلیہ سو دفعہ لکھو گی سمجھی کیونکہ یہ کلیے یاد ہوں گے تو ہی سوال سمجھ میں آئیں گے"

تقی نے غصے سے اس کے سامنے کتاب میز پر مارتے ہوئے سزا سنائی تو وہ ایک لمحے کے لیے ساکن ہو گئی لیکن اگلے ہی لمحے لکھنے کے خیال سے ہی سکینہ کا چہرہ ذہن میں لہرا گیا ،لکھنے کی سزا تو بری نہیں تھی۔

"ہاں لکھ دوں گی کل رات کو دینے ہیں"

مالا نے اس کے غصے سے ڈرتے ہوئے منمنا کر اس کی سزا قبول کی اس وقت تو اس کا ذہن ریاضی کے ان فارمولوں سے ہٹانا تھا کیونکہ باقی مضامین کا سبق وہ یاد کر چکی تھی۔

تقی اسے جواب دینے کے بجائے اس کے بستے سے کچھ نکالنے میں مصروف تھا اور پھر خاکی کاغذ میں لپٹی ہوئی کاپی نکال کر اس کے صفحے پلٹے۔

"اچھا۔۔۔۔۔۔۔۔کل پھر تم اس سے لکھوا لو گی ساری سزا ہیں ناں؟؟؟"

تقی نے کاپی کھول کر اس کے بلکل سامنے پٹخی اور سکینہ کی لکھائی پر انگلی دھر کر اسے خونخوار نگاہوں سے گھورا مالا نے حیرت سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا وہ آنکھوں کو مکمل طور پر سکوڑے ہوئے تھا۔

ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔کیا چیز تھا اس کے سامنے بیٹھا یہ شخص وہ مجرم بنی کٹہرے میں کھڑی تھی اور اس کے ڈاکٹر صاحب اب کالا کوٹ پہنے اس سے سوال پوچھ رہے تھے۔

" کس کی لکھائی ہے یہ؟ "

پھر سے غصے سے سوال کیا، تقی گھور رہا تھا اور انگلی لکھائی پر دھری ہوئی تھی، مالا نے تھوک نگلا، آج تو وہ کچھ زیادہ ہی غضبناک ہو رہا تھا روزیوں تو نہیں پڑھاتا تھا۔

" مہ۔۔۔میری ہے۔۔۔اور کس کی ہو گی "

www.novelsclubb.com

گڑبڑا کر بے ربط جملوں سے جھوٹ بولا اور نظریں اس کی گھورتی نظروں سے نا ملانے کی بھرپور کوشش کی

جھوٹ مت بولو مجھ سے، تمھاری لکھائی یہ والی ہے یہ کس کی ہے سچ بتاؤ جس سے "

" ہوم ورک کرواتی تھی، جماعت کے کام میں تو تمھاری لکھائی اور ہے

تقی نے بھنویں سکیڑ کر سوال کیا اور پاس پڑی دوسری کاپی کو اس کے سامنے رکھا، وہ اس کے سکول کی کوئی استانی نہیں تھا جو جھانسے میں آجاتا۔

"سک۔۔سکینہ کی "

مالا نے سر نیچے جھکایا اور جواب دیا، تقی کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا، پھر غصے سے آگے ہوا

لکھوا بھی سارے فارمولے، چاہے ساری رات لگ جائے ایک فارمولا سو دفعہ "

" جلدی کرو

تقی نے لب بھینچے اور پھر اونچی آواز میں حکم صادر کیا، مالا نے زور سے آنکھیں بند کی۔ اور پنسل تیزی سے کاغذ پر چلنے لگی تھی۔

دل میں تقی کے لیے آج سے پہلے اس نے اتنی نفرت کبھی محسوس نہیں کی تھی جتنی آج کر رہی تھی وہ خود اب یوں ہی ماتھے پر بل ڈالے کچھ لکھنے میں مگن تھا۔

مالا کا دل کیا پنسل کو اچھی طرح تراش کرے اور تقی کے ہاتھ میں زور سے مار دے اسے بچپن سے ہی لکھنے سے بے انتہا الجھن تھی اور آج جو کام دیا تھا وہ تو اس کے لیے سوہان روح تھا۔

اس کے ہاتھ درد کرنے لگے تھے پر تقی نے جان نہیں چھوڑی، رات کے پتا نہیں کس پہر اس کو مالا کے اونگھنے پر ترس آیا تھا اور پھر رعب سے سونے کا حکم جاری کیا۔

"چلو سو جاؤ اور ابھی سکول سے چھٹیاں ہیں میں جانتا ہوں سارا دن گھر میں فارغ ہی ہوتی ہو یہ سزا پوری کرو گی"

تقی نے انگلی ہوا میں اس کے سامنے معلق کیے اسے خبر دار کیا اور پھر اشارہ پلنگ کی طرف کر دیا اور وہ غصے سے تقی کو گھورتے ہوئے پلنگ کی طرف چل دی اس کے صبر کا پیمانہ اب لبریز ہونے کو تھا۔ پلنگ پر لیٹتے ہی غصے سے جلتی آنکھیں بند کر لیں۔

****

اچانک ماچس کی تیلی کا شعلہ نمودار ہوا اور پھر فرہاد نے ہاتھ میں پکڑی تیلی سے سنگھار میز پر دھری موم بتی کو شعلہ دیا، موم بتی جلتے ہی ہلکی سی پیلی روشنی کمرے میں پھیلی گئی تھی۔

وہ سرشار سا مسکراتا ہوا پلنگ کی طرف واپس پلٹا، جہاں منہا لیٹی تھی، فرہاد جیسے ہی پلنگ کے پاس پہنچا چہرے پر رقم کچھ دیر پہلے والی خوشی آہستگی سے غائب ہوئی منہا اب

آنکھوں پر بازو دھرے لاپرواہی سے لیٹی تھی، وہ جواب اس تکمیل کے بعد بہت ساری باتیں کرنے کی غرض سے پلٹا تھا اس کا یہ انداز دیکھ کر بجھ سا گیا۔ پلنگ پر لیٹتے ہی کروٹ اس کی طرف لی تھی۔ اور پھر محبت سے اس کی آنکھوں پر سے بازو کو ہٹایا۔

" منہا۔۔۔ تم خوش نہیں ہو کیا؟ "

فرہاد نے آہستگی سے پوچھا، منہا نے اپنے اوپر جھکے اس کے چہرے کو بغور دیکھا، آنکھوں کے بجھے دیوں میں کچھ پل پہلے کی کوئی خوشی رقم نہیں تھی۔

" میرا خیال ہے آج تو یہ پوچھنا نہیں چاہیے تمہیں "

منہا نے روکھائی سے جواب دیا اور پھر دھیرے سے بازو اس کی گرفت سے آزاد کیا، فرہاد نے بھنویں نا سمجھی سے سکیڑیں

" تم ہو کر بھی نہیں تھی "

www.novelsclubb.com

فرہاد نے اس کے قریب ہو کر سرگوشی کی تھی جس پر وہ ایک لمحے لیے جز بز ہوئی اور پھر غصے سے پیشانی پر بل ڈالے

"میں تمھارے ذہن کا کچھ نہیں کر سکتی کل تک تمہیں کسی اور بات پر اعتراض تھا، میں نے آج وہ دوری بھی ختم کر دی اور آج تم یہ کہہ رہے ہو کہ میں ہو کر بھی نہیں تھی"

منہانے جھنجلا کر جواب دیا نگاہیں وہ اب بھی فرہاد سے نہیں ملا رہی تھی، جس کی وجہ سے فرہاد عجیب کشمکش کا شکار ہو رہا تھا۔ پر منہا کا یوں خفگی بھرا انداز دیکھ کر جلدی سے بات کو بدلہ شائد وہ ہی غلط سوچ رہا ہے۔

"اچھا ناراض تو نہیں ہو میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا، میں تو یہ کہنا چاہتا تھا کہ میں کبھی یوں زبردستی تو حاصل نہیں کرنا چاہتا تھا تمہیں"

فرہاد نے گڑبڑا کر اپنی بات کا پینترا بدلہ تھا، منہانے گھور کر اس کی طرف دیکھا

"میں زبردستی نہیں تھی اپنی رضا سے تھی اور اب مجھے سونا ہے، خدارا۔۔۔ سونے دو"

منہانے نخوت سے جواب دیا اور ہاتھ ہوا میں معافی کی صورت جوڑے فرہاد کے چہرت پر یک لخت ندامت لہرا گئی

www.novelsclubb.com

"ہمم۔۔۔سو جاؤ۔۔ "

آہستگی سے اجازت دی، منہا فوراً بازو پھر سے آنکھوں پر دھر چکی تھی،اور وہ پریشان سا خلا میں گھور رہا تھا۔

موم بتی کا شعلہ دھیرے دھیرے ہل رہا تھا اور دیوار پر کمرے کی کتنی ہی چیزوں کے ہیولے بن رہے تھے۔

پر فرہاد کا دل آج سب پا لینے کے بعد بھی بجھ سا رہا تھا۔

****

تقی جیسے ہی کمرے کا دروازہ کھول کر اس میں داخل ہوا سامنے پلنگ کے منظر نے اس کا دماغ گھما دیا،مالا آج پھر لحاف میں گھسی سو رہی تھی، کمرے کے اندر بلب روشن تھا وہ چہرہ تک لحاف میں چھپائے ہوئے تھی۔یہ دوسرا دن تھا وہ رات کا کھانا نہیں کھا رہی تھی اور چھ بجے ہی سو جاتی تھی۔

پہلے دن تو تقی نے اسے نہیں جگایا تھا کہ شائد تھکی ہوئی ہے کوئی بات نہیں اگر ایک دن کی چھٹی ہو بھی جاتی ہے تو پر یہ کیا وہ تو روز کا معمول بنا رہی تھی اس حرکت کو،وہ ایک ہفتے

سے اس پر سر کھپا رہا تھا لیکن سب بے سود تھا وہ جتنی اس پر محنت کرتا وہ اتنا ڈھیٹ ہو جاتی تھی۔اور اب تو وہ روز یہ سونے والا کام کر کے اسے مزید تنگ کر رہی تھی۔

سکول سے سردیوں کی دس چھٹیاں تھیں تقی چاہتا تھا وہ ان چھٹیوں کا فائدہ اٹھا کر اسے زیادہ زیادہ پڑھا لے گھر پر ایک ہفتہ بے کار گزرا تھا۔ تقی لب بھینچے پلنگ کے پاس گیا اور لحاف کو اس پر سے اٹھایا۔وہ لحاف اٹھانے پر بھی نہیں اٹھی تھی ایک طرف کروٹ لیے بے خبر سو رہی تھی۔

"مالا۔۔۔مالا اٹھو۔۔۔"

تقی نے جھک کر اسکے کندھے کو دھیرے سے ہلاتے ہوئے پکارا،مالا نے آنکھیں اور زور سے بند کر لیں اس وقت اٹھ جانا اپنی جان کو عذاب میں ڈالنے کے مترادف تھا وہ اس قید اور مشقت سے بری طرح تنگ آچکی تھی اور کل یہ سونے کا ناٹک کارآمد ثابت ہوا تھا اس لیے آج پھر یہی دہرا لیا۔ تقی دن بدن اس پر پڑھائی کی سختی زیادہ کر رہا تھا جو اس کی برداشت ختم کر رہی تھی۔

"مالا دیکھو دو دن ہو گئے ہیں تم یوں جلدی سو جاتی ہو،اٹھو آج پڑھنا ہے لازمی"

تقی نے غصے سے اس کے کندھے کو پھر سے ہلاتے ہوئے کہا، لیکن وہاں تو کوئی اثر نہیں تھا ، پیچھے ہو اکمر پر ہاتھ دھرے اسے بغور دیکھا اور پھر ایک دم سے میز پر سے پانی کا پورا بھرا ہوا جگ اٹھا کر اس پر اُلٹ دیا پانی چھپاک کی آواز سے گرا اور اسے سارا بھگو گیا۔

"آہ۔۔ہ۔۔۔ہ۔۔۔"

وہ بوکھلا کر اٹھی، اتنی سردی اور ٹھنڈا پانی وہ کمر تک بھیگ گ ئی تھی اور بال اور منہ سے پانی نچڑ رہا تھا حیرت اور غصے سے تقی کی طرف دیکھا، وہ سخت تھے پر ایسا تشدد مالا کی نسیں ابھرنے لگیں۔

" اٹھو اب، شرافت سے میز پر آؤ پڑھنا ہے "

تقی نے حکم صادر کیا اور قدم میز کی طرف بڑھا دیے، مالا کا ضبط جو کے آخری حدود تک تو تین دن سے پہنچا ہوا تھا آج سرے سے ختم ہوا

www.novelsclubb.com

" نہیں پڑھنا ہے مجھے۔۔۔۔۔ "

مالا کی سپاٹ آواز ابھری تقی جو میز پر کتابیں نکال رہا تھا پلٹ کر اس کی طرف دیکھا، وہ ماتھے پر بل ڈالے رعب سے بیٹھی تھی انداز ایسا تھا جیسے اس کے اندر کوئی بد روح گھس گ ئی ہو

" پڑھنا ہے اٹھو پہلے کپڑے تبدیل کرو، آؤ سناؤ جو پرسوں پڑھایا تھا "

تقی نے اس کے غصے اور اس کے لہجے کی پرواہ نا کرتے ہوئے متوازن لہجے میں اگلا حکم صادر کر دیا اور پھر سے میز کے اوپر اپنے کاغذ کھول کر رکھنے لگا

میں نے کہا نا مجھے نہیں پڑھنا اور اب کپڑے بھی تبدیل نہیں کرنے یونہی گیلے "

" کپڑوں میں سونا ہے مجھے

مالا نے بچوں کی طرح ضد باندھی اور لحاف اٹھائے اپنے اوپر اوڑھ لیا، تقی نے مڑ کر دیکھا تو وہ پھر سے لحاف اپنے اوپر اوڑھ چکی تھی۔ تقی تپاک سے آگے بڑھا اور ایک جھٹکے سے پورے کا پورا لحاف اس کے اوپر سے کھینچ لیا۔

" کیا بد تمیزی اور ڈھیٹ پن ہے یہ اٹھو "

www.novelsclubb.com

تقی اب غصے سے گھور رہا تھا، اور وہ جو پہلے ہی سرخ چہرہ لیے لیٹی تھی ایک جھٹکے سے اٹھی، سیاہ رنگ کے جوڑا تھا گلے میں گلائی صورت سرخ دھاگے سے شیشے جڑے تھے جواب گیلے ہو گردن سے چپک رہے تھے۔

" ڈھیٹ میں نہیں آپ ہیں، آپ ظالم ہیں، میں جب پڑھنا نہیں چاہتی تو کیوں زبردستی مجھے پڑھانے پر تلے ہیں "

مالا اونچی آواز میں چیخی تو تقی تلملا کر آگے بڑھا آج سے پہلے مالا کیا کسی نے اس سے اس قدر بدتمیزی اور اونچی آواز میں بات نہیں کی تھی وہ شائستہ مزاج تھا اور اسی طرح کے لوگ اسے پسند تھے۔

" آواز نیچی رکھو جاہل کہیں کی باہر جارہی ہے کمرے سے "

لبوں پر انگلی دھرے اسے آہستہ بولنے کے لیے کہتا وہ بلکل پاس آ گیا تھا، غصہ اسے کم آتا تھا پر آج مالا کی یہ بدتمیزی اسے بری طرح کھل گئی تھی۔

" اور ہاں زبردستی پڑھانا ہے مجھے تمہیں، اٹھو اب "

تقی نے غصے سے لال چہرہ لیے اس بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے نیچے اتار تھا۔وہ چھوٹی سی گڑیا کی طرح اس کے بازو سے جھولتی ہوئی بیڈ سے نیچے آگ ئی تھی

"نہیں پڑھنا مجھے۔۔۔۔۔۔۔سنا تھا ڈاکٹر بے حس ہوتے ہیں آج دیکھ بھی لیا، مجھے نہیں پڑھنا اور نا امتحان دینے ہیں"

مالا نے ایک جھٹکے سے بازو چھڑوایا تھا اور سختی سے تقی کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑیں، وہ چھٹانک بھر کی لڑکی جسے وہ معصوم سی بچی سمجھ سمجھ کر پڑھا رہا تھا آج اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بڑے وثوق سے کھڑی تھی۔ تقی کو عجیب سا احساس ہوا شادی کے ایک ہفتے بعد وہ یوں اس کو بچی اور خود سے بے حد چھوٹی نہیں لگی تھی۔مالا ناک اور منہ پھلا کر پھر سے پلٹی تھی۔ تقی نے اس کے پلٹنے سے پہلے ہی بازو کو جھٹکا دیا تھا وہ لڑکھڑا گ ئی تھی ۔ تقی نے جھٹکا دے کر اپنے قریب اور سامنے کیا تھا

www.novelsclubb.com

"بات سنو میری غور سے مجھے یہ بدتمیزی، بچوں کی طرح ضد یہ سب پسند نہیں سمجھی اور تم یہ سب کر کے مجھے غصہ دلا رہی ہو"

تقی نے دانت پیستے ہوئے اس کے باغی سے چہرے پر نگاہیں گھمائی یں، مالا کی آنکھیں بازو پر موجود ہاتھ کی گرفت کی وجہ سے پانی سے بھرنے لگا تھا

" آپ کو اگر اتنا کچھ ناپسند ہو سکتا ہے تو کیا میں انسان نہیں مجھے بھی کچھ ناپسند ہو سکتا ہے میرا خیال نہیں آپ کو "

مالا کی آواز اچانک آنسوؤں سے بھاری ہو گئی تھی، چمکتی گہری نیلی آنکھیں ایک پل میں آنسو چھلکا گئی یں اور جیسے ہی اس کے گال پر آنسو گرا تقی کی گرفت فوراً اس کے بازو پر ڈھیلی ہوئی

" مجھے نہیں پڑھنا ہے میرا دل نہیں لگتا ہے پڑھائی میں اور نا مجھ سے پڑھا جاتا ہے، ہاں آپ پڑھ گئے ہیں تو کیا اب زبردستی سب کو پڑھائی یں گے اس کی مرضی کے بنا "

مالا اب ہچکیوں میں رونے لگی تھی تقی اس کے یوں رونے پر ایک دم سے پریشان ہو کر پلکیں جھپکانے لگا، وہ روتے ہوئے عجیب سا احساس دلا گئی تھی۔

وہ نا صرف رو رہی تھی بلکہ بھیگنے کی وجہ سے کپکپا بھی رہی تھی، اور وہ جو اس کے یوں رو دینے اور حق سے لڑنے پر عجیب طرح کے احساس سے دوچار ہوا تھا گنگ کھڑا تھا۔

پتہ نہیں کیوں پر ایک لمحے کو دل چاہا اسے کھینچ کر اپنی باہوں میں بھرے اور اس کے آنسو صاف کر دے یہ خیال آتے ہی تقی نے عجیب طرح سے دماغ کو جھٹکا تھا سامنے کھڑی یہ لڑکی جو اس کے نکاح میں تھی اس کی بیوی تھی اب وہ ننھی سی مالا تو نہیں تھی جس کے رونے پر وہ اسے گود میں اٹھا لیتا تھا اپنے ساتھ لگا لیتا تھا۔ کچھ تھا پر عجیب تھا۔

"ٹھیک ہے مت پڑھو جاؤ سو جاؤ "

تقی اچانک سپاٹ چہرے کے ساتھ پلٹا تھا اور پھر میز پر جا کر بیٹھ گیا اور وہ ششدر وہاں کھڑی تھی ننگے پاؤں، گیلے کپڑوں کے ساتھ کانپتی ہوئی۔

کچھ دیر یونہی کھڑی تقی کی پشت کو گھورتی رہی اور پھر آہستگی سے الماری کی طرف بڑھی اور کپڑے نکالے یقین نہیں آ رہا تھا اس نے کہہ دیا تھا مت پڑھو بار بار وہ پیچھے مڑ کر تقی کو دیکھ رہی تھی۔ پھر کپڑے اٹھائے کمرے سے باہر نکل گئی۔

www.novelsclubb.com

اس کے باہر نکلتے ہی تقی نے سر کو دونوں ہاتھوں میں جکڑ لیا تھا، کیا ہوا تھا یہ سب اس کی سمجھ سے باہر تھا۔ ذہن کو جھٹکا اور پھر سے حساب کی طرف اپنی پوری توجہ مبذول کی

کپڑے تبدیل کرنے کے بعد جب وہ واپس کمرے میں آئی تقی اسی طرح میز پر بیٹھا کچھ لکھ رہا تھا، مالا اس کے پاس سے گزرتی پلنگ تک آئی، کیا تھا عجیب پر اب خوشی کیوں نہیں ہو رہی تھی وہ مان تو گیا تھا کہ مت پڑھو پھر اب کس بات کی بے چینی تھی دل کو۔

کیا تقی مجھ سے ناراض ہو گ ئے، چور سی نگاہ تقی پر ڈالی وہ مگن تھا گھنی پلکیں اٹھی ہوئی تھیں اور چہرہ بلکل بے تاثر تھا۔اسی طرح خود سے الجھتے تقی سے کی گ ئی بد تمیزی پر نادم ہوتے کب اسے نیند آئی خبر نہیں ہوئی۔

تقی نے ساری رات کرسی پر گزار دی تھی، وہ جیسے ہی ذہن کی مصروفیت کم کرتا تھا ایک دم سے کوئی احساس گھیرنے لگتا تھا اور مالا کا روتا چہرہ سامنے آ جاتا تھا۔ صبح جب ہاتھ اور پاؤں کی اکڑنے کے احساس سے آنکھ کھلی تو دیکھا وہ میز پر ہی سر رکھے سو رہا تھا۔

****

www.novelsclubb.com

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 15

عصر کی اذان کے بعد اب سرمئی شام اپنے ڈیرے ڈال رہی تھی، حاکم قصر کی دیواریں اوپری حصے پر دھوپ کو رکھے الوداع کہہ رہی تھیں۔

صحن میں رات کے کھانے کے لیے ہلچل سی شروع ہو گئی تھی۔اٹاری کے زینے چڑھتے ہی یہ دائیں طرف کا تیسرا کمرہ تھا جو منہا اور فرہاد کا کمرہ تھا، شادی کو ابھی دو ہفتے ہی گزرے تھے، مسہری کو پلنگ کے کونوں پر اکٹھا کر دیا گیا تھا لیکن اتارا نہیں تھا، چمچاتا فرنیچر جو کے جدید طرز پر تیار کروایا گیا تھا کمرے کی شان میں اضافہ کر رہا تھا۔

پلنگ پر منہا اور فرزانہ سرہانے سے ٹیک لگائے بیٹھی تھیں، پلنگ کے وسط میں فرزانہ کا تیسرے نمبر والا بیٹا علی حسن لیٹا تھا جس کی عمر چھ ماہ تھی، اس سے بڑے فرزانہ کے دو بچے تھے ایک بیٹا اور ایک بیٹی جو باہر ارحمہ کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھے۔

مالا پلنگ پر لیٹے علی حسن پر جھکی ہوئی تھی، ارحمہ کے بعد اب جا کر اسے کوئی کھیلانے کو مل جاتا تو وہ اس بچے کے بوسے لے لے کر اسے تنگ کر دیتی تھی اور اب یہی حال وہ علی حسن کا کر رہی تھی۔

مالا بار بار علی حسن کے ننھے سے پیٹ پر سے قمیض اٹھائے وہاں ہونٹ رکھ کر پھونک مار رہی تھی، جس کے باعث وہ ننھی ننھی ٹانگیں مارتے ہوئے ہنسے لگتا، کمرے میں علی حسن کی قلقاریاں گونج رہی تھیں۔ وہ صحت مند بھرے بھرے جسم کا بچہ تھا جس کو دیکھتے ہی پیار آجائے

فرزانہ، منہاکے ساتھ آہستہ آہستہ کچھ باتیں کر رہی تھی، جن سے مالا یکسر بے نیازی برتے ہوئے تھی، کچھ دیر وہ شادی شدہ سمجھدار بن کر ان کے بیچ بیٹھی پر پھر ان کی باتیں کچھ خاص سمجھ نا آنے پر وہ ذہن پر زور دینے کے بجائے علی حسن کے ساتھ کھیلنے میں مصروف ہو گئی تھی۔

مالا اب علی حسن کے گال کو لگاتار بوسے دے رہی تھی اس کا نرم گداز سا گال بوسے دینے پر ایک فرحت بخش احساس دلا رہا تھا اسی لیے وہ علی حسن کے تنگ آجانے کو بھی محسوس نا کر سکی پتہ تب چلا جب فرزانہ آپا نے اسے ایک چپت لگائی۔

" مالا توبہ ہے کتنا چومتی ہے بچے کو بس کر اب "

www.novelsclubb.com

فرزانہ آپا نے ہنستے ہوئے اسے کندھے سے پیچھے کیا، مالا نے سیدھے ہو کر گہرا سانس لیا اور پیار سے علی کی طرف دیکھا

" آپا یہ ہے ہی اتنا پیارا ماشاءاللہ، دیکھو تو ذرا، دل کرتا ہے کھا جاؤں اس کے گال "

مالا نے دانتوں کو زور سے ایک دوسرے میں پیوست کیے اپنی خواہش کا اظہار کیا اور پھر ننھے علی پر جھک کر اس کے گداز گالوں پر پھر سے مِٹھی دینے لگی۔

" میری تو دعا ہے اللہ تم دونوں کو بھی جلدی سے دے ایسے کھلونے "

فرزانہ آپا نے شرارت سے پہلے منہا اور پھر مالا کی طرف دیکھ کر اپنی خواہش کا اظہار کیا، مالا اس بات پر گلال ہوتی ہو سیدھی ہوئی۔ فرزانہ آپا اس کے اس طرح شرمانے پر محظوظ ہوئی یں اور تنگ کرنے کے سلسلے کو بڑھایا

www.novelsclubb.com

" مالا تجھے بیٹا چاہیے یا بیٹی "

فرزانہ آپا کے چھیڑنے پر وہ بے حال سی ہوئی اور پھر جلدی سے علی حسن کو اٹھایا

" آپا مجھے علی حسن دے دو بس "

مالا نے مسکراہٹ دبائے بات کو گول کیا اور پھر سے دانت زور سے بند کیے اسے پیار کرنے لگی اس کی ننھی ہتھیلیوں کو کھول کھول کر وہ ان پر بوسے دے رہی تھی۔

"اچھا۔۔۔مالا ایک کام کر تو علی کو لے کر اپنے کمرے میں چل میں بھی آتی ہوں کچھ دیر میں، تقی سے بھی ڈھیر ساری باتیں کرنی ہیں"

فرزانہ نے اسے علی کو اپنے کمرے میں لے جانے کا کہا تو وہ دھیرے سے سر ہلاتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گئی اور پھر علی حسن کو گود میں لیے کمرے سے باہر نکل گئی ۔اس کے جاتے ہی فرزانہ غور سے منہا کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے اور قریب ہوئی۔

"منہا۔۔۔تم سے کچھ بات کرنی ہے مجھے"

فرزانہ نے پریشان لہجے میں بات شروع کی تھی منہا نے چہرہ کچھ یوں اوپر اٹھایا جیسے سمجھ گئی ہو کیا بات کرنی ہے۔نگاہیں چرائی ہیں جبکہ چہرہ بے تاثر تھا

"منہا ویسے تو یہ تم دونوں کا آپسی معاملا ہے مجھے اس میں بات نہیں کرنی چاہیے، لیکن میں کیا کروں فرہاد میرا بھائی بھی ہے اور میری بہن کی طرح ہمراز بھی

www.novelsclubb.com

فرزانہ نے مسکراتے ہوئے کہا منہا نے سر آہستگی سے ہلا کر جھکا دیا، فرزانہ آپا کی سب چھوٹے بہت عزت کرتے تھے، پر اب جو بات وہ کر رہی تھیں منہا کو بہت ناگوار گزر رہی تھی

" تمہیں کیا فرہاد اچھا نہیں لگتا شادی کے بعد بھی؟ "

فرزانہ نے شائستگی سے سوال کیا تھا جس پر منہا کے چہرے پر ایک رنگ سا لہرا گیا۔

"ن۔۔۔ نہیں آپا ایسی بات نہیں ہے فرہاد بہت اچھے ہیں پر آپ جانتی ہیں میں۔۔۔ "

منہا نے بات ابھی مکمل نہیں کی تھی کہ فرزانہ نے اس کی بات کو اچک لیا

ہاں جانتی ہوں تم بہت کم گو ہو گئی ہو کچھ سالوں سے اور فرہاد بہت شوخ سا ہے "

" لیکن اچھی بیوی وہی ہوتی ہے جو شوہر کے رنگ میں خود کو ڈھال لے

www.novelsclubb.com

فرزانہ نے محبت سے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سمجھایا، منہا نے چہرہ فرزانہ کی طرف موڑا

" کیوں آپا بیوی ہی کیوں شوہر بھی تو ڈھل سکتا ہے نا اس کے رنگ میں "

منہا نے درشتی سے جواب دیا تھا جس پر فرزانہ ایک دم سے چپ ہوئی،اس کا لب ولہجہ فرزانہ کو اچھے سے باور کروا گیا تھا کہ وہ فرزانہ کی ان کے تعلق میں مداخلت کو پسند نہیں کر رہی ہے۔

"ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو میں اسے سمجھاؤں گی،اچھا اب دکھاؤ تو جو وہ کل جوڑا لے کر آیا تمھارے لیے شہر سے کہہ رہا تھا آپ کو پسند آیا تو ایک آپ کے لیے بھی لاؤں گا"

فرزانہ نے جلدی سے بات کا رخ بدلہ تھا منہا نے مسکرا کر دیکھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر الماری کی طرف بڑھ گئی اور فرزانہ خود کو ہی کوسنے لگی اسے فرہاد کی باتوں میں آکر منہا کو نہیں سمجھانا چاہیے تھا۔

****

علی حسن کو گود میں اٹھائے اور ایک ہاتھ سے دروازے کے کواڑ کو اندر کی طرف دھکیلتی وہ کمرے میں داخل ہوئی اور اندازے کے عین مطابق تقی کرسی پر براجمان تھا،اور اس کے دروازہ کھولنے پر لمحہ بھر کو اس کا کاغذ پر چلتا ہاتھ تھما اور پھر سے لکھنے میں مصروف ہو گیا اس نے مالا کی طرف نہیں دیکھا تھا۔

آج تین دن ہو گئے تھے اس بے رخی کو اپنائے ہوئے، وہ مالا کو بلانا تو دور کی بات اس کی طرف دیکھتا تک نہیں تھا، پہلے چاہے وہ اسے ڈانٹتا تھا، سختی سے پڑھاتا تھا پر وہ اس سے بات کرتا تھا اسے دیکھتا تھا یوں خفا نہیں تھا، مالا کی پڑھائی سے تو جان چھوٹ گئی تھی۔ لیکن وہ حیران تھی اسے اب ساری رات نیند کیوں نہیں آتی تھی، لحاف کی اوٹ سے بس تقی کو دیکھتی رہتی تھی دل عجیب طرح سے بجھا بجھا رہنے لگا تھا۔ نا کھانا اچھا لگتا تھا نا پینا بس تقی کی بے اعتنائی بری طرح پریشان کر رہی تھی۔ بارہا دل کو سمجھایا کہ پڑھائی سے جان چھوٹی اور کیا چاہیے تھا اسے پر بے کلی تھی کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

مالا علی حسن کو اٹھائے پلنگ پر آگئی تھی اگرچہ تقی علی حسن کو بہت پیار کرتا تھا لیکن اس وقت پتا نہیں کیوں وہ علی حسن سے بھی مکمل بے رخی برت رہا تھا۔

اس دن مالا کے یوں رو دینے پر بچپن سے لے کر اب تک کے سارے مناظر اس کے ذہن میں گھوم گئے تھے، ہاں رمنا سے جب اس کی نسبت طے تھی تب وہ لڑکپن سے جوانی میں آیا تھا اور ایک عقیدت جیسے جذبات اس کے رمنا سے جڑ گئے تھے، لیکن پھر اس کے یوں اچانک چلے جانے کے بعد وہ خود کو ان جذبات سے بہت دور رکھنے لگا تھا کیونکہ یہ

www.novelsclubb.com

جذبات انسان کو کمزور بنا دیتے ہیں اور اس کے مقصد سے دور کر دیتے ہیں ایسا وہ رمنا کے انتقال کے بعد اپنے ایک سال ضائع کر دینے کی وجہ سے سوچتا تھا اور پھر اس کے بعد اس نے کبھی کسی بھی لڑکی کے لیے اپنے دل میں ایسے جذبات پنپنے نہیں دیے تھے۔

شیریں کی طرح کالج اور ملازمت کے دوران بہت سی لڑکیوں نے پیش رفت کی تھی کیونکہ وہ ایک خوبرو نوجوان تھا لیکن وہ ان سب جذبات میں بہہ کر اپنے آپ کو کمزور نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اور مالا سے شادی سے پہلے بھی اس کے ذہن میں اسے پڑھانے اور میٹرک کروانے کے علاوہ اور کوئی سوچ نہیں تھی، اس کا ماننا یہ تھا کہ اللہ نے ہر انسان کو دماغ ایک جیسا ہی دیا ہے بس کوئی اسے کم استعمال کرتا ہے اور کوئی زیادہ۔

ہر کسی کے اندر کوئی خوبی ہوتی ہے لیکن بہت سے لوگ اس خوبی کے ساتھ محنت کو جوڑ کر اسے بروئے کار لانے کی کوشش نہیں کرتے یہی وجہ تھی اس نے مالا کو پڑھانے کی ٹھانی تھی پر مالا نے بری طرح اس کی ہر کوشش کو نا صرف ناکام کر دیا تھا بلکہ اس رات اس کے

دل پر دستک دے کر اسے پریشان کر دیا تھا۔ اسی پریشانی کے تحت وہ فوراً اس پر سے ہاتھ کھینچ کر پیچھے ہوا تھا اب ایک جنگ تھی جو تین دن سے دماغ میں چل رہی تھی۔

دل مالا کے ساتھ جڑے رشتے کی خوبصورتی کی وجہ سے جھکنے لگا تھا جبکہ دماغ اسے اب بھی یہ احساس دلانے پر تلا ہوا تھا کہ وہ چھوٹی ہے، ان سب باتوں اور اسطرح کے رشتے کے لیے وہ اس سے کمسن ہے، بس یہی کشمکش میں وہ مالا کی طرف دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔

اور وہ اتنا مضبوط تھا کہ اپنے دل کو اپنے دماغ کے ذریعے قابو میں لا کر زیر کر دینے کی طاقت رکھتا تھا اور اب بھی تین دن سے وہ یہی کر رہا تھا۔

مالا علی حسن کو پلنگ پر لٹائے اس پر جھک کر اسے پیار کر رہی تھی، تقی نے نا چاہتے ہوئے بھی نگاہ اٹھائے ادھر دیکھا تھا کیونکہ علی حسن کی قلقاریاں اتنی خوبصورت تھیں کی تقی کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی۔

www.novelsclubb.com

وہ کاسنی رنگ کے جوڑے میں آج بالوں کو بس اوپر ایک کلپ سے باندھے باقی کے بال کھلے چھوڑے ہوئے تھی جبکہ اکثر ان بالوں کی چٹیا ہی گوندھ کر رکھتی تھی۔ علی حسن پر

جھکے ہونے کے باعث اس کے بال آگے کی طرف اس کی کمر پر آبشار کی طرح بکھرے ہوئے تھے۔

وہ بھری جسامت اور گداز گالوں والی دوشیزہ تھی یہی وجہ تھی وہ اپنی عمر سے بڑی لگنے لگی تھی، تقی نا چاہتے ہوئے بھی آج اس کے سراپے کو دیکھ رہا تھا آج سے پہلے اس نے کبھی کسی لڑکی کو یوں اتنے غور سے نہیں دیکھا تھا اور آج بھی یہ سب لاشعوری طور پر ہو رہا تھا۔

" اہم۔۔اہم۔۔۔۔ "

فرزانہ کی کھنکار پر تقی نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا فرزانہ پتا نہیں کس لمحے کمرے میں آئی تھی اور پھر تقی کو یوں مالا کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھ کر معنی خیز گلا کھنکارا تھا۔ تقی نے فوراً چہرے کے تاثرات بدلے۔

فرزانہ اب اندر داخل ہو رہی تھی اور معنی خیز نگاہوں سے مالا کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جو اس کے بیٹے پر جھکی اسے مسلسل بوسے دے رہی تھی۔

"ارے بھئی اتنی مِٹھی کر رہی ہو میرے بیٹے کو، کس کو دکھا رہا ہو؟ "

www.novelsclubb.com

فرزانہ مالا کو چھیڑتے ہوئے آگے بڑھی تو،مالا تو اس بات پر ایسی گلال ہوئی کہ فوراً مسکراتے ہوئے علی حسن کو اٹھا کر اپنے چہرے کے آگے کر لیا جبکہ تقی نے چہرے پر سنجیدگی طاری کی

"آئی یے فرزانہ آپا۔۔۔ "

تقی نے ہمیشہ کی طرح کھڑے ہو کر فرزانہ کو سامنے کرسی کی طرف بیٹھنے کا اشارہ کیا

" نہیں جی ہم تو اپنی چھوٹی سے بھابھی کے ساتھ پلنگ پر ہی بیٹھیں گی "

فرزانہ نے شرارت سے گردن کو گھماتے ہوئے کہا اور ہنستے ہوئے آ کر مالا کے سامنے پلنگ پر بیٹھ گ ئی اور تقی فرزانہ کے بیٹھتے ہی کرسی کا رخ پلنگ کی طرف موڑے سیدھا ہوا

" ہاں ویر جی کہاں تک پہنچا ہسپتال؟ "

www.novelsclubb.com

فرزانہ نے مسکراتے ہوئے اس سے اسکے ہسپتال کی تعمیر کے بارے میں سوال کیا

" آپا ہسپتال کی تعمیر تو بہت پڑی ہے ابھی تو شروعات ہے پر سوچا یہی ہے کہ پہلے کلینک بنالوں گا اور زیر تعمیر ہسپتال کے کلینک میں بیٹھنا شروع کردوں گا ان شاءاللہ "

تقی نے مبہم سی مسکراہٹ سجائے اپنے ارادے سے آگاہ کیا، فرزانہ بھی مسکرادی اور پھر علی حسن کی چہک پر گردن موڑے مالا اور علی کی طرف متوجہ ہوئی

" تقی تمھاری بیوی کو بچے بہت پسند ہیں "

فرزانہ نے شریر سے لہجے میں کہا اور پھر تقی کی طرف دیکھا جو بے ساختہ مالا اور علی کی طرف متوجہ ہوا تھا

" بچوں کو بچے پسند ہوتے ہیں "

تقی نے سپاٹ سے لہجے میں فوراً کہا تو مالا نے چونک کر تقی کو دیکھا، کتنی چڑ تھی اسے تقی کے اس خیال سے

" ارے واہ۔۔۔اب بھی اتنی لاڈلی رکھی ہوئی کہ بچی ہی لگتی، اوہ ہاں یاد آیا مالا کیسی جا رہی ہے تیاری کچھ ماہ ہی رہتے ہیں دسویں جماعت کے پرچوں میں منہا بتا رہی تھی تم نے پڑھنا ہے آگے "

www.novelsclubb.com

فرزانہ نے بات کو ادھورا چھوڑے جیسے ہی مالا سے سوال کیا مالا گڑ بڑا کر سیدھی ہوئی چور سی نگاہوں سے تقی کی طرف دیکھا جو بے حد سنجیدہ بیٹھا تھا۔جواب مالا کی جگہ تقی کی طرف سے آیا تھا

"نہیں۔۔۔نہیں دے رہی امتحان"

تقی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا تو فرزانہ نے حیرت سے ایک نظر مالا کی طرف دیکھا اور پھر تقی کی طرف

"کیوں۔۔۔۔تقی تم کیسے مان گ ۓ؟"

لہجے میں حد درجہ حیرت تھی کیونکہ وہ جانتی تھی تقی جس نے اپنی بہن اور اپنے کزن حتی کے اس کو بھی پڑھانے پر اتنی محنت کی تھی وہ اپنی بیوی کو کیسے آٹھویں جماعت تک رکھ سکتا ہے

www.novelsclubb.com

"پسند نہیں ہے اسے ہر کسی کی اپنی مرضی ہوتی ہے،میں کیا لگتا ہوں اس کا جو اس پر اپنی مرضی چلاتا پھروں"

تقی نے لب بھینچے کہا اور پھر ایک دم سے اٹھا،چہرے پر غصے کے آثار تھے

" آپا علی حسن پکڑائے گا مجھے "

فرزانہ کو کہا اور بازو آگے کیے حالانکہ علی مالا کی گود میں تھا، مالا کو بری طرح اس کی خفگی محسوس ہوئی، فرزانہ نے مسکراتے ہوئے علی حسن پلنگ سے اٹھا کر تقی کی طرف بڑھا دیا تقی علی حسن کو لے کر باہر کی طرف قدم بڑھا دیے اور فرزانہ نے غور سے مالا کے جھکے سر اور روہانسی صورت کی طرف دیکھا

" ناراض ہو گیا ہے تم سے "

فرزانہ نے آہستگی سے باہر جاتے تقی کی پشت کو دیکھتے ہوئے پوچھا، فرزانہ کا ایسے کہنا ہی تھا کہ مالا اچھل کر فرزانہ کے گلے لگی اور ہچکیوں صورت رونے لگی

ارے پگلی۔۔۔ رو کیوں رہی ہے شوہر ناراض ہو جایا کرتے ہیں پھر مان بھی جاتے ہیں "

www.novelsclubb.com

فرزانہ نے اسے خود سے الگ کیا اور محبت سے اس کے چہرے کو ہاتھوں میں لیا، مالا نے آہستگی سے سر اثبات میں ہلا دیا اب وہ فرزانہ کو کیا بتاتی کہ تقی اس سے کتنا زیادہ خفا ہے

تین دن بعد آج شدت سے اس کی ناراضگی کا احساس ہوا پھر رات بھر بھی وہ چھپ کر بار بار تقی کی طرف دیکھ رہی تھی جو بے تاثر چہرہ لیے ہوئے تھا۔

****

دوپہر کا وقت تھا اور حویلی کے زیادہ مکیں صحن میں چارپائی ڈال کر بیٹھے تھے، خدیجہ بیگم لحاف اوڑھے تخت پر بیٹھی تھیں جہاں تاری بوا پتہ نہیں ان کو کیا گاؤں کا قصہ سنا رہی تھی۔

اور تخت سے تھوڑا دور ہی موجود کمرے میں مالا پلنگ پر چت لیٹی تھی، سر تکیے پر رکھا تھا آنکھیں موندی ہوئی تھیں، ایک بازو اوپر کیے سر کے گرد گھمایا ہوا تھا دونوں سفید کلائیوں میں سرخ کانچ کی چوڑیاں بج رہی تھیں اور تقی کی میز پر رکھے ریڈیو سے گیت کی آواز نکل کر پورے کمرے میں گونج رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

آج تم غیر سہی۔۔۔۔۔

پیار سے بیر سہی۔۔۔۔۔

آج تم غیر سہی۔۔۔۔۔۔

پیار سے بیر سہی۔۔۔۔۔

تیری آنکھوں میں پیار کا کوئی پیغام نہیں۔۔۔۔

تجھ کو اپنا نا بنایا تو میرا نام نہیں۔۔۔

پلنگ پر ایک ٹانگ پر ٹانگ رکھے وہ سفید پاؤں کو گیت کے بولوں کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ جھلا رہی تھی، ذہن میں تقی کی صورت اس کا غصہ اور کل فرزانہ آپا کے سامنے کہے گئے الفاظ گونج رہے تھے۔

اچانک باہر سے شور کی آواز پر وہ پیشانی پر بل ڈالے اٹھ کر بیٹھی، شور میں تقی کی آواز پہچانتے ہی وہ ننگے پاؤں ریڈیو کی آواز بند کرتے ہوئے جیسے ہی برآمدے میں آئے تو پردہ ہاتھ میں رہ گیا، صحن میں تقی، نقی کو بری طرح پیٹ رہا تھا اور وہ اونچی آواز میں رو رہا تھا۔

" ارے سٹیا گیا ہے تقی چھوڑ دیو اس کی جان کو، کاہے کو مارے چلے جا رہا ہے اسے "

خدیجہ بیگم تخت پر بیٹھے ہی بازو لمبا کیے چیخ رہی تھیں جبکہ بلقیس مسکین سی صورت لیے تقی کے پاس کھڑی تھی جو غصے میں پیشانی پر بل ڈالے نقی کی گردن کو دبوچے ہوا تھا۔اور بار بار اسے جھکا کر اس کی پیٹھ پر تھپڑ مار رہا تھا۔

بلقیس تھوڑا سا آگے ہوئی تو تقی نے فوراً خبردار کرنے کو انگلی ہوا میں ان کے سامنے کھڑی کی، سرمی رنگ کے کرتا شلوار میں ملبوس اس کا چہرہ غصے سے لال بھبوکا ہو رہا تھا کرتے کی آستین اپنے مخصوص انداز میں آگے سے موڑ رکھی تھی۔

"اماں پیچھے رہیں آپ ایک تو بگاڑ کر رکھ دیا ہے سب گھر والوں نے اسے، پڑھتا یہ نہیں اور اب سگریٹ اتنی سی عمر میں"

تقی نے غصے سے کہا اور پھر تیرہ سالا نقی کو مارنے لگا، وہ اتفاق سے تقی کو دوستوں کے ساتھ اسطرح کی حرکت کرتے ہوئے نظر آگیا تھا، پھر کیا تھا، کھیل کے میدان سے وہ اسے یونہی مارتا ہوا گھر لے کر آیا تھا۔

"بھائی معاف کر دو اب سے نہیں کروں گا"

نقی ہاتھ جوڑے معافی مانگ رہا تھا، پر تقی کو تو پتا نہیں کس کس بات کا غصہ تھا جو وہ نقی پر اتارے چلے جا رہا تھا۔

"پڑھتا تو نہیں ہے تجھے صابر کے پاس پڑھنے کے لیے ڈالا تھا میں نے شام کو جاتا کیوں نہیں اس کے پاس اگر فیل ہوا نا اس سال دیکھنا کیا حال کرتا تیرا

تقی نے پھر سے اس کا گریبان پکڑ کر غصے سے جھنجوڑ ڈالا، اس نے آج تک سگریٹ نہیں پی تھی اور اپنے سے اتنے چھوٹے نقی کو سگریٹ پیتا دیکھ کر اس کے ہوش اڑ گۓ تھے۔

آئے۔۔۔ہائے۔۔۔ چھوڑ دے اس کی جان کیا آج ہی بی اے پاس کروادے گا، "

" کاہے کو آج سانڈ کی طرح اس پر غصہ اتارے جا رہا ہے

خدیجہ بیگم نے غصے سے ہانک لگائی، وہ مکمل طور پر ایک لڑکا پرست خاتون تھیں اور نقی تو ویسے بھی ان کا لاڈلا تھا۔

بی جان آپ تو چپ کریں، بھائی ہے میرا چھوٹا، کیا اس کو بھی کچھ نا کہوں، فرض ہے "

" میرا اس کو سمجھانا اچھے برے کی تمیز سیکھانا

تقی نے غصے سے کہا اور نگاہ اچانک تخت کے بلکل پیچھے کھڑی مالا پر پڑی اور پھر ایسی ناگوار نگاہ اس نے مالا پر ڈالی کہ وہ نادم سی ہو کر نظریں جھکا گئ۔

مطلب وہ اسے جتا گیا تھا وہ جن کو اپنا سمجھتا ہے انہی پر حق جتاتا ہے اور مالا کے ساتھ پڑھائی کے معاملے میں زبردستی کا مطلب یہی تھا وہ اسے اپنا سمجھتا تھا۔

صحن میں تقی کی سگریٹ پینے کو لے کر شور و غل برپا تھا اور وہ بجھی سی صورت لیے کمرے میں آگ ئی۔اور پھر نگاہ میز پر پڑی کتابوں پر ٹک گ ئی۔

****

رات کا سناٹا حویلی کو جیسے ہی لپیٹ میں لے گیا تھا، سب مکیں کمروں میں گھس گ ئے تھے اور وہ ارحمہ کو سلا کر اب اپنے کمرے کی طرف آرہی تھی۔

ارحمہ بعض اوقات اس کے ساتھ سونے کی ایسی ضد ڈال لیتی تھی کہ پھر غزالہ کی بھی نہیں سنتی تھی اس لیے مالا اس کے ساتھ لیٹ کر اسے اپنے ساتھ لگا کر سلاتی تھی۔

کمرے کا دروازہ معمول کے مطابق بند تھا اور کمرے کی بتی جل رہی تھی جو دروازے کی ہلکی سی اوٹ سے چھن کر باہر آرہی تھی، مطلب تقی کمرے میں موجود تھا، مالا نے ہمت باندھی اور دروازہ کھولا کیونکہ آج وہ جو کرنے والی تھی اس کے لیے ہمت ہی چاہیے تھی، دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو معمول کے مطابق تقی نے اس کی طرف نہیں دیکھا تھا

۔

وہ آج بھی کل والا سرمئی کُرتا ہی زیب تن کیے ہوئے تھا جو شام کو آ کر تبدیل کیا تھا، مالا نے پلنگ کے بجائے قدم میز کی طرف بڑھا دیے اور پھر آ کر کرسی کو سیدھا کرنے لگی۔

کلائیوں میں پہنی چوڑیاں شور کرتی کمرے کی خاموشی کو توڑ گئی تھیں جو پانچ دن سے اس کمرے میں موجود نفوس میں قائم تھی۔

تقی نے پلکیں پھڑ پھڑائیں پر اس کی طرف دیکھا نہیں اتنے دن سے یہی تو غصہ تھا۔ مالا نے بیٹھ کر پاس پڑی اپنی کاپی اٹھائی اور پنسل کو تراش کرنے لگی، تقی مکمل طور پر اس سے بے اعتنائی برتتے ہوئے تھا۔

مالا نے پنسل تراش کرنے کے بعد کاپی کو میز پر رکھا اور پھر الجبرا کے کلیے لکھنے شروع کیے وہ ایک کے بعد دوسرا کلیہ فر فر لکھ رہی تھی، آج صبح سے شام تک اس نے ہر کلیہ پچاس پچاس دفعہ لکھ کر یاد کیا تھا۔ اور جب آپ کی لگن سچی ہو تو مشکل سے مشکل کام بھی آسان ہو جاتا ہے۔

www.novelsclubb.com

تقی نے ایک چور سی نگاہ اس کی کاپی پر ڈالی وہ سر جھکائے انہماک سے لکھنے میں مصروف تھی اور اتنی روانی سے لکھ رہی تھی کہ ایک بھی کلیہ غلط نہیں تھا تقی کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا وہ یونہی اس کو دیکھ رہا تھا جب اچانک مالا نے مکمل لکھنے کے بعد چہرہ اوپر اٹھایا۔

تقی نے فوراً نگاہوں کا زاویہ بدل کر چہرہ سپاٹ کیا، جبکہ دل کو عجیب خوشگوار حیرت نے آن گھیرا تھا، مالا نے کاپی تقی کے بلکل آگے رکھ دی، تقی نے ہاتھ سے کاپی کو پیچھے کھسکا دیا اور پھر سے اپنے سامنے کھلی کتاب پر نگاہیں جما دیں، تھوڑی خفگی ظاہر کرنا بنتا تھا کیونکہ اگر وہ غلط نہیں سوچ رہا تھا تو یہ سب اس کی اتنے دن کی بے اعتنائی کا نتیجہ تھا۔

مالا نے کاپی اٹھا کر اس کی کتاب کے اوپر رکھ دی، تقی نے نگاہیں اٹھائیں اور اس کی طرف دیکھا، دل موہ لینے والی صورت لیے وہ اس کی طرف دیکھ رہی تھی چہرہ اداس تھا، درمیان میں مانگ نکالنے کی وجہ سے چہرہ زیادہ ہی گول اور معصوم لگ رہا تھا۔

"فارمولے یاد ہو گئے ہیں آگے پڑھیں اب"

مدھر سی آواز ابھری تھی، وہ جھجکتے ہوئے آہستہ آواز میں کہہ رہی تھی۔

"تمہیں تو پڑھنا نہیں تھا ورو کر اس دن یہی کہا تھا تم نے مجھے"

www.novelsclubb.com

تقی نے ہنوز سپاٹ چہرے کے ساتھ اب لہجہ بھی سپاٹ رکھا ہوا تھا، کیونکہ اب بھی اسے تھوڑا رعب دکھانا لازمی تھا کیونکہ اس کی تھوڑی سی بھی ڈھیل پر اور خوشی ظاہر کرنے پر وہ پینترا بدل سکتی تھی۔

"ہاں کہا تھا پر اب مجھے پڑھنا ہے"

مالا نے ملائم سے لہجے میں التجا کی اور دھیرے سے نچلے لب کو اس کی خفگی کے پیش نظر دانت میں دبا کر چھوڑا، وہ اتنا خفا تھا کہ اب اس کے پڑھنے پر آمادہ ہونے کے بعد بھی اسے پڑھانا نہیں چاہتا تھا

"کیوں اب کیا ایسا ہوا ہے جو پڑھنا ہے تمہیں"

تقی نے بھنویں اچکائے سوال کیا، نرم سے نگاہیں اس کے ہر نقش کو بغور دیکھ رہی تھیں، وہ بہت حسین تھی آج سے پہلے کبھی توجہ ہی نہیں گئی تھی اس طرف

"کیونکہ۔۔۔۔"

مالا نے سر نیچے جھکا لیا تھا، تقی نے مسکراہٹ دبائی اسے وہ یوں نادم سی اچھی لگ رہی تھی لیکن اپنی سختی اسے برقرار رکھنی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیونکہ میں آپ کو ناراض نہیں کرسکتی"

مالا کی آواز بہت آہستہ تھی اور پلکیں ہنوز جھکی ہوئی تھیں۔اس کی یہ بات تقی کو اندر تک سرشار کر گئی اور اسے اپنے اندر ہونے والے اس انوکھے سے احساس نے حیران کر دیا۔

"نہیں صرف میری ناراضگی کو لے کر تم اتنی بڑی قربانی مت دو"

تقی نے اپنے سامنے کھلی اس کی کاپی کو بند کرتے ہوئے سنجیدہ سے لہجے میں کہا اور کتاب کی طرف متوجہ ہوا،مالا نے بیچار گی سے دیکھا اس کی ناراضگی سوہان روح تھی۔

"کیوں نا کروں ناراضگی کی پرواہ کروں گی میں"

مالا نے ایک دم سے چہرہ اوپر اٹھائے وثوق سے کہا نگاہیں سیدھا تقی کی نگاہوں سے ملیں تھیں۔

www.novelsclubb.com

"پر میں اب تمہیں پڑھانا نہیں چاہتا"

تقی نے لب بھینچے مصنوعی روکھے سے لہجے میں جواب دیا تو مالا کی منہ کھل گیا پھر آنکھیں سکوڑ کر تقی کی طرف دیکھا۔

" آپ نا پڑھائیں یہیں پاس بیٹھ کر پڑھتی رہوں گی "

مالا نے ناک پھلاتے ہوئے کہا اور پھر جلدی سے انگلش کی کتاب کھول کر اپنے سامنے رکھی اور پڑھنا شروع کر دیا۔

تقی نے بے اعتنائی برتتے ہوئے اپنی کتاب پر نگاہ جمائی، پر وہ اتنے غلط تلفظ ادا کرتے ہوئے پڑھ رہی تھی کہ تقی کی برداشت جواب دے رہی تھی۔ تقی نے کھینچ کر کتاب اپنے پاس کی

" سارا غلط پڑھ رہی ہو کرسی پاس کرو "

تقی نے رعب سے کہا تو مالا بے ساختہ مسکرا دی اور پھر کرسی قریب کرتے ہوئے نظریں کتاب پر جما دیں اب تقی اسے پڑھا رہا تھا اور آج پہلے دن وہ تقی کے بجائے کتاب پر مکمل توجہ دیے ہوئے تھی۔

www.novelsclubb.com

****

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 16

یہ تنگ سے بازار تھا جس میں چھوٹی چھوٹی اندر کو زینے اترتی دو کانیں تھیں اور یہاں ایک ہی قطار میں بہت سے پنساری بیٹھے تھے۔ گلی اتنی تنگ تھی کہ دن چڑھے بھی اندھیرا سا محسوس ہو رہا تھا۔

لوگوں کے بولنے کی آوازیں ارد گرد سے کانوں میں گھس رہی تھیں اور جڑ بوٹیوں کی تیز خوشبو ناک کے نتھنوں میں گھس رہی تھی۔

دو قدم تیزی سے اس سرخ اینٹوں کی روش والے تنگ بازار میں آگے بڑھ رہے تھے، کلائی میں چاندی رنگ کی گھڑی باندھ رکھی تھی اور تیز تیز قدم اٹھانے کے باعث ہاتھ ہل رہا تھا اور پھر وہ ایک دوکان کے سامنے رک گیا۔

'ناظم پنسار اور دواخانہ۔۔۔ گدلہ سا بورڈ تھا جو شائد پہلے سفید رنگ کا ہو کبھی لیکن اب تو میل کچیل اور مٹی سے اٹنے کی وجہ سی پیلے سے رنگ کا دکھائی دیتا تھا، اس پر سرخ رنگ سے یہ نام پینٹ ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ دو قدم بھی اب ناظم پنسار اور دواخانہ کے بورڈ لگی اس چھوٹی سی دوکان میں داخل ہوئے تھے۔

چھوٹے بڑے ڈبے دیوار میں بنی الماری کے خانوں میں ترتیب سے رکھے ہوئے تھے، ہر ڈبے کے اوپر چھوٹی سی کاغذ کی چٹ لگی تھی جس پر مختلف نام لکھے تھے، دوکان کا دروازہ پورا لکڑی کا تھا لیکن اس کے اوپری حصے میں چوڑائی کی صورت شیشہ نصب تھا۔ اور آگے شٹر تھا جو اس وقت اوپر اٹھا ہوا تھا۔ جگہ جگہ چھوٹے بڑے تھیلے بھی پڑے تھے جن میں شائد مختلف جڑی بوٹیاں تھیں۔ اوپر چھت پر پنکھا لگا تھا جس پر ایک دبیز تہہ مٹی کی جمی تھی۔ دوکاندار اس نفس کے دوکان میں داخل ہوتے ہوئے سیدھا ہوا اور پہچان کر مسکرا دیا۔

"اسلام علیکم یہ لیجیے جتنے پیسے آپ نے کہے تھے میں لے آیا ہوں، زہر تیار ہے؟ "

دو قدم اب بلکل دوکاندار کے سامنے تھے اور پھر سفید رنگ کے کپڑے کو دوکاندار کی طرف بڑھایا، دوکاندار نے بتیسی نکالی سر اثبات میں ہلایا پیسے جو کپڑے میں لپٹے تھے پکڑے اور مڑ کر لکڑی کی الماری کی طرف بڑھا واپس پلٹا تو ہاتھ میں ایک خاکی کاغذ تھا۔

جسے اس نے سامنے کھڑے شخص کی طرف بڑھا دیا، جسے پکڑتے ہوئے اس کے ہاتھوں میں لمحہ بھر کو ہلکی سی لغزش آئی۔

" کام کرے گا یہ؟ "

بے یقینی سے سوال پوچھا، دوکاندار نے دانت نکالے

کیسی باتیں کرتے ہو باؤ اتنی مہنگی جڑی بوٹی سے بنا ہے کام کیوں نہیں کرے گا بس " دیکھو بہت کم مقدار دینی ہے، اگر ذرا سی بھی زیادہ مقدار دی تو طبیعت بہت بگڑ جائے گی،

" میں نے ہر ایک دن کے لیے ایک چھوٹی سی پڑی بنائی ہے اور وہی دینی ہے روز

دوکاندار نے چشمہ نیچے کرتے ہوئے اس کی اوٹ سے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ اب سامنے بیٹھے شخص کے ہاتھ تیزی سے کاغذ کو لپیٹ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

" اچھا بہت شکریہ "

کاغذ کو چھپا کر تھیلے میں رکھتے ہوئے وہ اپنی جگہ سے اٹھا، دوکاندار اب تیزی سے پیسے گن رہا تھا۔

" پورے ہیں؟ "

سامنے کھڑے شخص نے پوچھا

"جی۔۔۔جی۔۔۔ بلکل پورے ہیں "

پنساری نے پیسے گنتے ہوئے اوپر دیکھا اور دانت نکالے دو قدم تیزی سے دوکان سے باہر نکل گ ئے تھے۔اور دوکاندار کے ہاتھ ابھی بھی پیسے گن رہے تھے۔

****

مالا صحن سے برانڈے کے زینے چڑھتی ہوئی اوپر آئی تھی، برانڈے میں سناٹا تھا، وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھی جو غزالہ اور نوازش کے کمرے کے ساتھ ملحقہ تھا۔کمرے کا دروازہ کھلا تھا، سامنے پلنگ پر غزالہ اور نوازش سو رہے تھے وہ ان کے پاس سے گزرتی ہوئی ان کے کمرے کے ساتھ ملحقہ دروازے کی طرف بڑھ گ ئی۔

www.novelsclubb.com

جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی بتی جلانے کو ہاتھ بڑھایا کمرے میں اندھیرا تھا۔بتی کے بٹن دبانے پر بھی بتی نہیں جلی تھی، اندازے کے مطابق کھڑکی تک آئی جہاں موم بتی جلا کر جیسے ہی سر اوپر اٹھایا تو وہ کمرہ اس کا کمرہ تو نہیں تھا یہ تو تقی کا کمرہ تھا۔

اتنی رات کو میں تقی کے کمرے میں کیا کر رہی ہوں الجھ کر سوچا شادی سے پہلے یوں تقی کے کمرے میں بی جی نے دیکھ لیا تو۔۔۔ذہن میں اس خیال کے امڈتے ہی واپس پلٹنے کو قدم ابھی بڑھائے ہی تھے،اچانک نگاہ سامنے اٹھی تو الماری کے پاس کوئی کھڑا نظر آیا،وہ الماری کے پٹ کھولے کھڑی تھی بال پشت پر بکھر کر ساری کمر کو ڈھکے ہوئے تھے۔مالا آنکھوں کو سکیڑے آگے بڑھی کون تھی رملا تھی کیا؟؟وہ کیا نکال رہی ہے الماری میں سے۔پشت سے وہ رملا لگ رہی تھی۔

"رملا۔۔کیا دیکھ رہی ہو؟کیا چاہیے تمہیں؟ تقی کے کمرے میں کیا کر رہی ہو؟"

مالا بہت سے سوال ایک ساتھ کرتی ہوئی آگے بڑھی جیسے ہی اس کے قریب پہنچی تو اچانک رملا نے رُخ موڑا،وہ رملا نہیں تھی وہ رمنا تھی۔

"آپا۔۔۔آپ یہاں کیا کر رہی ہیں"

www.novelsclubb.com

مالا نے فوراً پہچان کر بھنویں سکیڑ کے پوچھا۔رمنا بے تاثر سفید چہرہ لیے کھڑی تھی۔

اچانک ذہن میں آیا کہ رمنا آپا تو مر چکی ہیں۔

"مالا اُسے بچا لو۔۔۔"

رمنا نے آہستگی سے کہا اور پھر مالا کے اور قریب آئی تھی

"آپا۔۔۔۔کیسے۔۔۔؟ "

مالا نے حیرت سے رمنا کی طرف دیکھا، رمنا نے غصے سے گھورتے ہوئے منہ پورا کھولا اور پھر اسے ایک زور کا دھکا دیا۔ وہ اڑتی ہوئی سیدھی دیوار کے ساتھ جا لگی

ایک جھٹکے سے اس کی آنکھ کھلی تھی، وہ پلنگ پر لیٹی تھی، خواب عجیب وحشت ناک تھا، سب سے پہلی نگاہ مالا کی الماری کی طرف گئی تھی۔

دل خوف کی وجہ سے تیز دھڑک رہا تھا، ذہن نے فوراً سے سب سلجھایا اس کی شادی ہو چکی ہے اور اس وقت وہ تقی کے ہی کمرے میں اس کے ساتھ پلنگ پر لیٹی ہے۔

کمرے میں بہت اندھیرا تھا بس ہلکی سی صحن میں جلتی قندیل کی روشنی کے باعث کمرے میں نظر آ رہا تھا، تقی کو بلکل اندھیرے میں نیند آتی تھی، اس لیے وہ چھوٹا بلب نہیں جلاتا تھا۔

وہ تقی سے پہلے آ کر بستر میں لیٹ جاتی تھی جس وقت بتی جل رہی ہوتی تھی اس لیے آج پہلے دن وہ کمرے میں اس اندھیرے کو دیکھ رہی تھی۔

رمنا کی آواز اور ہولناک دھکا دل لرزا گیا تھا، خوف سے رونگٹے کھڑے ہونے لگے۔ آج سے پہلے کسی خواب میں وہ یوں مالا پر غصہ نہیں ہوئی تھی، بے اختیار وہ کھسک کر تقی کے قریب ہوئی ان دونوں کے درمیان کافی فاصلہ ہوتا تھا کیونکہ تقی پلنگ کے ایک کنارے سے لگ کر اس سے دوری بنا کر سوتا تھا۔

مالا نے پاس ہو کر اس کی کمر کے گرد بازو حائل کر لیا وہ اسی کی طرف کروٹ لیے بے خبر سو رہا تھا۔ بازو حائل کرتے ہی وہ اور قریب ہوئی اور تقی کے سینے میں چہرہ چھپایا لرزتے دل اور خوف کے احساس کو کچھ سکون سا ملا۔

گہری نیند میں تقی کو کسی کے ساتھ لگنے کا احساس ہوا تو آنکھ کھلی، ذہن کو ایک دو سکینڈ سمجھنے میں لگے اور پھر ایک جھٹکے سے اس نے آنکھیں کھولیں یہ مالا تھی جو اس کے ساتھ لگی تھی اور کانپ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مالا۔۔۔۔"

تقی نے چہرہ نیچے کیے نیند سے بوجھل ہوتی آواز میں پکارا وہ اس کے سینے میں منہ چھپائے ہوئے تھی اور کمر کے گرد بازو واوپری رُخ گھمائے ہوئے تھا۔ تقی کی آواز پر مالا نے فوراً چہرہ اوپر اٹھایا۔

" مالا کیا ہوا۔۔کانپ کیوں رہی ہو؟ "

تقی نے آہستگی سے اپنے گرد اس کے حائل بازو کو اٹھائے اپنا چہرہ اس کے چہرے کے قریب کرتے ہوئے پوچھا، مدھم سی روشنی میں اس کا چہرہ بہت کم واضح تھا لیکن وہ محسوس کر سکتا تھا وہ ڈری ہوئی ہے۔

" ڈر لگ رہا ہے مجھے، خواب دیکھا ہے ایک "

مالا نے گھٹی سی آواز میں وضاحت دی، آواز میں خوف کی جھلک ابھی بھی نمایاں تھی۔اس کی حالت گواہ تھی وہ واقعتاً بہت بری طرح گھبرائی ہوئی تھی۔

" مالا ڈرو مت خواب تھا بس، ادھر اوپر دیکھو "

تقی نے آہستگی سے ایک ہاتھ میں اس کے ہاتھ کو لیا اور دوسرے ہاتھ کی مدد سے اس کے چہرے کو اوپر کرنے کی کوشش کی تھی جو وہ اس کے سینے میں پھر سے چھپا رہی تھی۔

"مالا۔۔۔خواب تھا صرف اتنا کیوں گھبرا گئی ہو "

تقی نے ملائم سے لہجے میں سمجھایا تھا، پر اس کے ہاتھ جواب تقی کے ہاتھ میں تھا ٹھنڈا ہو رہا تھا۔

"بتی جلا دوں کیا؟ زیادہ ڈر لگ رہا ہے تو "

تقی نے پھر سے آہستگی سے چہرہ نیچے کیے پوچھا۔ کیونکہ اس کے ساتھ لگے اس کے وجود کی لغزش وہ باخوبی محسوس کر سکتا تھا۔

"آپ کو نیند نہیں آئے گی ایسے "

مالا نے نادم سے لہجے اور گھٹی سی آواز میں جواب دیا، وہ چہرہ اس کے سینے میں چھپائے بول رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کوئی بات نہیں تم جب سو جاؤ گی میں اس کے بعد سوؤں گا بتی جلا دیتا ہوں "

تقی نے آہستگی سے اپنا آپ اس سے الگ کیا تھا اور پھر پلنگ پر سے اٹھ کر چپل پاؤں میں پہنتا دیوار پر لگے بورڈ تک پہنچا اور بٹن دبایا خاموش کمرے میں بٹن نیچے گرنے کی آواز کے

ساتھ ہی کمرہ ایک دم سے پیلی روشنی میں نہا گیا، مالا نے آنکھیں چندھیا جانے کے باعث زور سے بند کی تھیں۔

"اب تو نہیں لگے گا ڈر "

تقی نے پلنگ کے قریب آتے ہوئے پوچھا اور پھر میز کے پاس آ کر اس پر پڑے جگ میں سے پانی گلاس میں انڈیلا۔

"لو اٹھو پانی پی لو "

تقی نے پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھایا جو اب پلنگ پر لیٹی پوری آنکھیں کھولے الماری کی طرف دیکھ رہی تھی۔ مالا ہاتھوں پر دباؤ دیتے ہوئے اوپر ہوئی اور پھر تقی کے ہاتھ سے گلاس تھام کر پانی کے بس تین چار گھونٹ کے ساتھ گلے کو تر کیا اور گلاس واپس تقی کی طرف بڑھا دیا۔ تقی بغور اس کے گھبرائے سے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"چلو اب ذہن سے جھٹک دو جو کچھ دیکھا ہے، میں جاگ رہا ہوں تم سو جاؤ آرام سے "

اپنائیت بھرے لہجے میں کہا اور خود میز کی طرف بڑھ گیا پھر کرسی کو ایک ہاتھ سے پیچھے کرتے ہوئے کرسی پر براجمان ہوا اور سامنے پڑی کتاب کھول لی مالا اس کی طرف دیکھتے ہوئے لیٹ گ ئی۔

کچھ پل بعد ڈر کا احساس مندمل ہوا تو ایک انوکھا سا احساس میٹھی سی چبھن بن کر پورے وجود میں سرائیت کرنے لگا۔ کچھ دیر پہلے ڈر کے باعث جو جسارت سرزد ہوئی تھی اس کے انوکھے سے احساس کی محسوسات اب کچھ اور ہی رنگ لے رہی تھیں۔ شادی سے لے کر اب تک کہاں اس کے اور تقی کی بیچ اس طرح کی قربت ہوئی تھی وہ لحاف میں سمٹ گ ئی اور آنکھیں سرشاری سے موندلیں کچھ دیر پہلے کی قربت کی شرم اس کو اب آرہی تھی۔

سویا تو وہ کچھ دیر پہلے ہی تھا، بارہ بجے تک وہ مالا کو پڑھاتا تھا پھر جب وہ بستر پر جا کر لیٹ جاتی تھی اس کے بعد وہ اپنے حساب کتاب میں لگ جاتا تھا، شادی کو ایک ماہ تین دن ہو چکے تھے، مالا اب پوری توجہ سے پڑھتی تھی اور تقی کا اندازہ بلکل درست تھا وہ فقط لاپرواہ تھی،

www.novelsclubb.com

اب جب توجہ سے پڑھنے لگی تھی تو ہر چیز بہت جلدی نا صرف سیکھ رہی تھی بلکہ خود بھی محنت کر رہی تھی۔

آج بھی ایک بجے کے قریب جب وہ پلنگ پر آیا تو وہ اپنے مخصوص انداز میں لحاف اوڑھے سو رہی تھی۔ وہ بھی اپنی جگہ پر لیٹ کر سو گیا تھا لیکن اسے ابھی سوئے ہوئے گھنٹہ بھر ہی ہوا تھا جب مالا نے یوں ساتھ لگ کر پھر سے اٹھا دیا۔

تقی نے کھلی کتاب پر سے نظر اٹھائی اور رُخ موڑے اس کی طرف دیکھا وہ آنکھیں موندے لیٹی تھی چہرہ اب لحاف سے باہر تھا۔

بالوں کی بہت سی لیٹیں بے ترتیب سی ہو کر چہرے کی اطراف کو ڈھک رہی تھیں، لمبائی رخ بھنویں اور ان کے نیچے اوپری رُخ ہلکی سی خم لیے ہوئے پلکیں، چھوٹی سی ناک جو اس کے گلائی صورت چہرے کی معصومیت میں اضافے کا باعث بنتی تھی۔

مالا کو یوں دیکھنا دل کو رجھانے لگا تھا اور آج کی قربت نے ایک انوکھے سے احساس کو جنم دے دیا تھا۔ اس کی قربت کو یاد کر کے دل کی دھڑکنیں رفتار کیوں بڑھا رہی تھیں۔ تقی نے تین انگلیاں ماتھے پر رکھیں اور آہستگی سے پیشانی سہلائی۔

سر کو بار بار جھٹکنا بھی آج کارآمد نہیں تھا، آہستگی سے کرسی پر سے اٹھا اور پلنگ پر آکر ساتھ لیٹ گیا کروٹ مالا کی طرف لے کر بازو کو فولڈ کرتے ہوئے اس پر سر ٹکا یا دیا اور نگاہیں اس کے چہرے پر جما دیں اس کو دیکھنا فرحت بخش احساس دے رہا تھا۔ وہ لاکھ مضبوط سہی پر یہ میٹھا سا احساس جواب مالا کے لیے اس کے دل میں جاگ رہا تھا اس کو اچھا لگنے لگا تھا اور پھر یونہی اسے دیکھتے دیکھتے آنکھ پھر سے لگ گئی۔

****

آنکھ کھلی تو وہ پلنگ پر اکیلا لیٹا تھا، دن چڑھ گیا تھا، کمرہ کھڑکیوں کے پردوں سے اور روشن دان سے آتی روشنی کے باعث روشن تھا۔

حاکم قصر کے مکینوں کی آوازیں پوری حویلی میں گونج رہی تھیں۔ مطلب اس کے سوا ہر کوئی جاگ چکا تھا، تقی نے گردن گھما کر دیوار پر لگی گھڑی کی طرف دیکھا صبح کے دس بج رہے تھے۔

کل ساری رات مالا کی وجہ سے نیند نہیں پوری ہوئی تھی اور پھر صبح جب آنکھ کھلی تو سر بوجھل تھا اور دل عجیب طرح سے بے ایمان ہسپتال جانے کا ارادہ ترک کرتا وہ پھر سے سو

گیا تھا۔اور اب دن چڑھے جا کر آنکھ کھلی۔اٹھ کر پلنگ پر بیٹھنے کے بعد گردن کو دائیں بائیں جھٹکے دیتا اور بالوں میں ہاتھ پھیرتا اٹھا، چپل پہن کر باہر آیا تو صحن میں رونق لگی ہوئی تھی وہ شائی داس وقت گھر نہیں ہوتا تھا اس لیے یہ سماں دیکھنے کو نہیں ملتا تھا۔

خدیجہ بیگم باہر چارپائی دھوپ میں ڈالے تاری بوا سے سر کی مالش کروا رہی تھیں، اریب پاس ہی ریڈیو کان سے لگائے بیٹھی تھی۔

بلقیس اور غزالہ ایک طرف بیٹھی دوپہر کے کھانے کے لیے سبزی تیار کر رہی تھیں، منہا ایک کرسی پر بیٹھی اخبار پڑھ رہی تھی اور اس کی نیند حرام کر دینے والی اور چین چرا لینے والی محترمہ درخت کے ساتھ بندھے جھولے پر بیٹھی گود میں رکھی کتاب پر سر جھکائے ہوئے تھی۔ہلکے گلابی رنگ کے جوڑے میں وہ سبز درخت کے نیچے بیٹھی قدرت کا حسین منظر لگ رہی تھی یا پھر اس کا ذہن اور دل رات متفق ہو کر اسے پوری دنیا کی حسین ترین دوشیزہ مان چکے تھے وہ تقی کو سکول نا جانے پر راضی کر چکی تھی وہ سکول نہیں جانا چاہتی تھی، بس گھر رہ کر تیاری کرنا چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

مرد حضرات گھر سے جا چکے تھے اور چھوٹے بچے سارے سکول گ ئے تھے شائی داس لیے ان میں سے کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ تقی منہ ہاتھ دھونے کی غرض سے برانڈے کے زینے اترتا ہوا غسل خانوں کی طرف بڑھا۔

" تقی۔۔۔۔ادھر آئی یو "

خدیجہ بیگم کی نظر جیسے ہی تقی پر پڑی تو آواز لگا دی، مالا نے چونک کر سر اوپر اٹھایا

" اسلام علیکم۔۔جی بی جی "

تقی نے خدیجہ بیگم کے بلانے پر فوراً قدم واپس پلٹے تھے اور پھر ان کی چارپائی کے پاس آ کر رکا

" وعلیکم سلام جیتے رہو لال، آج خیریت ہی ہو وے نا بیٹا طبیعت ٹھیک ہے؟ "

www.novelsclubb.com

خدیجہ بیگم نے اس کے یوں گھر ہونے پر تشویش ظاہر کی اب مالا سمیت باقی سب بھی تقی کی طرف جواب طلب نگاہیں جمائے ہوئے تھے۔

" جی بی جی بلکل خیریت ہے بس رات زیادہ دیر تک کام کرتا رہا اس لیے آنکھ نہیں کھلی "

تقی نے سنجیدگی سے جواب دیا، جس پر خدیجہ بیگم کی تیوری چڑھی اور ناگواری سے ناک اوپر اٹھائی

"یہ رات اللہ نے سونے کے لیے بنائی ہے میاں، رات بھر الو کی طرح مت جاگا کرسو جایا کرو وقت پر "

خدیجہ بیگم کی پریشانی پل بھر کو ہوا ہوئی تھی، تقی مسکرا کر گردن کو ہاتھ سے دباتا غسل خانے کی طرف بڑھ گیا کچھ دیر بعد گیلے چہرے اور بالوں کے ساتھ وہ واپس سیدھا مالا کی طرف آیا تھا۔

" کیا پڑھ رہی ہو۔۔۔؟ "

پاس آکر، آبرؤ چڑھائے پوچھا، مالا نے سر مزید نیچے جھکا لیا، اس کا اپنی طرف آتا دیکھ کر ہی دل زور سے دھڑکنے لگا تھا، رات والی حرکت کے بعد اب اسے یوں دیکھنا، ہمت نہیں بندھ رہی تھی، صبح جب اسے سوئے دیکھا تب سے لے کر اب تک بس ذہن میں یہی بات تنگ کر رہی تھی کہ وہ کیا سوچ رہا ہوگا رات کی حرکت پر۔

" سائی نس کے دو پیپر تیار کر رہی ہوں آج رات کو ٹیسٹ دوں گی "

مالا نے سر جھکائے ہی جواب دیا وہ جھولا تھامے کھڑا تھا اور نگاہیں اس کی مانگ پر جمی تھیں۔

ہمم۔۔۔ ٹھیک ہے ویسے آج میں گھر ہوں تو ہم ریاضی کے کچھ سوال کر لیں گے "

" میں ناشتہ کر لوں پھر کمرے میں آجانا

تقی نے آہستگی سے کہا وہ سر ہلا کر رہ گئی، مگر چہرہ اوپر نہیں اٹھایا

" تقی آجا ناشتہ کر لے "

بلقیس نے صحن میں ایک چھوٹے لکڑی کے میز پر ناشتہ سجانے کے بعد آواز لگائی تھی، تقی واپس پلٹا تو مالا نے سینے پر ہاتھ رکھے سانس خارج کیا، شکر ہے تقی نارمل ہے ندامت تھوڑی کم ہوئی

پھر وہ ناشتہ کرتے ہوئے بھی بار بار چور نگاہوں سے مالا کو دیکھ رہا تھا جو اب اس کی نگاہوں سے بے نیاز تھی اور صحن میں چکر لگاتے ہوئے پڑھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

****

چراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 17

یہ سبز گنبد والی پکی اینٹوں سے تعمیر کی ہوئی خوبصورت مسجد گاؤں کی سب سے بڑی مسجد تھی۔ جس کے لکڑی کے بنے بڑے سے گیٹ کو بھی سبز رنگ کیا ہوا تھا۔

غزالہ نے مالا کا ہاتھ تھام رکھا تھا وہ سیاہ برقعہ زیب تن کیے ہوئے تھی اور مالا نے بڑی سی سیاہ شال اپنے ارد گرد لپیٹ رکھی تھی۔ دونوں اب مسجد کے گیٹ کے پاس پہنچی تھیں۔ مسجد حویلی سے زیادہ دور نہیں تھی اس لیے وہ دونوں پیدل ہی آئی تھیں۔

یہاں مسجد میں دینی تعلیم کے ساتھ پانچویں جماعت تک طلبہ بھی بٹھائے جاتے تھے جن کو درسی تعلیم بھی دی جاتی تھی اس لیے یہ مسجد مکتب تھا، ابھی بھی دوپہر کا وقت تھا اور بچے چھٹی کے بعد مکتب سے نکل رہے تھے گھروں کے ہی کپڑوں میں ملبوس، کپڑے کے بنے بستے پشت پر ڈالے، کتابیں اور تختی ہاتھ میں تھامے کتنے ہی بچے مکتب سے بھاگتے ہوئے باہر نکل رہے تھے۔

مسجد کے اندر داخل ہوتے ہی راہداری سے ایک چھوٹا سا گیٹ اندر کی طرف جاتا ہے جہاں مولوی روح اللہ کی رہائیش گاہ تھی وہ مسجد کے امام تھے۔مالا نے رات آنے والے خواب کا ذکر پھر سے غزالہ سے کیا تو اب کی بار غزالہ بھی پریشان ہو گئی تھی کیونکہ مالا بہت ڈری ہوئی تھی۔اسی لیے وہ اب مالا کو لے کر گاؤں کے مولوی کے پاس آئی تھی جو دم درود کرتے تھے اور دینی مسائل میں رہنمائی بھی کرتے تھے۔

راہداری سے آگے آتے ہی غزالہ مالا کا ہاتھ تھامے اس چھوٹے سے لکڑی کے دروازے میں سے گزرتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔سامنے ہی کچے صحن کے درمیان میں گھنے نیم کے درخت کے نیچے چند بچے قرآن پاک پڑھنے میں مصروف تھے۔ صحن کو گیلی مٹی اور توڑی کے ملاپ سے اچھی طرح لیپ کیا گیا تھا۔درخت کے نیچے بیٹھے بچے ایک قطار میں کھجور کے خشک پتوں سے بنی چٹائی پر بیٹھے قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کے پیچھے درخت کے نیچے چارپائیاں لگی تھیں۔کچھ دوری میں دو تین زینے چڑھ کر چبوترا بنایا گیا تھا جہاں دو کمرے تھے،غزالہ اب مالا کا ہاتھ تھامے صحن عبور کرتی ان بچوں کے پاس آ چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"بچو قاری صاحب کہاں ہیں؟ "

تھوڑا سا جھکتے ہوئے مولوی صاحب کے بارے میں دریافت کیا،ایک بچے نے قرآن کو بند کیے ان کی طرف نگاہ اٹھائی

"حجرے میں گ ئے ہیں خالہ آپ بیٹھو میں ابھی بلا کر لاتا ہوں "

بچہ فوراً اٹھا اور مولوی کو اطلاع دینے کی غرض سے کچھ دور بنے کمروں کی طرف بھاگ گیا ،اور غزالہ مالا کے ساتھ چارپائی پر بیٹھ گ ئی،کچھ دیر بعد ہی مولوی صاحب کمرے سے باہر نکلے،سفید داڑھی اور سر پر سیلقے سے ٹوپی سجائے وہ بہت نفیس شخصیت کے حامل انسان تھے سفید رنگ کے ڈھیلے سے کرتا شلوار میں ملبوس وہ اپنے کندھے پر ہلکے سرخ رنگ کا چیک والا منڈاسا رکھے ہوئے تھے اور شلوار ٹخنوں سے اوپر تھی۔ جیسے ہی وہ درخت کے پاس لگی چارپائیوں کے پاس آئے غزالہ عقیدت سے کھڑی ہوئی

"اسلام علیکم مولوی صاحب "

احترام سے سلامتی بھیجی،مولوی صاحب نگاہیں جھکائے ہوئے تھے،وہ اسی طرح خواتین کے ساتھ نگاہیں ملائے بنا نگاہیں جھکا کر ہی بات کرتے تھے۔

" بیٹھو بیٹا وَعَلَیکُم السَّلَام وَرَحمَۃُاَللہِ وَبَرَکاتُہُ "

انہوں نے بڑے شائستہ لہجے میں سلام کا جواب دیا اور ہاتھ کو اُٹھائے دو آمنے سامنے رکھی گئی چارپائیوں میں سے ایک چارپائی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

غزالہ مالا کا ہاتھ تھامے چارپائی پر بیٹھی تو مولوی صاحب بھی بلکل سامنے براجمان ہوئے۔

بیٹھتے ہی غزالہ نے ایک پل کی توقف کے بعد اپنی مدعا پیش کی

" قاری صاحب ایک پریشانی درپیش ہے، یہ میری دوسرے نمبر والی بیٹی ہے مالا، اس سے بڑی بیٹی کا گیارہ سال پہلے انتقال ہو گیا تھا، آپ نے ہی جنازہ پڑھایا تھا شائد یاد ہو آپ کو "

غزالہ نے اپنی بات کی تمہید باندھی، مولوی صاحب بڑے تحمل سے بات سن رہے تھے۔

" جی۔۔۔بچے بلکل یاد ہے اللہ بیٹی کے درجات بلند کرے، چوہدری حاکم صاحب کی بڑی پوتی تھی "

قاری صاحب نے نگاہیں جھکائے ہی غزالہ کی بات کی تائید کی، غزالہ نے دکھ سے سر ہلایا اور پھر گفتگو کا سلسلہ جاری رکھا۔

" قاری صاحب اس کو اس کی بہن خواب میں دکھائی دیتی ہے بار بار اور یہ بہت زیادہ ڈرنے لگی ہے بچپن سے ہی رات کو صحن میں نہیں جاتی تھی جہاں فوارے کے پاس وہ گری تھی اور اب تو رات کو اٹھ کر بیٹھ جاتی ہے بہت خوف ناک سے خواب آتے ہیں اور متواتر ایک ہی قسم کے خواب "

غزالہ نے پیشانی پر شکن ڈالے پریشان سے لہجے میں مولوی صاحب کو ساری بات بتائی، مولوی صاحب آہستگی سے جھکے سر کو اثبات میں جنبش دے رہے تھے۔

"بیٹا جی بہن کس حالت میں دکھائی دیتی ہے جب خواب میں آتی ہے؟ "

مولوی صاحب نے براہ راست مالا کو مخاطب کیا، مالا نے ایک نظر غزالہ کی طرف دیکھا اور پھر اس کے آنکھوں کے اشارے کو سمجھتے ہوئے سر پر دوپٹہ درست کرتی گویا ہوئی

" قاری صاحب وہ ہمیشہ روتے ہوئے نظر آتی ہے اور ایک بٹن ہے جو ہمیشہ اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے، وہ بٹن میں نے اٹھایا تھا اس کے ہاتھ سے جب وہ چھت سے گری تھی "

مالا نے خوفزدہ سے لہجے میں ساری بات قاری صاحب کے گوش گزار کی، اور پھر ساتھ ہی اپنے تمام خواب بھی سنائے۔ قاری صاحب خواب سننے کے بعد کچھ پل پر سوچ انداز میں خاموش رہے پھر گہری سانس خارج کی۔

ہمم۔۔۔بیٹا بات یہ ہے کہ خواب کی تین اقسام ہوتی ہیں، ایک خواب آپ کے روز مرہ کے امور پر منحصر ہوتا ہے جن کاموں میں آپ مشغول رہتے ہو جو باتیں ذہن پر سوار رکھتے ہو، وہی رات کو خواب میں آتی ہیں "

وہ بوڑھے سے جھری دار ہاتھوں کو آپس میں ملائے بہت شائستگی سے بات کر رہے تھے، مالا ہمہ تن گوش ان کی بات کو غور سے سن رہی تھی۔

" دوسری قسم شیطانیت کے غلبے کی ہوتی ہے جب آپ نماز اور قرآن سے دوری اختیار کرتے ہیں تو آپ کو ڈراؤنے خواب دکھائی دیتے ہیں، عجیب وغریب جانور جیسے کے سانپ، بچھو "

انہوں نے آہستگی سے ہاتھ اٹھا کر اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرا تھا اور پھر بات جاری رکھی

اور خواب کی تیسری قسم وہ ہے جسے منجانب اللہ بشارت کہا گیا ہے، یہ خواب ایسے "
ہوتے ہیں جس میں اللہ جسے چاہتا ہے آنے والے واقعات کے بارے بشارت، آگاہی،
اشارات دیتا ہے، یہ اشارے ان باتوں کے بارے میں ہوتے ہیں جو آگے وقوع پزیر
ہونے ہوتے ہیں، اس کی زندگی میں یا پھر اس کے کسی پیارے کی زندگی میں، اس کے لیے
اللہ تعالی مختلف طرح کے اشارے دیتا ہے، یہ کسی خوشی کے بارے میں بھی ہو سکتے ہیں
کسی غم کے بارے میں بھی یا پھر کسی مصیبت کے بارے میں جو درپیش آنے والی ہو "
انہوں نے جڑے ہوئے ہاتھوں کو الگ کیا اور ہاتھوں کو دائیں بائیں کرتے ہوئے اقسام
بتائی یں۔

اب جیسے تم نے اپنے خواب بیان کیے اس میں ایک بات تو یہ ہو سکتی ہے کہ تم اپنی "
بہن کی بخشش کی دعا نہیں کرتی ہو اور دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے اللہ تمھیں آنے
والے وقت سے آگاہی دے رہا ہے "

www.novelsclubb.com

قاری صاحب نے بات مکمل کی اور خاموشی اختیار کی، مالا نے آہستگی سے سر نفی میں ہلایا

"قاری صاحب میں تو نماز قرآن پابندی سے پڑھتی ہوں اور اس کی بخشش کی دعا بھی کرتی ہوں لیکن سمجھ نہیں آتا کہ ایسے خواب کیوں آتے ہیں اس کے متعلق"

مالا نے پریشان سے لہجے میں کہا، قاری صاحب نے اثبات میں سر ہلایا جیسے اس کی بات سمجھ گ ئے ہوں

"ہمم۔۔۔بیٹا فی الوقت تو کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے کیونکہ خواب بہت عجیب ہیں کوئی سرا نہیں ان کا، آپ صدقہ دو اپنا بھی اپنے شوہر کا، روز سورۃ بقرہ کی آخری تین آیات کی تلاوت با آواز بلند کرو، باوضو رہو"

قاری صاحب بہت شائستگی سے اسے سب سمجھ رہے تھے، اور پھر آنکھیں بند کیے کچھ پڑھنے لگے ان کی آنکھوں سے پانی بہنے لگا تھا جسے وہ بار بار صاف کر رہے تھے، پھر انہوں نے آنکھیں کھولیں۔

www.novelsclubb.com

"بچی بہت بری بد نظری کا بھی شکار ہے، اس کا فوراً صدقہ دو اور چاروں قُل کا پانی پر دم کر کے دو ہر فجر کی نماز کے بعد اللہ پاک بہتری لائے گا"

قاری صاحب نے اپنے کندھے پر رکھے پٹکے سے اپنی آنکھیں صاف کیں، جو دم کرتے ہوئے نم ہو گئی تھیں۔

" بہت شکریہ قاری صاحب "

غزالہ نے مشکور لہجے میں کہا اور پھر مالا کو اٹھنے کا اشارہ کیا

" اللہ حافظ "

غزالہ نے حدیہ ایک طرف رکھتے ہوئے خدا حافظ کہا اور مالا کے ساتھ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

****

دوپہر کا وقت تھا اور جاڑے کا موسم اب اپنا زور کم کر چکا تھا، نیم کے دونوں درخت ہلکی ہلکی ہوا کے زور پر رقص کرتے ہوئے جھول جھول کر ایک دوسرے کو بوسے دے رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

اب دھوپ میں بیٹھنا محال ہو جاتا تھا لیکن چھت کے پنکھے ابھی چلنا شروع نہیں ہوئے تھے ،دوپہر کے کھانے کے بعد جہاں دستر خوان سمٹ رہا تھا وہاں چوہدری حاکم اب اٹھ کر بیٹھک میں سستانے کے لیے جانے والے تھے۔

خدیجہ بیگم کا کھانا اب الگ سے تخت پر ہی لگتا تھا کیونکہ ان کی بوڑھی ہڈیوں میں اب اتنا دم خم نہیں تھا کہ زمین پر بیٹھ کر باآسانی اٹھ سکتیں۔ تقی بڑے مگن سے انداز میں نوازش اور نقیب کے ساتھ اپنے ہسپتال کے معاملات کے متعلق گفتگو کر رہا تھا۔

شادی کو ڈھائی ماہ ہو چکے تھے اور ان ڈھائی ماہ میں جہاں تقی اور مالا میں تھوڑی سی بے تکلفی ہونے لگی تھی وہاں دوسرے جوڑے کے ہاں تو خوشخبری کی نوید بھی سنادی گئی تھی۔

منہا غسل خانوں کے پاس دل متلانے کی وجہ سے بے حال بیٹھی تھی تو فرہاد اس کے پاس کھڑا اس سے بھی زیادہ بے حال لگ رہا تھا۔ یہ منظر برآمدے میں بیٹھی خدیجہ بیگم کو ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا۔

"ارے دیکھیو۔۔ناشرم نالحاظ۔۔۔۔نگوڑمارا کیسے اس کے چالاڈ کرنے میں لگا ہے ایک ہمارا زمانہ تھا بچہ ہو بھی جاتا تھا تو پانچ، چھ مہینے تو بچے کے باوا بزرگوں سے شرم کے مارے بچے کو اٹھاتے تک نا تھے،اور یہاں دیکھو"

خدیجہ بیگم نے ناگواری سے ناک چڑھائی، غزالہ اور بلقیس نے بمشکل اپنی ہنسی چھپائی۔

"یہاں نادید نالحاظ،وہ کھڑا ہے اپنی زوجہ کے پاس"

خدیجہ بیگم نے ہاتھ جھلاتے ہوئے کہا،ساتھ بیٹھی اریب نے تو اور جل کر پہلو بدلہ

"اماں اس کا بس چلے تو اس کے ہر قدم کے نیچے اپنا ہاتھ رکھ دے اور ایک وہ ہے ہر دم بس سڑی صورت بنائے گھومتی ہے"

اریب نے ناگواری سے ماں کا ساتھ دیا اور فرہاد کی بیوی سے محبت کو جتایا،مالا جو کچھ دور ہی موڑھے پر بیٹھی تھی، حسرت سے سامنے دیکھا تھا جہاں فرہاد منہا پر صدقے واری جارہا تھا یہاں دو مہینوں میں تقی ہنسنے بھی لگا تھا باتیں کرنے لگا تھا لیکن منہا اور فرہاد کو دیکھ کر اکثر اس کے دل میں بھی ایسی خواہشات سر اٹھانے لگتی تھیں۔

www.novelsclubb.com

اکثر محسوس ہوتا تھا کہ تقی اسے محبت سے دیکھ رہا ہے لیکن جیسے ہی وہ نگاہ اٹھاتی وہ نظروں کا زاویہ بدل لیتا تھا۔اب بھی وہ سامنے بیٹھے تقی کو بار بار دیکھ رہی تھی جو پتہ نہیں کونسی اہم گفتگو میں مصروف تھا۔آج جمعہ کا دن تھا اور وہ سفید کرتے میں ملبوس تھا اور باتوں میں اس درجہ مگن کہ اس کے یوں دیکھنے پر بھی متوجہ نہیں ہو رہا تھا۔اچانک تقی نے اس کی طرف دیکھا تو مالا نے گڑبڑا کر نظروں کا زاویہ بدلہ

"مالا۔۔۔وہ میرے میز پر سے خاکی رنگ کا لفافہ اٹھا کر لانا "

تقی کے اچانک حکم پر وہ جو کھوئی سی بیٹھی تھی، گہری سانس لے کر اٹھی،اتنا ہی بہت تھا کہ وہ اب اس کی بچوں جیسی حرکتوں پر غصہ نہیں کرتا تھا ہنس دیتا تھا اس کی چھوٹی چھوٹی خواہشوں کا احترام کرتا تھا۔

اور وہ بھی اس کی خواہش کا احترام کرتی تھی وہ اس کو پڑھا لکھا دیکھنا چاہتا تھا اور اس کے لیے بہت محنت کرنے لگی تھی۔

آپ کے اندر موجود خوبی، مہارت اس وقت تک بے کار ہے جب تک آپ ان دونوں چیزوں کے ساتھ محنت کو نہیں جوڑ لیتے، کامیابی کو حاصل کرنے کے لیے خوبی اور مہارت

دونوں کے ساتھ محنت کو ضرب دینا پڑتا ہے تب جا کر کامیابی آپ کے قدم چومتی ہے اور مالا اب محنت کرنے لگی تھی۔

مالا نے کمرے میں جا کر میز پر سے کاغذ اٹھائے وہ باہر آئی اور لا کر تقی کو تھما دیے وہ کاغذ کھول کر اب نوازش اور نقیب سے باتیں کر رہا تھا، اور مالا سر جھٹک کر کتابیں اٹھاتی کمرے میں چل دی۔

****

چاند کی آخری تاریخوں کی سیاہ رات میں ڈوبے حاکم قصر کے صحن میں فوارے کے اوپر لٹکی قندیل جل رہی تھی اور مسوائے ایک کمرے کے باقی تمام کمروں کی بتی گل تھی، اس کمرے میں بلب کی پیلی روشنی کمرے کے ہر کونے کو روشن کیے ہوئے تھی

کمرے میں موجود لکڑی کی میز پر سُرخ رنگ کا گتے کا چکور ڈبہ تھا اور اس میں گہرے بھورے رنگ کے رس دار گلاب جامن تھے جن پر شیرہ چمک رہا تھا اور کہیں پستہ لگا تھا کہیں بادام۔ تقی سامنے والی کرسی پر بیٹھا تھا اور مالا اطراف کی کرسی پر براجمان منہ میں

گلاب جامن ڈالے بیٹھی تھی، شہدرنگ جوڑے میں چہرہ دمک رہا تھا اور آنکھیں گلاب جامن کی لذت کو محسوس کرتے ہوئے پوری کھلیں تھیں۔

مالا نے اب تیسری گلاب جامن اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا، جب ہاتھ ڈبے کے بجائے سیدھا لکڑی کے میز پر جا لگا۔ مالا نے چونک کر اوپر نگاہ اٹھائی تو تقی ڈبے کو میز سے اٹھائے اوپر کر چکا تھا۔

" بس کرو مالا۔۔۔۔ ہر چیز کی مناسب مقدار صحت کے لیے اچھی ہوتی ہے تم دو گلاب جامن کھا چکی ہو "

تقی نے ماتھے پر شکن ڈالے اسے کھانے سے منع کیا، جو اس بات پر روہانسی ہو گئی اور بدمزہ سی صورت بنائے تقی کو دیکھا

" تو صرف دو ہی تو کھائی ہیں، آپ نے خود کہا تھا یہ پورا ڈبہ تمھارا ہے "

مالا نے بیچارگی سے کہا اور پھر نچلے لب کو دانتوں میں دبائے پرجوش انداز میں گلاب جامن اٹھانے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا جسے تقی نے ڈبہ اور اوپر کرتے ہوئے ناکام بنا دیا۔

تقی نے ن ئی گاڑی خریدی تھی، گھر میں موجود دو گاڑیاں بہت مصروف رہنے لگی تھیں ایک گاڑی پر بہادر کبھی کسی کو تو کبھی کسی کو گھمائے پھرتا تھا اور دوسری نقیب کے پاس ہوتی تھی، تقی کو شہر جانے میں مس ئی لہ ہوتا تھا کیونکہ اس کی واپسی شام کو ہوتی تھی اسی وجہ سے وہ اپنی ذاتی گاڑی خرید چکا تھا، جس کی خوشی میں وہ آج مٹھائی لے کر آیا تھا جہاں حاکم قصر کے باقی سب مکینوں کے لیے ایک مٹھائی کا ڈبہ تھا وہاں وہ مالا کے میٹھے سے محبت کو دھیان میں رکھتے ہوئے اس کے لیے الگ سے ایک ڈبہ لے کر آیا تھا اور مالا تو اسے یوں کھا رہی تھی جیسے آج ہی ختم کرنا فرض ہو اس پر۔

" تقی ایک اور دے دیں بس پھر نہیں مانگوں گی "

وہ اب آگے ہو رہی تھی اور چہرے پر التجا سجی تھی تقی نے زور سے نفی میں سر ہلایا اور ڈبے کو اس سے بچاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

www.novelsclubb.com

" دیکھو مالا تمھارا ہی ہے، الماری میں رکھ لو لیکن ذرا تحمل سے کھاؤ روز کی بس دو گلاب جامن "

تقی نے اسے تنبیہ کیا جو دیوانی ہو رہی تھی اور اب اس کے سامنے کھڑی اچک کر اس کے ہاتھ سے ڈبہ لینے کی کوشش کر رہی تھی وہ جس طرف کو اوپر ہوتی تقی اسی طرف سے ڈبے کو دوسری طرف کر دیتا۔ تقی اس سے لمبا تھا اس لیے وہ ایڑیوں کے بل اچک اچک کر مٹھائی کھانے کی کوشش میں تھی۔

وہ بے اختیار ڈبہ لینے کے لالچ میں تقی کا ایک بازو قابو کیے اتنا قریب تھی کہ اسے خبر تک نہیں تھی وہ اوپر ڈبے پر نگاہ رکھے ہوئے تھی جبکہ تقی اب اس کے چہرے پر نگاہیں جمائے ہوئے تھا۔

شادی کو تین ماہ ہو چکے تھے، دسویں جماعت کے امتحانات قریب تھے جہاں مالا دن رات پڑھائی میں جتی رہتی تھی وہاں وہ مالا کے لیے اپنے دل میں انگنت جذبات پنپ چکا تھا، وہ چھوٹی سی لڑکی جہاں اپنی تمام عادات اس سے مختلف رکھتی تھی وہاں ایک بہت پیارا سا دل بھی رکھتی تھی جس میں اس کی محبت کے ساتھ فکر، عزت اور احترام بھی تھا۔

وہ حیران ہوا تھا کہ جس نے ساری عمر پڑھائی نا کرنے کی تگ و دو کی تھی اس کے لیے خود کو کتنا بدل لیا تھا۔

تقی کے دل کے قفل کھولنے میں جہاں اس کے دو آتشہ حسن کا کمال تھا وہاں اس کے محبت کرنے والے دل نے بھی بہت کمال دکھایا تھا، لیکن تقی نے ابھی اپنے جذبات اس پر آشکار نہیں کیے تھے وہ جانتا تھا وہ اس سے بہت محبت کرتی ہے اور جس دن اس نے بھی اپنے جذبات ظاہر کر دیے اس کی توجہ پڑھائی پر سے کم ہو سکتی ہے جو کہ وہ ہرگز نہیں چاہتا تھا۔

"آں۔۔۔ہاں۔۔۔۔بس کریں نا بس ایک دے دیں اس کے بعد نہیں لوں گی، وعدہ ہے پکے والا"

مالا اب بچوں کی طرح ضد پر اتر آئی تھی، اور بے اختیار تقی کے اتنا قریب آ گئی تھی کہ خبر نا ہوئی احساس تو تب ہوا جب اس کی نگاہوں کی تپش کو اپنے چہرے کے ہر خد و خال کو چھوتے ہوئے محسوس کیا پھر مالا کی نگاہ بھی ڈبے پر سے ہٹتی اس کی نگاہوں تک آن پہنچی تھی جہاں اس کے خواب حقیقت کا لبادہ اوڑھے کھڑے تھے، تقی کی گہری سیاہ آنکھوں میں بے پناہ محبت جھلک رہی تھی ایسی محبت جو اس نے کبھی قصے کہانیوں میں پڑھی تھی وہ اس کے چہرے کو آج جس نظر سے دیکھ رہا تھا آج سے پہلے یوں نگاہوں کے تصادم کی سنگت میں نہیں دیکھا تھا۔

وہ تو ہر بار مالا کے دیکھنے پر نگاہ چرا لیتا تھا۔ تقی کو اچانک احساس ہوا وہ اس پر اپنی بے تابی ظاہر کر رہا ہے تو فوراً گڑبڑا کر پیچھے ہوا۔ وہ یوں پیچھے ہوا تو مالا بھی اس بے باکی پر نادم سی ہوتی نگاہیں جھکا گئی، وہ جو ہر روپ میں اسے بھاتا تھا اس لمحے اس سیاہ کُرتے میں اس کے دل کی دنیا اتھل پتھل کیے ہوئے تھا۔

" اچھا ٹھیک ہے لے لو لیکن بس ایک "

تقی نے مسکراتے ہوئے ڈبہ اس کے سامنے کیا، اس نے ہاتھ بڑھایا اور ایک کے بجائے دو گلاب جامن اٹھا لیے اور بے ساختہ کھلکھلا دی۔ اس کی ہنسی کی کھنک پورے کمرے میں جلترنگ بجا گئی تھی۔ اور شہد رنگ جوڑے میں چہرک گلابی ہو گیا تھا۔

اوہ۔۔۔ دھوکا۔۔۔۔۔ سہی ہے وہ جو کہا تھا کہ گاڑی پر بیٹھ کر سیر پر لے جاؤں گا وہ "

" اب بلکل نہیں

www.novelsclubb.com

تقی نے خفگی سے ڈبہ بند کرتے ہوئے مصنوعی ناراضگی دکھائی تو مالا جو پوری گلاب جامن کو منہ میں ڈال چکی تھی ہاتھ ہی ہلاتی رہ گئی کیونکہ بول تو پا نہیں رہی تھی تقی اب الماری کی طرف بڑھ رہا تھا اور مالا اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ بمشکل گلاب جامن نگلی۔

" یہ بات غلط ہے وہ وعدہ آپ پہلے لے چکے ہیں "

مالا نے خفگی سے کہا تقی اب الماری کھولے ڈبے کو وہاں ایک طرف رکھ رہا تھا۔مالا کی نظر الماری پر پڑی تو تیوری چڑھ گئی لکڑی کی ایک طرف بنی یہ چھوٹی الماری تقی کی کتابوں اور کاغذات سے بھری ہوئی تھی اور ساتھ موجود لمبے والے پٹ میں کپڑے تھے جہاں زیادہ تقی کے کپڑے تھے اس کے تو اکا دو کا جوڑے یہاں ہوتے تھے اور باقی سب سٹور میں موجود ٹرنک میں ہوتے تھے اور اب تقی کی الماری کی اتنی ابتر حالت دیکھ کر مالا کو شدید افسوس ہوا تھا۔

" اللہ۔۔۔۔ تقی الماری کتنی گندی ہو رہی ہے آپ کی صفائی کروں گی امتحانات کے بعد "

مالا نے ہنوز ناگواری سے بے ترتیب الماری کو دیکھتے ہوئے کہا

" نہیں بلکل نہیں، بہت اہم کتابیں پڑی ہیں اور کچھ کاغذات بھی آج تک نہیں ہاتھ لگانے دیا کسی کو میں نے "

تقی نے الماری کو بند کیا اور پھر کمر الماری کے ساتھ ٹکا دی۔

"میں تو ساری صفائی کروں گی اب یہ کمرہ صرف آپ کا تھوڑی ہے میرا بھی تو ہے اپنی مرضی سے ہر چیز سیٹ کروں گی"

مالا نے بچوں کی طرح چہکتے ہوئے اپنی خواہش کا اظہار کیا تو وہ بس اسے دیکھتا ہی رہ گیا جس نے اس کی بے رنگ زندگی میں کتنے ہی رنگ بھر دیے تھے۔

کچھ مہینے پہلے وہ اسے اپنے گلے میں زبردستی پہنائی ہوئی مالا لگ رہی تھی جسے وہ بس گلے میں لٹکائے پھرتا تھا پر آج اس مالا کو اور اس کے اندر پروئے ہوئے ہر پھول ہر کلی کو اپنے اندر سمونا چاہتا تھا وہ اسے بہت عزیز ہو گئی تھی مگر پیش رفت میں عجیب سی جھجھک آڑے آجاتی تھی۔

مالا اب پھر سے میز پر بیٹھ کر اپنی کتاب کھول چکی تھی، تقی نے بھی گہری سانس لیتے ہوئے قدم میز کی طرف بڑھا دیے۔

www.novelsclubb.com

****

چراغِ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 18

سفید رنگ کے کاغذ پر نیلی سیاہی کے قلم سے لکھے گ ئے الفاظ ایک قیامت برپا کر گ ئے تھے۔ لفظ لفظ ہر پڑھنے والے کے لیے حیران کر دینے والا تھا۔

آداب

ایک بہت ہی اہم خبر آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں، بہت شرمندہ ہوں یہ خبر پہنچانے میں بہت تاخیر کر دی پر اب سمجھتا ہوں نا بتا کر نا انصافی کروں گا، میاں منیر اختر آپ سب کو دس سال سے دھوکے میں رکھے ہوئے ہیں، انہوں نے لاہور شہر میں پانچ سال پہلے ایک طوائ ف سے نکاح کیا تھا اور اب اس میں سے دو بچے بھی ہیں، وہ بیوپار کے سلسلے میں جو ہفتہ ہفتہ بھر شہر گزارتے ہیں دراصل آپ لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں، پہلے پانچ سال تک وہ حاکم قصر کے بیوپار سے کمانے والا پیسہ رانی نامی طوائ ف پر خرچ کرتے رہے اور پھر پانچ سال پہلے اسے اپنے نکاح میں لے آئے اور دنیا پور لے آئے

اب وہیں اس کے ساتھ اور اپنے دو بچوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ جانتا ہوں میرا یقین کوئی نہیں کرے گا اس لیے ساتھ ایک عدد تصویر بھی بھیج رہا ہوں۔

حاکم قصر کا خیر خواہ

اللہ حافظ

خط پر لکھے الفاظ پیٹھ پر مارے جانے والے خنجر کے مترادف تھے، خط اب فرہاد، اریب، نوازش اور نقیب کے ہاتھ سے گزرتا ہوا چوہدری حاکم کے ہاتھ میں آیا تھا۔

حاکم قصر کے اٹاری میں تو جیسے ایک قیامت سا سماں بندھ گیا تھا، اریب بے حال تخت پر بیٹھی بین کر رہی تھی، بال بکھر کر چٹیا سے نکلے ہوئے تھے رو رو کر آنکھیں لال ہو رہی تھیں، پاؤں میں جوتا تک نا تھا وہ ننگے پاؤں لٹکائے تخت پر خدیجہ بیگم کے پاس بیٹھی تھی

۔

نقیب، نوازش، منہا، فرہاد، غزالہ، بلقیس، نقی، رملا، ارحمہ، سکینہ اور تاری بوا سب موجود تھے کوئی ستون کو تھامے کھڑا تھا تو کوئی تخت کے گرد کھڑا تھا سب حیران و پریشان تھے

۔ تقی ہسپتال میں تھا اور مالا پیپر دینے گئی تھی، اریب بیگم کی سسکیاں بار بار گونج رہی تھیں جو ماحول کو اور سوگوار بنا رہی تھیں۔

اب چوہدری حاکم سفید رنگ کا کاغذ ہاتھ میں تھامے کھڑے تھے اور جھری دار پپوٹوں کے نیچے شیر جیسا رعب رکھنے والی آنکھیں کاغذ پر لکھی سطروں کا عکس آنکھوں کی پتلیوں میں بنا رہی تھیں۔

چوہدری حاکم نے تحریر ختم کی تو نوازش نے ان کی طرف تصویر بڑھائی، تصویر آج سے پانچ سال پہلے کی تھی، تصویر میں سرخ غرارے میں ملبوس انیس بیس سالہ جوان دوشیزہ منیر میاں کے پہلو میں کھڑی تھی اور منیر میاں سو روپے کی نوٹوں کو تکون رخ جوڑ کر بنائی جانے والی مالا گلے میں پہنے پوری بتیسی کا نمائش کرتا ہوا چوہدری حاکم کی رگوں میں بہتے خون کو نا صرف گرم کر گیا تھا بلکہ خون کی رفتار بھی بڑھا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

اماں میں نا کہتی تھی اتنے دن لگا آتے ہیں شہر کچھ تو چکر ہے، دل کو تو بہت عرصے سے" کھٹکا تھا بس چپ رہی آپ لوگوں کی عزت کی خاطر "

آنسوؤں سے بھیگی آواز میں اریب بلبلا اٹھی، بار بار دوپٹے کے پلو کو اٹھا کر آنسو پونچھ رہی تھی اور خدیجہ بیگم بیٹی کے اس حال پر بے حال بیٹھی تھیں، جھری زدہ چہرہ بیٹی کے غم سے دل پر گزرنے والی قیامت کی عکاسی باخوبی کر رہا تھا۔

" یہ خط بھیجنے والا کون ہے کچھ پتا چلا "

نقیب، نوازش کی طرف دیکھتے ہوئے آگے ہوا اور چوہدری حاکم کے ہاتھ سے خط تھام لیا، نوازش نے آہستگی سے سر جھکا کر نفی میں گردن ہلا دی۔

" یہ کون ہے اس کا پتا کرنے کے بجائے اس خبیث کی منڈی دبوچنی ہے، میری پیٹھ پر ہی خنجر گھونپے کھڑا رہا اتنے سال سے ناہنجار، نقیب بہادر کو کہو گاڑی نکالے ابھی اور اسی وقت جانا ہے شہر "

چوہدری حاکم نے غم اور غصے کے ملے جلے لہجے میں لب بھینچے پاس کھڑے نقیب کو حکم صادر کیا

" ابا جی بہادر کو کہنا مناسب نہیں ہے، اسے کیوں گھر کے مس ئی لوں میں الجھائی یں، میں گاڑی چلا لوں گا آپ ساتھ چلیں "

نقیب نے گردن نفی میں ہلاتے ہوئے چوہدری حاکم سے کہا

"اونیں۔۔۔۔بہادر کو اس کے دوستوں کی رہائیش گاہ کا پتہ ہے، تو مجھے بہادر کے ساتھ ہی جانے دے"

چوہدری حاکم نے نقیب کی بات کی نفی کی اور دور درخت کے پاس کھڑے لڈن کو اشارے سے اپنی طرف بلایا جو اشارہ ملتے ہی مؤدب انداز میں بھاگتا ہوا اٹاری کے زینے کے قریب آیا۔

"لڈن میاں کہو بہادر کو گاڑی تیار کرے"

چوہدری حاکم نے پاس کھڑے لڈن کو اشارہ کیا تھا، لڈن جلدی سے سر ہلاتا ہوا گیٹ کی طرف چل دیا، اب سب کی نگاہیں چوہدری حاکم پر جمی تھیں

"کاہے کو جا رہے ہیں اس سانپ کے پاس آپ؟ اب کیا فائی دہ دکھ جو دینا تھا دے دیا، میں تو کہیے دیتی ہوں حویلی کی دہلیز میں قدم نا رکھے وہ لچا۔۔ لٹیارا"

خدیجہ نے دلگیر لہجے میں غصہ نکالا اور پھر سے دوپٹے میں منہ چھپائے روتی اریب کو دکھ بھری نگاہوں سے دیکھا

www.novelsclubb.com

" کیوں نا جاؤں۔۔۔وہ وہیں طلاق دے گا اس عورت کو یہ کیا کوئی چھوٹی موٹی بات ہے، چوہدری حاکم کی بیٹی کے سر وہ سوکن لا کر بیٹھا دے گا وہ بھی طوائف اور میں چپ سادھ لوں گا ہو ہی نہیں سکتا "

چوہدری حاکم نے غصے میں دانت پیستے ہوئے ایسے کہا کہ ان کا پورا وجود غصے سے کانپ اٹھا اور سفید رنگت پل بھر میں ہی سرخ ہونے لگی۔

" ابا جی بال بچے ہیں اس میں سے بھی ایسے کیسے طلاق دے گا اب "

نوازش نے پریشان سے لہجے میں کہتے ہوئے گفتگو میں حصہ ڈالا، چوہدری حاکم نے ایسی خونخوار نگاہ نوازش پر ڈالی کہ وہ فوراً نگاہیں جھکا گیا۔

" تو یہاں کیا۔۔۔یہ دونوں اس کے بچے نہیں ہیں، اس کی اچھی خبر لوں گا میں یہ صلہ دیا ہماری بے لوث محبت کا اس نے، اپنے کاروبار کو میں نے اسے ایسے سونپ دیا تھا جیسے وہ میرا تیسرا بیٹا ہو، اور اس نے میری ہی بیٹی کو دکھ دے دیا "

چوہدری حاکم کا چہرہ سرخ تھا اور جھری دار کنپٹی کی نسیں بھی غصے کے سبب باہر کو ابھر رہی تھیں۔اور پھر وہ وہاں رُکے نہیں تھے تیز تیز قدم اٹاری کے زینے اترنے لگے پیچھے نقیب

www.novelsclubb.com

اور نوازش بھی اسی رفتار سے قدم بڑھا چکے تھے اور اٹاری میں سب نفوس دم سادھے کھڑے تھے بس اریب کا بین گونج رہا تھا۔

کبھی خوشی نادی۔۔۔اس شخص نے مجھے۔۔۔ہائے۔۔۔ساری عمر کاٹ دی " " اپنے میکے میں۔۔۔۔سفید ہوتے ہوئے بالوں میں یہ کھے ڈال گیا۔۔۔۔

****

چھت پر لگا پنکھا درمیانی رفتار میں چل رہا تھا اور پنکھے کے گھومتے پر گیں۔۔۔گیں۔۔۔ کی آواز کے ساتھ پورے کمرے میں ہوا بکھیر رہے تھے، ہوا نیچے میز پر رکھی کتاب کے اوراق کو اُڑا رہی تھی اور کتاب کے ساتھ میز پر کہنی کے بل ہاتھ پر چہرہ ٹکائے مالا کتاب سے بے نیاز اداس چہرہ لیے خلا میں گھور رہی تھی۔

تقی سامنے کرسی پر بیٹھا کسی کتاب کو پڑھنے میں محو تھا۔ مالا جب پیپر دے کر واپس آئی تو پورا حاکم قصر ایسے دل دہلا دینے والے سناٹے میں ڈوبا تھا کہ وہ پریشان ہو گئی بعد ازاں غزالہ سے اسے سارے ماجرے کی خبر ہوئی۔ چوہدری حاکم منیر کو زبردستی اس کے شہر

والے گھر سے اٹھالائے تھے اوراب منیر میاں کو کہاں رکھا گیا تھا حویلی کے مکین ابھی اس بات سے بے خبر تھے۔

کتاب کے اوراق پھڑ پھڑانے کی آواز مسلسل تقی کے کانوں میں پڑی تو اس نے سر اوپر اٹھایا، مالا اداس صورت اور پر سوچ نگاہیں لیے خلا میں گھور رہی تھی۔ کرمزی رنگ کے جوڑے میں وہ اس جوڑے پر بنے چھوٹے چھوٹے سرخ پھولوں کی ہی مانند لگ رہی تھی۔ بالوں کا وہی مخصوص انداز درمیان میں مانگ اور چوٹی کندھے سے آگے کی طرف گرائے ، لمبی گھنی پلکیں جھپکے بناوہ سامنے غیر مرئی نقطے کو گھورتے ہوئے پتا نہیں کیا سوچ رہی تھی۔

" مالا۔۔ کیا ہوا؟ "

تقی نے آہستگی سے پکارا تو وہ پلکیں جھپکا کر ہوش میں آئی۔ ہتھیلی پر سے ٹھوڑی اٹھائے اور جلدی سے ایک نظر کتاب کی طرف اور پھر تقی کی طرف دیکھا۔

" کہ۔۔۔ کچھ نہیں "

بے دلی سے جواب دیا اور نگاہیں کتاب پر جما دیں، تقی نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا جو الجھن کا شکار تھا۔

"کچھ تو ہے بتاؤ تو کیا آج والا پرچہ اچھا نہیں ہوا؟"

تقی نے آبرؤ چڑھائے تشویش سے سوال کیا جس پر وہ فوراً نفی میں سر ہلا گئی۔

"پیپر بہت اچھا ہوا ہے پر میں یہ سوچ رہی ہوں منیر پھپھا نے دوسری شادی کیوں کی آخر؟ اریب پھپھو اتنی پیاری تو ہیں"

مالا نے دکھ بھرے لہجے میں اپنی اداسی کا سبب بتایا تو تقی نے مسکراتے ہوئے کتاب بند کی اور بغور اس کے چہرے کی طرف دیکھا معصوم صورت اور پیشانی پر الجھی سی لکیریں موجود تھیں۔

"اس کا تعلق خوبصورتی سے تو نہیں ہوتا، اس کا تعلق تو محبت سے ہوتا ہے، جس مرد کو اپنی بیوی سے محبت نہیں ہوتی وہی اپنی بیوی کو ایسا دکھ دیتا ہے کیونکہ اس کے احساسات اس کے لیے ختم ہو جاتے ہیں"

تقی نے شائستگی سے جواب دیا، مالا نے روہانسی صورت بنالی لیکن تقی اُسکی حالت سے بے نیاز بس بولے جارہا تھا۔

"دیکھو دوسری شادی ویسے تو مرد کر سکتا ہے اسے اجازت ہے، پر اس کی بہت سی شرائط ہوتی ہیں جو آجکل کے بہت سے مرد کبھی پوری نہیں کر سکتے اور جس طرح منیر پھپھا نے دوسری شادی کی یہ غلط ہے اس میں انہوں نے اپنی بیوی کو دھوکا دیا چھپ کر شادی کی اور یہ ثابت کر دیا انہیں اریب پھپھو سے محبت نہیں تھی "

تقی نے ایک لمحے کا توقف کیا، وہ دم سادھے تقی کو سن رہی تھی اور دل میں عجیب سے وسوسے اور خوف سر اٹھانے لگا تھا۔

"کیونکہ ہم بیوی کو دکھ دینے کا صرف اس وقت سوچ سکتے ہیں جب ہمارے دل میں اس کی محبت ختم ہو جائے مطلب ہم اس کے احساسات کی پرواہ نا کریں، اور دوسری عورت سے شادی کر لیں۔"

www.novelsclubb.com

تقی نے بغور اس کے چہرے کی طرف دیکھا جہاں خوف کے سایے لہرا رہے تھے۔ مالا نے بھنویں سکیڑیں اور ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسائے میز پر رکھا، لبوں کو آپس میں ملا کر ہمت جتائی۔

" تو کیا آپ بھی دوسری شادی کر لیں گے؟ "

سہمے سے لہجے میں سوال کیا، جبکہ نگاہیں نیچے جھکا رکھی تھیں، تقی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا جو رونے جیسی صورت بنائے بیٹھی اس سے سوال کر رہی تھی۔

" کیا۔۔۔؟ "

تقی بے ساختہ اس کی بات پر ہنس دیا اور سر ہوا میں تاسف سے مارا، بمشکل اپنی ہنسی کو روکا، اچھا تو یہ تب سے یہ سوچ جا رہی ہے۔

www.novelsclubb.com

" ہاں آپ بھی تو مجھ سے محبت نہیں کرتے تو کیا دوسری شادی کر لیں گے "

خفا سا لہجہ تھا اور خالصتاً بیویوں جیسا شکوہ، تقی نے محبت سے اسکی طرف دیکھا جس کو اپنی فکر پڑ گئی تھی۔

" تمھیں کب میں نے کہا کہ میں تم سے محبت نہیں کرتا؟ "

مسکراہٹ کو لبوں میں بمشکل دبائے مالا سے سوال کیا، نگاہوں سے اس کے چہرے کے ہر ہر نقوش کو چھو لیا، وہ یوں اس کی محبت کو کھو دینے کا خوف لیے بیٹھی اس کے دل میں اپنی جڑیں اور پھیلا رہی تھی۔

مالا نے پلکیں گالوں پر لرزائی یں وہ چہرے پر ایسے نگاہیں گاڑے بیٹھا تھا کہ سامنے دیکھنا محال تھا، لجائی سی آواز میں اگلا شکوہ کیا

" تو آپ نے یہ کب کہا کہ آپ محبت کرتے ہیں "

لہجہ ہنوز خفگی بھرا تھا اور چہرے پر انگنت رنگ رقص کناں تھے۔

" تو محبت کیا بتانے سے ہی ظاہر ہوتی ہے اعمال سے نہیں ہو سکتی کیا؟ "

تقی نے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے مخمور لہجے میں کہا تو مالا نے الجھ کر نگاہ اٹھائی کون سے اعمال آج تک میرا ہاتھ تک تو پکڑا نہیں۔۔۔ دل نے دماغ سے ہی شکوہ کر ڈالا

" میں تمہارا اتنا خیال کرتا ہوں، تمہاری ہر خواہش کا خیال کرتا ہوں کیا یہ محبت نہیں "

www.novelsclubb.com

تقی نے بھنویں اچکائے سوالیہ نگاہوں کو اس کے چہرے پر جمائے پوچھا جواب اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

" تو آپ پھر دوسری شادی نہیں کریں گے نا "

بے یقینی سے پوچھا، نگاہیں ہنوز تقی کی گہری سیاہ آنکھوں میں جھانک رہی تھیں اور دل ہولے ہولے میٹھا سا ارتھ رگ و پے میں دوڑانے کا سبب بن رہا تھا اور ایسا ہی کچھ حال سامنے بیٹھے تقی کا تھا، اس کی ہر ادا پر دل ہار رہا تھا وہ پر دل اسے تنگ کرنے پر اکسانے لگا

جس دن تم نے کہا تھا مجھے نہیں پڑھنا اس دن میں نے سوچا تھا ویسے کہ دوسری "

" شادی کرلوں گا کسی پڑھی لکھی، کسی ڈاکٹر سے

تقی نے مسکراہٹ دبائے اسے چھیڑا تھا، حالانکہ جس دن اس نے پڑھنے سے انکار کیا تھا اسی دن تو اس سے محبت کے انوکھے جذبے سے وہ آگاہ ہوا تھا، تقی کی اس بات پر اسکا پورا منہ کھل گیا، دل ڈوب گیا اور آنکھیں اداس ہو گئی یں

" اگر میں ناپڑھتی تو آپ شادی کرلیتے "

دلگیر لہجے میں معصوم رونی صورت بنائے سوال کیا

" ہاں سوچا تو تھا ایسا "

تقی نے کندھے اچکائے اور مسکراہٹ کو امڈنے سے زبردستی روک کر سنجیدگی اختیار کی اور یہ کرنا اس کے لیے مشکل تو نہیں تھا۔

" آپ نے تو ابھی کہا تھا کہ مرد دوسری شادی اس وقت کرتا ہے جب اسے پہلی بیوی کے دکھ کا احساس نہیں ہوتا، تو آپ صرف اس وجہ سے کر لیتے کہ میں پڑھ لکھ نہیں رہی تھی "

مالا کی آنکھیں بھیگ گ ئی تھیں، تقی فوراً کرسی کو دونوں ہاتھوں سے گھسیٹ کر اس کے قریب ہوا اب وہ بلکل مالا کی کرسی کے سامنے اپنی کرسی کچھ یوں رکھے ہوئے تھا کہ مالا کے گھٹنوں کے سامنے اس کے گھٹنے تھے۔

" ادھر دیکھو میری طرف، تمہیں پتا ہے میں کیوں چاہتا ہوں تم پڑھ لکھ جاؤ "

تقی نے اس کا خفا سا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر کیا، وہ خفا سی تقی کی آنکھوں میں جھانک رہی تھی نیلی پتلیوں والی آنکھوں میں آنسوؤں کی دبیز تہہ چمک رہی تھی۔ تقی نے سنجیدگی سے بات شروع کی

’’میں تم سے عمر میں اتنا بڑا ہوں کہ کل اگر جلدی اس دنیا سے چلا جاتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ‘‘

مالا چونک کر اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی تقی کے منہ پر ہاتھ رکھ چکی تھی، تقی نے محبت سے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے دونوں ہاتھوں میں دبا لیا

’’ روکو مت مالا سنو، ہاں میں چاہتا ہوں اگر میں تم سے پہلے اس دنیا سے چلا جاؤں تو نا تو تم کسی کی محتاج ہو اور نا ہمارے بچے ‘‘

مالا حیرت سے اس کے آنکھوں میں دیکھ رہی تھی، جو بڑے آرام سے اس طرح کی باتیں کرتا ہوا اس کے دل کو دبوچ رہا تھا شدت سے احساس ہوا کہ وہ اسکا کیا ہے اس کی ایسی بات پر ہی سانس رکنے لگی تھی۔

ہاں یہی وہ محبت ہے جو اللہ عورت کے دل میں شوہر کے لیے پیدا کرتا ہے کہ وہ اپنے شوہر کے منہ سے ایسی بات سن تک نہیں سکتی، اسی لیے وہ شریک حیات کہلاتی ہے۔

’’ ایسے باتیں کیوں کر رہے ہیں، اللہ نا کرے آپ کو کچھ ہو کبھی، میری عمر بھی آپ کو لگ جائے ‘‘

مالا نے بھیگی سی آواز میں اپنی عمر سے بڑی بات کر دی تھی اور یہ سب بے ساختہ اس کے دل سے نکلا تھا وہ تقی سے بے پناہ محبت کرنے لگی تھی۔اور یہ محبت شادی سے پہلے والی محبت سے بہت مختلف تھی اسے اب شادی کے بعد تقی اپنے ہی جسم کا کوئی حصہ لگتا تھا جس کے بنا جینا وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔

" غلط بات، ایسے نہیں کہتے، جاناسب نے ہے ایک دن، میں تو ایک حقیقت بتا رہا ہوں تمہیں کیونکہ تم بہت چھوٹی ہو مجھ سے "

تقی نے محبت سے کہتے ہوئے اس کے ملائی م سے ہاتھ پر گرفت مضبوط کی، مالا نے غصے سے ہاتھ پیچھے کھینچے

" چھوٹی ہوں۔۔۔ چھوٹی ہوں۔۔۔ میں نہیں ہوں چھوٹی آپ کی بیوی ہوں بس، چھوٹی بڑی کا نہیں پتا مجھے "

مالا کے لہجے میں خفگی تھی وہ رو دی تھی، تقی بے ساختہ اس کی اس بات پر قہقہ لگا گیا

" ٹھیک ہے مان لیا تو بیوی جی، آنسو پونچھ ڈالیے، میں دوسری شادی کبھی نہیں کروں گا، اب کچھ پڑھ لیں صبح پرچہ بھی ہے تمھارا "

تقی نے اس کی چھوٹی سی ناک کو پکڑ کر محبت سے دائیں بائیں ہلایا تو وہ اس کے محبت بھرے لمس پر جھینپ گئی پھر گلابی گالوں پر بکھرتے رنگ لیے نگاہیں کتاب پر جھکا دیں۔

تقی نے مسکراتے ہوئے اپنے سامنے پڑی کتاب پھر سے کھول لی۔ جس طرح کا اظہار مالا چاہتی تھی شائی دا سے ویسا اظہار کرنا نہیں آتا تھا۔ وہ عمر کے اس حصے میں تھی جہاں لڑکیوں کی خواہشیں لفظوں کی محتاج ہوتی ہیں جبکہ وہ عمر کے اس حصے میں تھا جہاں وہ سمجھتا تھا لفظوں سے زیادہ اعمال سے محبت جتانی چاہیے۔

****

قندیل فوارے سے لٹکے جل رہی تھی، شیشے کے بنے گول سے شمع دان میں شمع آہستہ آہستہ جلتے ہوئے ہل رہی تھی، صحن ملگجی سی روشنی میں نہایا ہوا تھا جبکہ اٹاری میں سو واٹ کے بڑے بلب کی پیلی روشنی پھیلی ہوئی تھی، رات کے اس پہر پہلی دفعہ حویلی کی اٹاری میں سب نفوس جاگ رہے تھے، رات کے سات بجتے ہی جو بے سدھ سو رہے ہوتے

تھے آج رات دس بجے بھی جاگ رہے تھے۔ صرف بچے تھے جو کمروں میں سو رہے تھے اور منیر میاں کو جان بوجھ کر بچوں کے سو جانے کے بعد حویلی میں لایا گیا تھا۔

اٹاری کی رنگ برنگی ابھرے ابھرے نقش و نگار والی چھت سے لٹکتے تینوں پنکھے چل رہے تھے، تخت پر خدیجہ بیگم اریب کے کندھے تھام کر بیٹھی تھیں، چوہدری حاکم کرسی پر بیٹھے تھے اور سامنے موڑھے پر منیر اختر مجرموں کی طرح سر جھکائے بیٹھا تھا اس کے منہ پر جگہ جگہ نیل کے نشان تھے آج تیسرے دن اسے حویلی میں لایا گیا تھا۔

منیر میاں کو اس کے شہر والے گھر سے اٹھا کر سید ھا ڈیرے لے جایا گیا تھا جہاں اس کی اچھی خاصی خدمت کے بعد اس کے گھر والوں کو بھی بلایا گیا، منیر میاں نے کہا وہ حویلی جا کر اپنا فیصلہ سنائے گا۔ اور اب تمام نفوس اس کی بات پر پوری آنکھیں کھولے کھڑے تھے

۔

www.novelsclubb.com

بات ہی کچھ ایسی تھی سب کا یوں ششدر رہ جانا بنتا تھا، منیر میاں سر جھکائے جو کہہ رہا تھا وہ کہاں قابل قبول تھا۔

"ہاں میری شرط یہی ہے میں رانی کو طلاق دینے کے لیے تیار ہوں، پر وہ دونوں بچے ان کو میں اپنے ساتھ رکھوں گا"

منیر نے سر نیچے کیے اپنا فیصلہ سنایا، اریب نے نگاہیں اٹھائی یں اور چیخ پڑی، وہ خدیجہ بیگم کے پاس بے حال بیٹھی تھی تیز تیز سانس لیتی بال بکھرائے بیٹھی اریب کا بس نہیں چل رہا تھا وہ منیر پر جھپٹ پڑے اور اس کا گریبان پکڑ کر جھنجوڑ دے۔

"تو اب عمر کے اس حصے میں۔۔۔ میں اپنی سوکن کے بچے پالوں گی یہ صلہ دیا تو نے میری وفا کا، میری محبت کا"

اریب نے دکھ سے چیختے ہوئے شکوہ کیا اور پھر دوپٹہ منہ میں لے کر اونچا اونچا رو دی۔

"چپ کرو اریب، آواز نا نکلے تمہاری"

www.novelsclubb.com

چوہدری حاکم نے گھورتے ہوئے اریب سے کہا اور پھر گہری سانس لیتے ہوئے منیر کی طرف متوجہ ہوئے، اس وقت اپنی بیٹی کا گھر بچانا ان کے لیے سب سے اہم تھا۔

"ہاں۔۔۔ ہمیں شرط منظور ہے تم اس عورت کو طلاق دو، لیکن اریب اور تم ادھر ہی رہو گے حویلی میں تو اس لیے تمہارے وہ بچے بھی ادھر ہی آئی یں گے"

چوہدری حاکم نے ناک پھلائے فیصلہ سنایا، تو خدیجہ بیگم غصیلی نگاہوں سے منیر کو گھورتے ہوئے گویا ہوئی یں۔

" تجھے تو یہ دیدنا آوئے آستین کے سانپ، اتنے اتنے سے تو تیرے نواسی نواسے ہیں، کچھ تو حیا کرتا یہ خاک ڈالنے سے پہلے "

خدیجہ بیگم کی تیکھی سی آواز ابھری تو، منیر نے لب بھینچے سر جھکالیا وہ نادم تو تھا لیکن وہ اتنی مار کھانے کے بعد بھی اپنے بچے چھوڑنے پر راضی نہیں ہوا تھا۔ تقی جو تب سے ستون کے پاس چپ کھڑا تھا اب برداشت ختم ہونے پر آگے ہوا۔

" داجی یہ ظلم ہے سراسر ظلم، ایک ظلم تو منیر پھپھا اپنی بے حسی کی وجہ سے دوسری شادی کر کے ڈھا ہی چکے ہیں اور اب آپ لوگ ماں سے اس کے بچے الگ کریں گے ایک تو ابھی بہت چھوٹا ہے، میں تو یہ کہتا ہوں پھپھا کی دوسری شادی کو قبول کر لیں "

تقی نے سنجیدگی سے اپنا مفید مشورہ دیا جس پر منیر نے تو چونک کر تقی کی طرف تشکر آمیز نگاہوں سے دیکھا، جبکہ چوہدری حاکم نے غصے سے تقی کو گھورا انہیں تقی کی یہی باغی عادت بری لگتی تھی۔ اریب تخت کو دونوں ہاتھوں سے تھامے چیخ پڑی

"نہیں یہ طلاق دیں اس عورت کو ہر حال میں دیں۔۔۔،میں ان کی جان نہیں بخشوں گی اور وہ بچے بھی حویلی میں نہیں آئی یں گے۔۔۔"

اریب گلا پھاڑے تیز تیز سانس لیتے ہوئے اپنا فیصلہ سنا رہی تھی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اوراب خونخوار نگاہوں سے منیر کو گھور رہی تھی۔

"نہیں میں بچے نہیں چھوڑ سکتا، جہاں میں رہوں گا وہاں میرے وہ بیٹا اور بیٹی رہیں گے"

منیر نے سر جھکا کر دائی یں بائی یں نفی میں ہلاتے ہوئے اپنے اٹل فیصلے سے آگاہ کیا، تقی کے ساتھ نے اس کی ہمت بڑھا دی تھی

"پھر مجھے چھوڑ دیں۔۔۔ چھوڑ دیں مجھے یہ مجھ سے جو دو بچے ہیں آپ کے ان سے تعلق ختم کر دیں، یہ جواب آپ کے بڑھاپے کا سہارا بننے والا ہے اس سے کہہ دیں کہ یہ بیٹا نہیں ہے آپ کا"

اریب ننگے پاؤں بپھر کر تخت سے اٹھتی آگے بڑھی، نقیب نے بمشکل اس کو قابو کیا، وہ منیر پر چیخ رہی تھی اور جھپٹنا چاہ رہی تھی۔

" چپ کرو تم سب، وہ ایک طوائف تھی لیکن بچے منیر کا خون ہیں منیر اس عورت کو طلاق دے اور بچے ابھی سے الگ کردے حویلی میں لے آئے یہاں پلیں گے وہ "

چوہدری حاکم نے ہاتھ کھڑا کرتے ہوئے دوٹوک لہجہ اپنایا، مسوائے تقی کے سب خاموش ہوئے جبکہ تقی کچھ بولنے کے لیے آگے بڑھا ہی تھا جسے نوازش نے ہاتھ پکڑ کر اشارے سے زبردستی چپ رہنے کا کہا

" میں نہیں پالوں گی اس گندی عورت کے بچوں کو، میں گلے دبادوں گی ان کے "

اریب نے چیخ کر غم و غصہ ظاہر کیا

" چپ کر کیا جاہلوں کی طرح بولے چلے جا رہی ہے۔۔۔ شوہر بھٹک جایا کرتے ہیں اور اچھی بیویوں کا شیوہ ہے ان کو معاف کریں منیر میاں اس عورت کو چھوڑ رہے ہیں یہ کافی ہے تمھارے لیے "

www.novelsclubb.com

چوہدری حاکم نے اونچی آواز میں دھاڑتے ہوئے کہا اور غصے سے اریب کی طرف دیکھا، جو اب بمشکل خود پر قابو پائے کھڑی تھی۔

"بلقیس، غزالہ۔۔۔جب وہ بچے حویلی میں آئی یں گے تم دونوں دیکھ بھال کرو گی ان بچوں کی"

چوہدری حاکم نے پیشانی پر انگنت شکن نمودار کیے حکم صادر کیا تو بلقیس اور غزالہ فوراً سر جھکا کر اثبات میں ہلانے لگیں۔

"بس اب اس کے بعد کوئی بات نہیں ہو گی اس پر، منیر میاں صبح میرے ساتھ وکیل کے پاس چلو گے تم طلاق کے کاغذات تیار کرنے ہیں، فارغ کرو اس عورت کو"

چوہدری حاکم نے تلخ لہجے میں منیر کو گھورتے ہوئے حکم دیا، اور پھر نگاہیں گھما کر سب کی طرف دیکھا

"چلو اب جاؤ سب اپنے اپنے کمروں میں یہاں کوئی نظر نا آئے مجھے"

چوہدری حاکم نے غصے سے کہا اور قدم اپنے کمرے کی طرف بڑھا دیے۔اب سب آہستہ آہستہ اپنے کمروں کی طرف قدم بڑھا چکے تھے۔

****

www.novelsclubb.com

مالا نے کمرے کا دروازہ آہستگی سے بند کیا، اور غصے میں ماتھے پر بل ڈالے بیٹھے تقی کی طرف دیکھا جو باہر واحد ایسا تھا جو سب سے الگ بات کر رہا تھا کہ اس عورت کو اس کے بچوں سے الگ نا کیا جائے پر آج بھی بڑوں میں سے کسی نے تقی کی ایک نہیں سنی تھی۔

تقی پلنگ پر ٹانگیں لٹکائے لب بھینچے ایسا بیٹھا تھا جیسے غصہ ضبط کر رہا ہو، سرخ چہرہ تھا جہاں جبڑے سختی سے ایک دوسرے میں پیوست تھے۔ وہ ہلکے نیلے رنگ کی شرٹ کے نیچے سیاہ پینٹ پہنے ہوئے تھا شرٹ کے آستین مخصوص انداز میں اوپر چڑھا رکھی تھیں اور دونوں ہاتھوں کے پنجوں کو آپس میں ملائے ہوئے غصے میں بھرا بیٹھا تھا۔

مالا کا آج آخری پرچہ تھا پر اس کی سوچ کے بلکل برعکس وہ اتنی خوش نہیں تھی جتنا اس نے سوچا تھا کہ وہ پرچے ختم ہونے پر خوش ہو گی، گھر کا ماحول ہی اس قدر تناؤ کا شکار تھا کہ کوئی ایک نفس بھی خوش نہیں تھا۔ اور اب تقی کی یہ حالت مالا کو برداشت نہیں تھی۔

وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی پاس آکر تقی کے برابر میں پلنگ پر ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ چکی تھی، کچھ سکینڈ یونہی خاموش رہنے کے بعد مالا نے لب کھولے تو کمرے میں پنکھے کی آواز کے بعد کسی کی آواز سنائی دی۔

www.novelsclubb.com

"تقی آپ پریشان نا ہوں، دا جی بڑے ہیں بے شک ان کا فیصلہ درست ہی ہو گا"

مالا نے ملائم سے لہجے میں تقی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا وہ لب بھینچے سامنے دروازے کو غصے سے گھور رہا تھا۔ مالا کی بات پر وہ فوراً بول پڑا

"ہر بات غلط ہے بلکل غلط ہے، دوسری عورت کو طلاق دلوانا، اس کے بچوں سے اسے الگ کرنا"

تقی نے غصے سے جھنجھلاتے ہوئے وہ سب کہا جو اسے باہر کہنے نہیں دیا جا رہا تھا۔ مالا نے بھنویں پریشانی سے سکیڑیں اور محبت سے اس کے چہرے پر نگاہیں جمائی یں۔

"میں آپ کی بات کو سمجھتی ہوں پر یہاں سب فیصلے دا جی کے ہوتے ہیں آپ کی بات کوئی نہیں سنے گا"

www.novelsclubb.com

مالا نے آہستگی سے اسے دیکھتے ہوئے سچ بات بولی اور پھر سر جھکا لیا، تقی ہنوز خاموش بیٹھا تھا، کمرے میں پھر کچھ لمحے کے لیے خاموشی ہو گ ئی تھی اور اب کی بار بھی مالا نے ہی توڑی تھی۔

"میرا آج آخری پرچہ تھا آپ نے تو اس کا بھی نہیں پوچھا مجھ سے،اتنے غصے میں مجھے ہی بھول بیٹھے؟"

مالا نے ٹانگیں آہستہ آہستہ جھلاتے ہوئے شکوہ کیا وہ تقی کا ذہن اس بات سے ہٹانا چاہتی تھی اسے تقی یوں غصے میں بیٹھا پریشان کر رہا تھا۔

مالا کی بات پر تقی نے گہری سانس لی اور پھر سر جھٹک کر مبہم سی مسکراہٹ لبوں پر سجائے اس کی طرف دیکھا جو واحد اس کی زندگی میں اسے دا.جی کا درست فیصلہ لگنے لگی تھی۔

"کیسا ہوا پرچہ؟"

غصے کو ختم کرتے ہوئے ماتھے کے شکن کو ختم کیا اور اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھا وہ آج بڑے دنوں کے بعد نکھری نکھری سی لگ رہی تھی۔

امتحانات میں تو دن رات وہ پڑھائی میں مگن اپنا آپ سنوارنا بھی بھولے ہوئے تھی پر آج وہ شام کو تقی کے آنے سے پہلے ہی بڑے نک سک سے تیار ہوئی تھی، سرخ رنگ کے جوڑے میں دمکتا چندن روپ اور کانوں میں چھوٹی سی جھمکی والے بُندے اسے دلکش بنا

www.novelsclubb.com

رہے تھے جن پر تقی کی توجہ اب گئی تھی اور اس کا یہ روپ واقعی تنے ہوئے اعصاب پر ٹھنڈی پھوار کا کام کر گیا تھا۔

وہ شام کو ہسپتال سے واپس آکر باہر برانڈوں میں ہی مردوں کے ساتھ بیٹھا رہا تھا۔وہ آجکل نقیب کے کہنے پر سیاست میں بھی دلچسپی لینے لگا تھا اور اب رات نو بجے گھر میں آیا تھا سب مردوں کے ساتھ۔

مالا نے مسکرا کر تقی کی نگاہوں میں دیکھا جو اب پیار سے اسے پرچے کا پوچھ رہا تھا۔

" جی بہت۔۔۔بہت۔۔اچھا ہوا پرچہ "

مالا نے چہکتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر جواب دیا، کلائیوں میں پہنیں سرخ کانچ کی چوڑیاں ایک ساتھ بج اٹھیں، تقی اس کی خوشی پر بے ساختہ ہنس دیا جبکہ وہ بچوں کی طرح بولے جارہی تھی۔

www.novelsclubb.com

" اب تو میں جلدی سو سکتی ہوں نا اب تو نہیں جگایا کریں گے نا اور اب چائے بھی نہیں پینی مجھے رات کو میں پہلے کی طرح دودھ پی کر سویا کروں گی "

وہ اسے اپنی آزادی سے آگاہ کر رہی تھی جبکہ وہ اس کے چہرے اس کی ہاتھوں کو محبت پاش نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

ایک نرم سا احساس تھا جو گھیرا ڈال رہا تھا۔ وہ یوں پاس بیٹھی آج اسے سارے خول توڑنے پر مجبور کیے ہوئے تھی۔ پر دماغ تھا کہ دل کو جکڑ کر قابو کرنے کی بے انتہا کوشش میں لگا تھا جو بے تاب ہوئے جا رہا تھا۔

" شکر شکر شکر، امتحان ختم ہوئے۔۔۔ "

وہ اب چہکتے ہوئے ہاتھ اوپر اٹھائے اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی۔ وہ یوں چہکتی کھلکھلاتی تقی کے دل پر زور کی ضرب لگا چکی تھی اور وہ بے اختیار بول پڑا

" ابھی ایک امتحان تو باقی ہے "

تقی کی مخمور سی آواز پر مالا کے اوپر کو اٹھے ہاتھ ایک دم نیچے آئے اور پھر سوالیہ نظروں سے تقی کی طرف دیکھا، جو محبت سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

" کیسا امتحان۔۔۔؟ "

مالا نے آبرؤ چڑھائے معصومیت سے سوال کیا، دل تو دھک سے رہ گیا اب کون سا امتحان باقی تھا۔ تقی نے گہری نگاہوں کو اس کے چہرے پر گھمایا

" ہے ایک امتحان جو میں لوں گا تمھارا، پر ابھی نہیں "

تقی نے مخمور سے لہجے میں ذو معنی جملہ کہا اور دلکش مسکراہٹ لبوں پر سجائی، مالا نے اس کی آنکھوں میں موجود شرارت کو اور اس کی بات کو سمجھتے ہی جھینپ کر پلکیں گرائی یں، دل پوری رفتار سے دھڑکا تھا اور پورے وجود میں کرنٹ دوڑ گیا۔

تقی اس کی حالت سے محظوظ ہو رہا تھا جب اچانک اس نے بول کر اس کے چھکے چھڑا دیے

۔

" ابھی کیوں نہیں۔۔۔۔۔۔ "

مالا کی مدھم سی سرگوشی نما آواز ابھری، جو بمشکل اس کے حلق سے برآمد ہوئی تھی وہ اب گلال ہوئے بیٹھی تھی جتنی تیزی سے دل دھڑک رہا تھا اتنی تیزی سے گداز گالوں پر پلکیں لرز رہی تھیں۔ مالا کا یہ انداز رہے سہے ضبط کو ختم کرنے پر تلا تھا، تقی گڑبڑا کر فوراً پلنگ پر سے اٹھا۔

"ابھی۔۔۔۔ابھی۔۔۔نہیں "

تیزی سے کہتے ہوئے وہ آگے بڑھنے لگا تھا جب مالا کے ہاتھ نے اس کے ہاتھ کو تھام لیا، وہ منجمند ہو گیا، مالا ہاتھ کو تھامے ہی آہستگی سے کھڑی ہوئی

"امتحان تو مجھے دینا ہے نا تو میں تیار ہوں "

مالا نے آہستگی سے کہا اور تقی کے کندھے پر سر رکھ کر آنکھیں موند لیں ضبط کی آخری سیڑھی پر وہ اسے ناکام بنا چکی تھی۔

****

سفید کاغز پر نیلی سیاہی کے قلم سے ایک دائی رہ کھینچ کر سو بٹا سو لکھا گیا تھا۔چِراغ شام سے پہلے

www.novelsclubb.com

ہماو قاص

قسط نمبر 19

کاغذ پر لکھے نمبروں کے ایک طرف تقی کے دستخط تھے۔کاغذ کو کتاب کے کونے کے نیچے دیا گیا تھا تاکہ وہ چلتے پنکھے کی ہوا سے اُڑ نا جائے ،میز کے قریب ہی پلنگ پر لیٹی مالا نے آہستگی سے آنکھیں کھولیں۔کمرہ روشن دان اور دروازے کے دونوں کواڑ کے درمیان موجود خلا سے چھن چھن کر آتی روشنی کے سبب بہت حد تک روشن ہو چکا تھا۔

بھاری سے پلکیں اور دن چڑھے تک سونے کی وجہ سے آنکھیں بوجھل تھیں ،اسے کسی نے اُٹھایا بھی نہیں ،سب کو یہ احساس تھا کہ کل اُس کے امتحانات ختم ہوئی یں ہیں تو اس لیے آرام کر رہی ہے۔

تقی اٹھ کر جا چکا تھا جس کے جانے کی اسے خبر تک نا ہوئی ،نا اس کے جانے کی ،نا مالا کو بیٹھ کر کتنے ہی لمحے تکنے کی ،اور نا دلکش مسکراہٹ کے سنگ پرچے پر اس کے لیے نمبر لکھنے کی ۔مالا کو تو ان سارے لمحوں کی خبر ہی نا ہوئی وہ گہری نیند سو رہی تھی۔اور وہ محبت سے اسے دیکھتا ہوا چلا گیا تھا۔

اب تقریباً صبح دس بجے کے قریب اس کی آنکھ کھلی تھی اور وہ آنکھیں کھول کر کتنے ہی پل یونہی پلنگ پر چت لیٹی مسکاتی رہی پھر میز پر کتاب کے کے کونے کے نیچے پڑے کاغذ

www.novelsclubb.com

کے بار بار ہوا کے زور سے پھڑ پھڑانے کی آواز پر گردن کو تکیے سے تھوڑا اوپر اٹھائے میز کی طرف دیکھا۔

چادر کو خود سے اتارتی، آنکھیں سکیڑ کر کاغذ کی طرف دیکھتی وہ ننگے پاؤں ہی پلنگ سے اتری تھی، میز کے قریب جا کر کاغذ کو کتاب کے کونے کے نیچے سے نکال کر آنکھوں کے سامنے کیا۔

تقی کی لکھائی وہ باخوبی پہچانتی تھی اور اس پر دیے گئے نمبر دل دھڑکا گئے تھے، کاغذ میں ہی گلال ہوتا چہرہ چھپائے کتنے لمحے وہ میز کے قریب کھڑی من ہی من لمحے دہرا کر شرماتی رہی، امتحان میں پاس نہیں پورے نمبر دے کر جانے والا اس کے دل کی سلطنت کے تخت پر براجمان تھا۔

کاغذ کو چہرے پر سے ہٹایا اور ارد گرد نگاہ دوڑائی تو کمرے کی ہر چیز اس کے سنگ خوشی میں رقص کرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ وصل کی سرشاری چہرے کی چمک میں اضافہ کیے ہوئے تھی، تقی سے جو کچھ ہچکچاہٹ باقی تھی اب ختم ہو چکی تھی یوں لگا اس پر اور اس کی ہر چیز پر اب اس کا حق ہے۔

گھوم کر کمرے کو دیکھا آج بس تقی کے آنے سے پہلے ہی پورا کمرہ، یہ میز، کتابیں، الماری ہر چیز صاف کرنی ہے، سکینہ کو بلاتی ہوں اور اسے اپنے ساتھ کام پر لگاتی ہوں۔

اچانک ذہن میں امڈتے خیال کے باعث، دلکش سے مسکراہٹ نے چہرے پر رنگ بکھیر دیے تھے وہ کاغذ کو پیار سے پاس پڑی کتاب کے اندر رکھتے ہوئے کمرے کے بیرونی دروازے کی قدم بڑھا چکی تھی۔

****

پلنگ پر کتابوں کا ڈھیر لگا تھا، ادب، فکشن، سائنس اور نصاب کی مختلف چھوٹی بڑی کتابیں تھیں جن کو اتنے سالوں تک تقی کے علاوہ کسی کو ہاتھ لگانے کی اجازت تک نا تھی، مٹی کی تہہ سے اٹی ہوئی کتابیں اب اوپر نیچے پلنگ پر ڈھیر ہو رہی تھیں۔

مالا سٹول پر کھڑی الماری کے اوپری خانے میں سے کتابوں کو اٹھا کر سٹول کے پاس کھڑی سکینہ کو پکڑا رہی تھی اور سکینہ اس کے ہاتھ سے کتابیں لے کر پلنگ پر کتابوں کو اوپر نیچے رکھتے ہوئے ڈھیر لگا رہی تھی، گہرے نیلے رنگ کا جوڑا جو جگہ جگہ سے دھول، مٹی سے اٹا ہوا تھا زیب تن کیے، دوپٹے کو دائیں کندھے پر ڈال کر بائیں طرف سے کمر

پر باندھے، قمیض کے آستین کہنیوں تک موڑ کر اوپر چڑھائے، بالوں کی چٹیا کو گھما کر جوڑے کی شکل دیے وہ الماری سے کتابیں نکالنے میں مگن تھی، وہ ایک دفعہ میں پانچ سے چھ کتابیں دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر سٹول کے پاس کھڑی سکینہ کو پکڑا رہی تھی۔ مالا نے ناگواری سے ناک چڑھائی۔

"افف توبہ ویسے تو اتنے صاف ستھرے ہیں جناب اور اس الماری میں دیکھو کیا گندگی چڑھا رکھی ہے، خدا کی پناہ، اہو۔۔۔و۔و۔۔۔۔۔۔اہو۔۔۔و۔و۔۔۔۔"

وہ ہاتھ کو چہرے کے آگے جھلاتے ہوئے کھانسنے لگی، کتابوں کے اٹھانے کے سبب ہوا میں اُڑتی دھول ناک کے نتھنوں سے سفر کرتی گلے میں خراش پیدا کر رہی تھی۔

وہ اب سٹول سے نیچے اتر کر دوسرے نمبر والے خانے پر متوجہ ہوئی، کتابیں اٹھا کر ایک طرف کی تو ایک کونے میں پڑی قمیض پر نظر پڑی جو کتابوں کے موجود خلا میں گھسا کر رکھی ہوئی تھی۔

مالا نے مگن سے انداز میں کتابیں ایک طرف کرتے ہوئے قمیض کو نکال کر پلنگ پر پھینک دیا، پہلے خانے کی طرح دوسرے خانے میں موجود ساری کتابیں بھی پلنگ پر ڈھیر کرنے

کے بعد وہ پیچھے ہوئے اور سکینہ کو ہاتھ سے آگے آنے کا اشارہ کیا سکینہ نے الماری کو اچھی طرح کپڑے سے صاف کیا جبکہ وہ اس دوران پلنگ پر پڑی کتابوں کو کپڑے سے صاف کرتے ہوئے احتیاط سے واپس پلنگ کی ایک طرف خالی جگہ پر رکھ رہی تھی۔

سکینہ نے الماری کے خانوں سے دھول اچھی طرح جھاڑنے کے بعد مالا کے ہدایت پر پرانے اخبار ترتیب سے تمام خانوں میں بچھائے اور پھر الماری کے کواڑ کو گیلے کپڑے سے صاف کیا تو وہ چمچم کرنے لگی۔

" اترو سکینہ اب تم مجھے کتابیں پکڑاؤ اور میں واپس رکھتی جاتی ہوں "

مالا نے الماری کے قریب آکر سکینہ کو حکم صادر کیا سکینہ سر ہلاتی سٹول سے نیچے اتری اور پلنگ کی طرف بڑھ گئی جبکہ وہ اب سٹول پر کھڑی ہو رہی تھی۔

ترتیب سے کتابیں الماری کے خانوں میں سیٹ کرنے کے بعد وہ اب ستائشی نگاہوں سے صاف ستھری گرد سے پاک الماری کو دیکھ کر مسکرا دی۔

سکینہ اب تم ایسا کرو جھاڑو پوچا کر لو کمرے کا کل کپڑوں کی الماری صاف کرنی ہے "

" بلکل ایسے ہی

مالا نے خوشی اور جوش میں سکینہ کی طرف دیکھ کر کہا، جو چہرے پر تھکان کے آثار لیے کھڑی تھی اس کی اسی تھکان کے پیش نظر مالا نے آج پورے کمرے کی صفائی کا ارادہ ترک کر دیا تھا کیونکہ اس ایک الماری کی صفائی پر ان دونوں کے تین گھنٹے لگ چکے تھے

مالا کی اس بات پر سکینہ بھی مسکراتی ہوئی سے جھاڑو لانے کی غرض سے کمرے کی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گ ئی۔ مالا نے کمر کے گرد دوپٹے کی گانٹھ کو کھولتے ہوئے سامنے پلنگ کی طرف دیکھا تو آنکھیں سکڑ گ ئی یں، کتابوں کی الماری سے نکلی قمیض اس نے اس وقت بنا دیکھے ہی پلنگ پر پھینک دی تھی۔ وہ بھنویں سکیڑے پلنگ کی طرف بڑھی۔

ہلکے شربتی رنگ کی مردانہ کاٹن کپڑے کی قمیض تھی جس پر مٹی کی تہہ جمی تھی مالا نے آگے بڑھ کر قمیض اٹھائی اور اسے کھولا قمیض سے اڑنے والی دھول کے ذرات سے اس کے کپڑے اور بازو بھر گ ئے تھے۔

قمیض کھولتے ہی قمیض کی پھٹی جیب نیچے کو لڑھک گ ئی ایک طرف مٹی کا دھبا تھا اور قمیض کے بٹن۔۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

قمیض کو جھاڑنے کی غرض سے اوپر کیے اس کے ہاتھ یونہی ہوا میں آویختہ رہ گ ئے اور نگاہیں بٹن پر ساکن ہوئی یں، اب بٹن کا عکس اس کی آنکھوں کی پتلیوں میں ابھرا ہوا تھا اور ماتھے کے شکن پہچان ہو جانے کے زیر اثر آہستگی سے کم ہو رہے تھے۔

وہ بے اختیار قمیض کے گریبان پٹی پر لگے بٹن کو پکڑ کر بغور دیکھ رہی تھی۔ایک پل میں ہی وہ شناخت کر چکی تھی یہ بٹن خواب میں اتنی دفعہ وہ دیکھ چکی تھی کہ اب کیسے بھول سکتی تھی۔

وہی بٹن، وہی حجم، وہی شکل اور یہ بات بہت عجیب تھی اس نے یہ بٹن اور اس رنگ کے بٹن آج تک کبھی گھر میں کسی اور مردانہ قمیض کو لگے نہیں دیکھے تھے۔

وہ بٹن کی پہچان کے بعد یونہی خوابوں کو دہرا رہی تھی جب اٹاری سے اٹھتے واویلے کی آواز کانوں میں پڑی، وہ تیزی سے کپڑوں کی الماری کی طرف بڑھی ہاتھ اس دوران عجلت میں قمیض کی تہہ لگا رہے تھے، قمیض کو احتیاط سے الماری کے نچلے خانے میں رکھتی، بیرونی دروازے کی طرف بڑھی۔

کواڑوں کے درمیان لٹکتے سفید ململ کے پردے کو دائیں ہاتھ سے پیچھے سرکاتے وہ اٹاری میں آئی تو سامنے کے منظر پر آنکھیں پوری کھل گئیں، منہا کے بلکنے کی آواز اٹاری میں گونج رہی تھی وہ اپنے پیٹ کو تھامے چیختے ہوئے رو رہی تھی ایک طرف سے بلقیس نے تھام رکھا تھا تو ایک طرف سے غزالہ نے، منہا کے چہرے پر رقم تکلیف کے آثار بتا رہے تھے درد اس کی برداشت کے درجوں سے تجاوز کر چکا ہے۔

صحن میں افراتفری سی مچ گئی، سکینہ، تاری بوا، اریب، خدیجہ بیگم، غزالہ اور بلقیس سب منہا کے ارد گرد جمع تھے۔

منہا کو امید سے ہوئے ابھی مہینہ ہی گزرا تھا اور آج صبح سے وہ ناتواں سی طبیعت لیے پھر رہی تھی پر اب پیٹ میں تکلیف اتنی بڑھ چکی تھی کہ ضبط کھوئے وہ اونچا اونچا چِلا رہی تھی۔

بلقیس نے برقعہ پہن رکھا تھا شائد وہ منہا کے ساتھ جا رہی تھیں، صحن میں پریشان حال سا ثاقب حاکم اب گیٹ سے اندر داخل ہو کر اب تقریباً بھاگتا ہوا منہا اور بلقیس کے قریب آ رہا تھا۔ اس کے قریب آتے ہی غزالہ نے منہا کا تھاما ہوا کندھا چھوڑ دیا۔ اور اب منہا کو

نقیب حاکم ایک طرف سے تھام چکا تھا وہ یونہی بے حال روتی ہوئی منہا کو لے کر حویلی کا گیٹ عبور کر چکے تھے، کھلے گیٹ کے سامنے بہادر کار کا دروازہ کھولے کھڑا نظر آ رہا تھا۔

غزالہ، تاری بوا، اریب اور خدیجہ بیگم اب پریشان صورت لیے واپس اٹاری کی طرف آ رہی تھیں، مالا تیزی سے زینے کے قریب آئی جہاں سے غزالہ اب اوپر آ رہی تھی۔

" اماں کیا ہوا منہا آپا کو؟ "

مالا نے پیشانی پر بل ڈالے تشویش ظاہر کی، غزالہ زینے چڑھ کر اس کے قریب آئی، تاری بوا اب خدیجہ بیگم کا ہاتھ تھامے انہیں بھی زینے چڑھنے میں مدد دے رہی تھی۔

" دعا کرو مالا، بچے کو کچھ نا ہو "

غزالہ نے پریشان سے لہجے میں کہتے ہوئے مالا کے کندھے پر ہاتھ رکھا، مالا کا منہ حیرت اور تاسف سے وا ہوا۔ غزالہ اسے یونہی پریشان سا کھڑا چھوڑ کر آگے بڑھ گئی تھی اور وہ جو منہا کی امید کی خبر پر سب سے زیادہ خوش تھی۔ اب اس خبر پر دل ایک دم سے ڈوبنے لگا۔ ستون سے ٹیک لگائے وہ اداس صورت لیے کتنی ہی دیر حویلی کے گیٹ کو ہی تکتی رہی،

سکینہ اب اس کے کمرے میں جھاڑو لگا رہی تھی۔اور منہا کی پریشانی میں وہ الماری میں رکھے قمیض کو فراموش کر گئی۔

****

پانی سے بھرے گلاس کو دھیرے سے میز پر رکھتے ہوئے مالا میز کے پاس پڑی کرسی پر براجمان ہوئی،سامنے والی کرسی پر تقی سر جھکائے کھانے میں مصروف تھا،میز پر چپاتیا میں گول روٹی اور سٹیل کی پیالی میں سالن پڑا تھا،سر جھکائے کھانے کے باعث اس کے بکھرے سے کچھ بال ماتھے پر گرے تھے۔

منہا کو تقی کے کہنے پر فوراً شہر کے ہسپتال میں لے گئے تھے جہاں اسے داخل کر لیا گیا تھا،بلقیس،نقیب اور بہادر ادھر شہر میں منہا کے پاس تھے جبکہ تقی اب رات کے آٹھ بجے شہر سے واپس لوٹا تھا۔باقی سب لوگ تو رات کا کھانا کھا کر اپنے کمروں میں لیٹ چکے تھے اس لیے تقی کو اس نے اب کمرے میں ہی کھانا دیا تھا۔

"کیسی ہے منہا آپا؟ "

مالا نے پریشان سے لہجے میں، تقی کی طرف دیکھتے ہوئے، منہا کی خیریت دریافت کی، تقی نے میز پر پڑا پانی کا گلاس اٹھا کر منہ کو لگایا، پانی پینے کے بعد گلاس میز پر رکھتے ہوئے مالا کی طرف دیکھا۔

"ٹھیک ہے پر ابھی ایک دو دن ہسپتال میں رہے گی "

سنجیدگی سے جواب دیا اور پاس پڑے رومال سے ہاتھ پونچھے۔ مالا کے چہرے پر اب بھی افسردگی تھی۔

"اور۔۔۔۔بچہ۔۔۔؟ "

بھنویں اوپر چڑھائے آہستگی سے پوچھا، تقی نے لب بھینچے سر کو تھوڑا سا جھکایا اور تاسف سے گردن کو نفی میں جنبش دی، مالا کا دل ڈوب گیا وہی ہوا جس کا ڈر تھا، منہا کا بچہ اب نہیں رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

تقی نے اس کے چہرے کو پریشانی سے زرد ہوتے دیکھا تو جلدی سے بات کو رخ بدلہ، بے شک وہ خود بھی پریشان تھا اور جو بات ڈاکٹر تسنیم نے اسے بتائی تھی وہ اسے اور تشویش

میں مبتلا کر چکی تھی لیکن اس وقت اپنے سامنے بیٹھی مالا اس کو پریشان ہوتی برداشت نہیں تھی۔

"پریشان نا ہو اللہ بہتر کرے گا، برتن اٹھالو"

تقی نے مسکرا کر اس کی پریشانی کو کم کیا جواب آنکھوں میں اداسی لیے بیٹھی تھی۔ وہ تقی کے مسکرانے پر گہری سانس خارج کرتی برتن اٹھا کر باہر نکل گئی۔

برتن رکھنے کے بعد جب واپس آئی تو تقی کپڑے بدل چکا تھا اور اب سر جھکائے قمیض کے بٹن بند کر رہا تھا۔

"تقی آپ کو کچھ دکھانا ہے"

اچانک الماری کا یاد آجانے پر مالا چہکتے ہوئے آگے بڑھی، تقی اب اس کی طرف متوجہ تھا جو کتابوں کی الماری کو کھول رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

الماری کے دونوں کواڑ کھول کر وہ اب مسکراتی ہوئی مڑی اور داد طلب نگاہوں سے تقی کی طرف دیکھا۔ تقی نے آبرو اچکائے الماری کی طرف دیکھا جس کی مالا نے دنیا ہی بدل کر رکھ دی تھی۔ صاف ستھری الماری اور سلیقے سے رکھی کتابیں وہ مسکرا دیا

"واہ۔۔۔واہ۔۔۔"

لبوں کو ستائشی انداز میں باہر نکالے،مالا کی طرف بڑھا جس کی خوشی اب دیدنی تھی اور نچلے لب کو خوشی سے دانتوں میں دبائے کھڑی تھی۔

"میں نے صاف کی ہے آج"

مالا نے گردن اکڑا کر مسکراتے ہوئے بتایا، تقی اس کے اس بچکانہ انداز پر قہقہ لگانے پر مجبور ہوا

ہمم۔۔۔کام تو بہت بہترین کیا دس سال بعد میرے علاوہ کسی نے میری کتابوں کو "اتنے حق سے صاف کیا جبکہ میں تو روز سوچ کر ہی رہ جاتا تھا"

تقی نے اسے اس کارنامے پر بھرپور داد دیتے ہوئے کہا وہ جب سے لاہور سے واپس آیا تھا بہت دفعہ سوچ چکا تھا کہ الماری کو صاف کرے گا لیکن مصروفیت ایسی ہو جاتی تھی کہ وہ ارادہ بنا کر بھی ترک کر دیتا تھا۔

اچھا سنیں اب میں نے یہ سوچا ہے کہ یہ پلنگ ادھر سامنے دیوار کے ساتھ یوں،اور "میز کو اس کونے میں لگائیں گے"

www.novelsclubb.com

مالا اب پر جوش لہجے میں بازو لمبا کیئے اسے کمرے میں آنے والی تبدیلی سے آگاہ کر رہی تھی اور وہ ایک بازو کو سینے پر باندھے اور دوسرے کو کہنی کے بل اس پر ٹکائے اس کی ہاتھ کی انگلیوں کو لبوں پر رکھے محبت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ جو اپنی دھن میں مگن بس اسے کمرے کی صفائی سے آگاہ کر رہی تھی۔

مالا کو اچانک احساس ہوا تقی اسے صرف دیکھ رہا ہے سن نہیں رہا اور اس کی نگاہیں ایسی خماری لیے ہوئے تھیں کہ وہ اچانک شرما کر چپ ہوئی۔ تقی نے اس کے متوجہ ہوتے ہی بازو سیدھے کیے اور مسکرا کر نگاہوں کا زاویہ بدلہ

" تھوڑی تعریف ہی کر دیں اتنی محنت کی آج میں نے انعام تو آپ دینے سے رہے "

مالا نے کمر کے پیچھے ہاتھ باندھے پھر سے نگاہ اٹھائی اور شریر سے لہجے میں کہا تو تقی نے مصنوعی گھور کر اس کی طرف قدم بڑھا دیے۔

" تو۔۔۔۔۔۔آپ کو انعام چاہیے، اپنے ہی کمرے کی صفائی کرنے کے بعد واہ ۔۔۔یہ کیسا اصول ہوا "

تقی نے اس کے بلکل سامنے آ کر کہا اور جھک کر اس کے ہاتھ کو تھام لیا۔

www.novelsclubb.com

" کمرے کی صفائی پر نہیں آپ کی اس کتابوں کے خزانے کی الماری کو صاف کرنے کا

" انعام، کل آتے ہوئے گلاب جامن لے کر آئے گا

مالا نے چہکتے ہوئے جتانے کے ساتھ انعام بھی بتایا تو تقی بے ساختہ ہنس دیا،

" گلاب جامن کے کی بچی۔۔۔انعام میں دوں گا تو ہو گا بھی میری مرضی کا، نا کہ

" تمھاری مرضی کا

تقی نے اس کے ناک کو مخصوص انداز میں پکڑ کر دبایا تھا جس کے باعث مالا نے تھوڑا سا منہ کھول کر تکلیف کو برداشت کیا اور پھر مصنوعی خفگی سے تقی کو گھورتے ہوئے اپنی ناک کو سہلایا

" آپ کیا انعام دیں گے؟ "

مالا نے خفا سے لہجے میں پوچھا، وہ بھرپور انداز میں مسکرا دیا اور پھر آنکھوں میں شرارت چمکی

" میں۔۔۔۔ "

تقی نے مسکراہٹ دبائے اس کے کندھوں پر اپنے دونوں بازو دھر دیے، مالا نے آبرؤ اوپر نیچے نچاتے ہوئے اشارے سے پوچھا، کیا۔۔۔ کیا۔۔۔

" میں تو کل والا انعام دینا چاہتا ہوں آج بھی "

تقی نے شریر سے لہجے میں کہتے ہوئے اس کی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکائی، مالا جھینپ گ ئی اور مسکراہٹ پل بھر میں ہی ہوا ہوئی

" وہ انعام ہے کوئی۔۔۔ "

پلکیں گرائے، آہستگی سے کہا، تقی ہنوز سر جوڑے مسکرا رہا تھا۔

" ہاں تو کیا نہیں ہے "

تقی نے مخمور سے لہجے میں مسکراتے ہوئے اس کے سر کو ہلکا سا دھکا دیتے ہوئے جواب دیا

www.novelsclubb.com

۔

" اچھا۔۔۔ جی۔۔۔ کل وہ امتحان تھا اور آج رات انعام بن گیا "

مالا نے مسکراہٹ دبائے شریر سے لہجے میں چھیڑا، جبکہ نگاہیں ابھی بھی اٹھانے کی ہمت نہیں تھی، تقی بے ساختہ کھلکھلا دیا پھر ہنسی پر قابو پاتے ہوئے آہستگی سے اسے قریب کیا

۔

" ہاں ہر دفعہ اسے اپنے مطلب میں ڈھال لوں گا "

ہاتھ بڑھا کر مالا کے بالوں کی لٹ کو اس کے کانوں کے پیچھے کرتے ہوئے سرگوشی کی تو وہ مسکراہٹ کو دباتے تسبیح گلال کی طرح مہک اٹھی۔

****

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

www.novelsclubb.com

قسط نمبر 20

سرمئی شام حاکم قصر کے پورے صحن کو چھاؤں کی لپیٹ میں لے چکی تھی، اب چھت پر لگے پنکھے پوری رفتار سے چلنے لگے تھے اور تندور کے پاس بنے کچی مٹی کے بڑے سے چولہے کے اوپر پڑے بڑے سے پتیلے کو اتار لیا گیا تھا جس میں نہانے کے لیے پانی گرم کیا

جاتا تھا، دن لمبے ہو گئے تھے شام سے ہی صحن اور اٹاری میں ہلچل سی شروع ہو جاتی تھی
۔

آج بھی روز کی طرح عصر کی نماز کے بعد سے ہی رات کی کھانے کا اہتمام شروع ہو چکا تھا ، باورچی خانہ کے بلکل پاس مٹی کے بنے چولہے پر جہاں ایک طرف گوشت کا سالن چڑھا ہوا تھا تو دوسری طرف ایک مٹی کی ہانڈی میں یخنی ابل رہی تھی جس کے بلکل قریب بیٹھی بلقیس تھوڑے وقفے کے بعد اس میں چمچ ہلا رہی تھی۔اور دوسرے چولہے کے پاس غزالہ سالن کے نیچے چولہے میں لکڑیاں اب کم کر رہی تھی۔سالن کی اشتہا انگیز خوشبو بتا رہی تھی کہ بکرے کا گوشت آج بھی بہت لذیز بنا ہے

تاری بوا تندور کو تپا رہی تھیں تو ایک طرف چھوٹی چوکی پر بیٹھی سکینہ مٹی کی پرات میں آٹا گوندھ رہی تھی، بلقیس نے پیالے میں یخنی کو انڈیلا اور بھاپ اڑاتا پیالہ سٹیل کی ٹرے میں سجایا ٹرے کو اٹھایا اور پھر اٹاری کی طرف چل دی۔

منہا آج دوپہر کو ہی تہی بطن حویلی لوٹ آئی تھی اس کی حالت ابھی بھی ناتواں تھی، بلقیس نے اٹاری کے زینے چڑھ کر اس کے اور فرہاد کے کمرے کا رخ کیا، اس کے کمرے

کے کواڑ کے آگے لگے ململ کے سفید پردے کو سرکایا اور آگے بڑھ گئی وہ بے سدھ زرد چہرہ لیے پلنگ پر چت لیٹی تھی۔ لکڑی کے چمکتے فرنیچر پر دو دن سے جھاڑ پونجھ نا ہونے کی وجہ سے گرد کی ہلکی سی تہہ جمی اپنے ملکان کی لاپرواہی کا رونا رو رہی تھی، منہا اپنے کمرے کی جھاڑ پونچھ سکینہ کو نہیں کرنے دیتی تھی۔ ایک طرف درمیانی سائز کی ٹوکری پڑی تھی جس میں سیب، انار، کیلے جیسے مختلف پھل سجے تھے۔

"منہا اٹھو۔۔۔"

بلقیس نے یخنی سے بھری پیالی پلنگ کے اطراف میں لگے چھوٹے سے میز پر دھرتے ہوئے منہا کو پکارا، منہا نے آہستگی سے بوجھل آنکھیں کھول کر بلقیس کی طرف دیکھا جو اب اس کے قریب پلنگ پر بیٹھ رہی تھی۔

"اماں کیوں لے آئی کہا تو تھا ابھی سونا ہے مجھے ابھی کچھ کھانے کو دل نہیں میرا"

منہا نے بیزاریت سے ناک سکوڑی، بلقیس نے ان سنی کرتے ہوئے اس کے قریب ہو کر اس کی کمر کے گرد اپنا بازو حائل کیا

"روٹی نہیں ڈالی یخنی کے اندر، بس صرف یخنی ہے اٹھ جا پی لے بہت کمزوری ہے پھر دوا لینی ہے"

بلقیس اب زبردستی اسے اٹھاتے ہوئے اس کی پشت کے پیچھے تکیے لگا رہی تھی، منہا ناگوار سی صورت بنائے تکیوں سے پشت ٹکائے اوپر کو سرکتی ہوئی اٹھ بیٹھی۔ بلقیس نے ٹرے اس کے سامنے رکھی، اور پھر بغور اس کا چہرہ دیکھا جو اب بدمزہ سی صورت بنائے یخنی کو تاک رہی تھی۔

"منہا۔۔۔ جو ڈاکٹر تجھ سے کہہ رہی تھی وہاں ہسپتال میں، اس نے تقی کو بھی بتایا ہے"

بلقیس نے آہستگی سے کہا، منہا نے چونک کر اوپر دیکھا، چمچ بمشکل منہ کے اندر گیا تھا لب بھینچ کر یخنی کو حلق میں اتارا

www.novelsclubb.com

"اماں مجھے ڈاکٹر کی بات میں کوئی سچائی نہیں لگی مجھے کسی نے کچھ نہیں کھلایا اور میں خود کھاتی پیتی ہوں سب ایسے ہی وہم مت پال"

منہا نے تسلی سے جواب دیا، اور نگاہیں جھکا کر پھر سے پیالے پر جمائی یں چمچ سے یخنی کو دھیرے سے ہلایا

"ڈاکٹر تجھ سے زیادہ جانتی ہے، مجھے تو بہت فکر ہے دل ہولائے جارہا ہے تب سے جب سے ڈاکٹر کی یہ بات سنی ہے ایک تو تیری پھپھو بھی تیرے ساتھ کبھی کبھی۔۔۔"

بلقیس بات کو ادھورا چھوڑ کر اب کمرے کے دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی، جب سے ڈاکٹر نے منہا کے تہی بطن ہونے کا جواز کسی دوا کو بتایا تھا تب سے بلقیس کا سوچ سوچ کر برا حال تھا، دل میں اریب کو لے کر عجیب وسوسے پیدا ہو گ ئے تھے وہ تو اریب کی نفرت کو عام ساس کی نفرت کی طرح گردانتی تھی لیکن یہاں تو معاملہ بہت سنگین نکلا تھا ۔ جس دن منہا کی طبیعت خراب ہوئی تھی فرہاد کاروبار کے سلسلے میں شہر سے دور تھا اسی لیے بلقیس کا شک صرف اور صرف اریب پر جاتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اماں کچھ نہیں کیا پھپھو نے، آپ چھوڑ دیں اس بات کو، بلاوجہ کا شک کریں گے ہم وہ تو پہلے ہی پریشان ہیں پھپھا کی حرکتوں پر"

منہانے تیوری چڑھائے اپنی ماں کو سمجھایا جو پریشان صورت لیے بیٹھی تھیں۔ بس فکر اس بات کی تھی کہ وہ تو اس بات کو چھوڑ ہی دے گی لیکن تقی جو ڈاکٹر کے ساتھ مل کر اس بات کی تہہ میں پہنچنا چاہ رہا تھا وہ کیا کرے گا۔ بقلیس کھوئی سی بیٹھی تھی جب منہا کی پریشان سی آواز پر چونکی۔

" اماں مجھے بہت ڈر لگنے لگا ہے، کہیں فرہاد بھی منیر پھپھا جیسا نکلا تو؟ "

منہانے بھنویں اچکائے بلقیس سے سوال کیا، بلقیس نے خفگی سے دیکھا، شادی کو تین ماہ سے اوپر ہو گئے تھے لیکن آج بھی وہ منہا کے دل میں فرہاد کے لیے وہ محبت نہیں دیکھ پا رہی تھی جب کے اس کے برعکس وہ مالا کو تقی کے نام پر ہی گلال ہوتا دیکھ کر اس کے بارے میں ضرور سوچتی تھیں حالانکہ فرہاد، تقی سے زیادہ محبت کرنے والا اور آگے پیچھے پھرنے والا شوہر ثابت ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

اور اب منہا کی بات ان کو حد درجہ ناگوار گزری تھی۔

" چپ۔۔۔ کیسی باتیں کر رہی ہے اللہ نا کرے فرہاد ایسا ہو، وہ تو اتنی محبت کرتا ہے تم سے "

بلقیس نے غصے سے گھور کر جواب دیا، پر اس کے چہرے پر فقط بے یقینی تھی اور وہ اپنے اندر اٹھتے وہم کو بلقیس سے بیان کیے بنا نہیں رہ سکی تھی۔

" اماں محبت تو منیر پھپھا بھی پھپھو سے بہت کرتے تھے میں نے تو سنا ہے خون کا بہت اثر ہوتا ہے ایسا نا ہو فرہاد کے خون میں بھی بے وفائی کے جراثیم ہوں "

منہا نے کھوئے سے لہجے میں کہا، بلقیس نے گڑبڑا کر دروازے کی طرف دیکھا

" مجھے نہیں سمجھ آتی یہ تیری اتنی مشکل باتیں میں نے اسی لیے تقی سے کہا تھا کہ تمہیں بارہ جماعتیں نا پڑھائے دماغ اونچا ہو گیا ہے تیرا اور کچھ نہیں، فرہاد کیسے آگے پیچھے پھرتا ہے اور اب بھی تم سے زیادہ دکھ اس کے چہرے پر ہے اولاد کو کھو دینے کا "

بلقیس نے غصے میں نا صرف اس کی بات کو رد کیا تھا بلکہ اسے جھاڑ کر رکھ دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

" اماں اس کو اس بچے کی اتنی فکر ہے جو ابھی دنیا میں آیا بھی نہیں تھا لیکن دیکھا نہیں اس بات میں تقی کا کوئی ساتھ نہیں دے رہا منیر پھپھا سے کہیں مت کرے اس عورت پر اتنا ظلم بس اسے الگ گھر میں رکھے اور بچے اس کے ساتھ رہنے دے "

منہا نے غصے سے پھولی سانس کے ساتھ پوری بات کہی، منیر نے جیسے ہی رانی کو طلاق دی تھی وہ پتا نہیں اپنے کہاں سے اثر رسوخ سامنے لے آئی تھی اور بضد تھی کہ بیٹی وہ اپنے ساتھ لے کر جائے گی جو منیر ہرگز نہیں چاہتا تھا، حاکم چوہدری جس معاملے کو اتنا آسان سمجھے تھے وہ اتنا آسان ہرگز نہیں تھا، عدالتوں کی چکر لگ رہے تھے اور اب منہا بھی اس معاملے میں تقی کے ساتھ تھی کہ اس عورت کو طلاق نا دی جائے بلکہ بچے اور اس کو الگ رکھا جائے۔

"توچپ کر جا یہ بڑوں کے فیصلے ہیں، پہلے تقی کی وجہ سے باتیں سننے کو ملتی ہیں تیرے ابا سے مجھے اور اب تو شروع ہو جا"

بلقیس نے ڈپٹ کر اسے پھر سے چپ کروا دیا جواب چہرے پر ناگواری رقم کیے بلقیس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"بڑوں کے فیصلے بڑوں کے فیصلے۔۔۔اماں کب یہ بدلے گا یہ سب"

منہا نے حد درجہ روکھے پن سے کہا اور آدھی بھری پیالی کو ٹرے سمیت پلنگ کے ساتھ پڑے میز پر رکھ دیا۔

تیرے پاس ان باتوں کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا بس، فرہاد یہ فروٹ کا ٹوکرا بھر کر "

" تیرے لیے ہی رکھ گیا ہے، ٹھونس لے کچھ ۔۔۔ تو جان بنے

بلقیس نے ناگواری سے اس کی بات کا جواب دیا اور ٹرے اٹھا کر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گ ئی جب کے منہا تکلیف سے ناک اور لب چڑھاتی اب لیٹنے کی کوشش میں تھی۔

****

سجاد رفیق ہسپتال سفید رنگ کا بڑا سا بورڈ دیوار پر اور لوہے کے بنے گیٹ کے اوپری طرف آویزاں تھا۔

گیٹ کو اور پوری عمارت کو سفید رنگ کا روغن تھا اور گیٹ سے آگے لمبی راہداری کے ارد گرد بڑے بڑے سبز گھاس کے میدان تھے، جس کے اطراف میں لمبے لمبے سفید سیمل کے درخت گیٹ سے لے کر راہداری کے آخر تک جاتے تھے، جہاں بہت سے لوگ بیٹھے اور نیم دراز تھے، راہداری سے گزرتے ہی سامنے وسیع و عریض عمارت دنیا

پور کے سب سے بڑے ہسپتال کی عمارت تھی، یہاں ارد گرد کے گاؤں اور قصبوں سے لوگ علاج کے لیے آتے تھے۔

تقی کی تقرری یہیں پر ہوئی تھی وہ یہاں دن کی شفٹ میں ڈاکٹری کے فرائض سرانجام دیتا تھا اور پھر شام کو گاؤں کے کلینک میں بھی بیٹھتا تھا جو ابھی زیر تعمیر ہسپتال تھا جہاں وہ مفت گاؤں کے لوگوں کا علاج کر رہا تھا۔

اس ہسپتال کی لیبارٹری اتنی جدید نہیں تھی جہاں اس وقت تقی سفید کوٹ زیب تن کیے پیشانی پر شکن سجائے کھڑا تھا، ایک طرف چالیس سال کے لگ بھگ خاتون بھی اسی طرز کا سفید کوٹ پہنے کھڑی تھیں یہ تنگ سی لیبارٹری میں ایک کرسی میز لگائے لڑکا بیٹھا تھا جس کے آگے مختلف بند چھوٹی بڑی شیشیاں اور ٹیوبز ترتیب سے پڑی تھیں اس کے بلکل پیچھے ایک لکڑی کی بڑی سی الماری تھی جس میں مختلف قسم کے آلات ٹیسٹوں کے لیے رکھے گئے تھے۔ لڑکے نے سفید کاغذ پر تیار کردہ رپورٹ اور خون کے نمونے جو ایک بند شیشے کی چھوٹی سی بند ٹیوب نما بوتل میں موجود تھے تقی کی طرف بڑھائے، تقی نے

www.novelsclubb.com

فائی ل کو پکڑ کر بغل میں لیا اور شیشے کی بنی ٹیوب کو آنکھوں کے آگے کیا، جس کے تہائی حصے میں خون تھا۔

"مجھے دکھائی یں ذرا "

ڈاکٹر تسنیم نے چشمہ درست کرتے ہوئے تقی کی طرف دیکھا، تقی نے فوراً فائی ل کو ہاتھ میں منتقل کیا، ڈاکٹر تسنیم نے تقی کے ہاتھ سے رپورٹ کو پکڑا چشمہ نیچے گرائے بغور رپورٹ پر نگاہ دوڑائی اور پھر رپورٹ بند کرتے ہوئے تقی کی طرف دیکھا۔

ڈاکٹر تقی آپ اس خون کے نمونے کو اچھی لیبارٹری سے بھی ٹیسٹ کروائی یے، "

"میں یہاں کے نتائی ج سے مطمئ ین نہیں ہوں

ڈاکٹر تسنیم نے گہری سانس خارج کرتے ہوئے رپورٹ تقی کو واپس پکڑائی اور اپنے کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے چہرہ اوپر کیا، تقی ہنوز پریشان حال کھڑا تھا، کیونکہ ڈاکٹر تسنیم کی بات عجیب و غریب تھی ان کے مطابق منہا کا حمل زائی ل ہونے کے وجہ کوئی ایسی دوا تھی جو اسے کھلائی گ ئی تھی اور اسی بات کے پیش نظر منہا کے خون کے نمونے لیے

گ ئے تھے جن کے نتائی تج شائی دیہاں لیبارٹری سے درست نہیں نکلے تھے۔اور اب ڈاکٹر تسنیم ان نمونوں کو لاہور یا کراچی بھیجنے کا مشورہ دے رہی تھیں۔

ہمم چلیں میں دیکھتا ہوں اپنے دوست کو بجھواتا ہوں یہ سمپل بہت مشکور ہوں آپ "

" کا جو آپ نے میری بہن کا معائی ینہ اتنی گہرائی سے کیا

تقی نے مسکرا کر تشکر آمیز نگاہوں سے ڈاکٹر تسنیم کو دیکھا جن کا تجربہ ہی اتنا زیادہ تھا کہ انہوں نے نا صرف منہا کا علاج کیا تھا بلکہ یہ تشویش بھی ظاہر کر دی تھی کہ منہا کی یہ حالت غیر معمولی ہے اور یہ بات تقی کے لیے ایک عجیب پریشانی کا سبب بن گ ئی تھی۔

مطلب منہا کے بچے کو قتل کیا گیا تھا یہ عجیب غریب قسم کی بات تھی وہ کبھی گھر کے معاملوں میں دلچسپی نہیں لیتا تھا مگر یہ بات تشویش ناک تھی اور اس بات کا ذکر وہ لازمی فرہاد سے کرنا چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

ڈاکٹر تسنیم تو مسکرا کر واپس ڈیوٹی پر جا چکی تھیں مگر وہ اب بھی پیشانی پر انگلیاں پھیرتا ہوا وہیں کھڑا تھا۔آج صبح ہی منہا کو ہسپتال سے چھٹی ملی تھی اور وہ گھر گ ئی تھی،اور آج ہی اس کے خون کے نمونے کے نتائی ج سامنے آئے تھے جس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا

تھا لیبارٹری کے نتیجے کے مطابق اس کے خون میں کسی قسم کے دوا کے آثار موجود نہیں تھے۔

لیکن ڈاکٹر تسنیم ابھی بھی اسی بات پر ڈٹی ہوئی تھیں کہ بچہ بلکل ٹھیک تھا اس کے یوں بطن میں جان دینے کا سبب کوئی دوا تھی جس کا اثر انہیں صاف نظر آیا تھا۔

خون کے نمونے کو دوبارہ محفوظ کرنے کے بعد وہ بھی لیبارٹری کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

****

سکول کی گھنٹی بجتے ہی سب اپنے بستے بند کر رہے تھے، مالا نے بھی جلدی سے بستہ بند کیا، کلاس کی لڑکیاں تیزی سے جماعت کے بیرونی دروازے سے باہر نکل رہی تھیں، یہ پانچویں جماعت کا کمرہ تھا اور کمرے میں اب اندھیرا پھیل رہا تھا۔ مالا نے سر اٹھا کر ارد گرد دیکھا کیا رات ہو رہی ہے وہ اتنی دیر سے سکول میں کیوں ہے۔

عجیب سے خوف کے احساس کے زیر اثر وہ بھاگ کر کمرہ جماعت سے باہر آئی تھی، پر باہر آتے ہی آنکھیں حیرت سے پھیل گ ئی تھیں یہ ایک صحرا تھا، جہاں دور دور تلک

چھوٹے بڑے کتنے ہی ٹیلے تھے، تپتی ریت تھی اور وہ ننگے پاؤں یہاں اکیلی تھی، پاؤں کے تلوؤں سے زیادہ اس کا جسم جل رہا تھا گرمی کا احساس گھٹن پیدا کر رہا تھا، مالا نے قدم آگے بڑھائے۔

چلنا دشوار ہو گیا تھا پاؤں ریت میں دھنس رہے تھے، اوپر سے پیاس کا احساس تھا کہ بڑھتا ہی جا رہا تھا، وہ بار بار خشک ہوتے لبوں کو زبان سے تر کر رہی تھی، نا سکول تھا اور نا ہی سکول کا گیٹ، اچانک ہوا کے جھکڑ چلنے لگے، شائیں۔۔۔۔ شائیں۔۔۔۔ کی آوازیں کانوں کے پردے پھاڑ دینے کے مترادف تھیں۔

وہ اب قدم آگے بلکل نہیں بڑھا پا رہی تھی جتنی قوت وہ قدم آگے بڑھانے کے لیے لگاتی اتنی ہی زور سے ہوا اسے پیچھے دھکیل رہی تھی اور پھر وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھنے پر مجبور ہو گئی، ہوا سے بچنے کی خاطر اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے کے آگے کر رکھا تھا۔

ایک دم سے ہوا تھم گئی، مالا نے آہستگی سے ہاتھوں کو چہرے کے آگے سے ہٹایا۔

جہاں وہ دوزانو بیٹھی تھی اس کے بلکل سامنے ریت اکٹھی ہو کر ایک قبر بن گ ئی تھی۔

مالا کو خوف کا احساس ہوا ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ابھری، لاشعور نے کہا یہ خواب ہے۔۔۔ہاں یہ خواب ہے اور اب رمنا آپا آجائے گی کہیں سے۔

وہ بار بار سر کو جھٹکے دے کر خواب سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی لیکن یہ خواب تو نہیں تھا۔مالا نے فوراً پیچھے ہو کر اٹھنے کی کوشش کی پر اس کی ٹانگ کسی کے ہاتھ میں تھی، مالا نے چیخنے کے لیے منہ کھولا، جس سے گھٹی سی چیخ برآمد ہو رہی تھی جس کسی نے بھی ٹانگ پکڑی تھی اب اسی ریت کی قبر میں سے اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔اور ہمیشہ کی طرح وہ رمنا ہی تھی ۔مالا نے جلدی سے قُل پڑھنے شروع کر دیے، مولوی کی باتیں ذہن میں گونجنے لگی تھیں اسے خواب میں احساس ہو چکا تھا یہ خواب ہے۔

"مالا اس کو کہو اب بس کرے ظلم۔۔۔"

www.novelsclubb.com

رمنا نے آہستگی سے مالا کی طرف رُخ موڑے کہا مالا نے گھبرا کر اس کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، مالا نے زور سے اپنے پاؤں کو اس کی گرفت سے آزاد کروایا۔ایک دم سے ریت پر جگہ جگہ بٹن نظر آنے لگے۔مالا جلدی سے اٹھی تھی اور پھر

رمنا سے ڈر کر بھاگتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی وہ پہلی دفعہ خواب میں رمنا سے ڈر کر بھاگ رہی تھی، بٹنوں کو پاؤں کے نیچے روندتی ہوئی دوڑ رہی تھی۔اور اونچی آواز میں قُل پڑھ رہی تھی، گلے میں پیاس کے باعث کانٹے چبھ رہے تھے۔

"مالا۔۔۔مالا۔۔۔۔مالا۔۔۔ "

کوئی بہت پیار سے آواز دے رہا تھا، تقی کی آواز تھی مالا نے ارد گرد نگاہ دوڑائی تقی کہیں نہیں تھا۔اچانک کسی کے ہاتھ کا احساس کندھے پر ہوا۔

"مالا اٹھو کیا ہوا ہے "

تقی نے زور سے کندھا جھنجوڑا تھا، رات کو بجلی اچانک چلی گئی تھی اور پنکھا بند ہوتے ہی عجیب گھٹن اور تلخی کا احساس ہونے لگا تھا۔وہ ابھی نیم غنودگی میں ہی تھا جب مالا کے آہستہ آہستہ سسکنے اور ڈرنے کے جیسی آوازیں نمودار ہونے لگیں۔

تقی کے کندھا ہلاتے ہی ایک جھٹکے سے اس کی آنکھ کھلی تھی کمرے میں گھپ اندھیرا تھا، پنکھا بند تھا اور تقی کہنی کے بل سر ٹکائے اس کی طرف کروٹ لیے لیٹا پریشانی سے اسے پکار رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مالا کیا ہوا اس طرح کی آوازیں کیوں نکال رہی ہو؟ "

تقی نے اس کے چہرے پر آہستگی سے ہاتھ پھیرا، اس کی پیشانی پسینے کے ننھے قطروں کو سجائے ہوئے تھی جو تقی کو اس اندھیرے میں نظر تو نہیں آئے، لیکن ہتھیلی نے باخوبی پیشانی کے گیلے پن کو محسوس کیا تھا۔

"پانی۔۔۔ "

مالا نے گھٹی سی آواز میں کہا وہ اب شائد اٹھ کر بیٹھ رہی تھی، تقی بھی فوراً اس کے ساتھ ہی اُٹھ بیٹھا۔

"رکو دروازہ کھولتا ہوں کمرے کا تھوڑی روشنی ہو گی تو کچھ نظر آئے گا "

تقی نے آہستگی سے کہا اور پھر پلنگ سے اٹھ کر ننگے پاؤں ہی کمرے کے دروازے تک پہنچا، چٹخنی کے نیچے گرنے کی آواز کے ساتھ ہی کمرے کا دروازہ کھلا اور صحن میں فوارے پر جلتی بجھتی قندیل کی روشنی دروازے سے اندر داخل ہو کر کمرے کو ملگجی سی روشنی بخش گئی۔ مالا نے جلدی سے پلنگ پر نیچے ٹانگیں لٹکائے میز پر پڑے جگ کو اپنی طرف کھسکایا، جگ سے پانی گلاس میں انڈیلا تو پانی گرنے کی آواز نے خاموش کمرے میں شور

ڈال دیا، تقی اب پردہ پیچھے کیے کمر پر دونوں ہاتھ رکھے صحن کی طرف رُخ کیے کھڑا تھا۔ مالا کی شرٹ گلے سے پسینے سے بھیگ چکی تھی اور پانی پیتے ہی خشک گلے کو سکون ملا۔

سامنے صحن میں چارپائیاں ڈالی ہوئی تھیں اور ان پر لیٹے نفوس سفید رنگ کے کھیس اوڑھے ہوئے تھے، حویلی کے چند مکیں جن کو زیادہ گرمی لگتی تھی وہ جلدی صحن کا رخ کر لیتے تھے اب بھی نوازش حاکم، فرہاد اور ایک چارپائی پر خدیجہ بیگم سو رہی تھیں، صحن میں اچھی خاصی ہوا چل رہی تھی، نیم کے درخت کے اڑتے پتے اس کا واضح ثبوت تھے، تقی ایک دم سے مڑا

"مالا۔۔۔ چلو چھت پر چلتے ہیں"

بجلی کافی گھنٹوں سے نہیں تھی اس کا مطلب تھا کہ اب آج رات تو اس کے آنے کا ہرگز امکان نہیں تھا کمرے میں پنکھے کے بنا لیٹنا محال ہو رہا تھا، مالا جو پہلے ہی خواب کو سوچ کر گھبرائی ہوئی تھی چھت کا نام سن کر زور سے نفی میں سر ہلایا، تقی نے کرتے کے آستین چڑھاتے ہوئے اس کی طرف قدم بڑھائے

"کیوں۔۔۔بھئی ہوا چل رہی ہے اُٹھو سکون کی نیند آئے گی کمرہ تو گرم ہو رہا ہے"

تقی نے اس کے انکار پر آبرؤ چڑھائے پوچھا، پاس آکر،اس کے بلکل برابر میں پلنگ پر ٹانگیں لٹکائے بیٹھ گیا۔مالا نے آہستگی سے رُخ تقی کی طرف پھیرا جو اس کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

خوف اب دل بھرنے اور دل آنکھوں میں آنسو لانے کا سبب بنا اور وہ ایک جھٹکے سے تقی کے گلے لگ کر بے بسی سے رو دی، عجیب سے خوابوں کا سلسلہ اب تیز ہوتا جا رہا تھا اور وہ تنگ آرہی تھی، بچوں کی طرح سسک اٹھی، تقی اس طرح رونے پر پریشان ہو گیا۔

"مہ۔۔۔مالا۔۔۔کیا ہوا۔۔۔"

اس کے گرد اپنے بازو کی گرفت مضبوط کرتے ہوئے اس کے کان میں سرگوشی کی، وہ کیوں اس طرح رو رہی تھی

"یار بتاؤ تو ہوا کیا ہے خواب دیکھا کوئی"

، تقی نے تھوڑا سا پیچھے ہوتے ہوئے اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیا، مالا نے آہستگی سے سر اثبات میں ہلایا۔

" اوہ تو۔۔۔اس میں یوں رونے والی کیا بات ہے خواب ہی تھا نا "

تقی نے اسے ایک طرف سے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بازو سہلایا مالا پھر سے اس کی قمیض کی جیب میں انگلیاں پھنسائے اس کے گریبان میں چہرہ چھپا رہی تھی رونا تھا کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا تھا وہ سب کچھ تقی کو بتانا چاہتی تھی پر عجیب سی جھجک تھی وہ اتنا پڑھا لکھا تھا کیا پتا اس کی ان باتوں پر کیا کہے گا اسے ڈانٹ دے گا۔اور پھر رمنا آپا کا ذکر وہ تقی سے ہرگز نہیں کرنا چاہتی تھی دل میں عجیب سا احساس تھا اگر رمنا آپا آج زندہ ہوتی تو تقی کبھی اس کا نہیں ہوتا۔

" چلو آؤ اوپر چھت پر چلتے ہیں، خواب تھا نا خواب ختم ڈر ختم "

تقی نے اسے اپنے ساتھ کھڑا کرتے ہوئے کہا اور تکیہ اس کی طرف بڑھا کر خود چادر کو اٹھایا، وہ اتنی محبت سے کہہ رہا تھا کہ مالا اب کی بار انکار نا کر سکی ویسے تو صحن بہت بڑا تھا پر

چھت پر بھی برساتی کے نیچے چارپائیاں پڑی تھیں جن کو بہت گرمی کے دنوں میں چھت پر ڈال کر حویلی کے کئی مکیں سوتے تھے۔

وہ تقی کے ساتھ چھت پر جانے کے لیے زینے چڑھ رہی تھی لیکن نگاہ بار بار فوارے کے پاس اسی کونے میں اٹھ رہی تھی اور جان بوجھ کر وہاں رمنا کا عکس بنا رہی تھی، سر کو بار بار جھٹکنے پر بھی رمنا ذہن سے نہیں نکل رہی تھی۔

جیسے ہی وہ چھت پر آئے فرحت بخش ٹھنڈک اور ٹھنڈی سی ہوا نے اندر تک سکون اتار دیا چھت پر آتے ہی تقی برساتی سے چارپائی نکال کر چھت کے وسط میں لا رہا تھا اور وہ تکیہ اور چادر ہاتھ میں تھامے اوپر آسمان پر موجود ستاروں کو دیکھ رہی تھی ستاروں سے بھرا آسمان، کھلی چھت اور تقی کا محبت بھرا ساتھ سب کچھ تسکین بخش تھا مالا نے کھلی فضا میں گہرے سانس لیے تقی چارپائی بچھا چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آؤ۔۔۔ بھی اب "

تقی نے گردن گھما کر اس کی طرف دیکھا تو مالا مسکراتی ہوئی آگے بڑھی، تھوڑی دیر پہلے والے خوف کے احساس کو وہ ختم کرنے میں کامیاب ہو چکی تھی، تقی نے اس سے چادر پکڑ

کر پاؤں کی طرف چارپائی پر رکھی جبکہ وہ تکیہ سرہانے کی طرف رکھ رہی تھی۔ تقی نے چارپائی پر لیٹ کر اپنے برابر میں ہاتھ رکھ کر اشارہ کیا۔

" آجاؤ یہاں اور اب مجھے بتاؤ کیوں ڈر گئی تھی "

تقی نے نرمی سے کہا مالا نے مبہم سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کی طرف دیکھا اور پھر چارپائی پر بیٹھ کر پہلے تقی کا بازو کھینچ کر سیدھا کیا جس پر وہ بے اختیار مسکرا دیا وہ اسی طرح تو کرتی تھی جب بھی لیٹتی تھی اس کے بازو پر سر رکھ کر لیٹتی تھی اور جب وہ سو جاتی تو تقی دھیرے سے اپنا بازو اس کے سر کے نیچے سے نکال لیتا۔

مالا نے سر تقی کے بازو پر رکھا اور چت لیٹ کر آسمان کی طرف دیکھا جس کا منظر بری طرح آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا وہ رات کے وقت یوں پہلی بار چھت پر تھی۔

نیچے تو درخت آدھا آسمان کھا جاتے تھے اس لیے اتنے ستاروں بھرے آسمان کا نظارہ پہلے کبھی نہیں ہوا تھا جبکہ تقی تو اکثر چھت پر آکر سوتا تھا۔

" کتنا پیارا الگ رہا آسمان صحن سے دیکھو تو اتنا پیارا نہیں لگتا "

مالا نے مبہوت آسمان کو تکتے ہوئے کہا، تقی نے بھی آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے گہری سانس لی

اور تمہیں پتا ہے میں نے یہ نظارہ ہزاروں بار دیکھا ہے مگر جو مزہ آج ہے وہ پہلے " کبھی نہیں تھا "

اپنی بات مکمل کرنے کے بعد محبت سے مالا کی طرف دیکھا، مالا کو اچانک دو چاند والا مشہور جملہ یاد آگیا جو اکثر ہیرو اپنی ہیروئین کے لیے ناولوں میں بولتے تھے۔

" کیوں آج ایسا کیا ہے؟ "

مالا نے شریر سے لہجے میں تقی کی طرف کروٹ لیتے ہوئے پوچھا پیار سے اپنا پاؤں اس کے پاؤں پر دھر دیا

" یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے۔۔۔ "

www.novelsclubb.com

تقی نے اس کی طرف کروٹ لی تو چہرہ اتنا قریب تھا کا مالا کے ناک سے ناک ٹکرا گیا، وہ دلکش مسکراہٹ سجائے بڑی بڑی آنکھیں کھولے اب چاند کی روشنی میں تقی کو محبت سے دیکھ رہی تھی جس کی آنکھوں میں اس کے لیے بے پناہ پیار تھا۔

" ہاں اب پوچھ لیا ہے تو بتا دیں نا کیا خاص بات ہے آج کی رات میں "

مالا نے آہستگی سے سر کو بازو پر کھسکا کر چہرہ اور قریب کیا، لب مسکرا رہے تھے اور آنکھیں چمک رہی تھیں، تقی نے گال پر ہاتھ رکھا تو اس نے آہستگی سے آنکھیں بند کیں اور پھر کھول کر مسکرا دی۔

" اس لیے کہ تم میرے ساتھ ہو "

تقی نے مخمور سے لہجے میں جواب دیا، تو وہ سمٹ کر مسکرائی پر مصنوعی خفگی سے ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھا جو سفید کرتے میں چاند کی روشنی کے نیچے دل میں گدگدی جیسا احساس پیدا کر رہا تھا۔

" بس اتنا ہی "

پیار سے شکوہ کیا، تقی اس کے چہرے پر نگاہیں گھما رہا تھا۔

" اور کتنا۔۔۔ "

تقی نے ناک کو پکڑ کر محبت سے کھینچا

www.novelsclubb.com

"آپ کو میں دوسرا چاند نہیں لگ رہی کیا؟"

مالا نے خفا سے لہجے میں شکوہ کیا، جس پر تقی کا خفیف سا قہقہ گونجا

"نہیں تو چاند کیوں لگو گی تم"

تقی نے ہنستے ہوئے پوچھا، وہ خفا سی اور بھی حسین لگ رہی تھی۔

"مطلب میں چاند جیسی پیاری نہیں لگتی آپ کو"

مالا نے خفگی سے آنکھیں سکوڑی تھیں

مجھے تو چاند پیارا نہیں لگتا، چاند ہے وہ جس کا کام رات کو روشن کرنا ہے وہ ایک کرہ ہے تم انسان ہو تم کیوں لگو گی چاند"

تقی نے پیشانی پر بل ڈالے اس کی خفگی پر حیران ہوتے ہوئے جواب دیا، اور وہ اس شخص کو

www.novelsclubb.com

حیرت دیکھ رہی تھی جس کو چاند پیارا نہیں لگتا تھا اور نا وہ چاند جیسی لگتی تھی۔

"آپ کو ان سب چیزوں کو دیکھ کر محبت کا احساس نہیں ہوا کبھی؟"

مالا نے حیرت سے پوچھا، جبکہ وہ اب گہری سانس لیے ایک نگاہ آسمان کی طرف دیکھ کر اس کی طرف دیکھ رہا تھا

"دیکھو میں کوئی شاعر تو نہیں ہوں اس لیے مجھے ہر چیز کے پیچھے اس کا اصل مقصد نظر آتا ہے، میں نے نا ان سب کو محبت کے نظریے سے دیکھا تھا کبھی اور نا انہوں نے مجھے احساس دلایا، مجھے تو زندگی میں پہلی دفعہ اگر کسی نے محبت کا احساس دلایا ہے تو وہ تم ہو اور تم صرف تم ہو نا تو چاند ہو اور نا ہی ستارہ"

تقی نے اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتے ہوئے محبت سے کہا تو اس کے جواب پر مبہوت ہوئی وہ اتنا بے زار ہو کر بھی ہر دفعہ اپنی بات سے اس کا دل جیت لیتا تھا۔ اور وہ بلکل سہی کہہ رہا تھا جہاں وہ تھا وہاں یہ چاند تارے یہ آسمان سب کچھ بے معنی تھا وہ تو صرف اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

****

ایک ہاتھ میں شرٹ کے بٹن کو تھامے اور دوسرے ہاتھ میں دھاگے میں بندھے بٹن کو تھامے وہ پلنگ پر بے حال بیٹھی سارے خواب دہرا رہی تھی، رات کے خواب نے اس

قدر پریشان کیا تھا کہ وہ اب اٹھتے ہی شرٹ الماری سے نکال کر بیٹھ گ ئی تھی۔ باہر کی گھما گھمی بات رہی تھی اس کی صبح ہوئی ہے لیکن باہر تو سب کی دوپہر شروع ہے۔

آہستگی سے کمرے کا دروازہ کھلا اور فرزانہ علی حسن کو گود میں اٹھائے اندر داخل ہوئی۔

وہ کل شام کو ہی منہا کی خیریت لینے آئی تھی۔

'' مالا علی حسن کو پکڑو گی ذرا کی ذرا میں بچوں کو نہلا دوں ''

فرزانہ اس سے بات کرتے ہوئے اب پلنگ تک آگ ئی تھی اور پھر حیرت سے آنکھیں سکوڑ کر مالا کے ہاتھ میں پکڑی شرٹ کو دیکھنے لگی۔

اللہ توبہ تقی نے اپنی قمیض کا حال کیا کر دیا ہے اتنے پیار سے کڑھائی کر کے دی تھی ''

'' میں نے اسے

www.novelsclubb.com

چراغِ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 21

مالا نے سر اٹھا کر فرزانہ کی طرف دیکھا تھا، جواب آنکھیں سکیڑے تقی کی قمیض کی طرف دیکھ رہی تھی، صبح فجر کی نماز کے بعد وہ پھر سے کمرے میں آکر سو گئی تھی، اب کچھ دیر پہلے اٹھی اور ناشتے کے دوران ہی اسے رات کے خواب نے الجھا دیا اور پھر عجلت میں ناشتہ ختم کرنے کے بعد وہ اپنے کمرے سے گڑیا کے گلے میں پہنا ہار اور الماری میں رکھی قمیض نکال کر بیٹھ گئی تھی۔

ذہن الجھا ہوا تھا اور پہیلی تھی کہ سلجھ نہیں رہی تھی، جو چند کڑیاں وہ ملا پائی بس اس سے تو یہی کہانی بن پائی کہ کیا۔۔۔۔ !!!؟ رمنا آپا کی روح یہ نہیں چاہتی تھی کہ میری تقی سے شادی ہو، کیا روحیں سچ میں اس دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی پیار کرتی ہیں کسی سے اور پھر کسی اور کو اس کا ہوتے دیکھ نہیں سکتی ہیں۔

وہ تب سے کمرے میں بیٹھی فرزانہ آپا کی آمد سے پہلے بس یہی نتیجہ اخذ کر پائی تھی کیونکہ یہ تقی کی قمیض ہے اتنا تو وہ بھی اندازہ لگا چکی تھی تقی کے الماری سے نکلا یہ قمیض اسی کا ہی ہو سکتا تھا۔ الجھن تو فقط یہ تھی کہ بٹن اور رمنا اسے کیوں متواتر خواب میں نظر آتے تھے

www.novelsclubb.com

اوراب کچھ کڑی مل چکی تھی کہ اس سب کا تعلق تقی سے تھااور تقی کا گہرا تعلق اس سے تھااسی لیے رمنااس کے خواب میں آتی تھی۔

فرزانہ نے علی حسن کو آہستگی سے پلنگ پر بیٹھایااور پھر خود بھی پلنگ پر مالا کے سامنے ٹانگیں لٹکائے بیٹھ گ ئی، نگاہیں مالا کے ہاتھ میں پکڑے ہلکے شربتی رنگ کے قمیض پر ٹکی تھیں جس کے گریبان پٹی کے گرد کی گ ئی نفیس ریشم کے دھاگے کے ساتھ کڑھائی اسے آج بھی یاد تھی چھوٹے چھوٹے پھول ایک بیل کے ساتھ اوپر کو کاڑھے گ ئے تھے جن کے دونوں اطراف سے باریک پتے بھی بنائے گ ئے تھے دھاگہ اور گریبان پٹی پر لگے بٹن قمیض سے ہم رنگ تھے۔اب فرزانہ کی بات پر مالا گہری سانس لیتیے،الجھی سوچوں کو تھپکتے ہوئے سیدھی ہوئی۔

"جی آپاان کی پرانی قمیض ہے کوئی،الماری میں رکھی تھی صفائی کرتے ہوئے نکالی ہے"

مالانے فرزانہ کی طرف تائیدی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اس کی بات کی تصدیق کر دی، فرزانہ اب قمیض کو ہاتھ میں تھامے بیٹھی تھی لبوں پر مبہم سی مسکراہٹ اور آنکھوں میں

پرانی بیتی یاد کی چمک تھی۔ علی حسن کو پلنگ پر جیسے ہی اس نے چھوڑا وہ ننھے ننھے ہاتھ پلنگ کی چادر پر مارتا ہوا گھٹنوں کے بل آگے بڑھنے لگا۔

" اپنی شادی کی خریداری کے لیے گئی تھی میں اماں کے ساتھ، پہلے یہ بٹن خریدے تھے میں نے، مجھے اتنے پسند آئے کہ بس پوچھو ہی مت اور پھر بٹنوں کے ساتھ ملا کر اس گدھے کے لیے سوٹ خریدا کے اپنی شادی پر کاڑھ کر کے اسے تحفہ دوں گی اور دیکھو تو قمیض کا کیا حشر کیا ہے بے قدرے نے "

فرزانہ اب قمیض کے گریبان پر لگے بٹن کو دیکھ کر کھوئے لہجے میں افسوس کر رہی تھی، سارے پرانے لمحے ذہن کے پردوں سے سرک رہے تھے، شادی سے کچھ دن پہلے وہ اس سوٹ کو تقی کے لیے لے کر آئی تھی اور ساتھ ہی اس سے فرمائش بھی کر دی کہ میری شادی پر پہننا تمھاری رنگت صاف ہے بچ جائے گا، فرزانہ نے بیت پل کو ذہن میں دہرایا اور پھر ایک دم سے مالا کی طرف دیکھا، جو اب بھی الجھی لکیریں پیشانی پر سجائے بیٹھی تھی

۔

www.novelsclubb.com

" مالا اس قمیض کے بٹن اتار دے، آج بھی دیکھو تو ویسے ہی چمک رہے ہیں، میں علی حسن کے قمیض پر لگادوں گی، اتنے پیارے تو ہیں تقی نے تو قمیض ہی خراب کر کے پھینکی ہوئی ہے ورنہ یہ ہی احمد حسن کو چھوٹا کر دیتی "

فرزانہ نے آخری جملے پر تاسف سے سانس بھری اور پھر بازو کو اٹھائے تیزی سے تیوری چڑھائی۔ احمد حسن اس کا بڑا بیٹا تھا، تقی کا یہ دس سال پرانا قمیض اس وقت کے اس کے دبلے جسم کی یاد دلا گیا

" لو جی یہ ایک بازو کا بٹن بھی غائب ہے قمیض سے، پتا نہیں یہ پہن کر کشتی کرتا رہا ہے ویر میرا "

فرزانہ نے تاسف سے قمیض کو بازو کے اوپر کرتے ہوئے لب باہر نکالے مالا نے جلدی سے ہتھیلی کھول کر فرزانہ کے سامنے کر دی

"آپا یہ رہا آستین کا بٹن۔۔۔۔۔۔۔۔ "

مالا نے مدھم سے لہجے میں کہتے ہوئے ہتھیلی فرزانہ کے آگے کھول دی۔

" اور پتا ہے یہ کس کے پاس تھا "

مالا کی بات پر فرزانہ نے تعجب سے آنکھیں اوپر اٹھائی ے مالا کی طرف دیکھا۔مالا اب بٹن کو ہتھیلی پر رکھے اور نگاہوں کو بٹن پر جمائے بول رہی تھی۔

"یہ رمنا آپ کے ہاتھ سے اُٹھایا تھا میں نے،جب وہ چھت سے گری تھی،شائی دتقی کی آستین کا بٹن ٹوٹ گیا ہو گا اس کو ٹانکنے کو بھاگی دوڑی پھر رہی ہو گی آپا"

مالا نے اپنے دماغ میں الجھن بڑھاتی سب باتوں کو جھٹک کر،غزالہ کی کہی ہوئی بات دہرا دی تھی اور فرزانہ اب دھاگہ دیکھ رہی تھی جو مالا نے بچپن میں بٹن میں پرو کر اسے گڑیا کا ہار بنا رکھا تھا۔فرزانہ رمنا کے ذکر پر بلکل مالا کی طرح ہی اداس ہوئی تھی،مالا نے فرزانہ کو دھاگا پکڑے یوں حیران دیکھا تو خفیف سا مسکائی

"میں نے باندھا تھا یہ دھاگا آپا،میری گڑیا کا ہار تھا"

مالا کی بات پر فرزانہ بھی اداس آنکھوں سمیت مسکرا دی،علی حسن اب پلنگ کے سرہانے کو پکڑ کر چل رہا تھا،اور فرزانہ کے پاس آکر اس کا کندھا تھامے پلنگ سے نیچے اترنے کو اچکنے لگا۔فرزانہ کی توجہ علی حسن پر مبذول ہوئی تو بٹن مالا کی طرف بڑھاتے ہوئے گویا ہوئی۔

"اچھا مالا علی حسن کو پکڑ لے میں بچوں کو نہلا دوں، حسن پہنچنے والے ہوں گے شام سے پہلے نکلنا ہے ہمیں اور اس شرٹ کے بٹن اتار کر مجھے دے دینا علی کے کرتے پر لگاؤں گی "

فرزانہ نے عجلت میں مالا سے کہا جو اب قمیض کو سمیٹ رہی تھی، فرزانہ کی بات پر جلدی سے اٹھی اور قمیض کو تھامے الماری کی طرف بڑھ گئی، اور پھر قمیض رکھنے کے بعد آکر علی کو گود میں اٹھا لیا۔

ننھے علی کو ہوا میں اوپر اچھال کر وہ نیچے آنے سے پہلے ہوا میں ہی تھام رہی تھی اور وہ منہ کھولے ننھے سے موتیوں جیسے دانتوں کی نمائش کر رہا تھا۔

بظاہر تو وہ دل کو تسلی دے چکی تھی پر ایک پھانس تھی دل میں، آخر کو آپا کی روح تقی کے ساتھ مجھے دیکھ کر خوش کیوں نہیں ہے، رات کو استخارہ کروں گی شائد کوئی اشارہ ملے یا پھر مولوی جی کے پاس جاؤں۔۔۔

نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔وہ یہ روح والی بات سن کر ناراض ہو جائی یں گے مالا کو اچانک ان کی پچھلی دفعہ کی گفتگو یاد آئی جس میں انہوں نے اس کے خوابوں کے سلسلے کو اللہ کی طرف سے کسی انہونی کا اشارہ قرار دیا تھا۔۔۔

وہ علی حسن کو گلے لگائے باہر آگ ئی۔

اٹاری میں وحشت ناک سی خاموشی تھی، اریب پھپھو کا دکھ، منہا کا دکھ ایک ساتھ ہی آکر حویلی کے مکینوں کے چہرے پر اداسی چھوڑ گیا تھا۔

چھت پر چلتے پنکھے کے عین نیچے تخت پر خدیجہ بیگم سر کو باندھے لیٹی ہوئی تھیں تاری بوا ان کی ٹانگیں دبا رہی تھی۔ اور ایک طرف چارپائی ڈالے اریب بھی پژمردہ حالت میں لیٹی ہوئی تھی، وہ اب بلکل خاموش ہو گ ئی تھی اس کی تیکھی سی آواز جو ہر چند منٹ کے توقف سے ارحمہ، رملا یا نقی کو ڈانٹنے کے لیے ابھرتی تھی اب ایک ہفتے سے معدوم ہو گ ئی تھی۔

مالا یوں زندہ لاشوں کو دیکھ کر اور اداس ہوئی اور کمرے کا رُخ کیا، جب دل میں ہی اداسی بھری ہو پھر ارد گرد کا سارا ماحول ہی سوگوار لگتا ہے اس کا حال بھی کچھ یوں ہی تھا، دل

میں رمنا کے متعلق عجیب سے خیال نے اداسی بھر دی تھی اور اب کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

****

کمرے کا پنکھا رنگے برنگے پھولوں کے نقش و نگار والی چھت پر اپنے تین پر گھما رہا تھا، اور نیچے کمرے میں اس کی ہوا اس کے بلکل نیچے کھڑے تقی کے بال اُڑا رہی تھی۔ وہ خاکستری رنگ کا قمیض شلوار پہنے اُلجھے سے ایک طرف کی مانگ نکالے بال ماتھے پر بکھیرے مضطرب سا کمرے کے وسط میں کھڑا تھا اور بلکل سامنے بلقیس کھڑی تھیں جن کی صورت کے تاثرات بھی اس سے کم مضطرب نہیں تھے۔

یہ بلقیس اور نقیب حاکم کا کمرہ تھا، اس کا شمار حویلی کے چھوٹے کمروں میں ہوتا تھا جہاں ایک طرف بس دو چھوٹے پلنگ جوڑ کر رکھے گئے تھے اور دوسری طرف دیوار کے ساتھ تین لکڑی کی کرسیوں کے آگے ایک لکڑی کا میز رکھا ہوا تھا، جس پر سلیقے سے سفید کڑھائی والا میز پوش بچھا تھا اور میز کے وسط میں ایک مصنوعی سرخ کاغذ کے پھولوں والا گلدان پڑا تھا، پلنگ پر مبین نامی آٹھ سال کا لڑکا بے سدھ سو رہا تھا یہ منیر میاں کا بیٹا تھا جسے

وہ رانی سے الگ کر کے حویلی لے آیا تھا، سمیرا نامی چار سالہ بیٹی کو غزالہ کے حوالے کیا گیا تھااور بیٹے کی دیکھ بھال بلقیس کے ذمہ داری تھی۔ مبین بخار میں تپ رہا تھا۔ماں سے جدائی ننھی جانوں پر ظلم تھا مگر یہاں چوہدری حاکم کے آگے کون زبان کھولے۔ وہ اپنے طاقت کے بل بوتے پر رانی سے کیس جیت چکے تھے رانی منیر میاں سے علیحدگی کے بعد پھر سے لاہور چلی گئی تھی۔

اوراس وقت بلقیس سرخ چہرہ لیے اپنے سامنے تن کر کھڑے تقی کو گھور رہی تھی۔ان کا گھورنا بجا تھا کیونکہ تقی کے بات ہی غیر مناسب تھی وہ منہا کے بارے میں فرہاد سے باز پرس کرنا چاہتا تھااور بلقیس بیگم اس بات کی اسے اجازت نہیں دے رہی تھیں۔

"اماں آپ کی بات میرے سر کے اوپر سے ہی گزر گئی ہے"

تقی نے اپنے مخصوص انداز میں کمر پر سے ہاتھ اٹھا کر ہوا میں معلق کرتے ہوئے بلقیس کے نفی کر دینے پر برہم ہوا، کہنیوں سے نیچے ہلکے سے بالوں والے بازو پر قمیض کی آستین موڑ رکھی تھی، بین والے گریبان کا صرف ایک بٹن کھلا تھا،اور وہ گھنی سی بھنویں سکیڑے جواب طلب نگاہیں بلقیس کے چہرے پر جمائے کھڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا مشکل بات کر دی میں نے، بس میری بات کان کھول کر سن لے بہن کے سسرال کا معاملہ ہے ایسی ویسی کوئی بات نہیں کرے گا تو، فرہاد کیا سوچے گا یہ میری ماں پر شک کر رہے ہیں، مجھے اور منہا کو تو وہ ڈاکٹرنی کی باتوں پر ذرا بھر بھی بھروسہ نہیں "

بلقیس نے غصے میں ماتھے پر شکن ڈالے تقی کی طرف دیکھا جو اس وقت لب بھینچے بلقیس کی بات کو برداشت کر رہا تھا جبکہ بلقیس بیگم جانتی تھیں اریب اور اس کے بچے پہلے ہی ایک کرب سے گزر رہے ہیں اور تقی اب ان پر ایک نئی پریشانی تھوپنا چاہتا تھا۔

منیر میاں کی اس حرکت کا سب سے زیادہ اثر فرہاد پر ہوا تھا، پرانا شوخ و چنچل فرہاد کہیں کھو گیا تھا، وہ نادم سا نگاہیں جھکائے باپ کی حرکت پر چپ چپ رہنے لگا تھا۔

"آپ کو ان لوگوں کے ناراض ہونے کی پڑی ہے اور مجھے منہا کی پڑی ہے ایک ہی بہن ہے میری میں اس کے معاملے میں ایسے کیسے چپ سادھ لوں جو اس کے ساتھ ہو چکا ہے اس کے نتائج پتا نہیں کتنے سنگین ہو سکتے تھے "

تقی کے چہرے پر پریشانی واضح تھی وہ بظاہر لاپرواہ سہی لیکن اپنے رشتوں کی قدر و قیمت باخوبی سمجھتا تھا، اکثر لاپرواہ نظر آنے والے لوگ دل میں اپنوں کے لیے زیادہ احساس

رکھتے ہیں اور تقی ان میں سے ہی ایک تھا، منہا اس کی اکلوتی، چھوٹی اور لاڈلی بہن تھی وہ بچپن سے ہی اس کے ہر معاملے میں یونہی فکر مند رہا تھا، اس کی پڑھائی کے معاملے میں اس کے مستقبل کو لے کر وہ اپنے ماں باپ تک کے خلاف چلا گیا تھا جو منہا کو دس سے آگے پڑھانے پر قطعً آمادہ نہیں تھے۔ اور اب وہ یوں اس کی زندگی سے کھیل جانے پر کیسے چپ بیٹھ سکتا تھا۔

" یہ سب بھی میں تیری بہن کے بھلے کے لیے ہی کہہ رہی ہوں، یہ بات تیرے ابا تک بھی نہیں پہنچنی چاہیے، گھر میں ویسے بھی اتنی پریشانی کا عالم ہے تم اس بات کو کھول کر اور تماشہ مت کھڑا کر دینا "

بلقیس اب انگلی تانے اسے تنبیہ کر رہی تھیں جو اکڑ کر گردن تانے کھڑا تھا۔

" میں وہ خون کے نمونے لاہور لیبارٹری میں بھجوا چکا ہوں اور اگر ڈاکٹر تسنیم کا شک درست ثابت ہوا تو میں فرہاد سمیت اریب پھپھو کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا، جو میری معصوم بہن کی زندگی سے کھیل گ ئے "

تقی نے دو ٹوک لہجے میں اپنا فیصلہ سنایا اور پھر وہاں رکا نہیں تھا، بلقیس کے کچھ بولنے سے پہلے ہی وہ کمرے سے نکل چکا تھا اب تو کمرے کے کواڑ کے آگے بس سفید پردہ ہی ہل رہا تھا جس کو دیکھ کر بلقیس ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئی یں۔

****

"مالا جلدی کرو شام ہو رہی ہے"

سکینہ نے درخت کے نیچے سے آواز لگائی، وہ درخت کی ٹہنی پر بیٹھی تھی، سکینہ کی آواز پر جلدی سے دیکھ کر سب سے اچھے والا امرود توڑ کر مالا نے نیچے چھلانگ لگائی، دھوپ سے پکی مٹی کی پگڈنڈی پر اس کا پاؤں بمشکل پھسلتے ہوئے سنبھلا، اس نے ہاتھ میں پکڑے امرود کو کھانے کی غرض سے اوپر کیا تو وہاں ہاتھ میں کچا آم تھا۔ ہیں امرود جیسا لگ رہا تھا اوپر۔۔۔۔

مالا نے الجھی سی نگاہیں سکینہ کی تلاش میں دوڑائی یں، وہ یہیں تو تھی، ایک دم سے کسی کے پکارنے کی آوازیں ابھرنے لگیں۔۔۔۔

مالا۔۔۔۔۔۔مالا۔۔۔۔۔۔۔

کوئی اسے پکار رہا تھا، آواز کی بازگشت پر مالا نے کھیت میں قدم آگے بڑھا دیے، یہ سکینہ بلا رہی ہو گی اسے، وہ کھیت میں بنی پگڈنڈی پر تیز تیز چلنے لگی، لڈن میاں حویلی کے لیے بیل گاڑی جوت چکے ہوں گے اسی سوچ کے ذہن میں آتے ہی وہ کچی سڑک کی طرف تیز تیز قدم بڑھائے ہوئی تھی۔ نیند اتنی آ رہی تھی کہ دل میں خیال ابھرا چارے کی گٹھڑی پر ہی سر رکھ کر بیل گاڑی پر ہی سو جائے گی۔

اچانک نگاہ اٹھائی تو کچی سڑک پر تو وہ آ گئی تھی لیکن یہاں نا تو بیل گاڑی تھی اور نا ہی سکینہ۔۔۔ کیا وہ لوگ مجھے کھیت میں بھول کر ہی چلے گئے آج کیا سکینہ کو نہیں پتا تھا میں بھی ساتھ ہوں۔ مالا نے غصے سے ارد گرد دیکھا

مالا۔۔۔۔۔مالا۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

آوازوں کی بازگشت پھر سے سنائی دی، مالا نے ان کے تعاقب میں قدم بڑھائے گاؤں کا کنواں کھیت میں آ گیا تھا، وہ پریشان سی کنویں کی طرف بڑھی کھیتوں میں تو کوئی کنواں

نہیں تھا ہاں البتہ گاؤں میں دو کنویں تھے جس سے لوگ میٹھے پانی کے گھڑے اور مشکیزے بھر کے گھروں کو لے جاتے تھے۔

وہ کنویں کے پاس پہنچ گئی تھی، یہ گہرا کنواں تھا، گاؤں کے کنویں سے کہیں گہرا تھا اس کو پکارنے کی آوازیں کنویں میں سے آرہی تھیں۔۔۔۔۔ہائے اور با کیا سکینہ کنویں میں گر گئی مالا کا دل دھک سے رہ گیا۔

وہ اب کنویں پر جھک کر اندر جھانک رہی تھی لیکن ہلتے سیاہ پانی کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔

اچانک پیچھے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی مالا نے جیسے ہی رخ موڑا ایک ہاتھ آگے بڑھا اور اسے جیسے ہی دھکا ملا مالا نے اچک کر اپنے بچاؤ کے لیے سامنے کھڑے آدمی کے قمیض کی جیب میں ایک ہاتھ ڈالا اور ایک ہاتھ سے اس کی کلائی تھامی پر توازن ایسا بگڑا کہ وہ سامنے کھڑے شخص کی جیب کو پھاڑتی اس کی کلائی سے بٹن کو توڑتی نیچے گری، اس شخص کو اندھیرے کے باعث دیکھ بھی نا پائی، پورے جسم میں خوف کے باعث بجلی کوند گئی ذہن نے خود کو پانی میں گرنے کے لیے تیار کیا۔

پر یہ کیا وہ ایک جھٹکا کھا کر بنا کسی تکلیف کے گری تھی پر یہ پانی نہیں حاکم قصر کا صحن تھا مالا نے آنکھ اوپر اٹھائی اسے کوئی چوٹ نہیں آئی تھی وہ فوارے کے پاس صحن میں گری تھی نگاہ اوپر اٹھائی تو کوئی وجود اس پر گر رہا تھا مالا کا جسم ہل نہیں پا رہا تھا مالا نے زور سے خوف کے باعث آنکھیں میچ لیں، کوئی دھڑم سے ساتھ گرا تھا گرنے کی آواز بہت مانوس تھی مالا نے آنکھیں کھول کر گردن گھمائی اور اس کے برابر میں آکر گرنے والا وجود رمنا کا تھا اس کا چہرہ اس کی طرف مڑا ہوا تھا اور ناک سے خون بہہ رہا تھا۔

مالا ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی اور جلدی سے رمنا کی ہتھیلی کی طرف دیکھا وہاں بٹن موجود نہیں تھا، بٹن مالا کے ہاتھ میں تھا۔ رمنا اب اٹھ کر بیٹھ رہی تھی۔ مالا کا جسم خوف کے باعث کانپنے لگا ذہن نے فوراً بتا دیا یہ خواب ہے۔۔۔۔ یہ خواب ہے۔۔۔۔

مالا نے پوری قوت سے جھٹکا لگا کر آنکھیں کھولیں، وہ بستر پر تھی پنکھا چلنے کا شور تھا، کمرے میں چھوٹے بلب کی سبز روشنی پھیلی ہوئی تھی، جو کچھ دن پہلے آنے والے خواب کے پیش نظر تقی نے کمرے میں لگا دیا تھا اس کو لگتا تھا مالا اندھیرے سے ڈر جاتی ہے، تقی اسے اپنی باہوں میں بھر کر سو رہا تھا اس کا مضبوط بازو مالا کی گردن کے گرد کچھ اسطرح

www.novelsclubb.com

سے لپٹا ہوا تھا کہ مالا کو اپنا سانس رُکتا سا محسوس ہوا۔ سبز رنگ کی روشنی میں تقی کے تن پر موجود سفید کُرتا بھی سبز لگ رہا تھا، تقی کے بازو کو دھیرے سے سرکا کر اپنے کاندھے پر کیا اور گہرے سانس باہر کو انڈیلے۔ تقی کی خوشبو ناک کے نتھنوں میں گھس رہی تھی۔

وہ بہت دن کے ارادے پر آج عمل پیرا ہوئی تھی، استخارہ کرنے کے بعد روتے ہوئے دعا مانگ کر سوئی اور اب ذہن استخارہ کے جواب کے طور پر خواب کو دہرا رہا تھا۔ رمنا کو چھت سے دھکا ملا تھا جیسے اسے دھکا ملا اور دھکا دینے والی کی جیب رمنا نے تھامی ہوگی جیسے اس نے تھامی تھی پھر جیب پھٹی اور کف سے بٹن ٹوٹ کر ہاتھ میں رہ گیا اور وہ بٹن تقی کی قمیض کا تھا اور تقی۔۔۔۔۔۔

وقت سرکنا بند ہو گیا۔۔۔۔۔۔ پنکھے چلنے کی آواز۔۔۔۔ تقی کا نام لینے لگی ت۔قی ۔۔۔ت۔۔قی۔۔۔۔ت۔۔قی۔۔۔قی۔۔۔ت۔۔۔ت۔۔قی۔۔۔

www.novelsclubb.com

مالا نے ایک جھٹکے سے تقی کے بازو کو اپنے کندھے پر سے ہٹایا اور آنکھیں خوف کے مارے زور سے بند کیں پلکیں کپکپا رہی تھیں۔ تقی نے رمنا آپا کو دھکا دیا۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں ۔۔۔یہ کیسا اشارہ تھا اللہ میاں۔۔۔۔

اس کے لب اپنی ہی سوچ کے انکار پر کانپ گ ئے، تقی نے قمیض کو کتابوں میں چھپا کر رکھا تھا۔۔۔افف میرے خدا تو آپا مجھے بچپن سے یہ بتانے کی کوشش میں تھی اور میں۔۔۔۔۔

مالا نے کرب سے آنکھیں کھولیں، تقی اس کے چہرے پر جھکا اسے ہی دیکھ رہا تھا مالا کی فلک شگاف چیخ بر آمد ہوئی۔۔۔وہ جو کہنی کے بل اٹھ کر اس کو دیکھ رہا تھا دبک گیا مالا کے بازو جھٹکنے پر اس کی آنکھ کھلی تھی اور پھر وہ عجیب طرح سے چہرے کے زاویے بگاڑ رہی تھی، تقی اس کے چہرے کو تعجب سے دیکھتا ہوا اس پر جھکا تھا جب اچانک اس نے آنکھ کھول کر چیخ ماری جیسے وہ تقی نہیں کوئی اور ہو۔

"مالا۔۔۔۔کیا ہوا۔۔۔؟"

تقی نے اسے دونوں کندھوں سے تھام رکھا تھا، اور اس کے یوں کانپنے اور چیخنے کا سبب دریافت کر رہا تھا۔مالا بے یقینی سے تقی کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ جسم میں خوف کی سنسناہٹ تھی کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

رمنا آپا کو چھت سے دھکا تقی نے دیا پر کیوں۔۔۔ذہن الجھ رہا تھا پر زبان گنگ تھی اور تقی اسے تعجب سے دیکھ رہا تھا۔ جسے وہ کوئی جواب دینے کی حالت میں نہیں تھی۔ سبز روشنی کے باعث سب کچھ سبز لگ رہا تھا اس وقت تقی کا چہرہ سبز تھا اس کے ہونٹ بھی سبز تھے

۔

" مالا مجھے بتاؤ کیا مسئلہ ہے تمھارے ساتھ ؟ کیسے خواب ہیں جو آئے دن تمہیں تنگ کر رہے ہیں ؟؟ "

تقی پیشانی پر پریشانی اور حیرت کے شکن نمودار کیے اس سے وہ سوال کر رہا تھا جس کا جواب آج اس کا دل دہلا گیا تھا۔ رمنا آپا اس کو تقی سے بچانا چاہتی تھیں کیا۔

مالا اسے بچا لو۔۔۔۔مالا اس کو کہو ظلم بس کر دے۔۔۔۔وہ سارے خواب ایک ہی دفعہ میں دہرا رہی تھی اور آخری خواب کا اختتام سب سمجھا گیا۔

" مالا کچھ بولو بھی اب کیسے خواب آتے ہیں کیا خوفناک کہانیاں پڑھتی ہو تم ؟ "

تقی اس پر جھکا سوال پر سوال کر رہا تھا اور وہ شاکی نگاہوں سے تقی کو گھور رہی تھی۔ تقی نے رمنا آپا کو دھکا کیوں دیا ہوگا یہ تو اتنے اچھے ہیں۔۔۔مالا اب بے یقینی سے آنکھیں

سکیڑے تقی کو دیکھ رہی تھی۔ تقی اس سے جواب کے انتظار میں تھا اور وہ تھی کہ گھورنا ہی بند نہیں کر رہی تھی۔اسے غصہ آگیا اس کی چپ پر

"مالا۔۔۔ عجیب پاگل لڑکی ہو میں کب سے پوچھ رہا ہوں کچھ ؟کیا ہو جاتا ہے تمہیں ؟کیوں ڈرتی ہو اتنا؟"

تقی اب غصے میں جھنجلا کر اس سے سوال کر رہا تھا۔مالا اس کے یوں غصہ ہونے پر سٹپٹا گ ئی۔اور فوراً جھوٹ بول کر جان چھڑائی

"کہ۔۔۔کچھ۔۔نہیں بس وہ۔۔۔جن۔۔۔چو۔۔۔چڑیل۔۔۔"

مالا نے پھیکی سی آواز میں بے ربط جملے ادا کیے تو تقی نے بے ساختہ اپنے ماتھے کو ہاتھ سے جکڑ لیا اور پھر ایک دم سے مسکراتے ہوئے اسے باہوں کے حصار میں لیا۔

"تم یہ بچوں جیسے کام کرنا کب چھوڑو گی مت پڑھا کرو یہ جن چڑیل کے قصے"

تقی اس ساتھ لگائے کان میں سرگوشی کر رہا تھا اور آج پہلی دفعہ وہ تقی کے حصار میں گھٹن محسوس کر رہی تھی،

نماز پڑھ کر سوتی ہو، قُل تم پڑھ کر خود پر پھونکتی ہو پھر یہ سب ذہن سے جھٹک کر "

" سویا کرو جن چڑیلوں سے زیادہ خطرناک تو انسان ہوتے ہیں

تقی اسے ساتھ لگائے شائستگی سے سمجھا رہا تھا اور اس کی آخری بات پر مالا کا دل لرز گیا وہ کسمسا کر خود کو تقی سے الگ کرنے لگی۔

" ہمم کیا ہے اب "

تقی نے سر نیچے جھکائے اس کے چہرے پر نگاہیں جمائی یں، جو ہونق چہرہ لیے بے چین لیٹی تھی۔

" پہ۔۔پانی پینا ہے "

مالا نے آہستگی سے جواب دیا اور پھر تقی کی باہوں میں سے نکلتے ہوئے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی، وہ اس سے پہلے ہی تیزی سے کہنی کے بل اوپر ہوا۔

" رکو میں دیتا ہوں پانی "

تقی پلنگ پر میز کی طرف سوتا تھا، اب وہ تقریباً میز کی طرف آدھا جسم گھمائے اس کے لیے پانی جگ سے گلاس میں انڈیل رہا تھا۔ مالا نے آہستگی سے ہاتھ بڑھا کر تقی کی جیب میں ہاتھ

www.novelsclubb.com

ڈالا ریڑھ کی ہڈی میں کپکپی سی ہوئی۔ تقی پانی سے بھرا گلاس تھامے اس کی طرف مڑا تو مالا نے جلدی سے جیب میں سے ہاتھ نکال دیا۔

"لو پانی پیو"

ملائم سے لہجے میں مالا کی طرف پانی بڑھایا، مالا نے اسی طرح ہونق حالت میں گلاس تھاما اور تین گھونٹ میں تیزی سے پانی پی کر تقی کی طرف بڑھا دیا۔

تقی نے مسکراتے ہوئے گلاس کو تھاما تھوڑا سا رخ موڑے گلاس کو میز پر رکھا اور پھر اس کی طرف رخ کیا مالا پوری آنکھیں کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا۔۔۔ایسے کیا دیکھ رہی ہو، میں تقی ہوں جن نہیں"

تقی نے ہنستے ہوئے چھیڑا جس پر وہ اس کا ساتھ بھی نا دے سکی

www.novelsclubb.com

"ویسے تمہیں مجھ سے ڈر نہیں لگتا، میں بھی تو اتنا تنگ کرتا ہوں"

تقی محبت سے کہتے ہوئے اس پر جھکا تھا، مالا نے آہستگی سے اس کے بازو کو حصار میں لینے سے پہلے ہی روک دیا، وہ متحوش بیٹھی تھی۔

" کیا ہوا طبیعت ٹھیک ہے "

تقی نے آبرؤ چڑھائے تشویش ظاہر کی کیونکہ مالا کا اس کے ساتھ یہ رد عمل پہلی دفعہ تھا۔ وہ تو اس کی تھوڑی سی جسارت پر ہی سرشار ہو جاتی تھی پر آج عجیب احساس تھا۔

" نیند آرہی ہے "

پھیکی سے آواز بمشکل پنکھے کی آواز میں تقی کے کانوں کو سنائی دی، تقی نے لب بھینچے سر کو اثبات میں ہلایا، وہ شائد زیادہ گھبرا گئی تھی آج۔

" لیٹو سو جاؤ اور کل سے کوئی کہانی نہیں پڑھو گی ایسی جو ذہن پر سوار ہو جائے "

تقی نے لیٹ کر اپنا بازو اس کے سر رکھنے کے لیے تکیے کے اوپر سیدھا کیا اور وہ ہنوز اسی طرح مضطرو بے کل آہستگی سے نیچے ہو کر اس کے بازو پر سر رکھے لیٹ گئی ذہن میں بار بار خواب کا وہ منظر گھوم رہا تھا اس کا جیب میں ہاتھ ڈالنا، جیب کا پھٹ جانا بٹن کا کف سے ٹوٹنا اور پھر اس کا کنویں کے بجائے صحن میں گرنا۔ قمیض ابھی بھی الماری میں پڑی تھی اور بٹن ایک طرف پرانے شیشے کے گلاس میں تھا جو الماری میں نلکی اور سوئی دھاگا وغیرہ رکھنے کے لیے رکھا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

پندرہ منٹ۔۔۔۔۔آدھا گھنٹہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دو گھنٹے۔۔۔۔۔ذہن شل تھا، سوچ کر بار بار نفی کر کے، متواتر خواب دہرا کے۔

تقی تو پھر سے سوچ چکا تھا اور وہ تھی کہ تانے بانے بُنتے نیند سے کوسوں دور رہی۔ جلتی آنکھیں فجر کی آذان تک جاگ رہی تھیں۔

****

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 22

کمرے کا دروازہ آہستہ سے اندر کو کھولتے ہوئے غزالہ جیسے ہی آگے بڑھی مالا نے آنکھیں چندھیا جانے کے باعث آنکھوں کے اوپر بازو کو کہنی کے بل موڑ کر رکھا۔ وہ پلنگ پر آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی، چوٹی سے نکلتے بال، شکن آلودہ لباس، اندھیرا کمرہ

"مالا کیا ہو گیا ہے؟، آج دو پہر ہونے کو ہے اُٹھ کیوں نہیں رہی ہے"

www.novelsclubb.com

غزالہ پریشان حال سی آگے بڑھی، پلنگ پر بیٹھی اور اس کے یوں آج کمرے میں ہی بند ہو جانے پر تشویش ظاہر کی وہ ساری رات کی جلتی آنکھوں پر بازو دھرے ساکن بیٹھی تھی۔

غزالہ نے پلنگ کے پاس آکر اس کی آنکھوں پر سے بازو ہٹایا تو منہ حیرت سے وا ہوا، مالا کی آنکھیں رونے کے باعث سوج چکی تھیں اور متورم آنکھوں کی سفید پتلیاں ہلکی سی لالی لیے اس کی اذیت اور رتجگے کی گواہی دے رہی تھیں۔ غزالہ کا دل ہولا کے رہ گیا

" مالا۔۔۔ تو رو کیوں رہی ہے؟ "

غزالہ نے پریشان سے لہجے میں سوال کیا، پر وہ جو بے تاثر آنکھیں لیے بیٹھی تھی ماں کو دیکھ کر پھر سے رو دی۔ غزالہ پلنگ پر سے تیزی سے اٹھی، ایک ہاتھ سے دیوار پر نصب سوئی چ کو دبا کر بتی جلاتی، بیرونی دروازے کی طرف بڑھی کواڑ کو تیزی سے ایک دوسرے میں مار کر بند کیا اور مضطرب سی پلٹی۔ پلنگ پر پھر سے اس کے پاؤں کی طرف تھوڑا سا ٹک کر اس کی طرف دیکھا جو اب بے آواز آنسو بہائے جا رہی تھی۔

" مالا بے شک میں ماں ہوں لیکن جب تک تو نہیں بتائے گی اپنے رونے کی وجہ میں کیسے جان سکوں گی کہ مس ئی لہ کیا ہے؟۔۔۔ کیا تقی نے کچھ کہہ دیا؟ "

غزالہ نے محبت سے اس کا گھٹنا تھام لیا، مالا نے نگاہیں جھکائے ہی نفی میں سر ہلا دیا، ہاتھوں کی انگلیاں وہ کچھ اس طرح سے ایک دوسرے میں پھنسائے بیٹھی تھی جیسے خود سے ہی جنگ کر رہی ہو۔

اور کچھ ایسا ہی تھا، بعض اوقات انسان خود سے ہی تنگ آ جاتا ہے مالا کی زندگی بظاہر مکمل اور پر سکون تھی پر خوابوں کا یہ عجیب سلسلہ اس کی پر سکون زندگی میں بری طرح خلل پیدا کر گیا تھا وہ ہر دفعہ کی طرح اس دفعہ اپنے خواب کو جھٹک نہیں رہی تھی شائی داس کی وجہ رات کو سونے سے پہلے خدا سے مانگی گئی مدد تھی وہ دعا تھی جو اس نے اللہ سے کی تھی کہ اللہ مجھے ان خوابوں سے چھٹکارا دے یا پھر کوئی اشارہ دے کہ مجھے تو یہ خواب کیوں دکھاتا ہے۔ انہی سوچوں کے بھنور میں پھنسی وہ بے سروپا، بے حال بیٹھی تھی جب غزالہ اسے آج باہر نا دیکھ کر اندر آگئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تو پھر ایسے کیوں بیٹھی ہے میرے دل کو کچھ ہو رہا ہے بتا دے کیا کوئی نقصان کر دیا تقی کا؟"

غزالہ کی پیشانی نا سمجھی کی الجھی لکیریں سجائے ہوئی تھی، مالا نے ہتھیلی کی پشت سے اپنی نم ہوتی گالوں کو باری باری رگڑا اور بھیگی پلکوں کی جھالر اٹھائے سامنے بیٹھی اپنی ماں کو دیکھا۔ جس کی پیشانی پر موجود شکن پریشانی کا واضح ثبوت تھے۔

"اماں۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ بہت پریشان ہو گ ئی ہوں، مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لگتا ہے۔۔۔۔ لگتا ہے۔۔۔ میں پاگل ہو جاؤ ں گی"

آنسوؤں میں روندھائی آواز تھی، بے حال پریشان چہرہ اس کے اندرونی کرب کی چیخ چیخ کر گواہی دے رہا تھا۔ غزالہ نے جلدی سے اس کے چہرے کو ٹھوڑی سے تھام کر اوپر کیا۔

"مالا دیکھ مجھے سہی سے بات بتا دے میری پریشانیوں میں اضافہ مت کر"

غزالہ نے الجھن کے شکن نمودار کیے، مالا نے لب بھینچے آنسوؤں کا گلا گھوٹا

"اماں۔۔۔۔ رمنا آپا کو۔۔۔۔ دھکا دیا تھا چھت سے وہ خود نہیں گری تھی"

مالا نے بھیگے سے لہجے میں سپاٹ چہرہ اوپر اٹھائے اپنے رونے کا سبب بتایا تو غزالہ نے نا سمجھی سے اس کے چہرے کو دیکھا، ایک پل کے توقف کے بعد اس نے سلسلہ کلام وہیں سے جوڑ کر غزالہ کے سر پر حیرت کا پہاڑ توڑ دیا

" اور اماں وہ دھکا کسی اور نے نہیں تقی نے دیا تھا نہیں "

مالا اب بات مکمل کیے پھر سے رونے لگی تھی جبکہ غزالہ ایک پل کے لیے ساکن ہوئی ماتھے پر پڑے افقی بل ذہن میں بات کو سمجھ کر مزید بڑھ گ ئے اور دانت پیسے وہ ایک ہی جست میں مالا کے دونوں بازو دبوچ چکی تھی۔

مالا بچپن سے ہی مجھے تو پاگل لگتی تھی لیکن اب یقین ہو چلا ہے جو منہ میں آتا ہے بک دیتی ہے، جو دل میں آتا ہے کر دیتی ہے، تجھے اب گیارہ سال بعد رمنا کیوں نظر آنے لگی ہے ہر جگہ، کبھی وہ موا بٹن اٹھائے پھرتی ہے، کبھی راتوں کو اُٹھ کر بیٹھ جاتی ہے اور اب یہ پتا چل گیا کہ رمنا کو تقی نے چھت سے دھکا دیا تھا، عقل کی ماری چھت پر کوئی نہیں تھا "

" تب یہ خواب تجھے پاگل کر دیں گے، یہ کیوں بھول رہی ہے تقی تیرا شوہر ہے

غزالہ نے تیز تیز بولتے ہوئے اسے جھنجوڑ کر رکھ دیا جانتی تھیں وہ ہر خواب کے بعد اس طرح کی کفیت کا شکار ہو جاتی ہے اور اب اس دفعہ تو وہ اپنے خواب کا جو نتیجہ نکال کر بیٹھ گ ئی تھی اسے غزالہ نے ڈرا کر رکھ دیا۔

www.novelsclubb.com

"اماں مجھے خواب بلاوجہ نہیں آتے کوئی تو وجہ ہے اور چھت پر۔۔۔۔۔۔۔اس دن ضرور تقی تھے، مجھے استخارہ سے سب اشارہ ہو گیا کہ رمنا آپا کیا بتا رہی ہے مجھے خواب میں آکر"

مالا نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا اور غزالہ کی بات کی تردید کر دی، غزالہ اس کے خوابوں سے پہلے ہی تنگ آچکی تھی اور اب یہ سلسلہ بجائے تھمنے کے عجیب صورتِ حال اختیار کر گیا تھا۔

"میں تیرا گلا دبا دوں گی اس بکواس پر، پتا نہیں کیا گند بلا قصے کہانیاں پڑھ پڑھ کر تیرے دماغ میں خناس بھر گیا ہے"

غزالہ نے دانت پیستے ہوئے غصے میں اسے جھاڑ کر رکھ دیا جبکہ ہاتھ واقعی میں اس کے گلا دبانے کے انداز میں آگے بڑھائے

www.novelsclubb.com

"کوئی خناس نہیں بھرا یہ دیکھ بٹن اماں اور یہ قمیض تقی نے الماری میں چھپا کر رکھی تھی، یہ بٹن اسی قمیض کا ہے جب تقی نے دھکا دیا آپا کو تو اس کے بازو کا بٹن ٹوٹ کر آپا کی مٹھی میں قید ہوا"

مالا نے گھٹنا اُٹھایا، کانپتے ہاتھوں سے اپنے گھٹنے کے نیچے دی ہوئی قمیض اور بٹن غزالہ کی طرف بڑھایا اور ساتھ ہی اپنا رات کا سارا خواب غزالہ کے گوش گزار کیا۔

"دیکھ مالا۔۔۔ تو پتا نہیں کیا کیا سوچتی ہے دن بھر اور پھر وہی سب تیرے خواب بن جاتے ہیں، رمنا کی موت کو کیوں نہیں بھول پا رہی ہے، یہ میں نہیں جانتی پر اتنا ضرور جانتی ہوں تقی ایسا کبھی نہیں کر سکتا، وہ تو رمنا کو سب سے چھپ کر پڑھاتا تھا اس کا خیال کرتا تھا، ابا جی سے اپنی فیس کے پیسے زیادہ لے کر وہ رمنا کی فیس ادا کرتا تھا"

غزالہ اب کھوئے سے لہجے میں تقی کی صفات بتاتے ہوئے اس کی ہر بات کی نفی کر گئی تھی۔ مالا بھی اب بھنویں سکیڑے ماں کی بات پر ایمان لانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی پر ایسا ہوتا نظر نہیں آ رہا تھا رات سے لے کر اب تک وہ اس خواب کو ہزاروں دفعہ اپنے ذہن میں دہرا چکی تھی کہ وہ خواب اب خواب کم حقیقت زیادہ لگنے لگا تھا۔ غزالہ متواتر بولے جا رہی تھی اور وہ اداس آنکھیں لیے تاک رہی تھی۔

"اور رمنا۔۔۔۔، وہ تو تقی کی ایسی دیوانی تھی کہ نا چاہتے ہوئے بھی صرف اس کی خاطر پڑھتی تھی اس کا ہر حکم مانتی تھی"

غزالہ کی آنکھیں بھیگ گ ئی تھیں اور مالا ہنوز خاموش بیٹھی تھی، غزالہ نے دوپٹے کا پلو اٹھایا اور آنکھیں رگڑ ڈالیں مالا یک ٹک سامنے خلا میں نگاہیں جمائے گویا ہوئی

" اماں پر۔۔۔۔ میرے خواب میں، میں نے صاف دیکھا کہ چھت سے دھکا کھا کر آپا نیچے آئی یں اور وہ خواب کم حقیقت زیادہ لگ رہا تھا "

دور کسی کنویں سے آتی آواز تھی، مالا کی سوئی اب بھی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔ غزالہ نے تاسف سے پیشانی پر ہاتھ مارا

" مالا تو سہی کہہ رہی ہے تو خود بھی پاگل ہو رہی ہے اور مجھے بھی کر دے گی، خبر دار یہ بات آج کے بعد میں نے تیرے منہ سے سنی تو۔۔۔۔۔۔ یہ یہاں ہم دونوں کے بیچ ہی ختم، گھر والے تجھے بد دماغ تو پہلے ہی سمجھتے ہیں اب باولی کہنے لگیں گے، پانی پڑھ کر لاتی ہوں وہ پی لے "

www.novelsclubb.com

غزالہ نے تیوری چڑھا کر ہاتھ ہوا میں معلق کیے مالا نے منہ کھولا اور اس پہلے کہ وہ کچھ اور بولتی غزالہ جھٹکے سے اٹھ کر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گ ئی۔ دروازے کے دونوں پٹ ٹھک کی آواز پر ارد گرد دیواروں سے ٹکرائے اور پردہ ہل کر رہ گیا۔

کیا اماں ٹھیک کہہ رہی ہے میرا یقین کوئی نہیں کرے گا کیا؟، آپا چاہتی کیا ہیں؟؟؟ کیا میں تقی سے سوال کروں اس سے پوچھوں کہ آپا کو کیوں دھکا۔۔۔

وہ مضطرب سی دانتوں میں لب دبائے کچل رہی تھی، بے دلی سی اٹھی اور قمیض اٹھا کر الماری میں رکھ دیا۔

****

سورج ڈوب رہا تھا، اور شام اپنے ساتھ لائی ٹھنڈک اب حاکم قصر کے صحن کو بخش کر تپش کم کر رہی تھی جو اس کو دوپہر نے بخشی تھی۔

چکی کی کُوکُو کے ساتھ صحن میں لگے درختوں پر چڑیوں کے مسلسل چہچہانے کی آوازیں ایسی تھیں جیسے دن کو الوداع کہنے کے ساتھ ساتھ اللہ کی بڑائی اور ثنا بھی کر رہی ہوں جو صبح سے شام ہونے پر قادر ہے۔

www.novelsclubb.com

تقی ہاتھ میں ڈاکٹری بیگ اٹھائے فرہاد کے پیچھے چلتا ہوا حاکم قصر کے گیٹ سے اندر داخل ہوا دونوں تیز تیز چلتے ہوئے اٹاری کی طرف بڑھ رہے تھے ہر نفس سے بے نیاز جو صحن اور اٹاری میں روزمرہ کے کاموں میں مشغول تھے۔

یہ فرہاد اور منہا کا کمرہ تھا جس کا پردہ سر کاتے وہ آگے پیچھے کمرے میں داخل ہوئے اور داخل ہوتے ہی تقی کی سیدھی نگاہ سامنے پلنگ پر پڑی، جہاں زرد چہرہ لیے پژمردہ لیٹی منہا کی آنکھیں مکمل طور پر بند تھیں۔

وہ دو ہفتوں میں ہی کمزور اور ناتواں دکھنے لگی تھی، حمل زائل ہونے کے بعد سے اس کا بخار ختم نہیں ہو رہا تھا ہر دوسرے دن وہ تاپ میں تپ رہی ہوتی تھی۔ اور آج تو حالت اتنی ابتر تھی کہ فرہاد کے ہاتھ پاؤں پھول گئے وہ شام کو گھر واپس پہنچا تو منہا کو بستر میں تپتے پایا اور پھر فوراً تقی کے کلینک سے جا کر تقی کو گھر لے آیا۔ تقی شہر سے واپسی پر ابھی کلینک پہنچا ہی تھا جب فرہاد بولایا سا کلینک پہنچا اور منہا کی طبیعت کے بارے میں آگاہ کیا۔

تقی اب آہستگی سے چلتا ہوا پلنگ کے پاس آیا جہاں منہا آنکھیں موندے لیٹی تھی۔ جھک کر اس کی کلائی تھامی اور ایک ہاتھ اس کی جلتی پیشانی پر دھر دیا۔ منہا نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں اور تقی کو خود پر جھکا دیکھا۔

"بھائی۔۔۔"

www.novelsclubb.com

نحیف سی آواز اتنی مدھم تھی کہ بمشکل تقی کو سنائی دی، تقی اب اس کی نبض تھامے کھڑا تھا۔اور وہ لبوں پر زبان پھیر کر فرہاد کی طرف دیکھ رہی تھی جو تقی کے بلکل برابر میں پریشان حال کھڑا تھا۔ تقی نے جھک کر منہا کی آنکھوں کے پپوٹے اوپر کو اُٹھاتے ہوئے آنکھوں کا معائینہ کیا پھر سیدھا ہوا اور فرہاد کی طرف رُخ کیا۔

"فرہاد صبح تم اور منہا میرے ساتھ چلو شہر، مجھے منہا کے ٹیسٹ کروانے ہیں اور ایک دفعہ ڈاکٹر تسنیم سے بھی رابطہ کر لیتے ہیں"

تقی نے سنجیدگی سے فرہاد کو ہدایت دیں، یہ اچھا موقع تھا فرہاد سے وہ ساری باتیں کرنا کا بھی جو اس دن ڈاکٹر تسنیم نے کہی تھیں، وہ بلقیس کے سمجھانے پر چپ سادھ گیا تھا پر آج منہا کی یہ حالت اسے پھر سے تشویش میں مبتلا کر چکی تھی، فرہاد نے تقی کی بات پر اثبات میں سر کو جنبش دی

www.novelsclubb.com

"بھائی کچھ نہیں ہوا مجھے، ڈاکٹر نے کہا تھا کہ ہلکا پھلکا بخار ہو گا تمہیں"

منہا نے آہستگی سے تقی کی طرف دیکھ کر کہا

"یہ ہلکا سا بخار نہیں ہے منہا بہت تیز بخار ہے"

تقی نے پلٹ کر خفگی سے گھورتے ہوئے اسے جواب دیا

ہاں تقی ٹھیک کہہ رہا ہے اور تقی مجھے اس کی شکایت بھی کرنی ہے تم سے، یہ ڈاکٹرنی "

" کی دی ہوئی دوا بھی ٹھیک سے نہیں لے رہی ہے

فرہاد نے خفگی سے ایک نگاہ منہا پر ڈالی اور پھر تقی کی طرف دیکھ کر شکوہ کیا

" منہا کیوں تنگ کر رہی ہو اتنا "

تقی نے لب بھینچے منہا کو گھور کر دیکھا جو اب غصے سے فرہاد کو دیکھ رہی تھی۔

" بھائی ان کو کیا پتا، آپ دیکھ لیں یہ پڑی ہے سنگھار میز پر دوا ہر روز کھاتی ہوں "

منہا نے روہانسے لہجے میں فرہاد کی بات کی تردید کی، تقی نے پریشان سی نگاہیں اس پر گاڑیں

۔

www.novelsclubb.com

" اچھا چلو اُٹھو اب یہ بخار کی میڈیسن کھاؤ پہلے "

تقی ایک طرف رکھے بیگ کی طرف بڑھا بیگ کو کھولا اس میں سے گولیاں نکال کر منہا کے پاس آیا فرہاد جگ سے پانی گلاس میں انڈیل رہا تھا۔اور پھر پانی کا گلاس منہا کی طرف بڑھایا۔

تقی نے گلاس خود تھام لیا اور ہتھیلی منہا کے آگے کی جس میں چھوٹی سی گولائی میں سفید رنگ کی گولیاں پڑی تھیں۔ منہا نے بیزار سی شکل بنائی اور پھر تقی کے غصے کو بھانپتی ہوئی اُٹھ بیٹھی۔ تقی کے ہاتھ سے ایک ساتھ دونوں گولیاں اٹھا کر منہ میں رکھیں اور پانی کا گلاس پکڑ کر منہ کو لگا لیا۔

" فرہاد صبح میرے ساتھ ہی نکلو گے تم دونوں؟ "

تقی نے پیشانی پر انگلیاں رکھے دھیرے سے پیشانی مسلتے ہوئے پاس کھڑے فرہاد سے سوال کیا، فرہاد نے جواب کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ منہا کے بولنے پر چپ ہو گیا

" بھائی ابھی نہیں جانا مجھے، اگر کل تک بخار نہیں اترا تو چلے جائیں گے، مجھے ہسپتال سے کوفت ہوتی ہے گھٹن سی "

منہا کے لہجہ بیزاریت اور نقاہت لیے ہوئے تھا

"تقی تم چلے جانا میں اسے لے آؤں گا صبح تمہیں وقت پر نکلنا ہے میں بہادر کے ساتھ گھر اکی گاڑی پر لے آؤں گا اسے"

فرہاد نے تقی کے کاندھے پر تسلی سے ہاتھ رکھے منہا کی بات کی لاپرواہی سے نفی کی جواب شکوہ آمیز نگاہیں فرہاد پر گاڑے بیٹھی تھی۔ تقی نے گہری سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور بیگ اٹھا کر کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"فرہاد آپ بھی حد کرتے ہیں اتنے سے بخار کو ہوا ہی بنا لیا، بھائی کو پریشان کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی آخر؟"

منہا نے جھنجلا کر شکوہ کیا، فرہاد جو تقی کو باہر نکلتا دیکھ رہا تھا بھنویں اچکا کر منہا کی طرف متوجہ ہوا جو ماتھے پر بل ڈالے اسے غصے سے گھور رہی تھی۔

"پیاری۔۔۔ بیگم تمھارے لیے یہ معمولی بخار ہو گا لیکن تم کیا جانو تمہیں اس حالت میں دیکھ کر اس دیوانے کے دل پر کیا گزرتی ہے"

فرہاد محبت پاش نگاہوں سے اسے دیکھتا ہوا پلنگ کی طرف آیا جہاں وہ اب منہ پھلائے بیٹھی تھی۔

" فرہاد آپ کا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ "

منہا نے آہستگی سے تاسف میں سر ہلایا جب کہ وہ اب محبت سے مسکراتا ہوا اسے لیٹنے میں مدد دے رہا تھا۔

****

فرہاد اور منہا کے کمرے سے نکل کر تقی سیدھا، تخت کی طرف آیا تھا جہاں خدیجہ بیگم گاؤ تکیے سے پشت ٹکائے تسبیح کر رہی تھیں، ایک طرف اریب سپاری کاٹ کر پان کا مصالہ تیار کر رہی تھی اور تخت سے کچھ دوری پر سکینہ اور تاری بوا دستر خوان بچھا رہی تھیں۔

" اسلام علیکم بی جی۔۔۔ "

تقی نے خدیجہ بیگم کے پاس بیٹھتے ہی سر نیچے جھکایا جس پر خدیجہ بیگم نے ہاتھ رکھتے ساتھ ہی اس کے چہرے پر اپنا چہرہ گول گھماتے ہوئے پھونک ماری۔ تقی نے چہرہ موڑا، آنکھیں سکوڑ کر سامنے صحن میں نقی کو دیکھا جو دیوار پر گیند مارتا اور اچھلتی گیند کو ہاتھ میں تھام رہا تھا اور پاس کھڑا امبین اس کی اس سر گرمی کو بغور دیکھ رہا تھا، دونوں بچے اب کچھ کچھ بہتر ہو

www.novelsclubb.com

گ ئے تھے، باورچی خانے کے قریب غزالہ اور بلقیس ہانڈی کو چولہے سے اتار رہی تھیں
۔

" جیتارہ۔۔۔لال۔۔۔کیا ہوا منہا کو "

خدیجہ بیگم نے گاؤ تکیے کا سہارا چھوڑ کر اوپر ہوتے ہوئے پوچھا۔ تقی نے شرٹ کے کف بٹن کھولتے ہوئے آبرؤ چڑھائے

" بی جی بخار ہے دوا دے کر آیا ہوں، فرہاد سے کہا ہے صبح شہر لے آئے اسے "

تقی نے مگن سے انداز میں، سنجیدگی سے جواب دیا، پاس بیٹھی اریب کی تیوری ایک سو اسی کی رفتار سے چڑھی۔

" تاپ تو چڑھے گا ہی بات تو کسی کی مانتی نہیں ہے میں نے کہا تھا کاڑھا پی روز، پر مجال ہے اس لڑکی کے کان پر جوں تک رینگی ہو "

www.novelsclubb.com

اریب نے نخوت سے شکوہ کیا، منیر میاں کے معافی مانگنے کے بعد سے اریب اب کافی سنبھل گ ئی تھی، تقی نے پیشانی پر ہلکے شکن ڈالے اریب کی طرف دیکھا جن کے الفاظ سے اس کے اعصاب ایک دم سے تن گ ئے۔

" پھپھو یہ کاڑھے، کوڑھوں سے کچھ نہیں ہو گا، میں اس کے ٹیسٹ کرواؤں گا
سارے "

تقی نے لب بھینچے تیکھے لہجے میں جواب دیا، بلقیس کے دستر خوان پر ٹرے رکھتے ہاتھ لمحہ بھر کو تھمے اور گھور کر تقی کی طرف دیکھا۔

" بیٹا۔۔۔بے شک تو بہت بڑا ڈاکٹر بن گیا پر ہم نے بھی بال دھوپ میں سفید نہیں
کیے، کیوں اماں ؟؟ تو بتا، کاڑھا کیسا مفید ہے اس حالت میں اور اجوائن کا پانی "

اریب نے ناک سکیڑے غصے سے ایک نظر تقی کو دیکھا اور پھر خدیجہ بیگم کی طرف دیکھا جو اس کی بات کی تائید پر سر ہلا رہی تھیں۔

تقی نے ضبط سے لب بھینچ کر پلکیں جھکائیں اور ایک دم سے تخت سے اُٹھ کر اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھا دیے۔ ایک ہاتھ میں بیگ تھامے کمرے میں داخل ہوا تو سب سے پہلے سامنے پلنگ پر لیٹی مالا پر نگاہ پڑی، وہ گہری نیند سو رہی تھی۔ کروٹ لیے دونوں ہتھیلیوں کے اوپر گال دھرے سوتی ہوئی وہ اسے ٹھنڈک جیسا احساس دے گئی، پنکھے کی تیز ہوا سے بالوں کی لٹیں بار بار اس کے گداز گالوں کو چھو رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

مالا کے دلفریب چہرے کو دیکھتے ہی اس کے تنے ہوئے اعصاب پر سکون ہو گئے۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا پلنگ تک آیا اور اس کے پاس بیٹھ کر نرم سی نگاہ اس کے چہرے پر جما دی۔ اندھیرا پھیلنے لگا تھا اور باہر برانڈے سے کھانا لگ گیا کہ صدائیں ابھرنے لگیں۔

"مالا۔۔۔ اُٹھو آج یہ کس وقت سو رہی ہو؟"

تقی نے آہستگی سے اس کی گال پر ہاتھ رکھ کر اس کو تھپ تھپایا، اُس نے کسلمندی سے سوزش زدہ پپوٹے اُٹھائے، جیسی ہی نیلی پتلیوں والی آنکھیں وا ہوئی یں، سامنے کے منظر پر ٹھٹھک کر منجمند ہوئی یں، تقی دلفریب مسکراہٹ سجائے اس کے اوپر جھکا اسے اٹھنے کا کہہ رہا تھا۔

تقی کا چہرہ کتنا خوبرو تھا، سیاہ روشن آنکھیں، گھنی بھنویں جن کی بناوٹ اس کی آنکھوں کی لمبائی میں اضافہ کرتی تھی، کشادہ پیشانی پر ہر وقت گرے سیدھے سیاہ بالوں کی چند لٹیں، کھڑی سی رعب دار ناک کوئی شک نہیں تھا اس بات پر کہ وہ خوبصورت مردوں میں شمار ہوتا تھا پر بعض اوقات خوبصورت چہروں کے پیچھے کیسے کیسے بھیانک روپ چھپے ہوتے ہیں، مالا کا دماغ اس کے چہرے کے پیچھے چھپے بھیانک چہرے کو سوچ رہا تھا۔ اور وہ محبت

سے اسے دیکھ کر سارے دن کی تھکن کو اتار رہا تھا جس نے اس کی بے رنگ زندگی میں رنگ بھر دیے تھے۔

خبر ہی نا ہوئی کب وہ اس چھوٹی سی لڑکی کو اپنے دل کی گہرائیوں میں محسوس کرنے لگا، دن بھر کی مصروفیت میں بھی جب کبھی وہ یاد آتی لبوں پر میٹھی سی مسکان اور دل میں گدگدی جیسی لہر دوڑ جاتی۔ سچ تو یہ تھا اس کے دل میں یہ شدید محبت پیدا کرنے میں زیادہ ہاتھ مالا کا ہی تھا وہ جس طرح اس کی فکر میں رہتی تھی اور محبت کرتی تھی تقی کا دل زیادہ عرصہ اس سے لاپرواہی نا برت سکا۔

"کیا ہوا۔۔؟ کل رات سے دیکھ رہا ہوں مجھے بس دیکھے ہی جا رہی ہو، کچھ کہنا ہے کیا؟"

تقی نے اچانک اس کے دیکھنے کے انداز کو بھانپ کر سوال کر دیا، وہ جو کل رات سے ہی الجھی ہوئی تھی، اس کے یوں بھانپ لینے اور ذہانت پر گڑبڑا گئی۔

"کچھ نہیں۔۔۔"

آہستگی سے جواب دیتے ہوئے اس کی سوالیہ نظروں سے نظریں چرائی یں اور پھر ہاتھوں کا سہارا لے کر اٹھ بیٹھی، کیا بتاتی وہ کل رات سے اسے اپنے من کا میت نہیں اپنی بڑی بہن کا قتل سمجھ کر سوچ رہی ہے۔

" آج میرے آنے سے پہلے تیار بھی نہیں ہوئی طبیعت ٹھیک ہے نا "

تقی نے اس کے بے سروپا حلیے کو جانچتے ہوئے سوال کیا اور پھر اس کے ماتھے پر ہاتھ دھر دیا۔ مالا کسمسا گ ئی، اسی لمحے پردہ سرکا اور ارحمہ جھٹ سے کمرے میں ننگے پاؤں تھپ تھپ مارتی داخل ہوئی، تقی فوراً سے ہاتھ ہٹا کر پلنگ سے اٹھ کھڑا ہوا

" تقی، بھائی، آپا۔۔۔ آجاؤ کھانا لگ گیا ہے، دا جی بلا رہے ہیں سب کو "

ارحمہ نے تیزی سے کہا اور پھر اُسی رفتار سے باہر بھی نکل گ ئی جس رفتار سے اندر داخل ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

" چلو میرے کپڑے نکال دو، تم چلو میں بس کپڑے بدل کر آیا "

تقی نے میز کے پاس رکھی کرسی کو کھسکا کر بیٹھتے ہوئے حکم صادر کیا اور جوتے اتارنے کی غرض سے جھک گیا اور وہ اسی طرح بے تاثر چہرہ لیے اٹھ کر کپڑوں کی الماری کی طرف بڑھ گئی۔

****

حاکم قصر میں رات کے گھپ اندھیرے کو بس صحن میں جلتے بلب کی روشنی چیر رہی تھی، قندیل بچاری یونہی مٹی اور تیل سی اٹی اب فوارے پر لٹکتی رہتی تھی جس کو بس بتی جانے کے بعد ہی روشن کیا جاتا تھا، رات کی اس خاموشی میں جھینگروں کی جھیں جھیں آوازیں مسلسل راگ آلاپ رہی تھیں، باورچی خانے کے بلب کی پیلی سی روشنی میں دو ہاتھ کانپتے ہوئے چھوٹی سفید کاغذ کی پڑی کو کھول رہے تھے۔ کاغذ کی تہہ کو کھولتے ہی مٹیلے سے رنگ کے سفوف کو کانپتے ہاتھوں سے سفید دودھ میں پھینکا سفوف کے ذرات ایک پہاڑ کی شکل میں دودھ پر گرے اور پھر کناروں سے دودھ میں گھلنے لگے۔

کانپتے ہاتھوں نے اب چاندی چمچ کو اٹھایا اور چاندی رنگ چمچ تانبے کے بڑے گلاس میں موجود سفید دودھ کے اندر آہستہ آہستہ گھومنے لگا، چمچ گلاس کی دیواروں سے ٹکرا کر ٹن

www.novelsclubb.com

ٹن کی آواز پیدا کر رہا تھا جو باورچی خانے کی خاموشی میں جھینگوں کی جھیں جھیں کے ساتھ مل کر ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔

گلاس میں چمچ چلانے والے ہاتھ دودھ میں ڈالے گئے سفوف کو کچھ اس طرح سے گھول رہے تھے کہ سفوف کے ذرات دکھنا بند ہو جائیں۔

ٹن۔۔۔نن۔۔ن۔ن۔ٹن۔ن۔ن۔۔۔۔۔۔

****

مالا نے صحن میں اُٹھتے شور پر قدم باہر نکالے تو صحن پہلے ہی تمام مکینوں سے بھرا پڑا تھا اور صحن کے وسط میں دنگل ہو رہا تھا۔کچھ لوگ سہم کر کھڑے تھے،کچھ چیخ چیخ کر نا مارنے کا صدائیں بلند کر رہے تھے۔

پورے صحن میں نقی کے بلکنے کی آوازیں تھیں اور تقی کے جھانپڑ کی جو وہ اس کی پشت پر رسید کر رہا تھا وہ آٹھویں جماعت میں دوسری دفعہ فیل ہوا تھا۔اور تقی تو جیسے اس پر برس پڑا۔

"بھائی۔۔۔بھائی۔۔۔معاف کر دو"

تقی اپنا بازو واٹھائے اس کی مار سے بچنے کی کوشش میں بے حال تھا پر تقی تو جیسے ہوش و حواس کھوئے ہوا تھا۔ نا کسی کی سن رہا تھا نا تقی کو چھوڑ رہا تھا، ستون کے پاس کھڑی مالا کا چہرہ ایک دم سے ذہن میں ابھرتے خیال کے باعث لٹھے کی طرح سفید پڑا وہ گھبرے سانس اندر باہر انڈیلتی کمرے میں آئی۔

ذہن سوکی رفتار پر سوچ کی پھر کی گھمانے لگا، تقی نے کہیں رمنا آپا کو بھی پڑھنے سے انکار پر چھت سے دھکا تو نہیں دے دیا تھا، تقی پڑھائی کے لیے جنونی ہے دل تیزی سے خوف میں دھڑکنے لگا سارے منظر آنکھ کے پردے پر۔۔۔ گھومنے لگے

کیوں ؟۔۔۔ کیوں ؟۔۔۔ کیوں ؟ کا سوال جو تین دن سے دماغ کی نسیں دکھانے لگا تھا اس کو ایک جواب اب کچھ بہتر لگنے لگا، تقی کہیں رمنا آپا پر غصہ ہو رہا ہو گا اور دھکا۔۔۔

ماتھے پر پسینہ آنے لگا، کانپتے ہاتھوں سے پسینہ صاف کیا اور پلنگ پر بیٹھ کر تکیے کو گود میں رکھ لیا۔

****

تیز دھوپ، جمعہ کی نماز کے بعد حاکم قصر کے تمام مکین اپنے اپنے کمروں میں ستانے کو لیٹ چکے تھے، بس تخت سے پاس ایک کمرے میں سے کھٹ پٹ کی آوازیں آرہی تھیں۔

سفید ململ کے پردے کے بلکل پیچھے، کمرے میں فرش پر نیا چمچاتا پلنگ، اور ایک طرف دیوار کے ساتھ لگا جدید طرز کا ابھرے سے پھول اور نقش و نگار والا گہرے بھورے رنگ کا سنگھار میز کمرے کو خوبصورتی بخش رہا تھا، تقی کہنیوں تک قمیض کی آستین چڑھائے پلنگ کو دیوار کے ساتھ لگا رہا تھا۔

سفید رنگ کی قمیض پر جگہ جگہ مٹی کے نشان تھے، لڈن اور بہادر کمرے تک تو فرنیچر چھوڑ گئے تھے مگر باقی ساری ترتیب اس نے اکیلے نے ہی دی تھی اسی لیے پیشانی پر پسینے کے ننھے قطرے پنکھے کی ہوا میں بھی نمودار تھے۔

www.novelsclubb.com

کچھ قدم کی دوری پر کھڑی مالا، افسردہ سے چہرہ لیے اپنے اندر خوشی کو تلاش کر رہی تھی جو اس وقت اسے محسوس ہونی چاہیے تھی پر کیوں نہیں ہو رہی تھی۔ ہلکے نیلے رنگ کے

جوڑے میں چہرہ پژمردہ سا لگ رہا تھا، ایک ہفتے کے رتجگوں نے آنکھوں کے گرد ہلکے گندمی رنگ کے حلقے بنا دیے تھے

غزالہ کے بھائی یوں نے مالا کے لیے داج کا کچھ سامان بھیجا تھا جو اب چار ماہ بعد کمرے کی زینت بن رہا تھا اور مالا جس نے پتا نہیں اس لمحے کا دن گن گن کر انتظار کیا تھا اب اس خوشی کی متلاشی تھی جو اس لمحے اسے خود سے زبردستی کرنے پر بھی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

تقی ہاتھ جھاڑ کر مسکراتا ہوا مالا کے پاس آیا۔

"ہاں اب بتاؤ تو ٹھیک ہے ایسے ہی کہہ رہی تھی نا تم"

تقی نے ہنستے ہوئے ایک نگاہ پلنگ کی طرف اور پھر اس کی طرف دیکھا جو مضطر سی کھڑی تھی اور اب تقی کی بات پر چونکی۔

"ہم۔م۔۔م۔م۔م۔۔۔ہاں۔۔"

www.novelsclubb.com

مختصر جواب، مدھم سی حلق سے آواز برآمد ہوئی، تقی نے پیشانی پر بل ڈالے گھور کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔اس کو کیا ہو گیا تھا ایک ہفتے سے وہ تھک چکا تھا اس سے پوچھ پوچھ کر

پر وہ ڈھیٹ تھی کوئی جواب نہیں دے رہی تھی بس ٹال مٹو، مالا کے اس رویے کو وہ جانچ رہا تھا، گم صم، پریشان، اس سے دوری بناتی مالا ایک ہفتے پہلے والی مالا سے یکسر مختلف تھی۔

کنپٹی کی رگیں ابھریں اور پھر تقی نے ایک دم سے اس کا بازو کھینچ کر اسے پلنگ پر بیٹھایا

۔

" بتاؤ مجھے مس ئی لہ کیا ہے ایک ہفتے سے تمہیں "

تقی نے غصے سے اونچی رعب دار آواز میں پوچھا

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 23

www.novelsclubb.com

مالا تقی کے یوں چیخنے پر گھبرا گ ئی، ایک ہفتے میں ایک ہی خواب کو سوچ سوچ کر ذہنی بیمار کی سی کفیت میں مبتلا ہو چکی تھی، غزالہ سے دل کا بوجھ ہلکا کرنے جاتی تو وہ اس سب کو اس کے دماغ کا خلل اور خود سے گھڑی کہانی کہہ کر چپ رہنے کا حکم صادر کر دیتی۔

تقی تیوری چڑھائے کچھ یوں کھڑا تھا کہ کنپٹی کی رگیں تن کر باہر کو اُبھر رہی تھیں تو لبوں کے نیچے دانت غصے سے پیوست تھے۔مالا سر جھکائے کانپ اُٹھی اس کو ضبط کی آخری سیڑھی پر لا کھڑا کرنے والی وہ خود ہی تو تھی، تقی تو ایک ہفتہ سے بڑی محبت و اپنائیت کے ساتھ اس سے گم صم رہنے کا سبب دریافت کر رہا تھا جس کا جواب وہ چاہ کر بھی نہیں دے پا رہی تھی اور اس کا نتیجہ کچھ یوں نکلا کہ وہ تقی کے خلاف اپنے ذہن میں کتنے ہی خیال اور دل میں کتنے ہی وسوسے پال چکی تھی۔

"مالا۔۔۔تم مجھے غصہ دلا رہی ہو"

مالا کی ہنوز خاموشی کے باعث وہ جھنجلا کر گویا ہوا، دو قدم کا فاصلہ عبور کیا اور پلنگ پر اس کے کندھے سے کندھا ملائے بیٹھ گیا جو سر جھکائے اپنی ہتھیلیوں پر نگاہیں ٹکائے ہوئی تھی

۔

www.novelsclubb.com

"تم کس بات کو لے کر پریشان رہنے لگی ہو؟کیا مجھ سے کوئی شکایت ہے تمہیں؟؟؟"

"

اگلا سوال کیے وہ پھر سے اس کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں تاہنوز اضطرابی کیفیت رقم تھی۔

" بولو بھی اب مالا، کیا ہوا ہے تمہیں؟ "

تقی نے اس کے گھٹنے پر دھرے ہاتھ کو اپنے مضبوط ہاتھ میں تھام لیا تھا، دوسرے ہاتھ سے اسکی ٹھوڑی کو تھام کر چہرہ اپنی طرف گھمایا، وہ پلکیں گرائے ہوئی تھی پر چہرہ کرب کی عکاسی کر رہا تھا۔ حلقے واضح تھے، زرد رنگت، گلاب کی طرح کھلا چہرہ آج مرجھایا ہوا تھا اور پھر مالا کی پلکیں کپکپائی یں اور لب وا ہوئے

"کچھ۔۔۔ نہیں ہوا بس طبیعت ٹھیک۔۔۔ "

مالا نے وہی جواب دہرایا جسے وہ اتنے دن سے سن سن کر اکتا چکا تھا اور اب پھر سے اس کے بے تاثر لہجے سے کہے گئے اس جملے نے تقی کے اعصاب شل کر دیے۔ اس نے ایک جھٹکے سے اس کا چہرہ چھوڑے کندھوں سے تھام کر اسے اپنی طرف گھمایا۔

ہوا ہے کچھ۔۔۔۔ پاگل سمجھ رکھا ہے اس دن سے پوچھ رہا ہوں ہر بات کرتی ہو مجھ سے اب کیا ایسا ہے جو مجھے بتا تک نہیں رہی تم "

تقی نے جھنجوڑ کرر کھ دیا، وہ خوف سے آنکھیں کھولے اب تقی کی طرف دیکھ رہی تھی،

تقی کا غصہ جہاں خوف کو بڑھا رہا گیا تھا، وہاں ذہن میں ایک اُبال سا چڑھنے لگا۔ایک

عجیب سی ہمت جسے وہ سمیٹ کر یکتا کر رہی تھی۔اور پھر وہ پھٹ پڑی کہ تقی بھوچک گیا

" رمنا آپا کو کیوں دھکا دیا تھا چھت سے۔۔۔؟ "

وہ دونوں ہاتھوں کی مٹھایاں بھینچے پلنگ سے اٹھ کر چیخ اٹھی، اور وہ ہونق بنا اس کی بات سے زیادہ اس کے انداز پر ششدر تھا۔

" آپ نے میری رمنا آپا کو چھت سے دھکا دیا تھا وہ گری نہیں تھی "

مالا نے چیخ کر انگلی کا اشارہ تقی کی طرف کیا جواب اس کے انداز سے اس کے کہے گئے جملے پر الجھ گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

" کیا؟۔۔۔ کیا۔۔۔ بکواس کر رہی ہو؟ دماغ ٹھیک ہے "

تقی نے حیرت میں غرق لہجے میں پوچھا، آواز متحوش ہونے کی وجہ سے بہت پھیکی تھی، آڑی ترچھی ہوتی بھنوں کے نیچے سیاہ آنکھیں پوری کھلی تھیں، ابھی تک اس کے انداز کی حیرت ختم نہیں ہوئی تھی کہ اس کے جملے پر وہ الجھا سا اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

بکواس نہیں کر رہی ہوں سب جان گئی ہوں میں، اللہ تعالی نے سب بتا دیا مجھے کہ مجھے وہ خواب کیوں آتے تھے"

مالا آنسو سے رندھائی بھاری آواز میں ہاتھ کھڑا کیے کہتی ہوئی پلٹی اور پھر تیز تیز چار قدم اُٹھاتی لکڑی کی دیوار میں نصب الماری تک پہنچی، جھٹکے سے الماری کا پٹ کھولا اور قمیض کو مٹھی میں دبوچ کر پلٹی، تقی کے سامنے جا کر ایک جھٹکے سے قمیض کو کھولا

"یہ آپکی کی قمیض ہے؟"

تن کر سوال کیا، اب سب بول ہی دیا تھا تو ہمت بھی تو دکھانی تھی، آخر کو تقی ہے بتا سکتا تھا کہ رمنا آپا کی روح کو سکون کیوں نہیں اتنے سال گزر جانے کے بعد بھی، وہ کیوں مالا ہی کو تقی کی سچائی سے آگاہ کر رہی ہے، تقی نے قمیض پر نگاہ جمائی اور آنکھیں سکیڑ کر تیوری چڑھائی

www.novelsclubb.com

پہچانیں یہ وہ قمیض ہے جو فرزانہ آپا نے آپ کو ان کی شادی سے پہلے کاڑھ کر تحفہ میں دی تھی"

مالا نے قمیض کو ہاتھ میں پکڑے ہوا میں جھلایا تقی نے اسی طرح متحیر انداز میں ہاتھ بڑھا کر قمیض کو تھاما بغور قمیض کو دیکھتے ہوئے اس کی پھٹی جیب کو اٹھا کر سیدھا کیا۔

فرزانہ کا نام لینے پر اسے قمیض تو یاد آگئی تھی ساتھ ہی گزرا لمحہ بھی آنکھوں کے پردوں پر ایک فلم کی صورت چلنے لگا۔ فرزانہ اسی کمرے اس کے سامنے کرسی پر براجمان تھی اور وہ قمیض کو ہاتھ میں تھامے میز سے کہنی ٹکائے دوسری کرسی پر ان کے سامنے بیٹھا تھا۔

" تقی۔۔ یہ قمیض میری شادی پر پہننا اچھا، میرے ویر کا رنگ گورا ہے بچ جائے گی "

فرزانہ نے اس کے ہاتھ میں پکڑی قمیض پر نگاہ جمائے، جھکتے ہوئے فرمائش کی تھی، تقی نے قمیض کو ایک نظر دیکھا سر اُٹھایا

" آپا اس کا رنگ تو دیکھو، پتا تو ہے میں کہاں ایسے لڑکیوں کے جیسے رنگ پہنتا ہوں "

تقی نے خفیف سے ہنسی کے ساتھ قمیض کو دیکھتے ہوئے جواب دیا، فرزانہ نے خفگی سے پیشانی پر شکن ڈالے اسے گھورا تھا جس نے اس کا دل ہی توڑ دیا تھا۔

" کیا برائی ہے اس رنگ میں، ہلکا سا تو ہے اور تجھ پر تو ہر رنگ کھل جاتا ہے جھلے "

www.novelsclubb.com

فرزانہ اپنے مخصوص انداز میں اس کی تعریفوں کے پل باندھ رہی تھی۔ جبکہ تقی اب بھی قمیض کے رنگ کو لے کر گردن کھجا رہا تھا۔

"چل میں جاتی ہوں۔۔۔ پہن لیجیو میرا ویر۔۔۔ "

فرزانہ جھٹ سے کچھ یاد آجانے پر اپنی جگہ سے اُٹھی تھی اور پھر باہر نکل گئی تھی، کمرے کے کواڑ کے آگے لٹکتا پردہ تقی کے کی یاد کو معدوم کر گیا اور حال میں آتے ہی اس نے مالا کی طرف دیکھتے ہوئے مضطرب سے لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں یہ میری قمیض ہے پر۔۔؟ "

تقی نے بھنویں سکیڑے پریشان سے لہجے میں بات شروع کی کہ وہ تپاک سے دو قدم آگے بڑھ کر اس کی بات کو کاٹ گئی

www.novelsclubb.com

"ہاں یہ جانتی ہوں میں بھی آپ کی قمیض ہے، آپ نے اس دن ولیمے کے روز یہ پہنی تھی، آپ نے کیوں دیا تھا اس دن میری آپا کو دھکا، ان کی روح کو اک پل سکون نہیں ہے "

مالا چیخ کر پوچھ رہی تھی یوں جیسے ایک ہفتے سے ذہن میں ابلتا لاوا اب پھٹ کر بہہ رہا ہو، تقی نے سراسیمگی کی حالت میں مالا کی طرف دیکھا، رمنا کو دھکا یہ سب کیا کہہ رہی تھی وہ حیرت تھی کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی دماغ ابھی تک کسی بات کو سہی سے نا تو سمجھ پا رہا تھا اور نا ہی قبول کر رہا تھا اس وقت تو اسے اپنے سامنے کھڑی مالا پاگل لگ رہی تھی۔

"مالا کیا بولے جا رہی ہو؟ کیا رمنا آپا کو دھکا یہ قمیض میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تمہیں ہو کیا گیا ہے؟"

تقی نے قمیض کو ہاتھ میں پکڑے حیرت اور پریشانی کے ملے جلے تاثر سے اس کی طرف دیکھا جو کسی خونخوار چڑیل کی طرح تیز تیز سانس اندر باہر انڈیلتی اس پر پھٹ پڑی تھی۔

"اگر یہ قمیض آپ کی ہے آپ کو یہ یاد آ چکا ہے تو یہ بھی جانتے ہوں گے کہ رمنا آپا کو چھت سے دھکا آپ نے دیا تھا اور اس قمیض کی یہ جیب اور یہ بٹن"

مالا نے ہتھیلی کو کھول کر تقی کے سامنے بٹن کیا وہ اسی طرح ہکا بکا اسے دیکھے جا رہا تھا جو پتا نہیں کیا کہے جا رہی تھی۔

"یہ بٹن میں نے۔۔۔میں نے خود اٹھایا تھا آپا کی ہتھیلی سے جب وہ چھت سے نیچے گری تھیں۔۔۔یہ بٹن اسی قمیض کے کف سے ٹوٹ کر ان کے ہاتھ میں رہ گیا تھا"

وہ بول رہی تھی اور تقی متحوش کھڑا اسے سن رہا تھا وہ مسلسل اسے شروع سے آخر تک کی داستاں سنا رہی تھی انداز ایسا تھا جیسے صدیوں سے کسی قیدی کو رہائی ملی ہو۔وہ آخری رات کا خواب سنائے اب پھٹی آنکھوں سے تقی کو تاک رہی تھی جو حیرت کا مرقع بنا مجسم کھڑا تھا۔ماضی کے لمحے پھر سے ذہن کی گہرائیوں سے اوپر کو ابھر رہے تھے۔

رمنا گھبرائی سی اس کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

"تقی۔۔۔۔سنو۔۔۔"

"ہاں کیا ہوا ایسے کیوں گھبرائی ہوئی ہو بولو"

www.novelsclubb.com

تقی نے بالوں میں کنگھی چلاتے ہوئے مصروف لہجے میں پوچھا،وہ کمرے میں لگے آئینے کے سامنے کھڑا تھا۔

"تقی تم سے بات کرنی ہے بہت ضروری ہے"

رمنا اضطراب کی کیفیت میں دونوں ہتھیلیوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسائے کھڑی تھی۔

"ہاں تو کرو "

تقی نے کھیڑی کو پاؤں میں پہنتے ہوئے پوچھا

" نہیں وہ بات یوں یہاں کرنے والی نہیں ہے، آس پاس اتنے مہمان ہیں، میں چھت پر جارہی ہوں تم اوپر آجانا کچھ دیر میں۔۔۔ میں انتظار کررہی ہوں تمھارا "

رمنا نے الجھے سے لہجے میں اسے اوپر آنے کا کہا، تقی نے اس ساری بات چیت کی دوران پہلی دفعہ سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا وہ واقعی پریشان لگ رہی تھی۔ ہلکے سے گلابی جوڑے میں اسکی دودھیا رنگت زرد سی لگ رہی تھی۔

" تقی۔۔۔۔۔بات سننا ذرا کی ذرا "

باہر سے زیب کی آواز ابھری جو شائد پھر سے کسی کام کے لیے تقی کو پکار رہی تھی۔

" ایک تو یہ زیب پھپھو۔۔۔ "

تقی نے جھنجلا کر کہا اور پھر گہری سانس لیتے ہوئے جواب کے انتظار میں کھڑی رمنا کی طرف دیکھا

" تم چلو میں ابھی آتا ہوں۔۔اور جہاں تک مجھے شک ہے تو میں جانتا ہوں تم کیا کہنے والی ہو"

تقی نے آبرو چڑھائے افسردہ سی مسکراہٹ سجائی

" نہیں تقی۔۔۔ تمہیں نہیں معلوم مجھے کیا بات کرنی ہے، میں پریشان ہوں "

رمنا نے زرد چہرے کا ساتھ التجا کی،

کواڑ دھاڑ سا بجا اور زیب پھپھو غصے سے منہ پھلائے کمرے میں داخل ہوئی یں

" تقی سن لے آکر بات کتنی منتیں کروائے گا، تیرے اسلم پھپھا بلا رہے ہیں "

www.novelsclubb.com

رمنا نگاہیں جھکائے کمرے سے باہر نکل گ ئی تھی، تقی نے زیب پھپھو کی طرف دیکھا جو ماتھے پر بل ڈالے اب غصیلی سے نگاہ سے ہلتا پردہ دیکھ رہی تھیں۔

" جی پھپھو چلیں میں تیار ہوں بلکل "

تقی نے زیب کو کہا جواب اس کی طرف گردن موڑ چکی تھیں۔

" ہاں جاؤ وہ فرہاد کے کمرے میں تیار ہو رہے ہیں کوئی کام ہے شائد "

زیب نے ہاتھ کے اشارے سے اسے فرہاد کے کمرے کی طرف جانے کا کہا، تقی سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکلا باہر کی گہما گہمی سے نکلتا وہ فرہاد کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔

سامنے ہی اسلم سفید کاٹن کے کلف لگے قمیض شلوار میں اکڑا کھڑا گیلے بالوں میں کنگھی پھیر رہا تھا۔

" جی پھپھا آپ نے بلایا تھا "

تقی نے سوالیہ نگاہیں سامنے کھڑے اسلم پر ڈال کر پوچھا، اسلم کی حثیت حویلی میں کچھ ایسی ہی تھی اسے ایک الگ ہی اہمیت دی جاتی تھی۔

" ہاں تقی۔۔۔ادھر آؤ یار یہ چابی لے اور بھاگ کر جا جیپ کی ڈگی سے میری کھیڑی نکال لا، سب نے وہ پہنی ہے میں بھی کھسے کے بجائے وہی پہنتا ہوں "

اسلم نے عجلت میں کہتے ہوئے جیپ کی چابی تقی کی طرف بڑھائی، زیب پھپھو کی طرح اسلم میاں کو بھی عادت تھی اپنے چھوٹے چھوٹے کام بھی دوسروں سے کروانے کے تقی

نے چابی تھامی اور قدم حویلی کے گیٹ کی طرف بڑھا دیے کیونکہ جیپ باہر سڑک پر بسوں کے پاس کھڑی تھی اور جب تک وہ جیپ کے پاس جا کر وہاں سے کھیڑی لے کر واپس لوٹا تھا۔

صحن میں بھونچال برپا تھا، رمنا کو بازؤں میں اٹھائے نقیب حاکم گیٹ کی طرف آرہے تھے اور سب مرد ساتھ ساتھ بھاگ آرہے تھے۔ تقی بھی پریشان سا نا سمجھی میں ساتھ بھاگ پڑا تھا۔

" آپ نے کیوں مارا میری آپا کو تقی آپ اتنے ظالم کیسے ہو سکتے ہیں "

مالا اب چہرے کو ہاتھوں میں چھپائے سسک اُٹھی، اس کے یوں سسکنے پر تقی چونک کر ماضی کے گزرے لمحے کی یاد سے حال میں واپس آیا اور اب بے یقینی سے مالا کی طرف دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

" مالا۔۔۔ میں نے رمنا کو کوئی دھکا نہیں دیا تھا، تم ایک خواب کی بنا پر کیا سے کیا سوچ بیٹھی ہو، مجھے حیرت ہو رہی ہے یہ وہ بات ہے جو ایک ہفتے سے تمھاری اس حالت کا جواز بنی ہوئی تھی "

تقی نے متحیر لہجے میں کہا وہ ابھی بھی اچنبھے کی کیفیت میں اسے شاکی نگاہوں سے گھور رہا تھا یوں جیسے اس کی دماغی حالت پر شبہ گزرے، مالا نے چہرے پر سے ہاتھ نہیں ہٹائے تھے۔

"اور یہ قمیض جس کی تم بات کر رہی ہو یہ تو کبھی میں نے پہنی تک نہیں اور میں تو چھت پر گیا ہی نہیں تھا ہاں البتہ رمنا نے مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

تقی نے قمیض آگے کرتے ہوئے شکن آلودہ پیشانی سے اب مالا کی طرف دیکھا جو بے یقینی سے اسے تاک رہی تھی۔

اور پھر بات کرتے کرتے وہ مبہوت ہوا، رمنا کی آواز دماغ کی دیواروں سے ٹکرائی

"نہیں تقی۔۔۔ تمہیں نہیں معلوم مجھے کیا بات کرنی ہے، میں پریشان ہوں"

وہ واقعی میں ایک لمحے کے لیے ٹھٹھک گیا، رمنا کی یہی تو وہ ادھوری بات تھی جس نے اس کے گزر جانے کے بعد اسے تکلیف میں مبتلا رکھا تھا، کہ وہ ایسا کیا کہنا چاہتی تھی مجھ سے کیا وہ اتنی پریشان تھی پڑھائی کو لے کر کہ وہ چھت سے ہی گر گئی تھی۔ وہ اس کی اس ادھوری بات کو کہاں کہاں نہیں جوڑتا تھا پر تھک ہار کر کوئی سرا بھی ہاتھ نہیں آتا تھا۔ پر آج مالا کی عجیب وغریب، نا قابل یقین باتوں نے اسے الجھا دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"جھوٹ بول رہے ہیں آپ، قمیض آپ کی تھی، آپ کی الماری سے نکلی، آپ کیسے کہہ سکتے ہیں آپ نے یہ پہنی نہیں تھی، اور کیا آپ کو نظر نہیں آ رہا یہ جیب پھٹی یہ بٹن ٹوٹا ہوا"

مالا نے پاگلوں کی طرح اپنی بات کی وضاحت دی، وہ بد حواس سا اسے دیکھ رہا تھا، دماغ مفلوج ہو رہا تھا آخر کو سامنے بیٹھی مالا گیارہ سال بعد یہ سب کہانی اس طرح کھول کر کیوں بیٹھ گئی تھی، لیکن مالا کی حالت تشویش ناک تھی

"مالا۔۔۔۔۔ مجھے تو لگ رہا ہے یہ سب تم نے خود کیا ہے قمیض کے ساتھ، تم پاگل ہو گئی ہو یہ قمیض تو میں نے کبھی نہیں پہنی اس کی حالت ایسے کیسے ہو سکتی ہے"

تقی نے تاسف سے سر ہوا میں مارتے ہوئے پوچھا، مالا کی بات پر تو عقل یقین نہیں کر رہی تھی پر یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ مالا جو کہانیاں پڑھتی رہتی ہے یہ سب ان کا اثر ہو، مالا امتحانات کے بعد پھر سے رسالے پڑھ رہی تھی اکثر رات کو جب تقی اپنا کام کرتا تھا تو وہ رسالے پڑھتی تھی جس سے تقی نے اسے اب کبھی منع نہیں کیا تھا، شائد وہ یہ سب انہی کہانیوں

کے دماغ خراب ہونے کی وجہ سے کر رہی ہو۔۔۔۔۔وہ اب پریشان حال مالا کی طرف دیکھ رہا تھا پر وہ جواب میں چیخ اُٹھی

"میں کیوں کروں گی ایسا؟۔۔۔۔میں نے نہیں کیا یہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ قمیض اسی حالت میں مجھے ملی تھی آ۔۔آ۔۔۔آپ کی کتابوں کی الماری میں سے میں سچ کہہ رہی ہوں"

مالا نے غصے میں اپنی بات کی وضاحت دی، تقی ایک پل کے لیے خاموش ہوا پھر بغور قمیض کی طرف دیکھا، وہ جس طرح رو رہی تھی اور جس طرح خوابوں کا ذکر کر رہی تھی وہ الجھ تو رہا تھا پر عقل یہ سب ماننے سے انکاری تھی۔اس نے یہ قمیض فرزانہ کی شادی پر کیا کبھی بھی نہیں پہننی تھی اور اس کے بعد تو یہ سوٹ ایسا غائب ہوا تھا کہ کبھی ملا ہی نہیں اور اس نے کبھی توجہ نہیں دی کہ اس کے الماری کے ڈھیر کپڑوں میں سے یہ قمیض شلوار غائب ہے۔

"تم نے اس بات کا ذکر کسی اور سے کیا؟"

www.novelsclubb.com

تقی نے بھنویں اچکا کر متواتر روتی ہوئی مالا سے پوچھا، یہ بات اتنی عجیب و غریب تھی کہ وہ کیا کوئی بھی مالا کی بات پر یقین نہیں کرتا

"اماں سے کیا پر وہ بھی آپ کی طرح مجھ پر یقین نہیں کر رہی ہیں، مجھ پر کوئی بھی یقین نہیں کر رہا اللہ۔۔۔۔۔"

مالا روتے ہوئے ہی فرش پر بیٹھتی چلی گئی تھی اور سر کو پلنگ سے ٹکائے دھیرے دھیرے پھٹتے دماغ کو پلنگ کے ساتھ مارنے لگی۔

تقی تاسف سے گہرا سانس لیتا ہوا اس کے بلکل سامنے گھٹنوں پر ہاتھ دھر کر بیٹھا، کچھ دیر اسے یوں پاگلوں کی طرح پلنگ میں سر مارتے ہوئے دیکھا پھر فکر مندی سے گویا ہوا۔

"مالا میری طرف دیکھو۔۔۔۔ سنو تم بات ہی بے تکی اور عجیب کر رہی ہو، کوئی مرا ہوا انسان بھلا کیوں آئے گا کسی کے خواب میں اور وہ بھی اتنے سال بعد وہ آکر تمہیں یہ بتائے کہ مجھے کسی نے چھت سے دھکا دیا تھا، اسے کسی نے دھکا نہیں دیا تھا وہ پریشان تھی پڑھنا نہیں چاہتی تھی آگے مجھے اس نے بات کرنے کے لیے اوپر بلایا تھا، وہ مجھ سے یہی کہنا چاہتی تھی کہ وہ پڑھنا نہیں چاہتی ہے"

تقی اسے ساری بات بتا رہا تھا کہ وہ اس بات پر چونک کر چیخ پڑی

" ہاں تو پھر آپ نے غصے میں آکر دھکا دے دیا ہو گا کیونکہ ناپڑھنے والوں سے تو آپ کو ویسے بھی نفرت ہے "

مالا گلا پھاڑ کر چیخی تھی اور وہ جو اس پیار سے سمجھا رہا تھا ایک دم سے اس کی بد تمیزی پر ٹھٹھک گیا۔

" تمھارا دماغ۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ کیا بکواس پر بکواس کیے جا رہی ہو "

تقی نے حیرت اور غصے کے ملے جلے تاثر میں اس کی طرف دیکھا، مالا پوری آنکھیں کھولے ناک پھلائے ساری محبت سارے پیار کو بالائے طاق رکھے اسے گھور رہی تھی۔

" یہ بکواس نہیں ہے میری زندگی عذاب ہو گئی ہے رمنا آپا مجھے سونے نہیں دیتی ہے رات کو میں جب بھی آنکھیں بند کرتی ہوں وہ مجھے نظر آتی ہے روتی ہے، اور یہ بٹن اس نے میرا جینا حرام کر دیا ہے "

مالا نے بٹن ہتھیلی میں سے نکال کر ایک طرف فرش پر پھینک دیا اب کی بار تقی کچھ نا بول سکا وہ فرش پر بیٹھی رو رہی تھی اور وہ اسے دیکھے جا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

دل کہیں نا کہیں اگر اس کی بات پر یقین کر بھی رہا تھا تو عقل زور کا ایک چماٹ جڑ کر نفی کر رہی تھی، وہ الجھ کر رہ گیا

" مالا اُٹھو ادھر آؤ "

تقی نے اسکا بازو تھاما، مالا نے ایک جھٹکے سے بازو چھڑوایا

" مجھے ہاتھ مت لگائیں۔۔۔ "

وہ تقی کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے کہہ رہی تھی

" مالا تمہیں میری بات پر یقین نہیں "

تقی نے وثوق سے پوچھا، وہ کوئی جواب نہیں دے رہی تھی۔اور منہ پھیرے بیٹھی تھی۔

تمہیں اپنے بے بنیاد خوابوں پر یقین ہے، اور یہ قمیض میں نے آج تک یہ پہنی بھی "

www.novelsclubb.com

" نہیں یہ تو پتا نہیں کہاں چلا گیا تھا

تقی نے جھنجھلا کر پہلی دفعہ کسی کو یوں صفائی دی اور یہ سب اسے عجیب محسوس ہو رہا تھا وہ کس بے تکی بات کو لے کر مالا کو صفائیاں دے رہا ہے

کہیں نہیں گیا تھا یہ قمیض تقی آپ کی الماری میں پڑا تھا اور یہ خواب بے بنیاد نہیں "
ہیں کچھ ایسے خواب جو آپ کو بار بار آئی یں وہ خدا کی طرف سے کوئی اشارہ ہوتے ہیں، اور
" مجھے یہ سب اللہ نے دکھایا ہے خواب میں

مالا اپنی بات پر ڈٹی ہوئی تھی، گردن اکڑائے اپنے سامنے بیٹھے تقی کی آنکھوں میں آنکھیں
ڈالے۔

اور تمہاری کسی بات سے میں متفق نہیں، استخارہ کیا خواب میں حقیقت جاننے کو کیا "
جاتا ہے جتنی عقل ہے اور جتنا علم ہے تمہاری سوچ وہیں تک محدود ہے، استخارہ کا جواب
تمہیں کس نے کہہ دیا کہ خواب میں آتا ہے، اب مجھے صحیح سے بتاؤ کہاں سے لی یہ قمیض
" اور کیا کیا سوچتی رہتی ہو

تقی نے اپنے لہجے کو متوازن رکھتے ہوئے سوال کیا، وہ پتا نہیں کیا کچھ سوچ کر اور کن باتوں
کو لے کر یہ سب کہانی بنائے بیٹھی تھی۔

میں نے یہ کہانی خود سے نہیں گھڑی اور آپ مجھے چھوٹا سمجھنا بند کریں، میں ایک "
" ایک لفظ سچ کہہ رہی ہوں

مالا نے چیختے ہوئے اپنی بات پھر سے کہی، چند لمحے خاموشی رہی تقی قمیض کو الٹ پلٹ کرتا رہا اور پھر اپنی جگہ سے ایک جھٹکے سے اٹھا۔ اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

****

اٹاری کے پھول دار فرش پر پشاوری چپل پہنے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ بلقیس کے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ بے شک مالا کو وہ بری طرح جھٹلا یا آیا تھا، پر اس کے خود کے اندر ایک عجیب سا تجسس سر اُٹھانے لگا تھا وہ چاہ کر بھی مالا کی بات کو نظر انداز نہیں کر پا رہا تھا۔

بلقیس کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور پردہ اندر چلتے پنکھے کی ہوا سے ہل رہا تھا، تقی نے ہاتھ بڑھا کر دروازے کے پٹ پر دستک دی۔

"کون۔۔۔۔ "

بلقیس کی الکساہٹ بھری آواز ابھری، تقی فوراً کمرے میں داخل ہوا بلقیس ایک پلنگ پر لیٹی تھی جبکہ دوسرے پلنگ پر مبین سو رہا تھا، تقی کو دیکھتے ہی بلقیس نے لبوں پر انگلی دھر کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"اماں باہر آئیں مجھے آپ سے بات کرنی ہے "

www.novelsclubb.com

تقی نے جھنجلا کر ان کی بات کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے حکم صادر کیا، بلقیس نے متعجب نگاہ اس کے پریشان سرخ چہرے پر ڈالی اور پھر اثبات میں سر ہلاتی پلنگ پر سے اپنا دوپٹہ اُٹھا کر سیدھی ہوئی یں

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 24

تقی کے پیچھے قدم اُٹھاتی بلقیس باہر آگ ئی تھی جہاں اب تقی دائی یں ہاتھ میں ہلکے شربتی رنگ کے قمیض کو تھامے، برآمدے میں تخت کے قریب آکر کھڑا ہو چکا تھا۔

پیچھے ہی بلقیس بھی بدنداں اور نا سمجھی کے تاثرات لیے آکر اس کے سامنے کھڑی ہو گ ئی ۔

" اماں یہ قمیض۔۔۔ یاد ہے "

تقی نے قمیض بلقیس کے آگے کرتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا، بلقیس نے قمیض اس کے ہاتھ سے تھامی جو خوف اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات چہرے پر سجائے کھڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

"یہ۔۔۔۔ "

بلقیس نے قمیض کی پرکھ کے لیے تیوری چڑھائی، تقی نے پریشانی سے ماتھے پر دو انگلیاں رکھے پیشانی سہلائی، مالا کے انداز اس کی باتوں کی وجہ سے دماغ میں ہتھوڑے چلنے جیسا احساس جاگ اُٹھا تھا۔ بلقیس اب قمیض کھولے جانچ رہی تھی پر ان کی یاداشت شائد اب کمزور ہو رہی تھی، تقی نے تاسف سے کندھے گرائے۔

"اماں کیا دیکھے ہی جا رہی ہیں، یاد نہیں کیا آپ کو یہ وہی قمیض ہے جو فرزانہ آپا نے دی تھی مجھے اور کہا تھا میری شادی پر لازمی پہننا، یاد آیا کچھ؟ "

تقی نے جھنجھلا کر بلقیس کو اور وضاحت دی جو آنکھوں کو کچھ اس انداز میں سا کن کیے ہوئے تھی جیسے ذہن پر زور دے رہی ہو، وہ دونوں یونہی کھڑے تھے جب صحن سے ہولناک چیخ ابھری۔

www.novelsclubb.com

"بلقیس باجی۔۔۔۔ بلقیس باجی "

صحن سے سکینہ کی ہولناک چیخ کے ساتھ پکار سن کر تقی اور بلقیس نے ایک ساتھ صحن کی طرف دیکھا جہاں سکینہ حواس باختہ اٹاری کی طرف بھاگی آرہی تھی اور ان دونوں کے متوجہ ہوتے ہی وہ بولائی سی بول اٹھی

'' بلقیس باجی۔۔۔وہ۔۔۔ادھر وضو خانے۔۔میں منہا آپا گری پڑی ہیں ''

سکینہ نے عجلت میں پھولی سانس کے ساتھ اپنی بات مکمل کی، اس کی بات سنتے ہی تقی اور بلقیس جو ابھی تک اس کی حالت پر حیرت زدہ تھے بوکھلا کر وضو خانے کی طرف بھاگے، بلقیس نے ایک جھٹکے سے ہاتھ میں پکڑی قمیض کو تخت پر پھینکا، سکینہ بھی ان کے ساتھ ساتھ وضو خانے کی طرف بھاگ رہی تھی۔

صحن کا فاصلہ بھاگتے ہوئے عبور کرنے کے بعد وہ تینوں وضو خانے تک پہنچے جہاں زمین پر منہا بے سدھ پڑی تھی، نیلے رنگ کے جوڑے میں زرد چہرہ لیے منہا چت زمین پر لیٹی تھی دوپٹہ سر پر کچھ اس انداز میں بندھا تھا جیسے وضو کرنے کو بیٹھی ہو۔

''منہا۔ا۔ا۔اااا۔ا۔ا ''

بلقیس کی چیخ نما آواز ابھری، تقی بھاگ کر منہا کے قریب جاتے ہی دو زانو اس کے پاس بیٹھ چکا تھا، بیٹھتے ساتھ ہی سب سے پہلے اس نے منہا کی کلائی کو تھام کر نبض دیکھی اور پھر اس کی گردن کے پاس دو انگلیاں دھر کر اس کے گال تھپ تھپائے، منہا ہوش میں نہیں تھی، بلقیس کی تو جان پر بن گ ئی، وہ بھی اب تقی کے قریب بیٹھی منہا کے کندھے کو ہلاتے ساتھ پکار رہی تھی۔

" منہا۔۔۔ منہا۔۔۔۔ "

تقی نے جلدی سے اسے بازؤں میں بھرا اور ایک جھٹکا لگا کر پوری قوت سے اٹھا، بلقیس بھی بدحواس سی تیر کی طرح ساتھ اُٹھی، تقی نے قدم بڑھائے

" سکینہ پانی لا جلدی سے "

بلقیس نے تقی کے ساتھ قدم بڑھاتے ہوئے بدحواس کھڑی سکینہ کو حکم دیا جبکہ تقی اب پریشان چہرے کے ساتھ منہا کو باہوں میں اٹھائے لمبے ڈگ بھرتا برآمدے کی طرف جا رہا تھا، منہا کو یوں گود میں اُٹھائے تقی کی گردن کی رگیں تک پھول چکی تھیں اور چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

برآمدے کے زینے چڑھتے ہی، تقی نے سامنے رکھے تخت پر منہا کے وجود کو لیٹایا، سکینہ پانی کا گلاس چھلکاتی اب اٹاری کا زینہ چڑھ رہی تھی جہاں تقی اب منہا کو ہوش دلا رہا تھا اور بلقیس روندھائی آواز میں بار بار منہا کو پکار رہی تھی۔

مالا ابھی بھی کمرے میں ن ئے پلنگ کے پاس فرش پر بیٹھی تھی باہر اٹاری میں اُٹھتے شور اور ہلچل کی آوازوں پر تیزی سے اُٹھ کر باہر آئی جہاں تخت کے پاس منظر دیکھ کر پریشان ہو کر آگے بڑھی۔

میں نے ایک ہفتہ پہلے اس کو اور فرہاد کو کہا کہ شہر چلو میرے ساتھ، مجھے اس کے ٹیسٹ کروانے ہیں، یہ دونوں ایسے لاپرواہ کے آئے ہی نہیں"

"تقی اب غصے میں بولتے ہوئے سکینہ کے ہاتھ سے پانی کا گلاس تھام چکا تھا، مالا متوحش سی بلقیس کے پاس آکھڑی ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"تائی اماں کیا ہوا منہا آپا کو"

پریشان سے لہجے میں منہ پر دوپٹہ رکھے روتی بلقیس سے پوچھا، تقی اب منہا کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مار رہا تھا۔ وہ واقعی میں کسمسا کر آنکھیں کھولنے کی سعی کر رہی تھی۔ لیکن

نقاہت کا اتنا شکار تھی کہ ہوش آجانے کے باوجود اس کی آنکھیں مکمل طور پر نہیں کھل رہی تھیں۔

" اللہ تیرا شکر "

بلقیس ہاتھ اٹھائے دعا مانگتی ہی منہا کے قریب تخت پر ٹکی جبکہ تقی اب بھی منہا کا معائنہ کرنے میں مگن تھا۔ کبھی اس کی آنکھ کا پپوٹا پکڑ کر اوپر اُٹھاتا تو کبھی بازو تھام کر دیکھتا، بلقیس اب منہا کی ہتھیلیوں کو ہاتھ میں لے کر بیٹھی ابھی بھی اس کا نام پکار رہی تھی جو ہوش میں ہو کر بھی بول نہیں پا رہی تھی۔ تقی گھبرا کر سیدھا ہوا۔

" اماں برقعہ پہن کر آئیں ہسپتال جانا ہے فوراً منہا کی حالت ٹھیک نہیں ہے "

تقی نے منہا کے پاس بیٹھی بلقیس کو پریشان سے لہجے میں حکم صادر کیا جو تاہنوز روئے جا رہی تھی، بلقیس اپنی جگہ سے اٹھی تو تقی نے پاس کھڑی مالا کی طرف دیکھا

" میری پینٹ شرٹ نکال دو اگر کوئی استری ہے تو ذرا جلدی "

اس پریشانی میں، تھوڑی دیر پہلے والی جھڑپ کو یکسر فراموش کیے، وہ مالا کو کپڑے نکالنے کا کہہ رہا تھا، مالا بھی پریشان حال کھڑی تقی کی بات پر فوراً کمرے کی طرف بھاگی۔

www.novelsclubb.com

****

گیلے اونی کپڑے کا پوچا، ہلکے سیاہ رنگ کے چپس اور بجری سے بنے فرش پر دائیں بائیں حرکت کرتا ہوا فرش کو گیلا کر رہا تھا، یہ لمبی گیلری تھی جس کے ارد گرد مختلف وارڈ اور کمرے بنے تھے اور جگہ جگہ لکڑی کے گہرے بھورے رنگ کی چمکتی پالش کیے ہوئے بنچ رکھے لگے تھے جہاں مریض کے ساتھ آئے اضافی اہل خانہ تشریف رکھتے تھے، ڈیٹول اور جراثیم کش ادویات کے ملاپ والی تیز بو ناک کے نتھنوں میں گھس رہی تھی، سر پر تکونی ٹوپی لیے اور ہلکے نیلے رنگ کی وردی میں ملبوس بوڑھا سا ملازم گیلری کے ایک سرے سے پوچا لگاتا اب آگے بڑھ رہا تھا۔ پر گیلری میں سے گزرتے مریض، نرسیں اور ڈاکٹر ٹک ٹک کی آواز کے ساتھ گیلے پوچے پر پاؤں چھاپتے بے نیازی سے گزر رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

پچھلے تین گھنٹے سے تقی ایک ڈاکٹر کے ہمراہ ایمر جنسی وارڈ میں منہا کا معائنہ کر رہا تھا۔ اور باہر اس گیلری میں وارڈ سے کچھ دوری پر مخلاف سمت میں لگے بنچ پر بلقیس اور فرہاد خستہ حال بیٹھے تقی کے باہر نکلنے کے منتظر تھے۔

تقی نے ہسپتال پہنچتے ہی فرہاد کی دوکان پر پیغام بھجوادیا تھا کہ وہ منہا کو لے کر ہسپتال آیا ہے اور وہ بھی جلدی یہاں پہنچے۔ اور وہ اسی وقت دوکان پر لڈن کو بٹھا کر ہسپتال بھاگ آیا تھا۔ آجکل بیوپار کے لیے وہ اکیلا ہی شہر آتا تھا منیر میاں حویلی میں ہی رہتے تھے۔

بلقیس نم سی آنکھیں لیے منہ میں کلمات کا ورد کر رہی تھی جبکہ فرہاد دنوں ہتھلیوں کو جوڑ کر ہونٹوں پر رکھے کہنیاں گھٹنوں پر دھرے نیچے کو جھکا سامنے خلا میں گھور رہا تھا۔

تقی نے پچھلے ہفتے جب اس کو منہا کے چیک اپ کے لیے شہر آنے کا کہا تھا تو اگلے دن منہا ہشاش بشاش تھی اور ہسپتال جانے سے بلکل انکاری تھی اس پر وہ بھی مطمین ہو کر اس کی بات مان گیا تھا لیکن آج اس کی بات ماننے کا دلی افسوس ہو رہا تھا۔

ایمر جنسی وارڈ کا دروازہ ہلکی سی چرچراہٹ کے ساتھ کھلا، تقی نے باہر قدم رکھتے ہی سامنے بیٹھے فرہاد اور بلقیس کی طرف دیکھا دونوں تیز قدموں کے ساتھ چلتے اب تقی کی طرف آ رہے تھے۔

"تقی۔۔۔ کیسی ہے منہا ہوا کیا ہے اسے؟ "

www.novelsclubb.com

تقی کے قریب آتے ہی فرہاد نے مضطرب لہجے میں سوالوں کی بوچھاڑ کر دی، بلقیس زرد چہرہ لیے خاموش کھڑی سوالیہ نگاہیں تقی پر جمائے ہوئے تھی۔

"منہا ٹھیک ہے اسے ہوش آگیا ہے"

تقی نے سنجیدگی سے گہری سانس باہر انڈیلتے ہوئے جواب دیا تو ایک دم سامنے کھڑے دونوں نفوس کے چہرے پر پھیلا انتشار کم ہوا

"تقی۔۔ ہوا کیا تھا منہا کو مجھے تو کچھ بتاؤ"

فرہاد کانپتے سے لہجے میں اس کے یوں بے ہوش ہو جانے کا سبب پوچھ رہا تھا، تقی نے گھور کر فرہاد کی طرف دیکھا، ابھی وہ منہا کو لے کر ہسپتال پہنچا ہی تھا کہ اسے لاہور سے بھجوائے ہوئے خون کے نمونے کی رپورٹ بذریعہ ڈاک موصول ہوئی تھی اور وہ جو منہا کی صحت کو لے کر پہلے سے ہی پریشان تھا رپورٹ پڑھ کر اور پریشان ہو گیا، ڈاکٹر تسنیم کا شبہ بلکل درست ثابت ہوا تھا منہا کو کوئی دوا دی گ ئی تھی جس کے باعث اس کے بچے کا زندہ رہنا مشکل ہو گیا تھا۔ اور آج اس کی بے ہوشی اور نروس سسٹم کے کام چھوڑنے کا سبب بھی

شائی داسی دوا کا اثر تھا جو ابھی تک مندمل نہیں ہوا تھا۔ وہ پتا نہیں کیا کیا سوچ چکا تھا اور اب فرہاد کے سامنے آ کر منہا کی حالت طلب کرنے پر وہ اپنا ضبط کھو بیٹھا۔

"کیا بتاؤں تمہیں ہاں۔۔۔ کیا بتاؤں یہ بتاؤں کہ کیسے اریب پھپھو نے اسے پہلے زہر دے کر اس سے بچہ چھین لیا یا پھر یہ بتاؤں کہ وہ دوا ایسی زہریلی تھی کہ منہا اب تک ٹھیک نہیں ہو رہی"

تقی ایک دم سے فرہاد پر پھٹ پڑا، اور سامنے کھڑا فرہاد وحشت زدہ آنکھیں کھولے بے یقینی سے تقی کی طرف دیکھ رہا تھا تقی کے نفرت آمیز لہجے اور کہے گئے جملے نے اسے ہیبت میں مبتلا کر دیا۔

" تقی کیا بکواس کر رہے ہو، عقل کرو کیا بولے چلے جا رہے ہو "

بلقیس نے گڑبڑا کر ایک نظر پہلے ششد کھڑے فرہاد پر ڈالی اور پھر رعب دار آواز میں کہتے ہوئے تقی کو گھورا جواب لب بھینچے ماتھے پر بل ڈالے تقی کو دیکھ رہا تھا

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نہیں یقین تو یہ رپورٹ اس کے بلڈ ٹیسٹ کی جو میں نے لاہور بھیجی تھی پڑھوا لو کسی بھی ڈاکٹر سے، اس کا مس کیرج نہیں ہوا تھا بلکہ قتل کیا گیا تم لوگوں

کے بچے کو،اور تم کیا سب جانتے ہیں منہا سے گھر میں کون سب سے زیادہ نفرت کرتا ہے
"

تقی نے دانت پیستے ہوئے چپ ہونے کے بجائے فرہاد کو اور سنا دیں،فائل فرہاد کی طرف بڑھائی جو تا ہنوز گنگ کھڑا تھا،فرہاد نے بے یقینی سے اس کی غضبناک آنکھوں کی طرف دیکھتے ہوئے فائل کو پکڑا۔

"اماں چلیں منہا کو سہارا دیں حویلی چلنا ہے واپس،وہ یہاں رکنے کے لیے نہیں مان رہی ہے،میں ڈریس وغیرہ لے کر چلتا ہوں گھر لگا دوں گا اسے"

تقی نے رُخ پاس کھڑی بلقیس کی طرف موڑا اور اس کے ماتھے کے بل اور غصے سے گھورتی آنکھوں سے بے نیازی برتتے ہوئے متوازن لہجے میں کہا۔بلقیس اب تقی کے پیچھے وارڈ میں داخل ہو گئی تھی جبکہ فرہاد فائل کو کھولے بد حواس کھڑا تھا۔

****

گاؤں کی بتی گل تھی،جہاں پورا گاؤں اندھیرے میں ڈوبا تھا وہاں حاکم قصر کی درو دیوار اور بیرونی حصہ اندھیرے میں غرق تھا،بس صحن میں فوارے سے لٹکتی قندیل کی مدھم

روشنی سے حاکم قصر روشن تھا جہاں اس وقت ایک طوفان جیسا سماں تھا۔ بات ہی ایسی تھی جس نے حاکم قصر کے سب چھوٹے بڑے مکیں کو صحن میں لا کھڑا کیا تھا۔

فرہاد نے گھر آتے ہی بلقیس سے دوا کے بارے باز پرس شروع کر دی تھی اور پھر اریب کے لیے یہ بات کسی بمبم سے کم نہیں تھی جو اس کے سر پر تو فرہاد نے پھوڑا ہی تھا لیکن اریب نے اس کے نتیجے میں حویلی میں ایک بھونچال کھڑا کر دیا تھا۔ سب لوگ صحن کی چارپائیوں پر جمع تھے بس ایک کمرے میں سے موم بتی کی روشنی نظر آرہی تھی وہاں منہا کو ڈرپ لگی تھی اور مالا اس کے پاس بیٹھی اسے ہوا دے رہی تھی۔ اریب نے چیخ چیخ کر پورا حاکم قصر سر پر اٹھا رکھا تھا۔

"یہ قدر ہوئی میری اماں۔۔۔ بول یہ قدر ہے میری کہ آج میرا بھتیجا مجھ پر میرے پوت کے قتل کا الزام لگائے کھڑا ہے"

www.novelsclubb.com

اریب اتنی زور سے چیخ رہی تھی کہ اس کے منہ سے نکلتے تھوک کے ننھے قطرے دور تلک ہوا میں اچھل کر زمین پر گر رہے تھے، تقی جو فرہاد کے ایک طرف مٹھیاں بھینچے کھڑا تھا آگے ہوا

" پھپھو الزام کی کیا بات کرتی ہیں آپ، میں یہ ثبوت آپ کے سامنے لیے کھڑا ہوں "

تقی نے تنک کر رپوٹ فائی ل آگے بڑھائی

" یہ کاغذ۔۔۔ میرے خون سے زیادہ گواہی دے گ ئے تجھے، مجھے کیا پتا یہ کونسا جھوٹ کا پلندہ ہے، منہا میرے سگے بھائی کی اولاد ہے میں کیوں کروں گی منہا کے ساتھ ایسا؟؟ "

اریب نے چیخ کر اپنی صفائی دی اس الزام پر اس کی رگیں پھول گ ئی تھیں چہرہ سرخ ہو رہا تھا، وہ تپاک سے آگے بڑھی اور تقی کے ہاتھ میں پکڑی فائی ل اٹھا کر ایک طرف اچھالی، فائی ل ہوا میں اُڑتی ہوئی جا کر فوارے کے جنگلے میں پھنس گ ئی۔

" پھپھو آپ نے پھپھو بن کر کب گلے لگایا ہمیں جو اب ساس بن کر منہا کو قبول کرتیں، آپ مان کیوں نہیں لیتیں کہ آپ نے نفرت میں یہ انتہائی قدم اٹھایا ہے "

تقی تو آج آپے سے باہر تھا، وہ اریب کے برابر چیخ رہا تھا دماغ تو آج دوپہر سے گھوم گیا تھا اور پھر ایک کے بعد دوسرے واقعے نے اس کی اعصاب تن دیے تھے۔

" تقی بس کر بد تمیزی منہ توڑ دوں گا تیرا "

نقیب نے آگے بڑھ کر غصے میں کانپتی رعب دار آواز میں تقی کو جھاڑا، تمام نفوس پہلی دفعہ یوں چھوٹوں کی بد تمیزی بڑوں کے ساتھ دیکھ رہے تھے جس نے حیرت سے زیادہ صدمے میں مبتلا کر دیا تھا۔

نقیبے۔۔۔اور پڑھا۔۔۔بنا اس کو ڈاکٹر۔۔۔دیکھ آج کیسے اپنی ماں سے بھی بڑی " پھپھی کے سر اتنا بڑا الزام منڈھ رہا ہے "

چوہدری حاکم کی بوڑھی آواز میں لغزش ضرور آچکی تھی لیکن رعب اور دبدبا نہیں کم ہوا تھا، وہ چارپائی پر گاؤ تکیے کے سہارے بیٹھے تھے۔

" میں اب اس حویلی میں ایک دن نہیں رکوں گی، منیرا ٹھیں، ہمیں نہیں رہنا یہاں اب اور یہ جورو کا غلام یہ رہے یہیں اپنی بیوی کے ساتھ چاٹے تلوے اپنی بیوی کے اور اپنے پڑھے لکھے سالے کے میں تجھے کبھی نہیں بخشوں گی یاد رکھنا "

اریب نے غصے میں سرخ چہرے کے ساتھ پہلے منیر سے کہا اور پھر بپھر کر رخ فرہاد کہ طرف موڑا، جو مضطر سا پریشان حال کھڑا چکی کے دو پاٹوں میں پس گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

اریب غصہ ناکر اس کے سر میں، میں جوتے لگاتا ہوں، تو کیوں جائے گی گھر چھوڑ کر، "
" اس کا دماغ درست کرتا ہوں میں

نقیب حاکم نے جلدی سے آگے بڑھ کر اریب کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے روکا، اریب نے ایک جھٹکے سے نقیب کا اپنے کندھے پر رکھا ہوا ہاتھ جھٹک دیا

رہنے دو نقیب، بہت عزت کمالی، میں تو اب کبھی نہیں رکوں گی یہاں، منیر چلیں "
" سامان باندھیں

اریب نے ناک پھلا کر پاس بیٹھے منیر کی طرف دیکھ کر کہا اور پھوں پھوں کرتے اٹاری کی طرف قدم بڑھا دیے، نقیب حاکم ایک جھٹکے سے تقی کی طرف مڑا اور اس کا گریبان دبوچ لیا۔

" بیغرت چل مانگ معافی۔۔۔مانگ معافی اپنی پھپھی سے"

نقیب نے تقی کو گریبان سے پکڑ کر جھنجوڑ دیا، تقی نے لب بھینچے نقیب حاکم کی طرف دیکھا

جب تک یہ بات ثابت نہیں ہو جاتی کہ منہا کو زہر دینے والی اریب پھپھو نہیں ہیں "
" میں ان سے معافی نہیں مانگوں گا

تقی نے دوٹوک لہجے میں ان کی بات سے انکار کیا، نقیب نے ہاتھ ہوا میں اُٹھایا اور پھر ایک زوردار چماٹ کی آواز سے ایسا سناٹا ہوا کہ صرف جھینگروں کی جھیں جھیں سنائی دے رہی تھی۔

"نقیب یہ ایک چماٹ اس۔۔۔ کمبخت کے منہ پر بھی جڑ دیجیو یہ بھی گردن تان کر اپنی اماں کے آگے کھڑا ہو گیا، ارے ناس پٹی اس ڈاکٹری کی پڑھائی کا ستیاناس ناش جائے، ہمارے زمانے میں بھی یوں بیمار پڑ جاویں تھی بچیاں پہلی بار میں، تو کیا سب کی ساسیں ان کو دوا دیے تھیں"

خدیجہ بیگم کی تیکھی آواز پورے صحن میں گونج رہی تھی، غزالہ اور بلقیس نے گردنیں نیچے گرا لیں۔

"ابھی اسے بیمار ہوئے مہنیہ بھر تو گزرا ہے، چوہی سی جان ہے نا کھاتی ہے سہی سے نا پیتی ہے تو جان کیسے بنے گی، منہ اُٹھا کر لے آیا یہ دو پرچے اور اپنے باوا کی ماں جنی پر لگا دیا الزام"

خدیجہ بیگم کا لہجہ آخر میں روندھا گیا تھا، بلقیس تیزی سے آگے بڑھی

" بی جی بچہ ہے میں سمجھاتی ہوں ابھی معافی مانگے گا "

بلقیس نے خوفزدہ سی آواز میں کہا اور تقی کے طرف بڑھی اس کا بازو دبوچتے ہوئے اٹاری کی طرف بڑھی۔ تقی غصے میں لب بھینچے ماں کے ساتھ گھسٹ رہا تھا۔

" منیر۔۔۔۔ منیر۔۔۔ آجائیں، اب اپنے کپڑے بھی رکھ لیجیے ٹرنک میں "

اریب نے اٹاری کے ستون کے پاس آکر رعب سے منیر کو ہانک لگائی، نقیب نے تیز تیز قدم اٹاری کی طرف بڑھائے، وہ ابھی زینے کے پاس پہنچا تھا کہ چوہدری حاکم کی آواز پر پاؤں تھم گئے

" میری بات سن لو سب غور سے کوئی نہیں جائے گا حویلی سے، تقی کی ہمیشہ سے ہی یہ خصلت ہے، اس کی ڈاکٹری نے دماغ خراب کر رکھا ہے اس کا اس کی بات میں ایک فیصد بھی صداقت نہیں ہے، اس کو کہو آکر پیر پکڑے اپنی پھپھو کے نہیں تو میں یہ حویلی چھوڑ کر چلا جاتا ہوں، میں جہاں بھی رہوں ڈیرے رہوں یا کہیں بھی پھر پیچھے سے سر پھاڑ لینا ایک دوسرے کا اور دھکے دینا ایک دوسرے کو "

چوہدری حاکم کی ہلکی لغزش زدہ آوز حاکم قصر کے صحن میں گونج اُٹھی تھی۔اور پھر نقیب بھی تیز تیز قدم چلتا اسی کمرے میں چلا گیا تھا جہاں سے بلقیس اور تقی کی بحث کی آوازیں آ رہی تھیں۔اور پھر کچھ دیر بعد تقی ضبط سے جبڑے ایک دوسرے میں پیوست کیے باہر نکلا تھا اور پھر باری باری تقی اور فرہاد نے اریب سے معافی مانگی تھی صاف ظاہر تھا کہ نا تو انہوں نے دل سے معافی مانگی تھی اور نا ہی اریب نے دل سے معاف کیا تھا، گم صم سے حاکم قصر کے مکیں آہستہ آہستہ اٹھ کر اپنی چار پائی پر لیٹ رہے تھے اور تقی غصے میں بپھرا چھت چڑھ گیا تھا۔

مالا نے پلنگ پر سے تکیہ اٹھایا اور صحن میں آکر غزالہ کے ساتھ چار پائی پر لیٹ کر اسے پیچھے سے باہوں کے حصار میں لیا، ماں کے ساتھ لگتے ہی خود بخود آج پورے دن کی باتیں اور اب کے ماحول کے باعث آنکھیں بھر آئی یں، تقی اور بلقیس کے ہسپتال جانے کے بعد تخت پر پڑا قمیض وہ اٹھا کر پھر اندر لے گ ئی تھی اور اب گھر میں اس کشیدگی نے سب کو چپ کروا دیا تھا، وہ یونہی سسکتی ماں کے ساتھ لگی رات کے کس پہر نیند میں گ ئی خبر نا ہوئی۔

www.novelsclubb.com

****

چراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 25

اندھیرے میں حاکم قصر کے صحن میں موجود نیم کے درخت ٹھنڈی ہوا کے باعث کچھ یوں ہچکولے کھا رہے تھے جیسے ایک گھنے بالوں والی چڑیل آہستہ آہستہ کچھ پڑھتے ہوئے اپنا سر ہلا رہی ہو اور درختوں سے کچھ ہی آگے فوارے کے دائیں اور بائیں، قطار میں لگی چارپائیوں پر سفید اور سیاہ ڈبیوں والے کھیس تانے نفوس سونے کی تیاری میں تھے اور کچھ تو سو بھی چکے تھے، کمرے اب بہت گرم ہو جاتے تھے اور صحن میں ٹھنڈی ہوا کے باعث تقریباً گھر والے قطاردار قطار چارپائیاں ڈال کر صحن میں سونا شروع ہو چکے تھے

۔

اس دن کے واقع کے بعد سے یہ تیسری رات بھی حاکم قصر کے تمام مکینوں کے لیے بھاری اور افسردہ تھی، بے شک چوہدری حاکم نے اس رات جھگڑے کو اپنی طرف سے ختم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کشیدگی ختم نہیں ہو سکی تھی۔

اریب بیگم تاہنوز ناراض تھیں اور چوہدری حاکم کو اس بات پر راضی کر رہی تھیں کہ انہیں ان کا حصہ دے کر فارغ کیا جائے وہ اب مزید حاکم قصر کا حصہ بن کر نہیں رہنا چاہتی ہیں۔

تقی سے گھر میں کوئی بھی بات نہیں کر رہا تھا اور وہ تھا کہ ایک نئی ضد لگا بیٹھا تھا وہ منہا کو معائنے اور ٹیسٹوں کے لیے لاہور لے جانا چاہتا تھا جس پر نقیب حاکم، بلقیس اور منہا خود اس کی اس ضد کو بے بنیاد قرار دے رہے تھے ان کے مطابق منہا اب پچھلے دو دن سے بلکل ٹھیک تھی، اس لیے تقی بلاوجہ کا واویلا نا مچائے۔

اس دفعہ تو سب کے ساتھ فرزانہ آپا بھی تقی سے اچھی خاصی خفا ہو چکی تھی وہ اپنی ماں کی اس بے عزتی اور الزام پر تقی سے کبھی نا بات کرنے کا تہیہ کر چکی تھی۔

مالا دبے قدموں غزالہ کی چارپائی کے پاس آئی اور آہستگی سے لیٹی، تقی صبح کو نکل جاتا تھا اور رات گئے گھر لوٹتا تھا پھر کتنی دیر تک وہ بلقیس اور نقیب سے بحث کرتا رہتا تھا۔اور جیسے ہی وہ کمرے کا رُخ کرتا مالا صحن میں آجاتی تھی

غزالہ نے مالا کا اپنے ساتھ لیٹنا محسوس کرتے ہوئے جھٹکے سے رُخ موڑا تو مالا اس کی کمر کے گرد بازو حائل کیے لیٹنے کی کوشش میں تھی۔آج تیسری رات تھی اور وہ آج بھی رات کو غزالہ کے ساتھ آکر لیٹ رہی تھی۔

"مالا۔۔۔مالا۔۔۔ "

غزالہ نے آہستگی سے نیند سے بوجھل ہوتی بھاری آواز میں پکارتے ہوئے مالا کا کندھا ہلایا۔ وہ جو بڑے آرام سے غزالہ کے ساتھ سونے کی کوشش میں تھی چونک کر غزالہ کی طرف دیکھا غزالہ نے گردن گھما کر تقی کے کمرے کی طرف دیکھا جہاں دروازہ کھلا تھا اور کمرے کی بتی جل رہی تھی مطلب تقی جاگ رہا تھا

" مالا اُٹھ۔۔۔اپنے کمرے میں جا کر سو "

www.novelsclubb.com

بوجھل سے لہجے میں اسے حکم صادر کیا جواب پوری آنکھیں کھولے غزالہ کو گھور رہی تھی۔

"اُٹھ جانا اب کیا دیدے پھاڑ کے دیکھے جا رہی ہے، دو رات سے دیکھ رہی ہوں تو میرے ساتھ آ کر کیوں سو رہی ہے"

غزالہ دانت پیستے ہوئے آواز کو حد درجہ مدھم رکھے سوال کیا، تقی کے ذکر پر مالا کے چہرے کے تاثرات یکسر بدل گئے۔اب غزالہ کو کیا بتاتی کہ وہ کتنا الٹا سیدھا سوچ رہی ہے وہ تقی کو لے کر اب تک خائف تھی۔اس دن کے بعد یہ معاملا اتنا طول پکڑ چکا تھا کہ اس نے تقی سے بات تک نہیں کی تھی۔اور اب غزالہ اسے کمرے میں جانے کا کہہ رہی تھی۔

"اماں۔۔۔وہ ان کا موڈ تھوڑا ٹھیک نہیں ہے تو۔۔۔"

مالا کی بات ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی کہ غزالہ نے تنک مزاجی سے اس کی بات کاٹ دی

"اگر وہ پریشان ہے اور موڈ ٹھیک نہیں تو ایک بیوی ہونے کے ناطے یہ تیرا فرض بنتا ہے کہ تو اس کی دلجوئی کرے نا کہ اس سے دور رہے"

غزالہ نے تیوری چڑھائے اسے سمجھایا جو سراسیمگی کی حالت میں نظریں چرا رہی تھی۔ غزالہ کو اگر وہ اس دن کے جھگڑے کے بارے میں بتاتی تو زیادہ پھنس سکتی تھی کیونکہ غزالہ نے اسے سختی سے منع کر رکھا تھا کہ اس کا ذکر وہ کسی سے نہیں کرے گی۔

"اُٹھ فوراً جا اپنے کمرے۔۔۔اُٹھ"

غزالہ نے غصیلے لہجے میں ڈپٹ کر کہا تو وہ ایک دم سے اُٹھ کر بیٹھی اور پھر چپل پہنتے ہی قدم اٹاری کی طرف بڑھا دیے۔

کمرے میں آئی تو تقی پلنگ پر لیٹا چھت کو گھور رہا تھا بازو کو موڑ کر پیشانی پر ٹکا رکھا تھا اور ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں میں قینچی صورت پھنسایا ہوا تھا۔ جیسے ہی مالا کمرے میں داخل ہوئی تقی نے ذرا کی ذرا آنکھوں کی پتلیاں گھما کر اس کی طرف دیکھا پر پھر خفگی سے رُخ موڑ لیا، جہاں ایک طرف منہا کا معاملہ کشیدگی کا باعث بنا ہوا تھا وہاں اب مالا کے سامنے آنے پر اس کو پرسوں دوپہر کا سارا منظر یاد آگیا۔

مالا اب پلنگ کے پاس پہنچ چکی تھی اور شائی دا سے پلنگ پر چڑھ کر دوسری طرف لیٹنا تھا اس لیے چپ چاپ تقی کی ٹانگوں کو گھور رہی تھی۔ تقی نے اس کی نگاہوں کا مطلب سمجھ

کر ٹانگیں سمیٹیں اور وہ گھٹنوں کے بل چڑھ کر پلنگ پر تقی سے فاصلہ بنا کر لیٹ گ ئی، تقی نے آہستگی سے رُخ موڑے اس کو دیکھا جس کی اس لمحے میں اسے اشد ضرورت تھی پر وہ اس سے باقی لوگوں کی نسبت بھی دور تھی۔

****

شام نے حاکم قصر کے پورے صحن میں اپنا سایہ پھیلا رکھا تھا، معمول سے ہٹ کر ملگجے سے اندھیرے والی شام تھی، ایسی شام جس میں سورج گرھن جیسا گمان ہو، مالا نیم کے درخت سے لٹکتے جھولے پر بیٹھی تھی اور رملا اسے پشت سے دھکا دیتے ہوئے جھولا جھلا رہی تھی۔

جیسے ہی جھولا اونچائی بھرتا مالا ٹانگیں سیدھی کر لیتی اور جیسے ہی پیچھے کو آتا ٹانگیں سمیٹ لیتی تھی، جھولا آہستہ آہستہ تیز ہونے لگا تھا مالا کو ویسے بھی تیز جھولے لینا پسند تھا اس لیے اسے مزہ آنے لگا تھا۔

" رملا اور تیز دونا جھولا "

مالا نے جوش سے ہلکی سی گردن موڑے اپنے پیچھے کھڑی رملا کو حکم صادر کیا اور خود مزے سے جھولے کی دائی یں بائی یں موجود دنوں رسیوں کو تھامے سر کو پیچھے گرایا، جھولا اوراوپر اٹھنے لگا۔۔۔۔

پھر اور لمبا اوراوپر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اوراوپر۔۔۔۔۔۔

پھر اوراوپر۔۔۔۔رسی لمبی ہورہی تھی اور جھولا اوپر جارہا تھا۔مالا کو خوف آنے لگا جھولا اب اتنی اونچائی پکڑ رہا تھا کہ اس کی نگاہ حاکم قصر کی چھت کو دیکھ کر نیچے آرہی تھی۔مالا نے پریشان سی صورت بنائے نیچے دیکھا اور خوف سے ٹانگیں کانپ گ ئی یں، جھولا پھر سے اتنا اونچا ہوا کے وہ چھت کے دیوار سے ٹکرانے لگی۔

"رملا۔۔۔را۔۔۔۔ملا۔۔۔۔۔۔ا۔۔۔۔ا۔ا۔ا۔ جھولا روکو میں گرجاؤں گی "

مالا نے خوف سے چیخ کر رملا کو پکارا پر رملا پیچھے نہیں تھی جھولا اب کی بار اوراونچا ہوا، دیوار کے قریب جا کر اس سے پہلے کے مالا دیوار سے زور سے ٹکراتی اس نے اچک کر چھت کے دیوار کو تھام لیا اب وہ دیوار کے ساتھ لٹک رہی تھی اور ٹانگیں مارتے ہوئے خوف سے چیخ رہی تھی۔

"بچاؤ میں چھت سے گر جاؤں گی۔۔۔بچاؤ مجھے میں آپا کی طرح گر کر مر جاؤں گی"

وہ بد حواسی میں چیخے جا رہی تھی کہ اچانک تقی کا سر دیوار پر سے جھانکتا ہوا نظر آیا

"تقی۔۔۔ی۔ی۔ی۔مجھے بچائیں"

مالا نے چیخ کر تقی کو مدد کے لیے پکارا وہ پچھلا خواب یکسر فراموش کیے ہوئے تھی، تقی نے اچک کر ہاتھ آگے بڑھایا اور مالا کا ہاتھ تھاما، پھر مالا کو چھت کی طرف کھینچ لیا، مالا چھت پر آتے ہی تیزی سے آگے بڑھی اور تقی کو اپنی باہوں کے حصار میں لے کر اس کے کندھے پر سر ٹکا دیا۔ایک دم سے سارا خوف زائل ہونے لگا۔

تقی کے گلے لگے اچانک اس کی نظر برساتی کی دیوار کی طرف اُٹھی، برساتی میں سیدھی کھڑی چارپائی کی اوٹ میں کوئی چھپتا ہوا دکھائی دیا ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔

"تقی کوئی ہے وہاں۔۔۔"

مالا نے گڑبڑا کر پیچھے ہوتے ہوئے لغزش زدہ آواز میں تقی کو بتایا، تقی نے جیسے ہی پیچھے مڑ کر دیکھا تو شربتی رنگ کے قمیض میں ملبوس کوئی پیٹھ موڑے پچھلے صحن کی دیوار کی طرف بھاگ رہا تھا۔اس کے بھاگتے ہی برساتی سے رمنا باہر نکلی وہ رو رہی تھی

"اس کو پکڑو وہ بھاگ رہا ہے۔۔۔وہ بھاگ جائے گا، وہ بھاگ گیا تو ایک اور قبر بنے گی"

رمنا بھاگتے ہوئے وجود کی طرف انگلی کیے چیخ رہی تھی، مالا نے جلدی سے تقی کی طرف دیکھا، ذہن نے اچانک گواہی دی یہ حقیقت نہیں خواب ہے اور شکر ہے آج تقی ساتھ ہے

"تقی دیکھا۔۔۔دیکھا۔۔۔۔میں جھوٹ نہیں بولتی دیکھو رمنا آتی ہے خواب میں وہ سامنے کھڑی ہے، اب تو یقین کریں گے نا میرا"

مالا نے جوش سے تقی کی طرف رُخ کیے اسے یقین دلایا جو اس کی خوابوں کی سچائی کو سرے سے اس کا پاگل پن کہہ چکا تھا

"تقی۔۔۔۔مالا۔۔۔۔پکڑو اسے۔۔۔۔ورنہ قبر بن جائے گی"

رمنا چیخ رہی تھی تقی نے دوڑ لگائی، مالا بھی پیچھے بھاگی وہ جو کوئی بھی تھا بھاگ کر پچھلے صحن میں کودا تھا تقی اس کے پیچھے ہی پچھلے صحن کی دیوار پھلانگ کر نیچے بنے بھینسوں کے لیے بنائے گ ئے کمرے پر کود گیا تھا مالا بھی اب دیوار سے پار پچھلے صحن میں دیکھ رہی تھی ۔ صحن میں کوئی کھڑا تھا اور صحن کے وسط میں زمین کھود رہا تھا۔

"مالا روکو اسے قبر مت کھودے"

مالا آنکھوں کو سکوڑے سامنے غور کر رہی تھی، کہ کون ہے جو قبر کھود رہا ہے، جب اچانک پیچھے سے رمنا کی آواز آئی مالا نے خوفناک چیخ ماری تھی۔

وہ ہڑبڑا کر اور چیخ کر خواب سے اُٹھی، چیخ اتنی ہولناک تھی کہ اس کے ساتھ سویا تقی بھی اُٹھ بیٹھا تھا مالا نے جھپٹ کر تقی کے سینے میں منہ چھپا لیا، تقی کی پیشانی پر فکر مندی کے بل پڑے تھے کچھ ایسا عجیب تھا جسے اسے ہر گز نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

"مالا۔۔۔مالا۔۔۔مجھے بتاؤ۔۔۔کیا۔۔۔کیا دیکھا، آج بھی خواب دیکھا تم نے؟"

تقی نے پیار سے اس کے چہرے کو اُٹھا کر اپنی ہتھیلیوں میں بھر لیا، وہ جو بری طرح کانپ رہی تھی، ایک دم سے تقی کے محبت بھرے لمس، اپنائیت اور خواب میں یہ حقیقت

www.novelsclubb.com

کھل جانے پر کہ وہ قاتل نہیں ہے پر سکون سی ہو کر تقی کے ساتھ لگ گ ئی اس کے سینے کے ساتھ گال چپکائے دھیمی سی آواز میں گویا ہوئی

"تقی۔۔۔۔مجھے معاف کر دیں۔۔۔۔مجھے معاف کر دیں۔۔۔،وہ آپ نہیں تھے

" کوئی اور ہے جس نے آپا کو دھکا دیا۔۔۔۔اور اب وہ کسی اور کی قبر کھود رہا ہے

مالا نے ایک دم ساکن ہوتے ہوئے تقی کو خواب کے متعلق بتایا

" مالا۔۔۔کون کس کی بات کر رہی ہو۔۔۔ایک منٹ "

تقی نے نا سمجھی میں اس کی باتوں پر غور کرتے ہوئے کہا اور پھر اسے کی باہوں کے حصار سے نکلتا ہوا پلنگ سے نیچے اترا، سوئچ بورڈ تک گیا سوئچ بورڈ پر سے بتی کا بٹن نیچے کرتے وہ مالا کی طرف بڑھا جو اسی طرح خوف سے پوری آنکھیں کھولے بیٹھی تھی۔ سیاہ رنگ کے جوڑے میں زرد چہرہ، آنکھوں کے نیچے گہرے ہوتے حلقے رات جب وہ ساتھ آ کر لیٹی تھی تب اس نے مالا کے چہرے پر اتنا غور نہیں کیا تھا لیکن اب اندازہ ہو رہا تھا وہ ذہنی اور جسمانی طور پر کتنی بری طرح متاثر ہو چکی ہے۔

تقی نے گہری سانس لی اور اس کے بلکل سامنے بیٹھ گیا جو نادم بیٹھی اس سے نگاہیں چرا رہی تھی، کیا کچھ نہیں بول دیا تھا اس نے تقی کو اور تف تھی اس کی عقل پر جس نے یہ سوچ لیا تھا کہ تقی قاتل ہے رمنا کا، وہ سر جھکائے خود کو ملامت کر رہی تھی اور تقی پریشانی سے اس کے الجھے سے بالوں والی مانگ کو تک رہا تھا، کیا رشتہ بن گیا تھا اس کا سامنے بیٹھی اس لڑکی کے ساتھ کہ اس کی پریشانی اور تکلیف تقی کو اپنی پریشانی اور تکلیف لگنے لگی تھی، کچھ پل کی خاموشی کے بعد تقی کی آواز نے کمرے میں ارتعاش پیدا کیا۔

" مالا مجھے نہیں معلوم یہ خواب کیا ہیں، تمہیں کس لیے آتے ہیں اور ان کا حقیقت سے کوئی تعلق ہے بھی کہ نہیں لیکن اس دن میں تمہیں اسی بات کا یقین دلا رہا تھا کہ وہ قمیض میں نے کبھی نہیں پہنی بلکہ میں تو وہ اماں کے پاس پھینک آیا تھا کہ مجھے یہ رنگ نہیں پہننا مجھے شادی کے لیے کوئی اور سوٹ بنوا کر دیں اور پھر اماں نے مجھے اور جوڑا بنوا بھی دیا تھا، اس کے بعد وہ قمیض کہاں گ ئی کہاں نہیں مجھے تو علم تک نہیں ہوا اس کا بات کا

www.novelsclubb.com

تقی اسے بڑے تحمل سے ساری بات بتا رہا تھا اور وہ مسلسل آنسو بہا رہی تھی اس رات بھی اگر وہ رمنا کے اُٹھ کر بیٹھنے سے پہلے خواب سے باہر نا آجاتی تو شائی داسی دن ہی اسے خبر ہو جاتی کہ رمنا کو دھکا دینے والا اور کوئی ہے، تقی نہیں۔

وہ آہستہ آہستہ آنسوؤں پر قابو کھو بیٹھی تھی اور اب گالوں پر گرم سیال رواں تھا، مالا نے سسکیوں میں تقی کو سارا خواب سنایا اور وہ بھی سینے پر ہاتھ باندھے پیشانی پر افقی لکیریں ڈالے تحمل سے اس کا خواب سن رہا تھا پر عقل ابھی بھی عجیب کشمکش میں مبتلا تھی۔ کچھ دیر یونہی گہری خاموشی رہی اور پھر تقی نے پلنگ پر آکر دھیرے سے اسے قریب کرتے ہوئے اپنے ساتھ لگا لیا، اس کا وجود ساتھ لگتے ہی مالا نے آنکھیں موند لیں پچھلے دس دن کی دوری اور اب اس کی یہ پریشانی وہ اپنی گرفت سے اسے اپنے ساتھ کا یقین دلا رہا تھا۔ اور پھر اس کی مانگ پر سے لب اٹھائے گویا ہوا

www.novelsclubb.com

"مالا۔۔۔ میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے کر جانا چاہتا ہوں"

چہرہ نیچے جھکائے آہستگی سے اس کے کان میں سرگوشی کی، مالا سٹپٹا کر تھوڑا سا الگ ہوئی

"نہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ تقی میں پاگل نہیں ہوں، آپ میرا یقین کریں۔۔۔ کوئی ہے۔۔۔"

"جس نے رمنا آپا کو مارا تھا اور اب وہ کسی اور کی قبر کھود رہا ہے مجھے ڈر لگ رہا ہے"

مالا نے جھر جھری لے کر پھر سے اپنے خواب کو یاد کیا تھا، تقی نے نفی میں سر ہلایا اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں لیا، اپنے سر کو محبت سے اس کے سر کے ساتھ جوڑا

"اچھا مجھے یقین ہے میری مالا پاگل نہیں ہے، لیکن فلحال تم سو جاؤ اتنی راتیں جاگ جاگ کر اپنی آنکھوں کا کیا حال بنا لیا"

تقی نے آہستگی سے چہرہ پیچھے کرتے ہوئے اپنے انگوٹھے کو نرمی سے اس کی آنکھوں پر پھیرا ،مالا نے دھیرے سے مسکرا کر آنکھیں بند کیں کتنے دن بعد وہ یوں تقی سنگ مسکرائی تھی ۔

"چلو میں سُلاتا ہوں" www.novelsclubb.com

تقی نے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے لیٹا لیا۔ مالا کی حالت اب واقعی توجہ طلب تھی کچھ دیر بعد مالا تو تقی کی کمر کے گرد بازو حائل کیے سینے پر سر رکھے سارا بوجھ اس کے ذہن پر

ڈالے سو چکی تھی لیکن وہ ساری رات اسے بچوں کی طرح خود سے لپٹائے پیلی روشنی میں نہائی چھت کو گھورتا رہا۔

****

پنکھے چلنے کی آواز کے ساتھ کمرے میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی، بلقیس قمیض کو ہاتھ میں تھامے کھڑی تھی اور سامنے مالا مضطرب صورت بنائے کھڑی تھی، آنکھوں کی نیلی پتلیوں میں جواب کے انتظار کی بے چینی چمک رہی تھی۔

تقی کے جانے کی دیر تھی وہ الماری سے قمیض نکالے بلقیس کے پاس پہنچ چکی تھی اس کی بے چین روح کو ایک پل کا سکون نہیں تھا، آنکھیں رات وہ تقی کے لیے موندے لیٹ تو گئی تھی پر نیند کمبخت کس کو آئی تھی، تقی تو اسے پاگل سمجھنے لگا تھا، یہ جنگ اس کی اور اس کے خوابوں کی تھی اسے خود ہی ہمت کرنی تھی کیونکہ اب بات رمنا کی موت کے قاتل تک پہنچنے کی نہیں تھی بلکہ اس کو بچانے کی تھی جس کی قبر کھودی جا رہی تھی۔

بلقیس کچھ دیر قمیض کو دیکھتی رہی پھر گہری سانس لیے گویا ہوئی

ہاں تو یہ تقی کو فرزانہ نے کاڑھ کر دی تھی قمیض، نواب زادے کو رنگ ہی نہیں "
پسند آیا تھا کہ لڑکیوں جیسی ہے، تو میں نے باہر برانڈوں میں بھجوادی تھی کہ کوئی ملازم
" پہن لے شادی پر نیا جوڑا

بلقیس نے متوازن لہجے میں جواب دیا اور پھر مالا کے ساکن وجود سے لاپرواہی برتتے ہوئی
تیوری چڑھائی

اب یہ بات میری سمجھ سے باہر کی ہے کہ یہ قمیض گھر واپس کیسے آئی اور یہ تم اور تقی "
" اب اس کی کھوج میں کیوں لگے ہو؟

بلقیس آبرؤ اچکائے مالا سے سوال کر رہی تھی اور حیرت سے پوری آنکھیں کھولے کھڑی
تھی، مالا ایک دم سے چونک کر سیدھی ہوئی

" تائی۔۔۔اماں۔۔۔کون۔۔۔کس ملازم نے پہنی تھی یہ قمیض؟ بتائیں مجھے؟ "

مالا کی آواز میں اس کے وجود کی طرح ہی لغزش تھی، بلقیس کی پریشانی بڑھ رہی تھی

" یہ تو نہیں معلوم مجھے، ہاں تاری بوا کو دی تھی میں نے تو اس کو معلوم ہو گا رُک ذرا "

بلقیس اب اس کی پریشانی کے پیش نظر خود بھی تشویش میں مبتلا ہو چکی تھی، کمرے کے دروازے کے پاس جا کر اٹاری میں تخت کے نیچے بیٹھی خدیجہ بیگم کے پاؤں دھوتی تاری بوا کو ہانک لگائی

"تاری بوا۔۔۔۔ بات سننا ذرا کی ذرا"

بلقیس تاری بوا کو بلوانے کے بعد پھر سے کمرے کے وسط میں آکر کھڑی ہو چکی تھی، جہاں بد حواس سی مالا کھڑی تھی، تاری بوا کے کمرے میں آتے ہی بلقیس نے قمیض تاری بوا کے سامنے کی

"تاری بوا فرزانہ کی شادی سے پہلے میں نے کچھ مردانہ جوڑے ملازموں کو بھیجے تھے تمھارے ہاتھ، یہ والا جوڑا کس ملازم نے لیا تھا؟"

بلقیس نے بھنویں اچکائے سوال کیا اب سوچ کے گھوڑے دوڑانے کی باری تاری بوا کی تھی، جو گال پر انگلی دھر چکی تھی اور مالا دم سادھے کھڑی تھی۔

"بلقیس بیٹا جوڑے تو تین چار تہہ شدہ تھے، میں تو ایسے ہی تہہ شدہ لڈن میاں کے حوالے کر آئی تھی کہ ملازموں میں بانٹ دیجیو، لیکن مجھے اتنا یاد ہے یہ قمیض ایسے ہی

چھت میں دھلے کپڑوں کے ساتھ نیچے آئی تھی تب پتا نہیں کہاں غائی ب ہو گ ئی، پھر ملا ہی نہیں "

تاری بوا نے جو بتایا وہ اور الجھا گیا تھا، مالا کی سانس اٹک گ ئی تھی بازو پر موجود رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔

" لڈن کو بلاؤ جلدی سے تاری بوا۔۔ "

مالا نے اچانک جوش سے آگے بڑھتے ہوئے تاری بوا سے کہا اور خود تیز تیز قدم چلتی باہر اٹاری کے ستون کے پاس آئی۔۔۔

" سکینہ۔۔۔۔۔ سکینہ۔۔۔۔۔ "

وہ پوری قوت سے ستون کے ساتھ لگی چیخ رہی تھی، آواز اتنی اونچی تھی کہ کانوں کے پردے پھاڑ دے وہ کانپ رہی تھی، چہرہ زرد ہو رہا تھا، سکینہ باورچی خانے سے بھاگتی ہو اٹاری کی طرف لپکی

"لڈن کو بلا کر لا ابھی کے ابھی۔۔۔۔۔ جلدی جا۔۔۔ "

www.novelsclubb.com

مالا نے کانپتی پر رعب دار آواز میں چیخ کر حکم صادر کیا وہ اس وقت پاگل لگ رہی تھی، اس کے پیچھے تاری بوا اور بلقیس اور تخت پر بیٹھی خدیجہ اور اریب سب حیرت سے مالا کو دیکھ رہی تھیں۔

" آخر کو ایسی کیا آفت آن پڑی۔۔۔ کاہے چیخ رہی پاگلوں کی طرح "

خدیجہ بیگم نے تخت پر بیٹھے بیٹھے پورا وجود مالا کی طرف موڑ کر پوچھا، مالا نے کوئی جواب نہیں دیا، غزالہ بھی مالا کی آوازیں سن کر اب کمرے سے باہر آگ ئی تھی۔

کچھ دیر بعد ہی تہبند سنبھالے اور کندھے پر پڑکا درست کرتا لڈن میاں گیٹ سے داخل ہو کر اب صحن کی طرف آ رہا تھا جہاں مالا حواس باختہ کھڑی تھی۔

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 26

www.novelsclubb.com

لڈن میاں آہستہ آہستہ چلتا ہوا اب اٹاری کے پاس پہنچ چکا تھا نگاہ اٹھائے سامنے کھڑی مالا کو حیرت سے دیکھا اب تک تو منہا منیر میاں اور فرزانہ بھی اپنے بیٹے کو گود میں اٹھائے سب کمرے سے باہر آ چکے تھے۔

اب اٹاری میں حویلی کے تمام مکیں کا ہجوم سا لگ گیا تھا، یہ ناشتے کے بعد تقریباً صبح ساڑھے نو بجے کا وقت تھا۔مالا نے آنکھیں سکوڑ کر لڈن کی طرف دیکھا اور پھر لب کھولے

"لڈن بھائی یہ قمیض دیکھیے"

مالا نے قمیض لڈن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا، لڈن نے ناسمجھی کے شکن ماتھے پر نمودار کیے آگے ہوا اور ہاتھ بڑھا کر مالا کے ہاتھ سے قمیض لیا، وہ بغور قمیض کی طرف دیکھ رہا تھا اور سب اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

مسوائے غزالہ ہر کسی کی آنکھوں میں تجسس تھا، لڈن کی ناسمجھی کو دیکھتے ہوئے مالا نے اسے مزید وضاحت دی

" یہ جوڑا فرزانہ آپا کی شادی سے پہلے تائی اماں نے برانڈوں میں ملازموں کے لیے بھیجا تھا یاد کیجیے یہ اس وقت آپ سب میں سے کس ملازم نے لیا تھا اور ولیمے پر یہ جوڑا پہنا بھی تھا "

مالا پوری تفصیل سے لڈن کو آگاہ کیے اب اس سے سوال پوچھ رہی تھی سامنے کھڑے لڈن کے ڈیل ڈول سے تو صاف ظاہر تھا کہ یہ قمیض آج سے دس سال پہلے بھی اس کو بہت لمبی اور تنگ ہو گی اور یہی وجہ تھی مالا اپنے ذہن میں خود ہی یہ اندازہ لگا چکی تھی کہ یہ قمیض پہننے والا اور رمنا کو دھکا دینے والا لڈن نہیں ہو سکتا۔چند منٹ یونہی خاموشی میں گزر گئے پھر لڈن نے قمیض پر سے جھکی نگاہ کو اُٹھائے سامنے کھڑی مالا کی طرف دیکھا

" مالا بی بی اب سہی تو نہیں یاد سب پر یہ جوڑا تو بہادر کے حصے میں آیا تھا کیونکہ یہ تقی باؤ کی قمیض اسی کو ہی پوری آتی ہے ہمیشہ سے "

www.novelsclubb.com

لڈن اپنی ہی کہی بات پر شاکی تھا لیکن ساتھ ہی اس نے تقی اور بہادر کے قد کاٹھ کے متعلق جو وضاحت پیش کی تھی اس سے تو صاف ظاہر تھا کہ یہ قمیض بہادر نے ہی پہنی ہو

گی،لڈن کے یہ کہنے کی دیر تھی کہ مالا کی پوری آنکھیں کھل گ ئی یں۔وہ بدک کر چند قدم آگے آئی

”بہ۔۔۔بہادر۔۔۔۔۔کہاں ہے وہ۔۔۔؟لڈن بھ۔۔بھائی بلاؤ اس کو فوراًاس کو کہو اندر آئے“

مالا کی آواز میں لغزش در آئی تھی اور وہ یہ بات بھی فراموش کیے بہادر کو اندر بلانے کا حکم صادر کررہی تھی کہ بہادر کا حویلی کے اندر آنا منع ہے۔تمام لوگ اب اور حیرت اور تشویش میں مبتلا مالا کو تاک رہے تھے جسے اس وقت کچھ ہوش نہیں تھا

”کیا باولی ہو چلی ہے ایسی بھی کیا آفت آن پڑی ہے جو بہادر کو اندر بلا رہی ہے، ہمیں تو کچھ بتادے پہلے،رک جا لڈن میاں مت بلا کے لائیو بہادر کو پہلے مجھے پوچھ لینے دے کہ ایسی بھی کیا بات ہو گ ئی ہے“

www.novelsclubb.com

خدیجہ بیگم جو کب سے حیران وپریشان کبھی مالا تو کبھی قمیض کو دیکھ رہی تھیں ہانک لگا کر لڈن کو رکنے کے لیے حکم دے دیا جو مالا کے جلتے دماغ کو اور سلگا گیا۔

”لڈن بھائی۔۔۔نہیں تم جاؤ بلا کر لاؤ بہادر کو۔۔۔۔۔نہیں تو۔۔۔“

مالا تو غصے میں کانپ رہی تھی اور پھر اپنی ہی بات پر رک کر تیزی سے زینے اترتے ہوئے صحن کی طرف بڑھی

"بلکہ رک جائیں میں خود چلی جاتی ہوں باہر "

وہ جوش میں کہتی ہوئی اب تیز تیز قدم اُٹھاتی بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی اور ساتھ ساتھ اپنے دوپٹے کو سر پر اوڑھ رہی تھی۔

غزالہ کیا بُدھی کام کرنا چھوڑ چکی ہے اس خرافہ کی، کہاں کو بھاگ رہی ہے چنڈال "

" کہیں کی، اپنے دا جی سے چوٹی پٹوا لیوے گی پکڑ اس ناہنجار کو

خدیجہ بیگم تیزی سے تخت پر سے ٹانگیں سیدھے کر رہی تھیں، غزالہ گڑبڑا کر آگے ہوئی کہ منیر میاں تیزی سے آگے بڑھے

www.novelsclubb.com

مالا بیٹا۔۔۔ مالا بیٹا رک جاؤ میں بلا لاتا ہوں اس کو یہیں پر تم باہر برانڈوں میں کیوں "

" جاؤ گی

منیر میاں نے زینے اترتے ہوئے ہاتھ کھڑا کر مالا کو حویلی کی روش پر ہی روک دیا اور خود تیز تیز قدم اُٹھاتے پھولی سانس کے ساتھ مالا کے پاس پہنچا، مالا اب دوپٹے کے پلو کو سر پر ٹکاتے رک چکی تھی چہرہ اضطراب اور اندرونی کرب کے باعث دہک رہا تھا۔

" منیر پھپھا اگر کچھ دیر میں وہ حویلی میں نا آیا تو میں باہر آ جاؤں گی "

مالا نے انگلی کو ہوا میں معلق کیے منیر کو تنبیہ کی

" چلو تم میں لے کر آتا ہوں اس کو اندر، تم چلو اُدھر "

منیر میاں نے اسے اندر جانے کا اشارہ کیا تو وہ ناک بھینچے واپس صحن کی طرف چل دی جہاں خدیجہ بیگم متواتر اسے ہی کوس رہی تھیں۔

" ہمیں تو بک دے کچھ کہ کیا کرتی پھر رہی ہے تو کس کی قمیض ہے کاہے کو اُٹھائے پھر رہی ہے، ناس پٹی ایسی ڈھیٹ ہے اپنی مرضی سے زبان کھولتی ہے "

خدیجہ بیگم اس سے مسلسل قمیض کے بارے میں سوال کر رہی تھیں اور وہ تھی کہ دم سادھے ہمت جمع کر رہی تھی جو ابھی کچھ دیر میں اسے بہادر کے آگے دکھانی تھی۔

تھوڑی دیر بعد بہادر کے ساتھ چوہدری حاکم، نوازش، نقیب، لڈن اور گاما بھی ماتھے پر بل ڈالے گھر میں داخل ہوئے تھے، رعب سے قدم اُٹھاتے چوہدری حاکم سب سے آگے تھے اور باقی لوگ ان کے پیچھے تھے، بہادر سر کو حد درجہ جھکائے چلتا ہوا آرہا تھا۔ منیر نے باہر جا کر بات ہی کچھ اس انداز میں کی تھی کہ چوہدری حاکم اس بات کی تشویش کے پیش نظر سب کو لے کر اندر آچکے تھے۔ روش سے اٹاری تک کا فاصلہ عبور کرنے کے بعد اب چوہدری حاکم مالا کے بلکل سامنے کھڑے تھے جو اٹاری کے زینے کے پاس نیچے کھڑی تھی اور باقی سب اوپر تھے۔

" ہاں۔۔۔ کیا آفت آن پڑی۔۔۔؟ "

چوہدری حاکم نے کٹیلے لہجے میں پوچھا اور گھور کر مالا کی طرف دیکھا جو اس وقت سرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ سپاٹ چہرہ لیے کھڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

" مجھے بہادر سے کچھ سوال کرنے ہیں اور باقی سب آپ کو بہادر ہی اپنی زبان سے بتائے گا "

مالا نے سپاٹ لہجے میں چوہدری حاکم کی بات کا جواب دیا اور پھر غصے میں قمیض کو ہاتھ میں جھلاتی بہادر کے بلکل سامنے آکھڑی ہوئی۔

"پاگل ہوگئی ہے، کیا ہوا ہے؟؟، مجھ سے بات کر پہلے، ہوا کیا ہے اس کے سامنے جا کر کھڑی ہوگئی ہے"

چوہدری حاکم نے دانت پیستے ہوئے مالا کو حکم صادر کیا جو غصے میں تیز تیز سانس لے رہی تھی۔اوراب بہادر کے بلکل سامنے کھڑی تھی

"داجی میں نہیں یہ بتائے گا۔۔۔یہ بتائے گا سب کو۔۔یہ قمیض دیکھ رہے ہو، بھول کیسے سکتے ہو اس کو، بولو یہ قمیض تم نے پہنی تھی فرزانہ آپا کے ویلمے کے دن، اور اب یہ حویلی میں میرے ہاتھ میں کیوں ہے"

مالا کو تو آج چوہدری حاکم کے غصے، رعب اور دبدبے کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی وہ تو خونخوار شیرنی کی طرح بپھر کر بہادر کے آگے کھڑی اس سے سوال کر رہی تھی۔بہادر نے حیرت سے آنکھیں حد درجہ پھیلائے قمیض کی طرف دیکھا اور اس کی گردن میں گلٹی نے اوپر سے نیچے سفر طے کیا

"نہ۔۔۔ نہیں۔۔ مالا بی بی میں نے فرازنہ آپا کی شادی پر نہ ولیمے پر کسی دن بھی یہ قمیض نہیں پہنی تھی میں نے تو ولیمے کے روز سفید قمیض شلوار پہنی تھی، اور یہ تو بعد میں پھٹ گ ئی تھی ایک دفعہ میں نے یہاں دھلائی کو دی ملی نہیں پھر میں نے لڈن کے ہاتھ پیغام بھی بھیجا تھا ایک دو دفعہ کہ میری قمیض ہے حویلی میں "

بہادر نے حیرت سے بھنویں اچکائی یں اور پھر سب لوگ جو حیران اور ہم تن گوش تھے ان کی طرف دیکھا۔لڈن نے اثبات میں سر ہلا کر اس کی بات کی تصدیق کی۔

مالا نے لب بھینچے اور بازو جھٹک کر قمیض اس کے پھر سے سامنے کی

"جھوٹ۔۔۔ بلکل جھوٹ یہی پہنی تھی، تقی کا یہ جوڑا تم نے ہی لیا تھا بس اتنا بتاؤ پہلے "

مالا اب تنک مزاجی سے سوال بدل کر پوچھ رہی تھی مسوائے غزالہ کے سب کے ماتھے پر نا سمجھی کے شکن نمودار تھے، غزالہ کے چہرے پر جہاں مالا کی اس حرکت پر خوف تھا وہاں رمنا کے ذکر پر کرب کی جھلک بھی تھی۔مالا کے اب والے سوال پر گاما تھوڑا سا آگے ہوا۔

"جی بی بی یہ جوڑا تو مجھے یاد ہے، یہ بہادر نے ہی اُٹھایا تھا، کل چار جوڑے تھے جن میں سے نقیب میاں کے دو جوڑے میں نے اور ایک لڈن نے لیا تھا اور چوتھا یہ تقی میاں کا بہادر نے اُٹھا لیا تھا پر ولیمے کے روز تو رمنا بی بی کے حادثے کے بعد کسی کو کوئی ہوش ہی نا رہا کہ دیکھتے کس نے کونسا جوڑا پہنا ہے، پر ہوا کیا ہے بیٹی"

گامے نے ناک پر عینک درست کرتے ہوئے بات کی تصدیق کر دی اور ساتھ ہی اس تفتیش کا سبب پوچھا، مالا نے گامے کے سوال کا جواب دینے کے بجائے گھور کر بہادر کی طرف دیکھا

"ہاں یہ جوڑا میں ہی لے کر گیا تھا۔۔پر۔۔۔پر ولیمے کے روز یہ نہیں پہنا تھا میں نے"

بہادر نے بدحواسی میں مالا کی بات سے انکار کیا، وہ نفی میں گردن ہلا رہا تھا اور ساتھ ساتھ ارد گرد سب کو کچھ یوں دیکھ رہا تھا کہ آخر یہ سب ہو کیا رہا ہے۔

"میں جانتی ہوں سب سچ کیا تھا تم یہاں سب کو یہ بتاؤ تم نے رمنا آپا کو چھت سے کیوں دھکا دیا تھا؟"

مالا نے مٹھیاں بھینچے سوال کیا، سب دم بخود وہ اب مالا کی طرف دیکھ رہے تھے۔ بہادر کی تو آنکھیں پھٹ کر باہر آگ ئی تھیں اور مالا بڑی باریکی بینی سے بہادر کی تمام حرکات کو جانچ رہی تھی۔

" رمنا آپا کو چھت سے دھکا کیوں دیا تھا "

مالا نے بہادر کے سامنے کھڑے ہو کر چیختے ہوئے پھر سے وہی سوال دہرایا، جہاں بہادر نے چونک کر سر اوپر اٹھا کر مالا کی طرف دیکھا تھا وہاں باقی سب مکیں بھی دنگ کھڑے تھے کہ وہ اسطرح کیوں چیخ رہی تھی۔

"م۔۔مالا بی بی ک۔۔ کیا بات ہے، ہوا کیا ہے؟۔۔۔ "

بہادر ابھی بے ربط سے الفاظ ہی ادا کر رہا تھا کہ چوہدری حاکم آگے بڑھے اور مالا کا کندھا جھٹکتے ہوئے اپنی طرف موڑا

www.novelsclubb.com

" یہ کیا بے تکی باتیں لے کر بیٹھ گ ئی ہے ہوا کیا ہے؟ اتنے سال بعد رمنا کی موت کا ذکر کہاں سے آ گیا؟ "

چوہدری حاکم نے وہ تمام سوال مالا سے کیے تھے جو اس وقت یہاں کھڑے تمام نفوس کے ذہنوں میں گردش کر رہے تھے۔مالا نے چوہدری حاکم کے غصے کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے پھر سے بہادر کی طرف دیکھا۔

"مہ۔۔مالا بی بی یہ آپ کہہ کیا رہی ہیں میں۔۔۔میں بھلا کیوں دھکا دوں گا رمنا بی بی کو اور میں تو حویلی کے اندر "

بہادر نے اپنی بات کی وضاحت کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ مالا نے پھر سے بات کاٹی

"شادی کے دنوں میں تمہیں تھی اجازت تم گھوم رہے تھے آرام سے صحن میں اس لیے جھوٹ بولنا اب بند کردو اور بتاؤ صاف صاف سب کو تم نے میری آپا کو کیوں دھکا دیا اور اب تم کس کو مارنے والے ہو ہم میں سے جلدی بتاؤ نہیں تو تمھارا خون پی جاؤں گی میں "

www.novelsclubb.com

مالا متواتر چیخ چیخ کر سوال کر رہی تھی،چوہدری حاکم نے غصے سے نوازش اور نقیب کی طرف دیکھا جن کی شائی دغیرت ہی سو گئی تھی۔

"بی بی جی۔۔۔۔ مجھ غریب پر اتنا بڑا الزام مت لگائیں خدا قسم میں نے رمنا بی بی کو دھکا نہیں دیا تھا"

بہادر ہاتھ جوڑے کھڑا تھا، سب بد حواس، انگشت بدنداں کھڑے تھے اور وہ چیخ رہی تھی ۔نوازش اور نقیب چوہدری حاکم کی گھوری پر آگے بڑھے تھے اور پھر مالا کے دونوں بازو دبوچ لیے تھے۔

"تم نے ہی دیا ہے اللہ پاک کی جھوٹی قسم مت کھا ذلیل انسان۔۔۔۔ میری بہن کو کیوں مارا۔ا۔ا۔ا۔؟ اور اب کس کی قبر کھود رہا ہے بتا دے مجھے"

وہ چیختی ہوئی نوازش اور نقیب کے ہاتھوں سے اپنے بازو چھڑوا رہی تھی، چوہدری حاکم نے مالا کی تشویش ناک حالت دیکھ کر قدم آگے بڑھائے

www.novelsclubb.com

"بہادر تو جا یہاں سے، منیر بہادر کو لے کر جا باہر"

چوہدری حاکم نے ہاتھ کھڑا کیے رعب سے حکم صادر کیا

" نہیں۔ں۔ں یہ کہیں نہیں جائے گا۔۔۔۔ یہ بھاگ جائے گا۔۔۔۔ یہ بھاگ جائے گا۔۔۔۔ یہ خواب میں بھی بھاگ گیا تھا، ابا اس کو مت جانے دو میں سچ کہہ رہی ہوں "

چیخ کر مالا کا گلا بیٹھ رہا تھا سب لوگ اب منہ پر ہاتھ رکھے یہ عجیب و غریب تماشہ دیکھ رہے تھے، نقیب اور نوازش مالا کو گھسیٹتے ہوئے حاکم قصر کے صحن سے اٹاری میں لے آئے تھے وہ تو بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی، چوہدری حاکم نے ضبط سے کچھ یوں بوڑھی جھری دار لب بھینچے کہ ان کے جبڑے کی ہڈیاں باہر کو ابھرتی ہوئی محسوس ہوئی یں۔

" مالا۔۔۔۔۔۔چپ بلکل چپ "

چوہدری حاکم کی گرجدار آواز سے حاکم قصر کے در و دیوار کانپ اُٹھے، مالا ایک دم سے چپ ہوئی، چوہدری حاکم نے لڈن، گامے اور بہادر کو ہاتھ کے اشارے سے جانے کا کہا بہادر پیشانی پر ہاتھ پھیرتا ان کے ساتھ باہر کو بڑھ گیا، چوہدری حاکم نے رُخ مالا کی طرف موڑا

"اب بتاؤ یہ کیا معاملا ہے سارا، غزالہ ادھر آ۔۔۔۔ "

چوہدری حاکم نے رعب سے بیٹی کی جگہ ماں کی پیشی لگائی، مالا اب روتے ہوئے سر کو نفی میں ہلا رہی تھی، غزالہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوائی یاں اُڑے چہرے کے ساتھ، چوہدری حاکم کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور پھر نگاہیں جھکائے الف سے یے تک ساری داستان گوش گزار کی سب دم سادھے یہ عجیب سی کتھا سن رہے تھے جوان کے نگوڑے کانوں نے آج تک نہیں سنی تھی اور عقل چیخ چیخ کر اس داستان سے انکاری تھی۔ غزالہ اب سارا قصہ بیان کرنے کے بعد سر جھکائے مجرموں کی طرح رو پڑی تھی، چوہدری حاکم نے بغور مالا کی طرف دیکھا اور چند پل کے توقف کے بعد گہری سانس لے کر بات شروع کی

"مالا وہ خدا کی قسم کھا رہا ہے، اور وہ کوئی اب سے ہمارے گھر کا ملازم نہیں اس کے باوا ہمارے ہاں کام کرتے ہیں، اس کا باپ آج بھی ہمارے کھیتوں میں ٹریکٹر چلاتا ہے اور اس کے کپڑے پہلے بھی اکثر گھر میں دھلتے ہیں یہ قمیض بعد میں بھی یہاں آسکتی ہے"

www.novelsclubb.com

چوہدری حاکم کی آواز اٹاری کی خاموشی کو چیرتی ہوئی سب کے کانوں میں داخل ہو رہی تھی، مالا اس وقت بھی غم وغصے کی ملی جلی کیفیت میں ضبط سے کھڑی تھی۔

اور تمھارے پاس کوئی ثبوت نہیں اپنے بے بنیاد خوابوں کے علاوہ اس لیے اس سب "
" کو خواب سمجھ حقیقت میں تماشے مت لگا

چوہدری حاکم نے آخری بات ذرا اونچی آواز میں ڈپٹتے ہوئے کہا اور غزالہ کی طرف دیکھا

غزالہ ٹھنڈی لسی پی آ مالا کو۔۔اس کے پاگل دماغ کو سکون ملے جس کے ساتھ رہتی "
ہے اس کی ہی صحبت کا اثر لے بیٹھی ہے پہلے ایک پاگل کم تھا حویلی میں ایک یہ اس کی ہم
" جولی پیدا ہو گ ئی ہماری ناک کٹوانے کو

چوہدری حاکم نے تخت سے اٹھنے کے لیے ہاتھ کو آگے بڑھایا نقیب نے جلدی سے چوہدری حاکم کا ہاتھ تھاما اور پھر وہ سب آگے پیچھے حویلی سے باہر چلے گ ئے تھے جب کے تلملاتی مالا اب بھی آنکھوں کو سکوڑے کھڑی تھی جسے غزالہ زبردستی اب کمرے کی طرف گھسیٹ رہی تھی۔اور پوری اٹاری میں چہ موگیاں ہونے لگی تھیں۔

****

حویلی کے پچھلے دروازے سے چار زنانہ قدم باہر نکلے تھے،اور اب تیز تیز مٹی سے لدی کچی سڑک پر چل رہے تھے، جیسے جیسے وہ قدم بڑھا رہی تھیں مٹی اُڑ اُڑ کر ان کے پاؤں پر

پڑ رہی تھی، عصر کی اذان چاروں طرف گونج رہی تھی، چکی کی کُو۔۔ کُو نے اس خونی سی شام کو اور سحر انگیز بنا رکھا تھا۔ دور اگر سڑک پر سیدھا دیکھو تو سورج نارنجی اور پیلی ملی جلی روشنی سے آسمان کو رنگ رہا تھا۔

سارے گھر والوں کے پر سکون ہوتے ہی وہ سکینہ کو لے کر چوری چھپے گھر سے باہر آ گئی تھی اور اب وہ بہادر کے گھر کی طرف رواں دواں تھیں۔ بہادر عصر کے بعد اپنے گھر چلا جاتا تھا اور مالا کو معلوم تھا یہاں رات ہوئی وہاں بہادر اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا

۔

مالا نے سیاہ چادر کے ایک کونے کو موڑ کر اپنے لبوں میں دبا رکھا تھا اور ایک طرف سے چادر کو پکڑ کر سر پر ٹکا رہا تھا، سکینہ حواس باختہ سی اپنی چُنی سر پر سنبھالتی قدم سے قدم ملائے اس کے ساتھ چلنے کی کوشش میں نہال ہو رہی تھی۔

"مالا میری بات سن۔۔۔ تو نے اُدھر صبح سب کے سامنے اُس بٹن کا ذکر کیوں نہیں کیا "

" یہ ثبوت تھا تو تیرے پاس بول۔۔۔ بتا یا کیوں نہیں چوہدری جی کو

سکینہ نے حیرت اور تشویش سے سوال کیا، مالا نے چادر سنبھالے اس کی طرف دیکھا، نیلی آنکھوں پر خون سوار تھا جسے دیکھ کر سکینہ گھبرا گئی اور دل میں ہی خود کو کوسا کیوں اس کے ساتھ حویلی سے چل پڑی اللہ جانے کیا ہو۔۔

"میں نے جان بوجھ کر نہیں بتایا اسے، میں اس کے چہرے پر خوف دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ خوف کھاتا ہے کہ نہیں کہ یہ سب مجھے کیسے پتا چلا، اگر بٹن کا بتاتی پہلے تو اماں اور سب کی طرح وہ بھی میرے اندازے سمجھ کر شیر ہو جاتا، اب جلدی قدم اُٹھاوہ گھر سے بھاگ نا جائے"

مالا نے جوش سے اسے حکم صادر کیا وہ تیز تیز قدم اُٹھاتی کنویں کے پاس سے گزر رہی تھیں جہاں بہت سی عورتیں مجمع لگائے پانی کے گھڑے بھر رہی تھیں۔ سکینہ کے چہرے پر اب گھبراہٹ واضح تھی۔

www.novelsclubb.com

بہادر کے گھر کے سامنے جاتے ہی مالا نے ایک لمحے کے توقف کیے بنا لکڑی کا دروازہ دھاڑ دھاڑ کی آواز سے بجا ڈالا، اور کچھ دیر میں دروازے کے دونوں پٹ کھول کر سامنے بہادر

ہی کھڑا تھا اور مالا کے کہنے کے عین مطابق مالا کو یہاں دیکھ کر اس کے چھکے چھوٹ گئے تھے۔ چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔

" مالا۔۔۔ بی۔۔ بی یہاں۔۔۔ کہ۔۔ کہ۔ کیا ہوا؟ "

وہ حواس باختہ ٹوٹے پھوٹے ٹکڑوں میں بٹے لفظ ادا کر رہا تھا، مالا نے نگاہ اُٹھائے اس کے پیچھے دیکھا، اس کے بکل پیچھے کچے صحن میں ایک چارپائی پر بیٹھی بوڑھی عورت اور ایک جوان عورت حیرت سے دروازے کی ہی طرف تاک رہی تھیں یقیناً ایک اس کی ماں اور دوسری بیوی تھی۔

" بتاتی ہوں تمہیں۔۔ ہٹو ذرا "

مالا نے اسے سامنے سے ہٹنے کا اشارہ کیا

" مالا بی بی دیکھو یہ بات غلط ہے میں حویلی میں سارا معاملہ نمٹنا کر آیا ہوں آپ ادھر کیوں آئی ہیں "

بہادر نے بوکھلاہٹ میں دروازے سے ہٹے بنا جواب دیا

www.novelsclubb.com

"تم بھی جانتے ہو میں کیوں آئی ہوں کیونکہ اگر میں یہاں نا پہنچتی تو تم آج رات کو ہی
بھاگ جاتے اب ہٹو پیچھے"

مالا نے اب تقریباً اسے دھکا دیا تھا وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہوا مالا اب تیز تیز چلتی صحن کے وسط
میں چارپائی کے پاس آ چکی تھی

"مالا بی بی یہ کیا کر رہی ہو یہ غلط کر رہی ہو میں کہہ رہا ہوں میں چوہدری جی کو بتا دوں گا
سب"

بہادر گڑ بڑا گیا تھا اور تیز تیز قدم چلتا قریب آیا اور وہ اب بہادر کی ماں کے سر پر کھڑی تھی
۔

"آؤ یہاں۔۔۔اپنی ماں کی سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤ کہ تم نے ولیمے پر وہ قمیض
نہیں پہنی تھی"

www.novelsclubb.com

مالا نے دانت پیستے ہوئے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کیا، سکینہ جو ابھی تک دروازے کا کواڑ
تھامے کھڑی تھی گھبرا کے وہاں سے واپس پلٹی۔

****

بہادر نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا تھا، سامنے کھڑی یہ لڑکی جس کے سر پر خون سوار تھا اسے کسی بھی صورت بخشنے کو تیار نہیں تھی۔

" مالا بی بی میں اپنی اماں کے سر کی قسم کیوں کھاؤں میں بتا چکا ہوں کہ میں نے نہیں پہنی تھی قمیض تو بس نہیں پہنی تھی "

بہادر نے جھنجھلاہٹ اور غصے میں سر گھماتے ہوئے قسم کھانے سے انکار کیا، چارپائی پر بیٹھی جوان عورت ایک جھٹکے سے چارپائی سے اُٹھ کر کھڑی ہو چکی تھی اور اب دیدے پھاڑ پھاڑ کر بہادر کو دیکھ رہی تھی۔

" ہاں تو اگر سچ بول ہی رہے ہو تو کھاؤ اپنی اماں کی قسم، خدا کی بھی تو کھا گئے تھے، ماں کو کھونے کا اتنا ڈر ہے اور وہ جو ستر ماؤں سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے اس کا کوئی ڈر نہیں "

www.novelsclubb.com

مالا چیخ رہی تھی اور بہادر کی کنپٹی کی رگیں پھولنے لگی تھیں، وہ پھوں پھوں کرتا قدم صحن میں بنے کچے کمرے کی طرف بڑھا چکا تھا، مالا پاگلوں کی طرح اس کے پیچھے بھاگی

" رُکو۔۔۔رُکو اب کہاں جاتے ہو ذلیل انسان۔۔۔۔اب قسم کھاتا کیوں نہیں "

بہادر نے دھاڑ سے کمرے کا دروازہ بند کیا اور چٹخنی لگائی، مالا نے زور زور سے کمرے کا دروازہ پیٹ ڈالا

" کھولو دروازہ۔۔۔۔ دروازہ کھولو میں کہتی ہوں، نکلو باہر "

وہ پاگلوں کی طرح دروازہ پیٹ رہی تھی جب اچانک پیچھے سے تقی کی آواز سنائی دی اور ہاتھ دروازے پر ہی تھم گ ئے

" مالا۔۔۔۔۔۔ "

تقی دروازے سے تقریباً بھاگتا ہوا اب مالا کی طرف آ رہا تھا اس کی سانس پھولی ہوئی تھی اور اس کے پیچھے سکینہ بھی پھولی سانسوں کے ساتھ دروازے سے اندر داخل ہوئی، وہ تقی کے کلینک سے تقی کو بلا لائی تھی بہادر کے گھر سے کچھ دوری پر ہی تقی کا کلینک تھا وہ ابھی شہر سے لوٹ کر کلینک پہنچا ہی تھا جب سکینہ بدحواس سے کلینک پہنچی اور راستے میں وہ اسے آج کی ساری کہانی سنا چکی تھی۔ مالا بوکھلا کر تقی کی طرف بڑھی۔

تقی۔۔۔ وہ بہادر تھا۔۔۔ وہ بہادر ہی تھا۔۔۔ اس کو باہر نکالو، اس سے پوچھو "

" سب کیوں دھکا دیا تھا آپا کو اور اب کون ہے جس کی قبر کھود رہا ہے یہ

مالا کانپتی سی تقی کا گریبان تھامے ہوئی تھی، تقی نے گھور کر دروازے کی طرف دیکھا اور پھر لب بھینچے جیسے ہی دروازے کے پاس گیا بہادر پہلے دروازہ کھول چکا تھا اور اب سر جھکائے کھڑا تھا

بہادر نے کانپتے سے ہاتھ تقی کے آگے جوڑے تھے، تقی کو لگا سر پر کوئی آسمان آ گرا ہوا بے ساختہ اس نے اپنا ماتھا تھام لیا تھا اور پھر ایک جھٹکے سے آگے بڑھ کر بہادر کا گریبان دبوچ لیا

" تو نے دھکا کیوں دیا۔۔ا۔ا۔اا۔اکیوں کیا۔۔۔۔ا۔ا۔ا۔ "

تقی تو ہوش کھو بیٹھا تھا، دل پھٹنے کی حد تک آگیا تھا دل کیا وہ پل واپس آجائیں وہ رمنا کا ہاتھ تھام کر کھینچ کر چھت پر جانے سے روک دے اور کہے بتاؤ کیا بات ہے۔مالا اب منہ پر ہاتھ رکھے زور زور سے رو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

تقی بہادر کے منہ پر گھونسے جڑ رہا تھا اور وہ آرام سے مار کھا رہا تھا، اس کے ناک سے خون بہہ نکلا تھا پر اس کی نگاہ جھکی ہی تھی تقی مسلسل اس سے کیوں؟ کیوں؟ پوچھ رہا تھا پر وہاں وہ چپ سادھے کھڑا تھا۔

" تونے میرے اعتبار کا یہ صلہ دیا۔۔۔ "

تقی نے اس کا گریبان دبوچ کر اسے اوپر اُٹھایا تھا پھر جھٹکے سے نیچے کیا

" بتا اب اور کس کو مارنا ہے تونے بتا کس کو مارنا چاہتا ہے رمنا کے ساتھ کیوں کیا ایسا بتا کیوں دھکا دیا "

تقی پاگل ہو گیا تھا۔۔۔ وہ بے حال سا اسے مارے جا رہا تھا اور سوال پر سوال کر رہا تھا بہادر ادھ موا ہو گیا تھا، پھر اس کی کانپتی سی آواز گونجی

" تقی میں نے رمنا بی بی کو دھکا نہیں دیا تھا، میں تو ان کو بچانے کی کوشش کر رہا تھا، دھکا کسی اور نے دیا تھا "

وہ کرب سے لب بھینچے بول اُٹھا تھا، تقی کا ہاتھ ایک دم سے تھم گیا

www.novelsclubb.com

" کون۔۔۔ کس نے دیا۔۔۔ کس نے دھکا دیا تھا "

مالا نے گڑبڑا کر آگے ہوتے ہوئے سوال کیا، چند لمحے کی ہولناک خاموشی کے بعد بہادر کی آواز گونجی

"منہا۔۔۔۔۔۔۔ "

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 27

بہادر کے منہ سے جو نام نکلا تھا وہ سامنے کھڑے دونوں نفوس کو مجسم بنا دینے کے لیے کافی تھا۔۔۔ عقل دنگ تھی تو زبان گنگ۔ بہادر تقی کے بلکل سامنے زمین پر بیٹھا تھا، دو قدم کی دوری پر مالا آنکھیں پوری کھلے کھڑی بہادر کی طرف دیکھ رہی تھی، تقی نے بھنویں بے یقینی سے سکیڑیں، جبڑے ضبط اور غصے کی پیش نظر باہر کو ابھرے

"کہ۔۔ کک۔۔ کس کا نام لیا ابھی تم نے پھر سے۔۔۔ پھر سے لو؟ "

www.novelsclubb.com

تقی کی زبان لڑکھڑا گئی تھی، ایسا ہی کچھ حال ساتھ کھڑی مالا کا تھا جس کی بے یقنی اور حیرت نے اس کی چہرے کو زرد کر دیا تھا دور صحن میں کھڑی خواتین میں سے سکینہ کا ہاتھ منہ پر تھا تو باقی دونوں بھی متحوش حالت میں کھڑی تھیں۔

"ہاں۔۔۔ منہا بی بی نے دھکا دیا تھا ر منا بی بی کو "

بہادر نے نگاہیں جھکا دیں تھیں اور اب اس کی جھکی نگاہیں بھی وہ چرا رہا تھا، سر کو زمین پر جھکائے وہ دھیرے سے تاسف میں دائیں بائیں جنبش دیتا ہوا ماتم کی سی کیفیت میں لگ رہا تھا، مالا اچانک پلکیں جھپکاتی آگے بڑھی

"تقی یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ جھوٹ بول رہا ہے، بکواس کر رہا ہے۔۔ منہا آپا ایسا کیوں کرے گی جھوٹ بول رہا ہے یہ، اس کو مارو تقی، اسے زندہ نا چھوڑنا"

مالا نے چیخ کر تقی کے کندھے کو ہلایا، وہ پاگلوں کی طرح حیرت میں ڈوبے کھڑے تقی کو ہلاتے ہوئے مسلسل بول رہی تھی، بہادر نے فوراً گڑبڑا کر چہرہ اوپر اُٹھایا

"نہیں۔۔۔ مالا بی بی۔۔۔ میں۔۔۔"

بات کو ادھورا چھوڑ کر بہادر ایک جھٹکے سے آگے بڑھا تھا اور پھر صحن کے وسط میں موجود چارپائی پر بیٹھی اپنی ماں کے سر پر جا کھڑا ہوا، کانپتا سا ہاتھ اُٹھا کر اپنی ماں کے سفید چادر سے ڈھکے سر پر رکھ دیا۔

"مالا بی بی۔۔۔میں سچ کہہ رہا ہوں، یہ جوڑا میں نے ہی پہنا تھا اور یہ جیب بھی رمنا بی بی ہی نہیں پھاڑی تھی، پر اس دن چھت پر رمنا بی بی کو دھکا میں نے نہیں منہا بی بی نے دیا تھا میں نے تو لپک کر ان کو بچانے کی کوشش کی تھی جس میں ناکام رہا میرا یقین کرو"

بہادر جز بز سا رقت آمیز لہجے میں کبھی تقی اور کبھی مالا کی طرف دیکھتے ہوئے سچ اُگل رہا تھا جو اس وقت ورطہ حیرت میں مبتلا تھے۔

سورج غروب ہو گیا تھا اور اندھیرا کچے صحن، کچی مٹی کی دیواروں اور یہاں مجسم کھڑے نفوس کو اپنے لپیٹ میں لے رہا تھا، اندھیرا صرف در و دیوار میں نہیں پھیل رہا تھا بلکہ یہاں کھڑے تمام نفوس کے دل بھی اس اندھیرے کی لپیٹ کے باعث سیاہ ہو رہے تھے اور چہرے پر دھواں بھر رہا تھا، چندپل کی ہولناک خاموشی کے بعد بہادر تقی کی طرف بڑھا تھا، من من بھاری ہوتے قدم اُٹھاتا وہ حیران سے کھڑے تقی کے بلکل سامنے آن کھڑا ہوا۔

"تقی بھائی آپ پہلے میری پوری بات سن لیں، اس کے بعد آپ مجھے جو سزا دیں گے مجھے قبول ہو گی"

www.novelsclubb.com

بہادر بول رہا تھا لیکن تقی تو زندہ لاش کی طرح بے یقینی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔مالا نے نگاہیں بہادر کے چہرے پر مرکوز کیں جہاں گیارہ سال کی تھکاوٹ صاف واضح تھی،وہ مجرم نہ ہو کر بھی مجرم کی طرح کیوں کھڑا تھا،دلوں کی رکی دھڑکنوں میں ارتعاش بہادر کی آواز سے پیدا ہوا تھا۔

"تقی بھائی پہلے سب ٹھیک چل رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔جب رمنا بی بی بھی سکول جاتی تھی، میں رمنا اور منہا بی بی کو ان کے سکول سے لیتا،پھر فرہاد باؤ کو ان کے سکول سے اٹھاتا اور حویلی چھوڑ دیتا "

بہادر بہت آہستگی سے بات کی تمہید باندھ چکا تھا اور اس کے سامنے تقی اور مالا دم سادھے اسے سن رہے تھے۔

"پھر آٹھویں جماعت کے بعد رمنا بی بی کو چوہدری جی نے سکول سے اُٹھا لیا تو منہا بی بی اکیلے سکول آنے،جانے لگی "

بہادر نے سر مزید جھکایا اس کا لہجہ ندامت سے چور تھا،جسم میں ہلکی سی لغزش تھی پیشانی، گردن اور ماتھے پر پسینے کے ننھے قطرے تھے۔

****

سن 1986 جون کی چلچلاتی دھوپ، لڑکیوں کے سکول کے گیٹ کے آگے تارکول میں لپٹی گاؤں کی واحد پکی سڑک لک کی طرح تپ رہی تھی۔

سڑک پر سکول کے گیٹ کے بلکل پاس کھڑی حاکم قصر کی گاڑی بھی تپنے لگی تھی، بہادر لڑکیوں کے سکول کے باہر گاڑی لگائے منہا کے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا، منہا سکول کی چھٹی ہو جانے کے بعد بھی دس پندرہ منٹ بعد ہی دوستوں سے گپ شپ لگا کر نکلتی تھی، پہلے جب رمنا سکول جایا کرتی تھی، تو وہ منہا کو بھی گھسیٹ کر جلدی باہر لے آتی تھی لیکن اب جب سے رمنا نے سکول چھوڑا تھا بہادر کو منہا کے لیے یونہی انتظار کی سولی پر لٹکنا پڑتا تھا۔

بہادر خان کا سفید چہرہ چلچلاتی دھوپ کے باعث سرخ پڑ گیا تھا، وہ بلکل اپنے باپ پر گیا تھا، لمبا قد خوبرو چہرہ، بہت زیادہ سفید رنگت، اس کا باپ پٹھان اور ماں پنجابی تھی جس کے عشق میں گرفتار ہو کر بہادر کا باپ اکبر خان اسے بھگا کر اس گاؤں میں لے آیا تھا اور پھر یہاں چوہدری حاکم کے ہاں ملازمت کرنے لگا وہ پہلے کسی شہر کا رہائی شی تھا اور اُدھر بس

ڈرائی یور تھا، ڈرائی یو نگ تو جانتا ہی تھا اس لیے یہاں چوہدری حاکم کے کھیتوں میں ٹریکٹر چلانے لگا، وہ اور اس کی بیوی خالی ہاتھ بھاگ کر گاؤں آئے تھے اس لیے اب غربت کے باعث بہادر کو پڑھا نہیں سکے تھے، بہادر بچپن سے ہی حویلی کے برانڈوں میں چھوٹے موٹے کام کرنے لگا اور تھوڑا سا بڑا ہوا تو نیقب حاکم نے اسے گاڑی چلانا سیکھا کر حاکم قصر کا ڈرائی یور بنا دیا۔

وہ سولہ سال کا تھا تب سے ہی حاکم قصر کی گاڑی چلانے لگا۔ وہ زیادہ طر حویلی کے معمول کے کاموں کے لیے گاڑی چلاتا تھا جس میں بچوں کو سکول لے کر جانا اور واپس لانا، خواتین کو بازار لے جانا، اریب بیگم تو آئے دن بازار جاتی تھیں۔

وہ صبح منہا اور فرہاد کو سکول چھوڑ کر تقی کو شہر کالج چھوڑ کر آتا تھا، تقی کیونکہ کالج کے بعد ٹیوشن بھی لیتا تھا اس لیے وہ واپس گاؤں آجاتا تھا یہاں سے منہا اور فرہاد کو گھر چھوڑنے کے بعد وہ شام کو تقی کو پھر سے شہر سے واپس لینے جاتا تھا۔

اب بھی وہ منہا کے سکول کے سامنے کھڑا اس کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہا تھا، سارا سکول خالی ہونے والا تھا اور منہا تھی کہ نکلنے کا نام نہیں لے رہی تھی، اُسے اب منہا کا سکول کے

www.novelsclubb.com

سامنے انتظار کرنا بہت کوفت میں مبتلا کرتا تھا، منہار منا سے بہت مختلف تھی، شوخ چنچل اور باتونی اور یہی وجہ تھی وہ سکول میں چھٹی ہونے کے بعد بھی دوستوں سے باتیں کرتی رہتی تھی۔

وہ یونہی بے زار صورت بنائے تپتی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا جب منہا قہقہے لگاتی سکول کے گیٹ سے باہر نکلی، بہادر نے شکر کا کلمہ پڑھا اور جلدی سے آگے بڑھ کر گاڑی کی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔

منہا سر پر بڑی سے سیاہ چادر جماتی، بستے کو کندھے پر درست کرتی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی ،بہادر گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آچکا تھا۔

بہادر نے سر جھکائے گاڑی سٹارٹ کی اور پھر شائستگی سے منہا کو پکارا جو پیچھے بیٹھی گود میں بستہ دھر کر انگلی میں پاپڑ ڈالے اسے کڑک۔۔۔کڑک۔۔۔کی آواز کے ساتھ کھانے میں مصروف تھی۔

" منہا بی بی۔۔۔آپ بہت دیر لگاتی ہو جلدی سکول سے نکلا کرو "

بہادر نے بڑے مہزب لہجے میں منہا سے سکول جلدی باہر آنے کی درخواست کی تھی پر منہا تو اس کی اس جرائت پر ہتھے سے اُکھڑ گئی۔

"کیوں۔۔۔آپ کو کیا مسئلہ ہے انتظار کر لیا کریں"

منہا نے ناگواری سے پیشانی پر بل ڈالے اور منہ چڑانے کے انداز میں دائیں بائیں گھماتے ہوئے پھر سے پاپڑ کھانے لگی۔بہادر گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا

"منہا بی بی پر آپ بہت زیادہ دیر لگاتی ہیں پھر فرہاد میاں کو بھی لینا ہوتا ہے سکول سے وہ پھر مجھے جھاڑتے ہیں"

بہادر اسے شائستگی سے وضاحت دے رہا تھا جواب لب بھینچے بہادر کی بات برداشت کرنے کے انداز میں پچھلی سیٹ پر بیٹھی تھی،آج پہلی دفعہ اس کی یوں بہادر کے ساتھ بات ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اس لنگور کو لینا ہی کیوں ہوتا ہے گاڑی پر،اپنی سائیکل پر کیوں نہیں جاتا وہ سکول، آیا بڑا مہاراجا،اتنا پاس تو سکول ہے اس کا"

منہا نے تنک مزاجی سے فرہاد کی بات پر اور غصہ دکھایا، بہادر نے لب بھینچے اور دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا، منہا غصے سے تھوڑا سا آگے کھسکی اور سیٹ پر کہنی ٹکائے گھور کر بہادر کو دیکھا

"اور ہاں خبر دار جو آج کے بعد مجھ پر اس طرح کا حکم چلایا تو میری مرضی میں جب بھی سکول سے نکلوں، آپ کون ہوتے ہیں مجھ پر حکم چلائیں جلدی آؤ باہر"

منہا نے غصے سے ناک کے نتھنے پھلائے بہادر کو اس کی اوقات یاد دلائی، بہادر خاموشی سے گاڑی لڑکوں کے سکول کے آگے روک چکا تھا، گاڑی کو دیکھتے ہی سکول کے گیٹ کے پاس بیٹھا چوکیدار اُٹھ کر آگے آیا۔

"فرہاد تو چلا گیا ہے حویلی"

چوکیدار نے ہاتھ لمبا کرتے ہوئے بہادر کو فرہاد کے جانے کی خبر دی، بہادر نے تاسف سے گردن ہلائی، وہ آج بھی انتظار کر کے چلا گیا تھا۔ بہادر نے پہلی دفعہ منہا کو اس کی غلطی باور کروانے کی غرض سے گاڑی کے شیشے کی اوٹ سے پیچھے دیکھا وہ پہلے ہی اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

بہادر کے یوں دیکھنے پر اس نے بڑی ادا سے کندھے اچکا دیے اسے تو فرہاد سے ویسے بھی بہت چڑ تھی تو کیا ہوا اگر انتظار کر کے چلا گیا تھا تو۔۔۔بہادر اب حویلی کے رستے پر گاڑی موڑ چکا تھا۔

****

چھت پر لگے پنکھے کی گھوں گھوں منہا کے دماغ میں ہتھوڑے کی طرح لگ رہی تھی، یہ بلقیس اور نقیب حاکم کا کمرہ تھا جہاں ایک طرف دیوار کے ساتھ لگی کرسیوں کے بلکل سامنے منہا سر جھکائے مجرموں کی طرح کھڑی تھی اور سامنے کرسی پر نقیب حاکم غصے سے سرخ چہرہ لیے بیٹھے تھے۔

" تمہیں شرم نہیں آتی اگر وہ بیچارا گھر کا ڈرائیور ہے تو کیا وہ انسان نہیں، کتنی دھوپ ہوتی ہے جہاں وہ باہر کھڑا تمھارا انتظار کر رہا ہوتا ہے اور تم ہو کہ نکلتی ہی نہیں سکول سے "

نقیب حاکم رعب دار آواز میں اسے جھڑک رہے تھے اور وہ تھی کہ اس بات پر اندر سے اُبل رہی تھی، بہادر کی اتنی جرأت اس نے ابا کو اس کی شکایت لگادی تھی کہ وہ سکول سے دیر سے نکلتی ہے۔

"خبردار اب اگر دیر سے نکلی تو سکول سے، اب جاؤ یہاں سے۔۔۔ایک تو یہ تقی کی ضد بھی عجیب ہے نہیں تو جب ابا جی نے رمنا کو گھر بیٹھایا تھا میں تمہیں بھی ساتھ ہی بیٹھا لیتا تو اچھا ہوتا"

نقیب حاکم نے غصے سے ڈپتے ہوئے اسے جانے کے لیے کہا تو منہا جھر جھری لے کر تیز تیز قدم اُٹھاتی کمرے سے باہر نکل آئی۔ نقیب حاکم کی وہ لاڈلی تھی پر جس دن وہ کبھی یوں اسے ڈانٹ دیں تو بس اس کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لیتے تھے اور آج تو ساتھ میں بہادر پر غصہ بھی تھا۔

www.novelsclubb.com

اتنی ذلت پر تو ایک دم سے گرم سیال گالوں پر بہہ نکلا تھا، وہ نا صرف نقیب کی لاڈلی تھی بلکہ فرزانہ، تقی، فرہاد اور رمناسب سے چھوٹی تھی اس کے بعد نقی اور مالا بہت دیر بعد اس دنیا میں آئے تھے اس نے کافی عرصہ سب سے لاڈ اُٹھاوائے تھے۔ پھر اس کے بعد پیدا ہونے

والی مالا تو ایسی آفت کی پرکالا ثابت ہوئی تھی کہ تقی کے علاوہ کوئی بھی اسے پیار نہیں کرتا تھا۔

رمنا تو اسے اپنی چھوٹی بہن مالا سے بھی زیادہ چاہتی تھی دونوں میں عمروں کا لے دے کر بس دو سال کا فرق تھا اس لیے رمنا کی اس سے بہت دوستی تھی۔

منہا گالوں پر لڑھکتے آنسو صاف کرتی اب اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی جب اٹاری کے ستون سے ٹیک لگائے بیٹھی رمنا نے اس کو دیکھا اور پھر جلدی سے پریشان صورت بنائے اس کے ساتھ قدم ملاتی اس کے کمرے میں آ چکی تھی۔

" ارے منہا۔۔۔ کیا ہوا رو کیوں رہی ہو؟ "

رمنا نے پریشان سے لہجے میں اس کے رونے کا سبب پوچھا، وہ ایسی ہی تھی بات بات پر پریشان ہو جانے والی سب کا خیال رکھنے والی۔

www.novelsclubb.com

" رمنا۔۔۔ میرا دل کر رہا ہے اس بہادر کے بچے کا گلا دبا دوں میں بد تمیز کہیں کا "

منہا نے غصے سے ماتھے میں بل ڈالے روندھائی آواز میں کہا رمنا نے پیشانی پر نا سمجھی کے شکن ڈالے اسے دیکھا

"ہیں۔۔۔کیا ہوا بہادر نے کیا۔۔کیا؟ "

رمنا کی چہرے پر اب حیرت کے ساتھ ساتھ پریشانی بھی تھی، منہا نے لب بھینچے چہرہ اوپر اُٹھایا

اس نے ابا کو میری شکایت لگادی کہ میں چھٹی کے وقت دیر سے سکول سے نکلتی "

"ہوں ابا نے مجھے اتنا ڈانٹا مت پوچھو

منہا اب روہانسے لہجے میں اسے ساری بات سے آگاہ کررہی تھی،اور وہ معصوم سی صورت پر پوری آنکھیں کھولے منہا کو دیکھ رہی تھی۔

"ہا۔۔۔۔بہادر ایسا لگتا تو نہیں "

رمنا نے حیرت سے آنکھیں پھیلائیں

www.novelsclubb.com

نہیں۔۔۔جی اب وہ نہیں رہا بہادر، بھائی کے ساتھ شہر جاتا ہے تو پتا نہیں خود کو "

"سمجھنے کیا لگا ہے، کل پتا ہے کتنی بدتمیزی کی اس نے میرے ساتھ

منہا نے آنسو صاف کیے رمنا کی طرف دیکھا رمنا اب پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھی

" مجھے کہتا۔۔۔ منہا بی بی جلدی سکول سے نکلا کرو بہت دیر لگاتی ہو "

منہانے برا سا منہ بناتے ہوئے بہادر کی نقل اتاری، رمنا نے نظریں چرائی یں۔

منہا۔۔۔ تو۔۔۔ یہ بات اتنی غلط بھی تو نہیں کہی نا اس نے، تم جلدی نکل آیا کرو، "

" مجھے پتا ہے تم ہمیشہ کی طرح حمیرا کے ساتھ کانا باتی میں جُت جاتی ہو گی

رمنا نے خفگی سے منہا کو گھورتے ہوئے اس کی غلطی باور کروائی تھی، رمنا جب سکول جاتی تھی تو چھٹی کے وقت زبردستی اسے گھسیٹتے ہوئے اپنے ساتھ باہر لے آتی تھی۔

" چل۔۔۔ تیری ایک کمی تھی تو بھی مجھے ہی غلط کہہ لے "

منہانے دکھ بھرے لہجے میں خفگی کا اظہار کیا، تو رمنا آہستگی سے مسکرا دی

جھلی۔۔۔ سمجھا رہی ہوں تمہیں، اگر تم اس وقت ہی اس کی بات پر عمل کر لیتی اور "

www.novelsclubb.com

" جلدی آنے کا کہہ دیتی تو وہ یوں شکایت نا لگاتا تایا جی کو

رمنا نے بڑے رسان سے سے اسے سمجھایا تھا

" تم دیکھنا میں اسے صبح اچھی سناؤں گی، سمجھتا کیا ہے خود کو "

منہا نے دانت پیستے ہوئے اپنے ارادوں سے آگاہ کیا

" منہا غلط بات۔۔۔ خبردار بات کی اس سے تو بس بات کو ختم کرو، کیوں طول دو گی "

رمنا نے پیشانی پر بل ڈالے اسے سمجھایا پھر اس کے پھولے گال کو کھینچتے ہوئے گلے لگایا۔ پر منہا کے اندر جو آگ جل رہی تھی وہ کہاں بجھنے کو تھی۔ وہ دانت پیسے سامنے دیوار کو گھور رہی تھی

****

منہا آج پورے وقت پر پھوں پھوں کرتی سکول سے باہر نکلی تھی، بہادر نے اسے حیرت سے دیکھا اور جلدی سے آگے بڑھ کر گاڑی کا دروازہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

گاڑی میں بیٹھتے ہی منہا نے گاڑی کا دروازہ پوری قوت سے مارا تھا، بہادر اب گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ رہا تھا۔ بہادر جیسے ہی گاڑی میں بیٹھا منہا غصے سے کھسک کر سامنے والی دونوں نشستوں کے درمیان میں آئی۔

" تم سمجھتے کیا ہو خود کو؟ "

منہا نے غراتے ہوئے سوال کیا، بہادر کا گاڑی کی چابی کو گھومانے کے لیے بڑھا ہاتھ وہیں تھم گیا، نا سمجھی میں سامنے دیکھا وہ کبھی بھی بلاوجہ حویلی کی خواتین کو نہیں دیکھتا تھا۔

" جی۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ بی بی جی؟ "

اور اب بھی بہادر نے بنا پیچھے دیکھے بھنویں سکیڑ کر اس کے یوں کہنے کی وجہ طلب کی

" تم نے ابا کو میری شکایت لگادی، ابا نے مجھے اتنا ڈانٹا، تمہیں ذرا شرم نہیں آئی، آخر کو میں کتنا دیر سے نکلتی تھی بس پانچ منٹ، تو کیا اس میں تم جل کر مر جاتے "

منہا غصے میں اس پر برس پڑی تھی اور وہ حواس باختہ اب سامنے لگے بیک مرر میں اسے دیکھ رہا تھا۔

" منہا۔۔۔ بی بی ایک منٹ۔۔۔ ایک منٹ "

www.novelsclubb.com

منہا کی زبان کو بریک نا لگتی دیکھ کر بہادر نے گڑ بڑاتے ہوئے اسے روکا تھا

" بی بی میں نے تو صاب کو ایسا کچھ نہیں بتایا "

بہادر نے انگلی ہوا میں معلق کیے اپنی بات وثوق سے کہی پر منہا کا تو غصہ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا

"جھوٹ بولتے ہو تم، تم نے ہی بتائی ہے ابا کو، اتنا ڈانٹا ابا نے زندگی میں پہلی دفعہ مجھے"

منہا درشت لہجے میں گویا ہوئی وہ آج اتنے غصے میں تھی کہ بہادر کو آپ کے بجائے تم تم کہہ کر مخاطب کر رہی تھی، بہادر نے منہا کی بات پر لب بھینچے اور سنجیدگی سے گاڑی سٹارٹ کی، اور پھر بنا پیچھے دیکھے گردن کو تھوڑا سا خم دیا

"آپ کو میری بات پر یقین کرنا ہے کرو نہیں کرنا نا کرو، میں جھوٹ کبھی نہیں بولتا، میں نے کسی کو کوئی شکایت نہیں لگائی"

پہلی دفعہ منہا نے بہادر کو یوں اکڑ کر بات کرتے ہو سنا تھا اور بہادر کی یہ اکڑ اس کی برداشت سے باہر ہو گئی تھی دل میں کچھ سوچتے ہوئے وہ پیچھے ہوئی اور گاڑی کی نشست کی پشت سے ٹیک لگا دی

****

چراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 28

سورج کی تیز تپش اور جسم کو جلاتی گرم ہوا جلد پر تپتے تھپیڑوں کی مانند لگ رہی تھی، سفیدے کے لمبے درخت گرم ہوا کے جھکڑ چلنے سے ہولے ہولے دائیں بائیں جھولتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرا رہے تھے۔

لڑکیوں کے سرکاری سکول کی اس عمارت میں جگہ جگہ لگے سفیدے کے درختوں کے نیچے رکھے لکڑی کے بنچ، درختوں کی بخشتی ہلکی چھاؤں کے باعث اتنے گرم نہیں تھے، منہا سپاٹ چہرہ لیے بینچ پر بیٹھی تھی، سانولے رنگ کی پرکشش نقش رکھنے والی یہ لڑکی پہلی دفعہ اپنے اندر موجود ضد سے اس بری طرح آشنا ہوئی تھی۔

بچپن سے ہی فرہاد سے تو چڑ تھی ہی کیونکہ فرہاد کو چھوڑ کر سب اس سے لاڈ کرتے تھے لیکن فرہاد کی سب کے ہاتھوں ہو جانے والی درگت اسے اندر سے سرشار کر دیتی تھی اور ضد کو تھپکی مل جاتی تھی پر بہادر کے معاملے میں سب کچھ الٹ تھا بہادر گھر کا ملازم تھا

جس کا ذکر وہ کھل کر کسی سے کر بھی نہیں سکتی تھی اور جتنے لوگوں سے کیا بھی تھا سب نے بہادر کو ہی درست قرار دے دیا تھا اور اب بنچ پر اسی ضد کے طوفان میں بیٹھی وہ پیچ و تاب کھا رہی تھی۔

اس کے برابر میں بیٹھی حمیرا نے کن اکھیوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے، کتاب بستے میں رکھی اور گردن گھما کر گہری سانس باہر انڈیلتی اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

" چل اب بس کر بیس منٹ ہونے کو آئے ہیں، اب تو اُٹھ جا، اگر اس نے شکایت لگا بھی دی تھی تو کچھ غلط نہیں کیا، تو واقعی ہی بہت ضدی ہو رہی ہے، اس چھوٹی سی بات کو لے کر "

حمیرا نے سنجیدگی سے اسے وہی بات سمجھائی جو وہ صبح سے اسے بیسوں بار، اور رمنا تین دن سے بار بار سمجھا چکی تھی، وہ تین دن سے دوبارہ دیر سے سکول سے باہر نکلنے لگی تھی، ذہن غصے اور ذلت جیسے احساس میں جکڑا گیا تھا اور وہ بلاوجہ ہی بہادر سے ضد لگا بیٹھی تھی بس جتنی عمر تھی دماغ کی سوچ اس سے آگے نہیں بڑھی تھی، عمر کا یہ دور ایسا ہی ہوتا ہے جب تمام محسوسات کا درجہ بہت اونچائی رکھتا ہے یہ انسان کی عمر کا بہت نازک دور ہوتا

ہے لڑکپن سے نکل کر جوانی میں قدم رکھنے کا دور اور وہ اسی دور میں قدم رکھ چکی تھی جہاں لڑکپن کی بہت سی عادات اب جوانی کے جذبوں سے ملاپ کرتے ہوئے اس کی شخصیت کو پروان چڑھا رہی تھیں۔

ہاں ہم جب بھی بچپن سے لڑکپن میں قدم رکھتے ہیں یا لڑکپن سے جوانی میں تو عمر کے پچھلے درجے کی عادات اگلے درجے کے جذبوں کے ساتھ ملاپ کر کے ہماری شخصیت بناتی ہیں۔اور وہ بچپن سے لڑکپن اور اب لڑکپن سے جوانی میں اپنی ضد کی عادت کو اپنے جذبوں کے ساتھ لپیٹتی اپنی شخصیت کا خاصہ بناتے ہوئے پروان چڑھ رہی تھی، جبکہ رمنا اس کے برعکس اپنی عمر سے زیادہ عقل مند تھی۔

حمیرا کی بات پر اسے بھی احساس ہوا کہ آج تو واقعی اس نے دیر کر دی، سر جھکائے اُٹھی اور چادر سر پر درست کرتے، گیٹ کی طرف حمیرا کے ساتھ قدم بڑھا دیے، باہر آئی تو گیٹ پر نا تو بہادر تھا اور نہ ہی کوئی گاڑی تھی۔

حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔وہ کیا اتنی اکڑ میں آگیا کہ اس کے دیر سے نکلنے پر آج واپس ہی چلا گیا۔

پیشانی پر اس اچانک وارد ہونے والی افتاد پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے، حویلی جانے کا راستہ اتنی گرمی میں وہ اکیلی ہر گز طے نہیں کر سکتی تھی۔

ایک غصہ تھا دوسرا اب بہادر کی اس اکڑ پر رونا آرہا تھا، حمیرا نے بھی اس کی پریشان صورت دیکھی اور اپنے گھر کی طرف بڑھتے قدم روک کر اس کے قریب آگئی۔

" پریشان نا ہو کیا پتا آج آیا ہی نا ہو "

حمیرا نے اس کی پریشانی کے پیش نظر اپنے خیال کا اظہار کیا، وہ جو دھوپ کی تپش اور غصے کی تلملاہٹ میں تپ رہی تھی آنکھوں کو اور لبوں کو ایک ساتھ سکوڑا۔

" نہیں ایسا کبھی نہیں ہوا، اگر کبھی ایسا ہو تو ابا خود دوسری گاڑی پر لینے آجاتے ہیں مجھے وہ جان بوجھ کر ایسا کر رہا ہے "

www.novelsclubb.com

منہا نے پریشان سی صورت بنائے غصے میں وضاحت دی اور لب بھینچے ایک جھٹکے سے بستے کو کندھے پر درست کیا

" اچھا اتنا پریشان نا ہو منہا، چلو میرے گھر چلتے ہیں وہاں سے پھر اماں کو کہتی ہوں تمہیں حویلی تک چھوڑ آئیں گی "

حمیرا نے اسے یوں اکیلے پریشان اور غصے میں کھڑے دیکھ کر مشورہ دیا، منہا نے جز بز کیفیت میں اس کی طرف دیکھا وہ ابھی یونہی پریشان کھڑی تھی جب سامنے پکی سڑک پر فراٹے بھرتی اور دھول اُڑاتی گاڑی پر نگاہ پڑی، گاڑی جونہی ان کے قریب آکر رکی بہادر تیزی سے گاڑی سے باہر نکلا، منہا بھی غصے میں تلملاتی برق رفتاری سے اس کی طرف بڑھی اور جیسے ہی وہ گھوم کر پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولنے کے لیے اس کے قریب آیا، منہا نے بنا سوچے سمجھے، اس کے پاس جا کر، اس کے گال پر زناٹے دار تھپڑ جڑ دیا۔

بہادر گال پر ہاتھ رکھے ہکا بکا کھڑا تھا، اسی لمحے گاڑی کی پچھلی نشستوں کی طرف کا دروازہ کھلا اور فرہاد تیزی سے باہر نکلا، وہ گاڑی کی پچھلی نشست پر بیٹھا تھا گاڑی کے پچھلی نشست کے شیشوں کے آگے پردے لگائے گئے تھے جن کے باعث منہا کو پہلے فرہاد کے پیچھے بیٹھے ہونے کی خبر ہی نہیں ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"منہا۔۔۔ پاگل ہو گئی ہو کیا؟"

منہا کی اس حرکت پر فرہاد کا منہ کھل گیا، منہا نے ایک نظر فرہاد کو دیکھا اور پھر حیرت سے بہادر کی طرف دیکھا جواب سر جھکائے کھڑا تھا

" ایک تو تم دیر سے نکلتی ہو سکول سے اس پر اگر میں نے اسے کہہ دیا کہ منہاڈھیٹ ہے تم مجھے پہلے لے لیا کرو تو تم نے اس بچارے کے تھپڑ جڑ دیا "

فرہاد نے تاسف سے ناک بھینچے اسے سنائی یں

" کوئی بچارا نہیں یہ، اس نے ابا کو بھی اس بات کی شکایت لگا دی تھی، مجھے ہو جاتی ہے کبھی دیر سکول سے نکلنے کو کیونکہ آخری جماعت ریاضی کی ہوتی ہے، پر یہ ہے کہ۔۔۔۔

اس نے میری شکایت لگا دی ابا کو "

منہا مٹھایاں بھینچے فرہاد کو اپنے غصے کی اصل وجہ بیان کر رہی تھی، فرہاد نے تاسف سے سر کو دائیں بائیں ہلایا

" وہ سب میں نے بتایا تھا ماموں کو اس نے نہیں، آئی بڑی، پاگل کہیں کی "

فرہاد نے جیسے ہی اسے حقیقت کا بتایا تھا منہا نے چونک کر بہادر کی طرف دیکھا، وہ نگاہیں جھکائے نادم کھڑا تھا، وہ جو اس دن سے غصے میں پیچ وتاب کھا رہی تھی ایک دم سے دل ڈوب گیا اور بری طرح اپنی غلطی کا احساس ہوا، وہ ایسی ہی تھی غصے میں بے قابو ہو کر

سوچے سمجھے بنا انتہائی قدم اُٹھا لیتی تھی اور پھر جب اپنی غلطی کا احساس ہوتا تو ندامت کا احساس بھی اندر ایسے کچوکے لگانے لگتا کہ وہ بے حال ہو جاتی۔

"اب بیٹھو گاڑی میں کیوں ایسے کھڑی ہو"

فرہاد نے اس کے یوں مجسم بن جانے پر اسے ٹہوکا تھا، وہ پریشان سی چور نگاہ بہادر پر ڈالتی، سر ہلاتی وہ فرہاد کے ساتھ پیچھے بیٹھ رہی تھی اور

بہادر خاموشی سے ڈرائیونگ سیٹ کی طرف جا رہا تھا۔

****

گرم موسم کی عید کے باوجود بھی گاؤں کی گہما گہمی دیدنی تھی، گاؤں کے چوک میں کتنے ہی ٹھیلے والوں کی تو خوشی کا کوئی سماں نا تھا رنگے برنگے کپڑوں میں ملبوس بچے صبح سے ہی گھروں سے باہر نکل آئے تھے۔ مسجد کے گنبد سے وقفے وقفے کے بعد لوگوں کی طرف سے آنے والے ہدیے کے لیے اعلان ہو رہے تھے، گاؤں کے لوگ رمضان میں مولوی صاحب کی خدمات کے پیش نظر عید پر مسجد کو ہدیہ دیتے تھے اور مولوی ان کا نام مسجد کے سپیکر میں بول کر شکریہ ادا کر رہا تھا۔

حاکم قصر میں عید الفطر کا اہتمام ہی نرالہ تھا، پورا خاندان حویلی میں جمع تھا اور افرا تفری کے سماں میں قہقے اور بچوں کی نو گرانی پوری حویلی میں گونج رہی تھی۔

مرد حضرات سارے عید کی نماز کے لیے گ ئے ہوئے تھے جہاں عید کی نماز کے بعد کتنی دیر تک باہر برانڈوں میں بیٹھک ہوتی تھی جہاں گاؤں کے تمام لوگ چوہدی حاکم سے عید ملنے آتے تھے اور پھر دوپہر کے کھانے سے پہلے تمام مرد حویلی کے اندر آتے تھے۔

جہاں آج چھوٹے سے لے کر بڑے تمام افراد کے چہرے عید کے پر مسرت موقع پر کھل رہے تھے وہاں ایک منہا کا چہرہ تھا جو اترا ہوا تھا ایک مہینے پہلے کے واقع کے بعد اب ذہن پر ضد کے بعد پچھتاوا سوار تھا، اس دن کے بعد سے سکول سے رمضان اور گرمی کے باعث چھٹیاں ہو گ ئی تھیں اور وہ اس سارے عرصے کے دوران بہادر کے گال پر مارے گ ئے تھپڑ اور اس کے چہرے کو ذہن سے نہیں نکال پائی تھی جب رات کو سونے کے لیے لیٹتی تھی وہی منظر آنکھوں کے آگے گھوم جاتا، بہادر کو گھر میں آنے کی

www.novelsclubb.com

بلکل اجازت نہیں تھی اس لیے وہ اس پورے مہینے میں بمشکل اسے دو یا تین دفعہ سر سری سا نظر آیا تھا۔

رنگا رنگ پکوان کی اشتہا انگیز خوشبو حویلی کے ہر کونے سے اُٹھ کر بھوک کو بڑھا رہی تھی، سویاں، کھیر جن پر سونے اور چاندی کے اوراق کی سجاوٹ کی گ ئی تھی باورچی خانے کے ایک طرف بڑی بڑی مٹی کی بنی پرات میں ڈال کر برف کے پیتلوں میں رکھے گ ئی تھیں اور اب حویلی کے اندر اور باہر برانڈوں میں عید ملنے آنے والوں کے آگے پیش ہو رہی تھیں۔

تمام مرد عید کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد سب سے عید ملتے ملاتے اب حویلی پہنچے تھے اور ساتھ ہی پورے حاکم قصر میں عید مبارک، عید مبارک، کی صدائی یں گونجنے لگی تھیں۔ سارے چھوٹے بچوں کو فجر کی نماز کے فوراً بعد ہی نہلا دھلا کرن ئے جوڑے زیب تن کروا دیے گ ئے تھے اور اب وہ مرد حضرات کے آنے کے انتظار میں تھے جیسے ہی گھر میں بڑے قدم رکھتے تھے ان سے عید مانگنے کا دور شروع ہو جاتا تھا۔

www.novelsclubb.com

چوہدری حاکم، کے پیچھے سب بڑوں کے بیچ تقی سفید کُرتا زیب تن کیے جیسے ہی گیٹ سے صحن میں داخل ہوا پانچ سالہ مالا جو ہلکے جامن رنگ کے فراک میں ستون کے گرد باہیں ڈالے جھول رہی تھی، بھاگتی ہوئی اٹاری کے زینے اتر کر سب سے بے نیازی برتتی تقی کی ٹانگوں سے جا چمٹی، تقی نے مسکراتے ہوئے نیچے جھک کر اس کو باہوں میں اُٹھا لیا، تمام بچے اب بڑوں سے عید مانگ رہے تھے۔

مالا نے تقی کی گردن کے گرد بازو حائل کی ئے اور اس کی کان کے گرد اپنے ننھے سے ہاتھ کو گول گھما کر رکھتے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

تقی میں اپنی ڈھیر ساری عیدی جمع کروں گی اور پھر تمہیں جمع کروا دوں گی تم مجھے " شہر سے مٹھائی لا دینا "

وہ اپنی باریک آواز میں تقی سے مٹھائی کی فرمائش کر رہی تھی تقی اس کی مخصوص فرمائش پر بے ساختہ مسکرا دیا

" ہم آج سب شہر جائیں گے سیر کے لیے تم اپنی پسند سے لے لینا مٹھائی ٹھیک ہے "

تقی نے اسی کے انداز میں اس کے کان میں جواب دیا تو وہ چہک اُٹھی، تقی اسے یونہی اُٹھائے اٹاری میں پہنچا اور تخت پر خدیجہ بیگم کے قریب براجمان ہوا، شفقت لینے کے لیے سر ان کی طرف جھکا دیا

" عید مبارک بی جان "

مودب لہجے میں عید مبارک کہتے ہوئے سر ان کے آگے جھکا دیا، خدیجہ بیگم نے نا صرف دست شفقت سر پر رکھا بلکہ آگے ہوتے ہوئے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا دفعتاً نگاہ مالا پر پڑی جو بڑے لاڈ سے تقی کی گود میں بیٹھی تھی اور اس کے جوتے سے مٹی تقی کی قمیض کے دامن پر لگ رہی تھی۔

اتاراس کو گود سے دیکھ اس کے کھسے سے ساری مٹی تیرے سفید قمیض کو لگ رہی ہے "

"

www.novelsclubb.com

خدیجہ بیگم نے مالا کے کھسے کی طرف دیکھتے ہوئے نخوت سے ناک چڑھائی، تقی نے ان کی بات کو یکسر نظرانداز کیا پر مالا خدیجہ بیگم کی گھوری پر تقی کی گود میں سے نکل گ ئی تھی۔

دستر خوان بچھنے لگا تھا اور اب اس پر کھانا سج رہا تھا، زیب بھی اپنے بچوں سمیت عید کرنے حاکم قصر ہی آتی تھی اور اسلم میاں پھر عید کی دعوت کھا کر ہی واپسی کے لیے روانہ ہوتے تھے۔

عید کا یہ کھانا معمول کے کھانے کے وقت سے ہٹ کر لگایا جاتا تھا کیونکہ صبح بس سویاں اور کھیر کھا کر ہی ناشتہ کیا جاتا تھا اور پھر عید کی نماز اور بیٹھک کے بعد ہی کھانا لگایا جاتا تھا۔

کھانے کے بعد کتنی دیر تک دستر خوان پر ہی بیٹھے تمام افراد خوش گپوں میں مصروف تھے، فرہاد نے تقی کو کن اکھیوں میں اشارہ کیا جس پر تقی نے آہستگی سے آنکھیں موند کر اثبات میں سر ہلایا۔ وہ سب بچے مل کر آج شہر جانے کا منصوبہ بنا چکے تھے جس کے لیے تقی کو چوہدری حاکم کو راضی کرنا تھا۔ تقی نے چوہدری حاکم کی طرف متوجہ ہو کر ہمت جمع کی

" داجی آپ سے اجازت لینی تھی ایک بات کی "

تقی نے آہستگی سے گلا کھنکارتے ہوئے بات شروع کی، چوہدری حاکم نے شیر خورمہ کی چمچ منہ میں ڈالتے ہوئے نگاہ اُٹھا کر تقی کی طرف دیکھا جواب بات کی تمہید باندھنے کے لیے الفاظ کو ذہن میں دہرا رہا تھا۔ وہ تقی کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے

داجی ہم بچے سب شہر جانا چاہتے تھے تھوڑی دیر کے لیے، اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم "

" بہادر کو لے کر گاڑی پر چلے جائی یں

تقی نے ڈرتے ہوئے اپنی بات مکمل کی تھی اور اب تقی سمیت سب بچے جواب طلب نگاہیں چوہدی حاکم پر مرکوز کیے ہوئے تھے، چوہدری حاکم نے جواب دینے کے بجائے گھور کر نقیب حاکم کی طرف دیکھا، نقیب تو گڑبڑا کر تقی کو گھورنے لگا تھا جبکہ اسلم میاں مسکراتے ہوئے آگے ہوئے

" اباجی جانے دیں میں بھی ساتھ ہوں چلیں بچے تھوڑا گھوم پھر لیں گے "

اسلم میاں نے مسکراتے ہوئے اجازت دلوائی تو تمام بچوں کے کی باچھیں کھل اُٹھیں، اسلم کی بات تو چوہدری حاکم بہت کم ٹالتے تھے اس لیے دھیرے سے اثبات میں سر ہلا دیا

-

www.novelsclubb.com

****

گاڑی کے پہیے شہر کی پکی سڑک پر رواں دواں تھے اور اس وقت گاڑی میں منہا، رمنا، تقی ، فرہاد، مالا اور نقی موجود تھے۔ جو گاڑی کی کھڑکیوں سے باہر دیکھتے ہوئے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

تقی بہادر کے ساتھ اگلی نشست پر براجمان تھا جبکہ باقی سب پیچھے تھے رمنا نے مالا کو گود میں بیٹھا رکھا تھا اور منہا نے نقی کو، منہا بار ہا کن اکھیوں سے بہادر کو دیکھ رہی تھی۔ آج عید کا دن تھا اور ہر عید پر بہادر نیا جوڑا لازمی پہنتا تھا اور آج بھی پورے سال کے بر عکس وہ نئے جوڑے میں عید کے لیے اہتمام سے تیار ہوا مختلف لگ رہا تھا، صاف رنگت اور نقوش تو اس کے پہلے بھی جاذب نظر تھے لیکن آج صاف ستھرے لباس میں وہ اور نکھرا نکھرا الگ رہا تھا۔

وہ لوگ سب آج دوپہر بارہ بجے سے شہر کے لیے نکلے تھے اور اب چار بجے تک شہر میں ہی گھوم رہے تھے، جیسے ہی سورج کی کرنیں تھوڑی سی مدھم ہونا شروع ہوئی یں تو شام کے سایے پھیلتے ہی تقی نے بہادر کو گاؤں واپسی کا حکم صادر کر دیا، یہاں گاڑی میں موجود

سب بچوں میں سے تقی بڑا تھا اور شہر کے ہر کونے سے واقف تھا، تقی کے حکم پر فرہاد نے چونک کر کھڑکی سے پار دوڑتی نگاہ تقی کی طرف گھمائی

" تقی قلفے کا بھول ہی گ ئے تم وہ کھاتے ہوئے جاتے ہیں "

فرہاد نے تقی کو قلفے کی یاد دہانی کروائی، جس پر جہاں تقی کی بھنویں چڑھی تھیں وہاں چہرے پر پریشانی کی رمق بھی نظر آئی جبکہ اس کے بلکل بر عکس قلفے کا نام سنتے ہی پیچھے بیٹھے سارے بچوں کے چہرے چہک اُٹھے تھے مالا تو باقاعدہ تالیاں پیٹ رہی تھی۔

وہ دوسری طرف ہے، ہم تو وہاں سے دور نکل آئے ہیں، وہاں جانے میں بہت وقت لگ "

" جائے گا، دیر ہوگی تو پھر دا جی سے ڈانٹ پڑ سکتی ہے رہنے دو پھر کبھی سہی

تقی نے فرہا کی بات سے صاف انکار کیا سب کے چہرے لٹک گ ئے، منہا نے اداس صورت لیے تھوڑا سا آگے ہو کر تقی کی طرف دیکھا

" نہیں بھائی کھانا ہے قلفہ۔۔۔۔۔۔۔۔، رمنا تم کہو نا بھائی تمھاری بات مان لیں گے "

www.novelsclubb.com

منہانے تقی سے بات کرتے ہوئے اچانک رمنا کے کان میں سرگوشی کی تھی، جس پر رمنا توبدک کر نفی میں سر ہلانے لگی جبکہ منہا کی آواز جو کہ گود میں بیٹھی مالا کے کانوں میں بھی پڑگئی تھی وہ بے ساختہ بول اُٹھی

"مجھے قلفہ کھانا ہے، مجھے قلفہ کھانا ہے"

مالا نے یوں قلفہ کھانے کا راگ الاپنا شروع کیا تو تقی نے مسکراتے ہوئے پیچھے دیکھا تو وہ رمنا کی گود میں بیٹھی سر کو نفی میں ہلاتے بار بار ایک ہی جملا دہرا رہی تھی، تقی نے رمنا کی طرف دیکھا اور پھر بے ساختہ سب قہقہ لگا اُٹھے کیونکہ مالا کہے اور تقی نا مانے

" بہادر چلو پھر موڑو گاڑی قلفہ کھا کر ہی چلتے ہیں "

تقی نے بے ساختہ خفیف قہقہ لگاتے ہوئے سب کا ساتھ دیا، بہادر نے تقی کے حکم پر بڑے مؤدب انداز میں گاڑی کا سٹیرنگ موڑ لیا تھا۔

کچھ دیر سڑک پر دوڑنے کے بعد گاڑی ایک چھوٹی سی دوکان کے سامنے رک گئی تھی ،دوکان سڑک کے مخالف سمت میں تھی اور بہادر گاڑی کو سڑک کے دوسری اطراف میں دوکان کے سامنے لگا چکا تھا، دوکان کے باہر ایک چبوترا بنا تھا جہاں پر مٹی کے گھڑوں میں

قلفہ بھر کر رکھا گیا تھا، گھڑوں پر سرخ کپڑے لپٹے تھے اور چبوترے کے ارد گرد قلفہ لینے والوں کا ہجوم لگا تھا۔

تقی گاڑی سے باہر نکلا تو ساتھ ہی پچھلی نشت سے فرہاد بھی باہر نکل چکا تھا، منہا نے دونوں کو جاتے دیکھا اور پھر کچھ سوچتے ہوئے رمنا کے کان میں بہت ہی مدھم آواز میں سرگوشی کی

" رمنا۔۔۔ موقع اچھا ہے وہ بات کرو تم بہادر سے "

منہا کی بات پر رمنا نے گھور کر منہا کی طرف دیکھا جواب روہانسی صورت بنائے رمنا سے نگاہوں میں ہی منت کر رہی تھی۔ رمنا جو آنکھوں میں بات نا کرنے کے اشارے کر رہی تھی منہا کی منت پر بدمزہ صورت بنائے کندھے ڈھیلے کئے

" بہادر بات سنو "

www.novelsclubb.com

رمنا نے گلا صاف کرتے ہوئے آہستگی سے بہادر کو پکارا، وہ جو گاڑی کی کھڑکی سے باہر تقی کو اور فرہاد کو سڑک کے پار جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا چونک کر متوجہ ہوا

" جی۔۔ بی بی جی "

بڑے ہی ادب سے کہا، منہا اب رمنا کو مزید بات آگے بڑھانے کا اشارہ کر رہی تھی، وہ ہمیشہ کی طرح یہ بات بھی رمنا سے چھپا نہیں سکی تھی اور اس نے بہادر پر غصے سے لے کر تھپڑ تک کی ساری بات رمنا کی گوش گزار کر دی تھی۔

رمنا نے اپنی عادت کے مطابق ہمیشہ کی طرح اسے سمجھایا ہی تھا کی وہ بلا وجہ اب اس بات کو بھی سر پر سوار کر رہی ہے اگر اس نے بہادر کو تھپڑ مار دیا تھا تو فرہاد نے اسی وقت بہادر کا ساتھ دیتے ہوئے اسے جھاڑ بھی دیا تھا لیکن منہا تھی کہ اس بات کو ذہن سے چپکا کر بیٹھ چکی تھی اور اب یہی وجہ تھی کہ وہ رمنا کو بات کرنے پر اکسا رہی تھی۔

بہادر دیکھو اس دن منہا نے جو تمہیں تھپڑ مارا تھا، وہ بس غلط فہمی تھی وہ اپنی اس " حرکت پر اب بہت شرمندہ ہے تم اسے معاف کر دو "

رمنا نے بڑے طریقے سے اور شائستگی سے بات مکمل کی تھی، حالانکہ وہ اسطرح کا معاملا یوں چھپ کر براہراست بہادر کے ساتھ حل کرنے کے حق میں ہرگز نہیں تھی اس نے منہا سے بارہا کہا کہ وہ فرہاد کے ذریعے ہی بہادر کی طرف معافی کا پیغام بھیج دے لیکن منہا نے اس بات پر بہت خفگی دکھائی کہ وہ فرہاد کو بیچ میں لا کر اپنا تماشہ نہیں بنانا چاہتی ہے۔

رمنا کی بات پر بہادر جو خاموشی سے سر جھکائے سن رہا تھا ایک دم سے سیدھا ہوا پر نگاہیں جھکائے رکھیں

" کیسی باتیں کر رہی ہیں رمنا بی بی مجھے تو یاد بھی نہیں رہا تھا یہ سب اور غلطی تو میری بھی تھی، مجھے یوں ان کو بتائے بنا فرہاد صاحب کو لینے نہیں جانا چاہیے تھا "

بہادر نے اپنی بات سر جھکائے ہی مکمل کی تھی، بہادر کی بات پر منہا نے تھوک نگلا اور رمنا کا ہاتھ تھام کر بات کرنے سے روکتے ہوئے خود گویا ہوئی

" نہیں پھر بھی میں شرمندہ ہوں مجھے بہت غصہ تھا اور وہ سب غصے میں ہی ہوا تھا "

منہا نے گھٹی سی آواز میں وضاحت دی جس کے جواب میں بس بہادر سر اثبات میں ہلا کر رہ گیا۔ چہرہ پھر دائیں طرف گاڑی کی کھڑکی میں موڑ لیا۔

منہا کی بات کا جواب نا دینے پر منہا بری طرح پہلو بدل چکی تھی جبکہ رمنا اب مسکرا کر منہا کو دیکھ رہی تھی۔

" بس میں کہہ تو رہی تھی تمہیں اس دن سے کہ تم ایسے ہی پریشان ہو رہی ہو اتنے دن سے، بہادر بھائی بہت اچھے ہیں ان کے دل میں کوئی بات نہیں ہو گی "

رمنا نے مسکراتے ہوئے منہا کی طرف دیکھ کر اسے تسلی دی جبکہ وہ اب بھی چوری سے بہادر کے چہرے کے تاثرات دیکھنے میں مصروف تھی۔کچھ پل کے بعد ہی تقی اور فرہاد ہاتھ میں قلفے کے پیالے تھامے گاڑی کی طرف آرہے تھے اور ان کو آتا دیکھ کر منہا نے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

****

سفید رنگ کی سکول وردی میں ملبوس لڑکی نے لکڑی کی کرسی پر پڑی لوہے کی کھونٹی کو اٹھایا اور رسی سے لٹکتی سنہری گھنٹی پر پوری قوت سے مارا۔۔ گھنٹی کی ٹن ۔۔۔ٹن۔۔۔ٹن۔۔۔آواز پورے سکول میں گونج اُٹھی۔۔۔ چھٹی ہوتے ہی پورے سکول میں بھگدڑ مچ گئی تھی۔

جیسے ہی چھٹی کی گھنٹی ٹن ٹن بجی تھی منہا فوراً ڈیسک میں سے اپنی کتابیں اُٹھا کر بستے میں ٹھونسنے کے انداز میں رکھنے لگی۔ پاس بیٹھی حمیرا نے اسے عجلت میں کتابیں رکھتے دیکھ کر حیرت سے آنکھیں سکوڑیں کیونکہ وہ تو چھٹی کی گھنٹی بجتے ہی سر کو ڈیسک پر گرا لیتی تھی اور پھر دن بھر کی باتیں کرتے ہوئے وہ اور حمیرا بستے میں آہستہ آہستہ کتابیں رکھتی تھیں۔

گرمیوں اور عید کی چھٹیوں کے بعد وہ آج پہلے دن سکول آئی تھیں اور منہا کے رویے میں بہت تبدیلی دیکھ رہی تھی، وہ گم صم اور چپ چپ تھی حمیرا اس کے دن بھر کے رویے کو تو نظر انداز کرتی رہی تھی پر اب یوں بستہ بند کرنے کے بعد اُٹھ کر اس کا چادر درست کرنا حمیرا کو تشویش میں مبتلا کر گیا، کہاں وہ یہ سوچ رہی تھی کہ اتنی چھٹیوں کے بعد آج مل رہے ہیں تو منہا کے پاس اس کو بتانے کے لیے بہت سی باتیں ہوں گی، پر یہ کیا وہ تو اس سے کوئی بھی بات کیے بنا بستہ کندھے پر لٹکا چکی تھی۔

" منہا کیا ہوا۔۔۔؟ "

حمیرا نے بھنویں اچکائے تشویش کا اظہار کیا، منہا جو کندھے پر بستہ لٹکا چکی تھی ایک اچٹتی سی نگاہ حمیرا کے حیرت زدہ چہرے پر ڈالی۔

" چھٹی ہو گئی ہے ظاہر سی بات ہے گھر جا رہی ہوں "

منہا نے کندھے اچکا کر عجلت میں جواب دیا اور پھر قدم کمرہ جماعت کے دروازے کی طرف بڑھا دیے، عید کے روز بہادر سے معافی مانگے پورا مہینہ گزر چکا تھا اور وہ جو سوچ رہی تھی کہ اب معافی پر اس کے دل اور دماغ کی بے چینی کو سکون مل جائے گا ایک نئی

ہی مصیبت سے دوچار ہو چکی تھی اور اب کی بار کا جذبہ اس کے دماغ کے ساتھ اس کے دل کو بھی قابو کر چکا تھا۔

وہ بہادر کے بارے میں ایسے خیالات پنپنے لگی تھی جو اس وقت کی عمر کے سب سے خطرناک خیالات ہوتے ہیں اور پہلی دفعہ ایسا تھا کہ وہ ان خیالات کے بارے میں رمنا سے چھپا رہی تھی۔

تیز تیز قدم اُٹھاتی وہ گیٹ سے باہر آئی تھی اور بہادر گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا، جسے دیکھتے ہی اس ایک مہینے میں اپنے تمام خیالات کے پیشِ نظر منہا کی حالت غیر ہونے لگی تھی۔

من من بھاری ہوتے قدم اُٹھاتی وہ اب گاڑی کی طرف جا رہی تھی جہاں بہادر اس کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولے کھڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

منہا نے چور نگاہ بہادر پر ڈالی، کتنے عرصے بعد وہ آج بہادر کو دیکھ رہی تھی وہ یونہی نگاہیں جھکائے اب دروازہ بند کر رہا تھا۔

جوانی میں جہاں جسم اور جذبات میں حکم الہی سے تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں وہاں شیطان کو بھی موقع مل جاتا ہے کہ وہ انسان کے ان ابھرتے جذبے کے ساتھ کھیلتا ہوا اس پر حرام محبت کا غلبہ ڈال دیتا ہے، یہ وہ عمر ہوتی ہے جہاں لڑکپن سے جوانی میں پہلا قدم دھرتی لڑکیاں اور لڑکے ابھی اچھے برے کی کوئی پہچان نہیں کر پاتے وہاں شیطان انہیں حرام محبت جیسے احساس سے روشناس کروا دیتا ہے جس کی ن ئی ن ئی لذت اس کچی عمر کے بچے اور بچیوں کے ذہن میں بد، نیک، اچھے برے کی پہچان ختم کر دیتی ہے۔

ہاں وہ بھی لڑکپن سے جوانی میں پہلا قدم رکھتے ہی غصے سے ضد، ضد سے بد تمیزی، بد تمیزی سے بے وجہ کی شرمندگی اور پھر بے وجہ کی شرمندگی سے حرام محبت کی مرتکب ہو چکی تھی۔

اس کا بہادر پر غصہ کرنا نہیں بنتا تھا نا وہ غصہ کرتی نا وہ ضد بنتی نا ضد میں آکر وہ تھپڑ جڑتی، نا ضد میں تھپڑ جڑتی نا بے وجہ کی شرمندگی دل کا گھیراؤ کرتی، نا بے وجہ شرمندگی میں خود کو گھول کر معافی مانگتی اور نا آج یہ معافی پر بہادر کے تاثرات حرام محبت میں تبدیل ہوتے

www.novelsclubb.com

،لیکن اب یہ ایک حرام عمل سے شروع ہونے والا عمل ایک سلسلہ پکڑ چکا تھا جس کا اختتام بہت بھیانک ہوتا ہے۔

ہاں وہ بہادر سے اپنے جذبے باندھ چکی تھی جسے وہ محبت کا نام دے رہی تھی بہادر گاڑی چلا رہا تھا اور وہ پچھلی نشست پر بیٹھی اسے دیکھ کر اپنی آنکھیں سیک رہی تھی کل تک جس بہادر کی طرف اس نے کبھی نگاہ اُٹھا کر نہیں دیکھا تھا آج پندرہ سال کی عمر میں وہ اس بہادر کے لیے جذبے پال رہی تھی۔

گاڑی حویلی کے آگے رکی تھی اور وہ ٹھنڈی آہ بھرتی گاڑی سے اتر کر گیٹ کی طرف قدم بڑھا چکی تھی۔۔۔۔

شیطان کا غلبہ نا صرف اس کو ان جذبوں کی لذت میں گھول رہا تھا بلکہ ایک عجیب سی ہمت بھی دے رہا تھا، وہ اب بہادر سے اپنی اس محبت کے اظہار کے بارے میں سوچنے لگی تھی۔

****

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 29

حاکم قصر میں پھیلی یہ رات عجیب سی وحشت لیے ہوئے تھی، پورے صحن میں فوارے کے دائیں اور بائیں چارپائیاں بچھی تھیں جن پر حویلی کے مکیں رات کے اس پہر گہری نیند میں ڈوبے ہوئے تھے۔

دکھن کی ہوا جہاں نیم کے درخت کے پتے کو ہلا کر ہلکی ہلکی سرسراہٹ کی آواز پیدا کر رہی تھی وہاں جھینگروں کی جھیں جھیں کے ساتھ نیم کے درخت سے کچھ دوری پر بچھی چارپائی سے بار بار کروٹ بدلنے کی وجہ سے چرچراہٹ کی آواز بھی اُبھر رہی تھی۔

چارپائی پر رمنا کے ساتھ دائیں کروٹ لیٹی منہا کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔

چل نکلا تھا وہ سلسلہ جو کونپل کے کھلنے پر بھاری ہو جائے، جہاں سنبھل کر پھونک پھونک کر قدم رکھنے کا وقت ہو اور کوئی بس خود کو ہاتھ پھیلائے ہوا کے ازدحام کے حوالے کر دے، جب جذبات کے لاوے ابل کر ہر پردہ عقل پر سرکانے لگیں، وہ اسی حال کو پہنچی بن پانی کی مچھلی کی طرح چارپائی پر کروٹ بدل رہی تھی۔ خود کو اس حال پر پہنچانے میں

www.novelsclubb.com

اس کے بے قابو جذبات تھے جو بے لگام گھوڑے کی طرح سرپٹ دوڑے ہی چلے جا رہے تھے اور اس بات سے بے خبر تھے کہ وہ اپنے قدموں کے نیچے زمین نہیں کسی کی چادر اور منڈا سا روندرہے ہیں۔

وہ آج پورے دو ہفتے تڑپنے کے بعد، سکول کی چھٹی کے وقت، بہادر کو اپنی محبت کے بارے میں بتا چکی تھی، لے کر تو ایک خط گئی تھی مگر وہاں بہادر کی زبانی ہی پتا چلا کہ وہ پڑھنا تو جانتا ہی نہیں ہے۔افف یہ بات تو وہ بھی اس کے بارے میں نہیں جانتی تھی جانتی بھی کیسے پہلے نا تو کبھی اسے جاننے جیسے نوبت آئی اور نا ہی کوئی ایسا تعلق تھا کہ وہ اس کے بارے میں یہ سب جانتی۔

فرہاد کے امتحانات ہونے کو تھے وہ سکول نہیں آتا تھا، بہادر کے اس انکشاف پر کہ وہ پڑھنا نہیں جانتا ہے، منہا نے اسے اپنے جذبات سے آگاہی اپنی زبان سے ہی دے دی تھی اور وہاں بہادر کا حال کچھ ایسا ہی ہوا تھا جیسا اس نے سوچ رکھا تھا۔

بہادر کی آنکھیں اس خبر پر پوری کھل گ ئی تھیں کچھ لمحے تو شائی داس کو اپنے کانوں پر یقین نہیں رہا تھا۔اور بد حواسی ایسی چھائی تھی کہ اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہو گ ئے تھے۔

بات تھی بھی ایسی جو کبھی اس کے وہم و گمان میں بھی نا تھی اور سامنے بیٹھی چوہدری حاکم کی پوتی اس سے اپنی پسندیدگی اور محبت کا اظہار کر رہی تھی۔

یہ بات نہیں تھی کہ وہ محبت کے نام سے ناواقف تھا یہ تو وہ لفظ تھا جس کی بازگشت وہ اپنے گھر میں سنتے ہوئے پروان چڑھا تھا پر یہاں منہا کے منہ سے اس کے جذبات سن کر وہ دم بخود رہ گیا۔

منہا اس پر اپنے جذبات کا اظہار کرنے کے بعد اسے سوچنے اور پھر جواب دینے کی مہلت کا کہہ کر خاموش ہو گ ئی تھی جبکہ وہ جس پر حیرت کا پہاڑ ٹوٹ گیا تھا۔کچھ پل یونہی ساکن رہنے کے بعد ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا تھا اور پھر ایک دم سے بوکھلا کر گاڑی سٹارٹ کی،گاڑی نے بیس منٹ کا سفر دس منٹ میں طے کیا تھا اور حویلی کے بیرونی گیٹ کے آگے آکر رکی تھی،منہا خاموشی سے اس کو پریشان حال چھوڑ کر آگے قدم بڑھا چکی تھی۔

پر اب رات کے اس پہر تک وہ کوئی ہزاروں دفعہ اس لمحے کو بار بار ذہن میں دہرا رہی تھی۔ جب تک جذبات اس تک محدود تھے وہ اتنی پریشان نہیں تھی لیکن آج جب وہ ہمت جمع کیے سارے جذبات اور محبت کا اظہار بہادر سے کر چکی تھی تو اب بے چینی مزید بڑھ چکی تھی۔

وہ کیا سوچ رہا ہو گا؟۔۔۔

وہ کیا جواب دے گا؟۔۔۔۔

اس کا ردعمل کیا ہوا گا؟۔۔۔۔

کتنے ہی سوال دل دماغ سے تو کبھی دماغ دل سے کر رہا تھا اور وہ یونہی ساری رات کانٹوں کے بستر پر لوٹتی رہی۔

www.novelsclubb.com

ساری رات یونہی آنکھوں میں گزر گئی اور اب وہ آسمان کے اندھیرے کو نیلے رنگ کی ہلکی روشنی میں تبدیل ہوتا دیکھ رہی تھی۔ جو اپنے ساتھ اس کے ارادوں کی پختگی اور بہادر کے لیے جذبات کا بہاؤ لائی تھی۔

****

یہ دنیا پور کا تنگ سی گلیوں پر مشتمل، بڑی نہر کے پل سے گزرنے کے بعد واحد بازار تھا جس کے شروعات میں ہی بہت سے ٹھیلے والے قطار در قطار دیوار کے ساتھ ٹھیلے لگائے کھڑے تھے، یہ بازار کی تار کول میں لپٹی سڑک یہاں سے اندر کی طرف ہلکی ڈھلوان لے لیتی تھی اور ٹھیلے والے جو ہر دوکان کے باہر کھڑے تھے ان کی بڑھتی تعداد بازار کو آگے سے آگے مزید تنگ کر رہی تھی۔

گاڑی کی اگلی نشست پر بہادر اور پچھلی نشستوں پر بلقیس، فرزانہ اور منہا بیٹھی تھیں۔ بہادر سے سوال کیے دو ہفتے بیت چکے تھے۔ مالا سکول میں داخل ہو چکی تھی جس کے باعث منہا بہادر سے کوئی بات نہیں کر پائی تھی اور وہ تھا کہ خاموش بے تاثر چہرہ لیے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا جیسے دو ہفتے پہلے کچھ ہوا ہی نا ہو۔ گاڑی کے بازار کی ایک گلی کے آگے رکتے ہی بہادر جلدی سے اگلی نشست سے اتر کر فرزانہ کہ طرف کا دروازہ کھول چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

" چلو اترو منہا۔۔۔"

بلقیس نے گاڑی کی نشست سے اپنا پرس اُٹھایا، کندھے پر لٹکایا، فرزانہ نے بھی اپنا برقع درست کیا، جبکہ گاڑی کے دائیں شیشے والی طرف سیاہ شیشوں کی سندھی کڑھائی کی ہوئی چادر اوڑھے بیٹھی منہا سست روی سے گاڑی سے اتری۔

فرزانہ کی شادی کو چند مہینے رہتے تھے اور آئے دن شہر کے اور بازار کے چکر لگتے تھے۔ آج بلقیس کو بھی بچیوں کی اور اپنے جوڑے کی خریداری کرنی تھی، اریب بیگم نے ان کے ساتھ فرزانہ کو بھی بھیج دیا تھا، جس کی خریداری عروج پر تھی

وہ تینوں گاڑی سے اتر کر ابھی چند قدم کی دوری پر ہی گئی تھیں جب منہا نے اچانک بیچ سڑک میں رک کر اپنے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔ بلقیس نے جب اس کو ان دونوں سے چند قدم پیچھے ہی کھڑے پایا تو ماتھے پر بل ڈالے پلٹی

" منہا۔۔۔ کیا ہوا ہے یہاں کیوں رک گئی"

www.novelsclubb.com

بلقیس الجھی سی اسے پکارتی اس تک آئی تھی جو سر کو اب دونوں ہاتھوں میں تھامے زمین پر بیٹھتی چلی جا رہی تھی۔ بلقیس کو اس کی حالت نے اور پریشان کر دیا، فرزانہ بھی حواس باختہ سی صورت بنائے واپس مڑ رہی تھی۔

" منہا۔۔۔کیا ہوا ایسے کیوں نیچے بیٹھ رہی ہو "

بلقیس اب منہا کا کندھا تھام کر اس پر جھکی پوچھ رہی تھی، فرزانہ بھی پاس پہنچ کر اسی حالت میں اس پر جھک گ ئی۔

" اماں مجھے چکر آرہے ہیں بہت برے چکر، چلا ہی نہیں جا رہا ہے "

منہا نے روہانسے لہجے میں سبب بتایا تو جھکے دونوں چہروں پر تشویش کے ساتھ پریشانی بھی جھلکنے لگی

" ناشتہ نہیں کرتی تو یہی حال ہوگا نا، چلو گاڑی میں پانی پیو پہلے "

بلقیس نے اسے کندھے سے پکڑا اور فرزانہ نے بھی ایک طرف سے سہارا دیتے ہوئے اسے اس جگہ سے اُٹھایا وہ اب دونوں کے سہارے کے ساتھ بھی نقاہت لیے چل رہی تھی سست روی سے یونہی قدم اُٹھاتے جب وہ تینوں گاڑی کے پاس واپس پہنچیں تو گاڑی کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا بہادر ان کو دیکھ کر حیرت سے سیدھا ہوا۔ بلقیس اب بہادر کو دروازہ کھولنے کا اشارہ کر رہی تھی۔

بہادر نے حیرت سے بھنویں سکیڑے عجلت میں گاڑی کی پچھلی نشست کا دروازہ کھولا بلقیس نے منہا کو بیٹھنے کا اشارہ کیا جبکہ فرزانہ پانی کی بوتل سے پانی اب بوتل کے چھوٹے سے گلاس نما ڈھکن میں انڈیل رہی تھی۔ منہا نے سر کو تھامے ہی گلاس کو منہ لگایا اور پانی ختم کرنے کے بعد آہستگی سے ہتھیلی کی پشت سے منہ صاف کیا۔

" ہاں اب بہتر ہوئی کچھ طبیعت، اب تو نہیں آرہے چکر، گھر ہی بتا دیتی ایسے ہی گھر سے اتنی دور شہر آئے، کل سے رٹ لگائی ہے مجھے خود کپڑے پسند کرنے ہیں وہ رمنا بھی تو ہے ایک دفعہ بھی اس نے چوں تک کی جو لا کر دو وہ پہن لیتی ہے "

بلقیس نے اس کی طبیعت پوچھتے ساتھ ہی اس کو جھاڑ بھی دیا تھا، منہا نے نقاہت سے سر کو نفی میں ہلایا

" اماں نہیں مجھے نہیں لگتا چل سکوں گی، اب مجھے معلوم تھوڑی تھا یوں میری طبیعت خراب ہو جائے گی "

منہا نے پھیکی سی آواز میں جواب دیا، بلقیس نے پریشانی سے پاس کھڑی فرزانہ کی طرف دیکھا

www.novelsclubb.com

" ممانی مت ڈانٹیں اسے، واپس چلتے ہیں کچھ دن بعد آ جائیں گے کوئی دقت نہیں "

فرزانہ نے لب بھینچے نرم لہجے میں مشورہ دیا تو منہا نے فوراً نفی میں گردن ہلاتے ہوئے فرزانہ کی طرف دیکھا

نہیں فرزانہ آپا، آپ اور اماں چلی جائیں میں گاڑی میں بیٹھ جاتی ہوں کچھ دیر، اب " اتنی دور بازار آئے ہیں تو ایسے میری طبیعت کی وجہ سے آپ اپنی بھی خریداری نہیں کریں " گی کیا؟؟، میں آنکھیں موند کر بیٹھ جاتی ہوں آپ دونوں جلدی آ جائیے گا

منہا نے شرمندہ سے لہجہ میں فرزانہ کا اترا چہرہ دیکھ کر مشورہ دیا تو بلقیس بھی چند لمحے سوچنے کے بعد تائید میں سر ہلا گئی۔ حویلی کے اتنے کام کاج چھوڑ کر اس کے لیے آنا ممکن تھا، غزالہ ویسے بھی ان کاموں سے جان چھڑا کر سب بلقیس کے کندھوں پر ڈال دیتی تھی اور اب بھی بلقیس کو ہی ساری خریداری کرنی تھی ان ساری سوچوں کے پیش نظر اسے منہا کا مشورہ ٹھیک لگا تھا۔

بہادر منہا کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں، یہ یہاں پیچھے بیٹھی ہے، ہم کچھ دیر میں واپس " " آتے ہیں

بلقیس نے بہادر کو منہا کی طبیعت کی آگاہی دی جس پر وہ آہستگی سے سر ہلا گیا اور فرزانہ اور بلقیس طمانت سے ایک طرف چل دیں۔

ان کے جانے کی دیر تھی کی منہا ہشاش بشاش ہو کر لب بھینچے گردن موڑ کر ان دونوں کے دوری پر جانچتی نگاہ ڈال کر سیدھی ہوئی۔ایک چور نگاہ بہادر پر ڈالی جو سٹیر نگ پر سر رکھے بیٹھا تھا۔

" بہادر۔۔۔مجھے میری بات کا جواب چاہیے "

منہا کی آواز با آسانی آگے بیٹھے بہادر کے کانوں میں پڑی تھی۔بہادر نے فوراً سر اوپر اُٹھایا اور پھر پہلو بدلہ،پر اس کی گہری خاموشی سکینڈ کے بجائے منٹوں میں تبدیل ہونے لگی تھی۔

www.novelsclubb.com " بہادر۔۔۔ "

منہا نے پھر سے اس کا نام پکارا ہی تھا کہ بہادر نے فوراً گھر درے سے لہجے میں بات کاٹی

منہا بی بی۔۔۔مجھے آپ کی مشکل باتیں سمجھ میں نہیں آتی ہیں آپ۔۔۔آپ مجھ سے " بات نا کیا کریں کسی نے دیکھ لیا تو۔۔۔"

بہادر کے لہجے میں خوف تھا، التجا تھی جو اس انوکھی اور نئی ڈگر کی مسافر کو کہاں ہضم تھی

پر میں کیا کروں۔۔۔ بولو۔۔۔ میرا دل چاہتا ہے تم مجھے میری بات کا جواب دو ہاں میں "

" یا نا میں میرے دل کو چین آئے

منہا نے ہتھیلیوں کو آپس میں پھنسائے آہستگی سے اسے اپنی بے چینی سے آگاہ کیا، بہادر

نے ہاتھ مضبوطی سے سٹیرنگ پر جمائے اور پھر سر نیچے کیا

" منہا بی بی۔۔ میرے پاس آپ کی اس بات کا جواب نہیں ہے "

بہادر نے سامنے دیکھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں جواب دیا، منہا تڑپ کر آگے ہوئی

میں۔۔۔ تمہیں۔۔۔۔ بہت چاہنے لگی۔۔۔ ہوں بہادر، ایسا کیسے ہو سکتا ہے تم نہیں "

" چاہو مجھے

www.novelsclubb.com

منہا کے الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر ادا ہوئے تھے جس پر بہادر گڑ بڑا کر جلدی سے گاڑی کا دروازہ

کھول کر باہر نکل گیا۔ بہادر کے انکار اور رد عمل پر منہا کی بے بسی اب غصے میں بدلنے لگی

تھی، وہ کیسے مجھے انکار کر سکتا ہے کیا اسے نظر نہیں آتا دو ہفتوں سے میں کیسے تڑپ رہی

ہوں، کیسے اس کو سکول آتے جاتے ہوئے دیکھتی رہتی ہوں۔

وہ غصے میں تلملاتی ایک جھٹکے سے گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلی اور بہادر کے قریب آ کر دانت پیستے ہوئے گویا ہوئی

"ٹھیک ہے تم مجھ سے محبت نہیں کرتے تو مجھے بھی یہاں نہیں رہنا میں جارہی ہوں،

" وہ سامنے نہر دیکھ رہے ہو؟؟ میں اس میں کود جاؤں گی اور پھر سب تم سے پوچھیں گے

منہا نے چادر سے ناک ڈھانپے، غصے سے قدم آگے بڑھائے ہی تھے کہ بہادر حواس باختہ منہا کی طرف بھاگا۔

" منہا بی بی رک جائے یہ کیا پاگل پن ہے "

بہادر تیز رفتاری سے آگے بڑھا اور منہا کا بازو پکڑتے ہوئے اسے قدم آگے بڑھانے سے روکا وہ ڈگمگا کر رکی پر اسی لمحے بہادر کی آنکھوں سے ہوا تصادم اس کے جذبات کی سچائی کا ثبوت بن کر اسے سچے عاشق ہونے کی جھوٹی تصدیق دے گیا۔

وہ لمحہ جہاں بہادر پر بہت بھاری تھا وہاں اس کے جذبات کی بھی تصدیق تھا۔ وہ جو بہت عرصے سے منہا کے بدلے رویے کو اپنے دماغ کا فقط ایک خلل تصور کرتا تھا منہا کے اظہار پر دم بخود رہ گیا تھا اور پھر دل نے منہا کی جذبات کو آگے بڑھ کر گلے لگا لیا تھا لیکن اس کی

عقل ان پر بہت اچھے سے حاوی تھی وہ عمر میں نا صرف منہا سے بڑا تھا بلکہ اس کے تجربے بھی بڑے تھے۔

ایک سکینڈ میں ہی وہ اپنے ذہن کو جھٹک کر خوف سے منہا کو لے کر آگے بڑھ رہا تھا جو اب پوری قوت سے اس سے اپنا بازو چھڑوانے کی سعی میں تھی۔

"چھوڑو مجھے میں نہیں رہنا چاہتی اب زندہ، تم مجھ سے محبت نہیں کرتے میں نہر میں کود کر جان دے دوں گی "

وہ جذبات کی رو میں بہہ کر سب بھولے ہوئے تھی، بہادر لب بھینچے اسے کار کے قریب لایا تھا اور پھر کار کا دروازہ کھولے ایک جھٹکے سے منہا کو اندر بیٹھایا، گہری سانس لیے مسکین صورت لیے دیکھا

"منہا بی۔۔۔ میں آپ کے قابل نہیں ہوں، دیکھیں رحم کریں مجھ پر بھی اور خود پر بھی "

بہادر نے التجا کے لہجے میں ہاتھ جوڑے تھے، منہا نے نگاہ اُٹھائے اس کے چہرے کی طرف دیکھا، وہ نگاہیں چرا رہا تھا

" تم میرے قابل نہیں ہو تو کیا ہوا، میں تمہارے قابل بن جاؤں گی "

منہاب بھی اپنی بات پر بضد تھی، بہادر نے بے بسی سے نگاہ اُٹھائی

" آپ کیا چاہتی ہیں مجھ سے منہابی بی؟ کہ میں بھی ایک دفعہ پھر سے ابا کی ہی کہانی کو دہرا دوں، میرے اور آپ کے پاس یہاں سے بھاگنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہو گا اور اگر ایسا ہوا تو پھر سے کوئی بہادر ان پڑھ رہ کر ساری عمر کہیں غلامی کرے گا، میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں پر خدارا اس محبت کو یہیں دفن کر دیں کیونکہ اس کا انجام میں روز اپنے گھر میں دیکھتا ہوں "

بہادر کے الفاظ تھے یا کوئی سحر جس میں وہ جکڑی گئی تھی اس کی بات تو کیا ہی سمجھ آتی وہ تو اس کے الفاظ اور اس کی سمجھ کو دیکھ کر اور دیوانی ہو گئی تھی، وہ بھی اس سے محبت کرتا تھا۔۔۔

www.novelsclubb.com

دل جیسے بلیوں اچھلنے لگا تھا چار سو چھائے سناٹے میں ایک ارتعاش پیدا ہوا تھا اور وہ اس شور وغل میں زور زور سے بجتے دل کے ساتھ ہر انجام، ہر مشکل، ہر پریشانی فراموش کر دینے کو تیار تھی۔

بہادر اس کی خاموشی کو اس کی عقل مندی سمجھتے ہوئے اب گاڑی کے ایک طرف جا کر کھڑا ہو چکا تھا پر وہ کیا جانے اس انجان ڈگر پر جب ننھے قدم اور کم عقل والے ذہن چل نکلتے ہیں تو واپسی ان انجاموں کے خوف سے نہیں ہوا کرتی ہے واپسی تو کسی حادثے اور کسی نقصان پر ہی ہوتی ہے۔ وہ گاڑی کی نشست کی پشت سے ٹیک لگائے مسکرا رہی تھی۔

****

سُرمئی سی شام عصر کی اذان کے فوراً بعد اپنے سایے پھیلا رہی تھی، رنگ برنگے قمقموں سے سجی حویلی عجیب ہی رنگ ڈھنگ لے کر جگمگانے لگی تھی۔ فرزانہ کے مایوں کے بعد کا دن تھا اور حویلی میں مہمانوں سے بھری پڑی تھی۔

رمنا صحن سے زرد چہرہ لیے اٹاری کے زینے چڑھتی ارد گرد نگاہ گھماتی منہا کو تلاش کر رہی تھی، وہ جو زیب پھپھو کے ساتھ بازار گئی تھی، ایک دوکان کے سامنے زیب اسے اپنا چھوٹا بیٹا پکڑا کر خود اکیلی ہی دوکان میں گھس گئی تھی۔

وہیں بہادر نے موقع غنیمت دیکھ کر رمنا کو منہا کے پاگل پن کے بارے میں آگاہی دی تھی کیونکہ اس دن کے بعد سے منہا کا پاگل پن اب جنون میں تبدیل ہونے لگے تھا وہ آئے دن بہادر کو خود کو نقصان پہنچانے کی دھمکیاں دینے لگی تھی۔

کبھی کسی نوکیلی چیز سے اپنی کلائی کاٹ لیتی اور بہتا خون بہادر کو دکھاتی تو کبھی اسے گندم میں رکھنے والی گولیاں، یا فصلوں میں ڈالنے والی زہریلی ادویات کھا کر جان دینے کی دھمکی دینے لگتی۔ وہ بہت پریشان ہو چکا تھا اور اسے رمنا کو اس سب سے آگاہی دینے کے علاوہ کوئی چارہ نظر نہیں آیا تھا۔

رمنا جب سے شہر سے واپس لوٹی تھی بولائی بولائی سی منہا کو تلاش کر رہی تھی۔ اور جیسے ہی اسے منہا فرزانہ آپا کے کمرے میں نظر آئی وہ تیز تیز قدم اُٹھاتی اس تک پہنچی۔ منہا کا بازو پکڑ کر وہ اسے زبردستی اپنے ساتھ باہر لے آئی۔

www.novelsclubb.com

حویلی مہمانوں سے کھچا کھچ بھری تھی کوئی جگہ ایسی نہیں تھی جہاں وہ سکون سے منہا سے یہ بات کر سکتی اچانک چھت کا خیال آتے ہی وہ زبردستی منہا کو اپنے ساتھ چھت پر لے آئی تھی۔ منہا نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھتی اس کے ساتھ چھت پر آ گئی۔

چھت کے ایک کونے میں آتے ہی رمنا نے ایک جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑا اور خود غم اور غصے کے ملے جلے تاثر کے ساتھ گھورتی ہوئی اس کے سامنے ہوئی۔

" منہا۔۔۔بہادر جو کچھ تمھارے بارے میں کہہ رہا ہے کیا وہ سچ ہے؟ "

رمنا کا سوال تھا یا ایٹم بمب تھا جو منہا کے سر پر پھٹا تھا، زندگی میں پہلی بات اس نے رمنا سے چھپائی تھی یہ بات ہی ایسی تھی جو وہ کسی سے بھی بانٹنے کی ہمت نہیں رکھتی تھی لیکن بہادر کا بار بار انکار اس کی محبت کو جنونیت میں بدلنے لگا تھا وہ ہر حال میں بہادر کو اپنی محبت میں مبتلا دیکھنا چاہتی تھی۔

اس کا سفید پڑتا چہرہ دیکھ کر رمنا کو اچانک اپنے سوال کی غلطی کا احساس ہوا، لب بھینچے اپنے لہجے کو حد درجہ دھیما کیا

منہا۔۔۔دیکھ میری بہن سچ بول۔۔۔کیا۔۔۔۔بہادر جو سب بکواس کر رہا ہے " " تیرے بارے میں وہ سچ ہے؟

رمنا کے لہجے میں اس کے لیے فکر مندی تھی وہ منہا کو چپ دیکھ کر اور پریشان ہو رہی تھی ۔منہا دم سادھے کھڑی تھی جہاں اس کا سر شرم سے جھک جانا چاہیے تھا وہاں اچانک دل

www.novelsclubb.com

زور زور سے ندامت کے بجائے ذلت کے احساس کے کچو کے لگانے لگا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے رمنا کے بازو اپنے کندھوں سے ہٹا چکی تھی۔

" ہاں۔۔۔ بہادر نے جو کہا ہے وہ سچ ہے میں اس سے محبت کرنے لگی ہوں "

منہا کے منہ سے الفاظ نکلنے کی دیر تھی کہ رمنا کی آنکھیں بے یقینی سے دکھ کے تاثر میں تبدیل ہوئی یں اور اس نے ہاتھ اُٹھا کر ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر جڑ دیا۔

محبت۔۔۔۔ یہ لفظ تم نے سیکھا کہاں سے۔۔۔۔۔۔۔، اور وہ سب جو اسے کہہ رہی ہو " تم کہ۔۔۔۔ کچھ کھا کر مر جاؤں گی یہ سب کہاں سے سیکھا منہا بول۔۔۔۔ کہاں سے سیکھا "

رمنا نے تھپڑ اس کی گال پر مارا تھا لیکن آنسو خود کی آنکھوں میں چمکنے لگے تھے، وہ منہا کی ہمت، بے باکی، پاگل پن پر حیرت زدہ تھی۔

www.novelsclubb.com

ہاں وہ جانتی تھی وہ بچپن سے تھوڑی ضدی تھی پر یہ سب یہ نہیں سوچ سکتی تھی وہ کبھی بھی منہا کے بارے میں۔

کہیں سے نہیں سیکھا میں نے، محبت سیکھی نہیں جاتی ہو جاتی ہے میں بہادر کے بغیر نہیں" " رہ سکتی اگر وہ مجھے یہاں سے نا لے گیا تو میں مر جاؤں گی

منہا بول رہی تھی اور رمنا اسے پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی وہ اس سے دو سال چھوٹی تھی اور اس کی باتیں سن کر رمنا کے سر میں ہتھوڑے چلنے لگے تھے۔

" من۔۔ منہا۔۔۔ تو پاگل ہو گئی ہے کیا م۔۔ محبت بہادر سے "

رمنا کی آواز میں کرب تھا، آنکھوں میں آنسو تھے

ہاں۔۔۔ محبت۔۔۔ اور تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے کوئی انوکھا کام کر دیا ہو میں نے، کیا تم" " نہیں کرتی بھائی سے محبت، کیا بھائی نہیں کرتا تم سے محبت

منہا نے ناک پھلائے غصے میں اس کی طرف دیکھا

www.novelsclubb.com

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 30

رمنا نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا جو اس کی بات سمجھنے کے بجائے الٹا اس کے اور تقی کے رشتے کے ساتھ اپنی محبت کا موازانہ کیے اس سے سوال کر چکی تھی۔

" بولو کیا تم اور بھائی نہیں کرتے ایک دوسرے کے ساتھ محبت "

منہا دانت پیسے رمنا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پوچھا اور اب وہ حیرت سے منہ وا کیے کھڑی رمنا کے سامنے تن کر کھڑی جواب کی منتظر تھی۔کچھ پل کی خاموشی کے بعد رمنا کی آواز گونجی

" میری اور تقی کی بات یہاں کہاں سے آگ ئی منہا "

رمنا نے حیرت کو ختم کیے، تیوری چڑھائے اس سے سوال کیا جو اس وقت رمنا کو خونخوار نگاہوں سے گھور رہی تھی، رمنا اسے اپنی بہن سے بڑھ کر چاہتی تھی اور ہر اچھی بری بات میں ہمیشہ سمجھاتی رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اسی غرض سے وہ اب بھی اس کو سمجھانے کے لیے ہی اوپر لائی تھی لیکن بات ہی ایسی تھی کہ غصے میں اسے تھپڑ جڑ گ ئی شائی دیھیں پر اس سے خطا ہوئی اور منہا جو پہلے سے ہی دل و دماغ سے باغی ہو چکی تھی ہتھے سے اکھڑ گ ئی۔

آتا ہے سوال تم مجھے اتنی حقارت سے کہہ رہی ہو کہ میں محبت کیوں کرتی ہوں بہادر " سے اور تو اور مجھے تھپڑ تک مار دیا جیسے میں نے بہت بڑا گناہ سرزد کیا ہو، لیکن کیا تمہیں خود " کا پتا ہے تم بھی تو کرتی ہو میرے بھائی سے محبت اور بھائی تم سے

منہا کا یہ روپ نا صرف رمنا کے لیے حیرت کا باعث تھا بلکہ ساتھ ساتھ اس کا یہ رویہ تکلیف بھی دے رہا تھا، وہ غصے میں سرخی مائل چہرہ لیے اس کے ساتھ ہر محبت اور پیار کو اس چار دن کے نئے جذبات کے لیے فراموش کیے کھڑی تھی۔

منہا تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے تقی سے محبت کے بارے میں میں نے تمہیں نہیں تقی" کو بتایا ہو یا اس سے میں چھپ کر ملنے کے تقاضے کرتی ہوں، میرے اور اس کے دل میں اگر ایک دوسرے کے لیے جذبے ہیں بھی تو ہم نے ان کو خود تک محدود کر رکھا ہے، میں اگر تم سے یہ دل کی بات بانٹ چکی ہوں کہ میں تقی سے محبت کرتی ہوں تو کیا یہ تمھاری " بہادر کے لیے محبت کے برابر ہو گئی بولو

رمنا نے تاسف سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی بات مکمل کی،اور پھر آگے ہوتے ہوئے اپنائیت سے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ دیے، منہا کا ناک نخوت سے اوپر چڑھا اور لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ نے گھیراؤ کیا

" ہاں برابر ہی ہوئی، محبت فقط محبت ہوتی ہے، جیسے تم بھائی سے کرتی ہو میں بہادر سے کرتی ہوں تم یہاں کھڑی ہو کر مجھے گناہ گار اور خود کو پارسا ثابت نہیں کر سکتی "

منہا نے ہاتھ اوپر اُٹھا کر اس کے ہاتھ اپنے کندھوں سے جھٹک دیے، رمنا ہلکا سا جھٹکا کھا کر پیچھے ہوئی پھر پورے وثوق سے گویا ہوئی

" نہیں ہوئی برابر۔۔۔۔یہ محبت جو تم کر رہی ہو تم اس کا انجام اچھے سے جانتی ہو رسوائی اور ذلت کے علاوہ اور کچھ نہیں "

رمنا کے لہجے میں نرمی تھی، محبت سے اس کے چہرے کو ٹھوڑی سے پکڑ کر اپنی طرف گھمایا

"کیسی ذلت، یہ میری زندگی ہے میری خوشی بہادر کے ساتھ جڑی ہے میں اس کے ساتھ ہر حال میں خوش رہوں گی، وہ جہاں جس حال میں رکھے گا، مجھے صرف بہادر چاہیے کوئی ڈاکٹر نہیں کوئی شہزادہ نہیں "

منہا نے ناک پھلائے بڑے عزم سے جواب دیا، وہ بپھر گئی تھی رمنا کی ہر بات کا جواب تھا اس کے پاس در حقیقت وہ کچھ بھی سمجھنا چاہتی ہی نہیں تھی۔

یہ حالت ہی ایسی ہوتی ہے کہ ہر اپنا بھی دشمن لگنے لگتا ہے، ہر صحیح بات بھی غلط لگتی ہے۔

"یہ صرف کہنے کی باتیں ہوتی ہیں منہا، یہ جو جذبے ہیں یہ چند دن کی مشکلات کی مار بھی نہیں سہہ پاتے، اماں مجھے کہتی ہے شادی کے بعد کی زندگی بہت کٹھن ہوتی ہے ذمہ داریوں کا بوجھ جذبات سے کہیں زیادہ ہو جاتا ہے اور محبت کا اصل حق دار وہ ہوتا ہے جس سے نکاح ہوتا ہے اور نکاح کس سے ہوگا یہ اللہ جانتا ہے اس لیے نکاح سے پہلے یوں کسی بھی غیر محرم سے محبت کا اظہار کرنا اور اس سے محبت کی بھیک مانگنا یہ سب غلط ہے "

رمنا نے اپنی عقل کے مطابق اور غزالہ کی سمجھائی گئی باتوں کے پیش نظر اسے بات سمجھانے کی کوشش کی تھی

تو تمھارا ابھی تو بھائی سے نکاح نہیں ہوا کیا پتا تمھاری بھائی سے شادی ہی نا ہو پھر۔۔۔ "

" پھر تو تم بھی گناہ کی مرتکب ہوئی نا

منہا کا چہرہ غصے سے لال بھبھو کا تھا، وہ تنک مزاجی سے اس کے ہر سوال کا جواب دے رہی تھی

" ہاں میں یہ کب دعوی کرتی ہوں کہ میری شادی تقی سے ہی ہو گی اور تم کیوں میرے اور تقی کے رشتے کو بار بار بیچ میں لا کر مجھے قائل کرنے کی کوشش کر رہی ہو، تمہارا اور بہادر کا کوئی جوڑ نہیں اور جب جوڑ نا ہو تو زبردستی جوڑ بنانے میں ہم اللہ کے بہت سے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں، جیسے کہ ظاہری بات ہے، دا جی کبھی تمھاری اور اس کی شادی کے لیے نہیں مانیں گے تو ایسے میں تم اس کو حاصل کرنے کے لیے غلط اقدامات اُٹھاؤ گی اور تم جو بھی کرو گی اس میں بہت سے کام اسلام اور حکم الہی کے خلاف کرو گی اس لیے تمھاری محبت میری محبت کے برابر نہیں ہے "

www.novelsclubb.com

رمنا ایک ہی سانس میں اسے بہت کچھ سمجھانے کی ناکام سعی میں تھی پر وہاں وہ نفرت بھری نگاہوں سے اپنے سامنے کھڑی اپنی جان عزیز سہیلی کو دیکھ رہی تھی جو آج اسے اپنی سب سے بڑی دشمن لگ رہی تھی۔

کیسے۔۔۔؟ محبت میں سب جائز ہے جب میں اس سے محبت کرتی ہوں تو سب کروں گی اسے پانے کے لیے "

منہا نے تاہنوز سپاٹ لہجے میں اپنا اگلا موقف پیش کیا، رمنا نے گہری سانس خارج کی سینے پر ہاتھ باندھے

یہیں سے ثابت ہو گیا کہ تمھاری محبت اور میری محبت میں زمین آسمان کا فرق ہے، میں " تو اس سے خاموش محبت کرتی ہوں ایسی محبت جس کے ہر جذبے کو میں نے نکاح کے بعد کے لیے سنبھال رکھا ہے، حتیٰ کہ میں نے آج تک تقی سے برملا اپنی محبت کا اظہار تک نہیں کیا اور اگر کل میری شادی اس سے نہیں ہو گی تو مجھے دکھ ہو گا لیکن ملامت نہیں ۔۔۔کیونکہ میں نے اس سے یا اس نے مجھ سے اپنے کسی بھی قسم کے جذبات کا تبادلہ نہیں کیا اور میرے وہ جذبات صرف ایک کے لیے ہی ہوں گے، بے شک ابھی میں تقی

کے لیے محسوسات رکھتی ہوں لیکن میں ان محسوسات کو اس پر ظاہر کر کے ناپاک نہیں کرنا چاہتی دعا مانگتی ہوں فقط کہ اس سے میری شادی ہو جائے اور اگر ہو گئی تو پھر ان محسوسات کو ایک پاک رشتے میں باندھ کر اس پر آشکار کر دوں گی "

رمنا نے نہایت ملائم لہجے میں اسے اپنی اور اس کی محبت کا فرق باور کروا دیا تھا

" محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے اس میں جو بھی ہوتا ہے انسان کی اختیار میں نہیں ہوتا ہے "

منہا نے آنکھوں میں موٹے آنسو سجائے کانپتے ہوئے کہا، بہادر پر غصہ آ رہا تھا بجائے اس کی محبت کا جواب محبت میں دیتا اس نے رمنا کو سب بتا کر اسے اس کی ہی نظروں میں گرا دیا تھا

" ہاں میں تمھاری اس بات سے بھی اتفاق کرتی ہوں محبت ہو جاتی ہے، کی نہیں جاتی، لیکن ہر معاملے میں جذبات کو قابو میں رکھنا ہمارے اختیار میں ہوتا ہے یہ نفس کی جنگ ہے جس میں جیت کے لیے صرف اللہ کی طرف دیکھنا ہوتا ہے لوگوں سے بھیک نہیں

مانگی جاتی محبوب سے بھی نہیں اگر کوئی پتھر بھی تمہیں پسند آگیا ہے تو اسے تمھاری قسمت میں اللہ ہی لکھتا ہے، تم سب اللہ پر چھوڑ دو "

رمنا نے اب کی بار اس کے کندھے پر دباؤ ڈالے ہلکی سے مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو جیسے اس کے تپتے دماغ کو سکون ملا اور لگا کہ رمنا اس کے ساتھ ہے، آنکھوں میں اٹکے آنسو گال پر لڑھک گ ئے۔

" رمنا میں بہت پریشان ہوں۔۔۔ میرا ساتھ دو کیا کروں؟؟ مجھے ایسا لگتا ہے میں بہادر کے بنا جی نہیں سکوں گی، مجھے دن رات اس کا خیال رہتا ہے دل چاہتا ہے بس جلدی سے سارا دن اور رات گزر جایا کرے اور وہی لمحہ آجایا کرے جس میں۔۔۔ میں اسے دیکھتی ہوں وہ میرے لیے گاڑی کا دروازہ کھولتا ہے اور میں اس کے پاس سے گزر کر گاڑی میں بیٹھتی ہوں، رمنا وہ مجھ سے محبت کرتا ہے میں جانتی ہوں میرا دل جانتا ہے پر وہ کیوں نہیں آگے بڑھتا "

منہا کانپتے ہاتھوں میں اس کے ہاتھ لیے اسے اپنے پاگل پن سے آگاہ کر رہی تھی، رمنا کے رونگٹے کھڑے ہونے لگے تھے، منہا کی یہ حالت اس کے اندر ایک خوف اتار رہی تھی،

www.novelsclubb.com

جیسے کچھ بہت برا ہونے والا ہے، اپنے خوف پر بروقت قابو پانا بہت ضروری تھا کیونکہ منہا کو اس وقت صرف وہی انسان اچھا لگ رہا تھا جو اس کی محبت میں ساتھ دینے کے لیے بات کرے

" منہا میری بات سنو گڑیا۔۔۔ "

رمنا نے بڑی محبت سے اس کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا تھا وہ اب پہلے رویے کے بلکل برعکس رمنا کی طرف دیکھ رہی تھی، اسے منہا سے بے حد لگاؤ تھا اور یہی وجہ تھی وہ اس کی تھوڑی دیر پہلے والی تلخی بھلائے اسے پھر سے سمجھا رہی تھی۔

"تم بہادر سے بات کرتی ہو اس کو ڈر ہے کہ کوئی اگر دیکھ لے گا تو تمہیں نہیں اسے غلط سمجھے گا، تم اللہ پر سب چھوڑ دو اگر تمھاری بہادر کے لیے محبت سچی ہو گی تو تمھارے دل سے وقت کے ساتھ ختم نہیں ہو گی اور اللہ سے دعا کرتی رہنا اگر وہ تمہیں مل جائے تو سمجھنا تمھارا پیار سچا تھا اگر نا ملے تو اس کو بھی اللہ کی رضا ماننا "

رمنا نے بہت محبت سے اسے سمجھایا تھا جس پر وہ آہستگی سے سر ہلا کر رمنا کے گلے لگ گئی، رمنا اب محبت سے اس کی پشت سہلا رہی تھی۔

میری باتوں کو ٹھنڈے دل اور دماغ کے ساتھ سوچنا، اور آج کے بعد تم بہادر سے کوئی "
" بات نہیں کرو گی

رمنا دھیرے سے اس کے کان میں رس گھول رہی تھی اور وہ فقط رو رہی تھی دل تھا کہ جذبات سے پھٹنے کو تھا۔

چھت اندھیرے میں ڈوب چکی تھی اور ڈھولک کی تھاپ کے ساتھ گانے کی آوازیں چھت پر بھی سنائی دے رہی تھیں۔

****

دوپہر کا وقت تھا سورج پوری تمازت سے حویلی کے اوپر آسمان پر چمک رہا تھا، نیم اور پیپل کے درختوں کو چھوڑ کر پورے صحن کو دھوپ نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔

حویلی کے صحن، اٹاری اور کمروں میں دور دراز سے آنے والے مہمانوں کی رونق لگی تھی۔ خواتین کی کھی کھی اور بچوں کی ریں ریں نے شور و غل برپا کر رکھا تھا۔

درختوں کے نیچے چارپائیوں پر، کمروں میں اور جن کو کچھ زیادہ ہی سردی لگتی تھی وہ صحن کی دھوپ میں چارپائی ڈالے بیٹھے تھے۔

کہیں کوئی کھانا کھا رہا تھا تو کہیں کوئی چائے کے ساتھ لڈو کھا رہا تھا۔ فرزانہ کو مایوں میں بیٹھے آج چوتھا دن تھا وہ اس دن والے ہی پیلے جوڑے میں ملبوس بس ایک کمرے کی ہو کر رہ گئی تھی۔

رمنا نے آہستگی سے برانڈے کے زینے چڑھے وہ بڑی احتیاط سے ہاتھ میں چائے کی پیالیوں سے بھری ٹرے تھامے ہوئی تھی، ٹرے کو تخت پر خدیجہ بیگم اور چند بوڑھی خواتین کے سامنے رکھا اور پھر تیز قدم اُٹھاتی منہا کے کمرے کی طرف بڑھی اس کو اب بھی کام کے لیے بہت سی آوازیں پڑ رہی تھیں جنہیں نظر انداز کرتی وہ اب منہا کے کمرے کے بلکل سامنے کھڑی تھی۔

رمنا نے دروازے کے کواڑ پر ہاتھ رکھا تو ہلکی سی کھٹ کی آواز پر سامنے لکڑی کے کرسی پر براجمان منہا جو اپنے پیروں پر جھکی تھی، نگاہ اُٹھائے اس کی طرف دیکھا اور پھر چہرے کو اسی انداز میں جھکا کر سیاہ رنگ کے سکول کے جوتوں سے اپنے پاؤں آزاد کرنے لگی۔ وہ سکول کی وردی میں ملبوس تھی، چہرہ ہنوز اداس تھا

www.novelsclubb.com

رمنا اب آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتی اس تک پہنچ چکی تھی جو جوتوں کو لکڑی کے کرسی کے نیچے کھسکا کر اپنی جگہ سے اُٹھ رہی تھی، جیسے ہی اپنی جگہ سے اُٹھی رمنا بلکل سامنے کھڑی تھی

۔

"تم سکول کیوں گ ئی تھی آج؟"

رمنا کے لہجے میں تھوڑی سی سخت در آئی تھی، چھت والے واقعے کے بعد آج تیسرا دن تھا اور وہ اس واقع کے بعد سے ہر پل منہا کو جانچ رہی تھی،اور منہا کی حالت صاف صاف بتا رہی تھی کہ اس دن چھت پر وہ اس کے گلے لگ کر اس پاگل پن سے نکلنے کا کہہ تو چکی تھی لیکن اس پر رمنا کی باتوں کا اثر زیادہ دیر نہیں رہا تھا۔اس کی بے چینی،اس کا گم صم انداز سب رمنا کے لیے تکلیف کا باعث تھا۔

اب بھی وہ خاموشی سے،رمنا سے بے نیازی برتتے،اپنا دوپٹہ ایک طرف رکھ کر پلنگ کے نیچے سے اپنی چپل نکالنے کے لیے جھکی

منہا میں تم سے کچھ پوچھ رہی ہوں،شادی کو تین دن رہ گ ئے ہیں،گھر مہمانوں سے " " بھرا ہوا ہے،تم آج سکول کیوں گ ئی تھی

رمنا نے اس کے چپل تلاش کرنے کے بعد کھڑے ہوتے ہی اس کے کندھے کو گھما کر اس کا رُخ اپنی طرف کیا۔

" وہ جماعت ٹیسٹ تھا بہت ضروری اس لیے جانا پڑا "

منہا نے اس سے نگاہیں چرا کر جھوٹ بولا، رمنا نے تاسف سے ایک پل رک کر اس کو گھورا

" جھوٹ بول رہی ہو تم، تم بہادر کو دیکھنے گ ئی تھی "

رمنا نے حد درجہ دھیمے لہجے میں کہا، منہا نے جز بز انداز میں چپل اپنے پاؤ ں میں اڑائی۔

رمنا صبح اُٹھتے ہی معمول کے مطابق مہمانوں کی خدمتوں میں لگ گ ئی تھی جب احساس ہوا کہ منہا آج کہیں نظر نہیں آ رہی، نہیں تو وہ اس کے ساتھ بھاگ دوڑ کر رہی ہوتی تھی اس خیال کے آتے ہی وہ بلقیس کے پاس گ ئی تھی جہاں سے اسے آج منہا کے سکول جانے کی خبر ملی اور اس خبر پر اس کا ماتھا بری طرح ٹھنکا۔

www.novelsclubb.com

ہاں گ ئی تھی، بہادر کو دیکھنے نہیں،اس سے دوٹوک بات کرنے گ ئی تھی، کیونکہ "
میں چاہتی ہوں وہ ہمارے رشتے کو جائز کرے وہ اپنے ابا سے کہے کہ داجی سے میرا رشتہ
" مانگیں

منہا نے سپاٹ لہجے میں اپنی بابت بتائی اور سامنے کھڑی رمنا کو حیرت کا شدید دھچکا لگا

منہا تم پاگل ہو گ ئی ہو اور کچھ نہیں، یہ وقت یہ عمر ہے کیا تمھاری اس سب کے لیے"
" اور تقی۔۔۔وہ تو تمہیں اتنا پڑھانا چاہتا ہے

رمنا کو اس کی بیوقوفی پر حیرت تھی وہ کیوں ایک ہی بات کو ذہن پر سوار کیے ہوئے تھی کیا
تھا جو اس کے اندر کا لاوا ٹھنڈا نہیں ہونے دے رہا تھا

نہیں میں پاگل نہیں ہوں، تمھارا ابھی تو رشتہ ہو گیا ہے، فرزانہ آپا کا بھی ہو گیا تھا اس عمر "
میں، پھر میری دفعہ تمہیں کیوں برائی نظر آ رہی ہے، میری ہر بات کو کیوں غلط قرار دے
" رہی ہو

منہا نے دانت پیس کر بے تکا سا جواز پیش کیا، رمنا نے فوراً اپنی پیشانی کے بل کم کیے

" پھر کیا کہا بہادر نے؟ "

منہا نے ٹھنڈی سانس خارج کیے اس سے سوال کیا، جانتی تھی وہ اس وقت کسی کو بھی اپنا نہیں سمجھ رہی ہے اس لیے سمجھانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا اس دن چھت پر بھی ایک گھنٹہ سمجھانے کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا دراصل وہ خود ہی کچھ سمجھنا نہیں چاہتی تھی۔

انکار۔۔۔ہمیشہ کی طرح انکار وہ صرف نام کا بہادر ہے وہ بزدل انسان ہے مجھ سے محبت کرتا ہے مگر ہمت نہیں ہے "

منہا نے ہاتھوں کو ایک دوسرے میں پھنسائے دل برداشتہ لہجے میں جواب دیا

" وہ بزدل نہیں تم سے عمر میں بڑا ایک سمجھدار لڑکا ہے اور تم بھی اب سمجھدار ہو جاؤ یہ وقتی جذبہ ہوتا ہے خود کو سنبھالو دیکھنا کچھ دن تک سب بھول جاؤ گی "

رمنا نے محبت سے اس کے گال تھپتھپاتے ہوئے اسے سمجھانے کی ایک اور کوشش کی

" ہمم یہ تو وقت ہی بتائے گا "

منہا نے بمشکل آنسو روکتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ایک طرف سے نکلتی کمرے کے دروازے کی طرف بڑھی۔ رمنا وہیں خاموش کھڑی تھی دل عجیب طرح سے ڈوبنے لگا تھا، رونگٹے کھڑے ہونے لگے تھے۔

ایک انوکھا سا احساس تھا بیزاری سی ہر چیز سے ہر انسان سے وہ دل میں تہیہ کر چکی تھی اب نا تو منہا کے بارے میں سوچے گی اور نا ہی اسے سمجھائے گی، گہری سانس باہر انڈیلتی وہ دل کا بوجھ کم کرتی باہر آئی۔

باہر قدم رکھتے ہی ارد گرد سے پھر سے آوازیں ابھرنے لگی تھیں، رمنا یہ کردو، رمنا میری بات سنو۔۔۔ وہ خاموشی سے ایک کے بعد دوسرا کام کر رہی تھی۔

لیکن منہا کی فکر تھی کہ ذہن کو بری طرح جکڑ چکی تھی وہ ایسی ہی تھی شروع سے ہر رشتے کی فکر میں گھل جانے والی۔

نوازش حاکم جب حویلی چھوڑ گیا تھا تو رمنا ہی نے اپنی ماں کو کونوں کھدروں میں چھپ چھپ کر روتے دیکھا تھا۔ وہ سات سال اسے اپنی عمر سے کہیں زیادہ سمجھدار اور حساس بنا گئی تھی اور اب یہی وجہ تھی وہ منہا جو اس کی چچا زاد تھی اس کی فکر دل سے لگا بیٹھی تھی اور اندر ہی اندر گھل رہی تھی۔

****

فرزانہ کے ولیمے کا دن تھا، صحن میں تمام مہمان تیاری مکمل کیے کھڑے تھے، بسیں اور گاڑیاں بس نکلنے کو تیار کھڑی تھیں۔

رمنا پریشان، بے حال صورت بنائے تقی کے کمرے سے باہر نکلی تھی اور قدم اب ٹاری کے زینے اترتے ہی چھت کے زینوں کی طرف تھے، وہ زرد پڑتے چہرے کے ساتھ زینے کے جنگلے کو تھامے اوپر چڑھ رہی تھی۔

اب تقی کو سب بتانے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا وہ تیار ہونے کے بعد اریب بیگم کے حکم پر گاڑی میں فرزانہ آپا کا کچھ قیمتی سامان رکھنے باہر گئی تھی۔ جیسے ہی گاڑی میں سامان رکھ کر پلٹی، بدحواس سا بہادر بلکل اس کے پیچھے کھڑا تھا جو چور نگاہوں سے ارد گرد سب کو جانچ بھی رہا تھا کہ کوئی ان کو دیکھ تو نہیں رہا۔ اس سے پہلے کے رمنا کچھ پوچھتی وہ حد درجہ دھیمے مگر فکر مند لہجے میں گویا ہوا۔

www.novelsclubb.com

"رمنا بی بی۔۔۔ منہا بی بی کو بچا لو وہ کچھ دیر پہلے یہاں آئی تھی اور پاس سے گزرتی مجھے یہ کہہ گئی ہے وہ آج کچھ کھا کر مر جائے گی، اگر میں نے کوئی ہمت نہیں کی تو وہ اپنی جان دے دی گی "

بہادر کانپ رہا تھا اور الفاظ بھی بمشکل ادا کر رہا تھا، شائد وہ منہا کے جذبات سے حد درجہ خوف کھانے لگا تھا یا پھر یہ اس کی محبت تھی۔

رمنا نے ارد گرد سب کی طرف دیکھا اور پھر اثبات میں سر ہلاتی اسے تسلی دے کر حویلی کے گیٹ کی طرف بڑھی، دماغ میں ہتھوڑے چلنے لگے تھے زندگی میں پہلی دفعہ اسے منہا پر اتنا غصہ آ رہا تھا کہ جی چاہا خود اس کا گلا دبا دے جسے کسی کی عزت کا خیال نہیں تھی بس ایک محبت کا بھوت سوار تھا۔

اس کا رُخ سیدھا تقی کے کمرے کی طرف تھا اور اب وہ تقی سے اوپر آنے کا کہنے کے بعد چھت پر جا رہی تھی، آہستگی سے چھت کے زینے چڑھ کر جب وہ اوپر آئی تو سامنے کا منظر دیکھ کر حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔

سامنے صحن کی طرف کی دیوار سے کچھ دور منہا زرعی ادویات کا بوتل ہاتھ میں تھامے کھڑی تھی اور اس کے سامنے بہادر ہاتھ جوڑے کھڑا تھا۔ رمنا تقریباً بھاگتی ہوئی ان تک پہنچی، بہادر نے جیسے ہی رمنا کی طرف دیکھا منمناتا ہوا اس کی طرف بڑھا

" رمنا بی بی یہ دیکھیں کیا کر رہی ہیں منہا بی بی، ان کو روک لیں "

بہادر کی التجا پر رمنا نے خوف سے منہا کی طرف دیکھا جو جنون کی حد تک سرخ آنکھیں لیے تیز تیز سانس لے رہی تھی۔ وہ بہادر کو جان بوجھ کر ذہنی اذیت دے رہی تھی دل کو ایک پل سکون نہیں تھا کہ وہ اس کی محبت میں بلکل اس کی طرح ہی کیوں نہیں تڑپ رہا ہے اسی لیے وہ پھر سے باہر جا کر اسے اپنے دوپٹے کی اوٹ میں چھپی یہ زہریلی بوتل دکھا کر آئی تھی۔

بہادر بدحواس ہو کر اس کے پیچھے ہی حویلی چلا آیا تھا اور پھر مہمانوں سے نگاہ بچاتا وہ چھت پر آچکا تھا، اور وہ جس کے سر پر خون سوار تھا پتا نہیں اس کو یہ ساری ہمت کون سی طاقت دے رہی تھی۔ رمنا گڑبڑا کر آگے بڑھی

" منہا تم۔۔۔ تم۔۔۔ پاگل پن مت کرو سمجھی یہ دو مجھے۔۔۔ دو مجھے بوتل"

رمنا اس کے قریب آرہی تھی اور منہا پیچھے ہٹتی جارہی تھی بہادر بھی ساتھ ساتھ بدحواس سی صورت بنائے آگے بڑھ رہا تھا، وہ اب تقریبا دیوار کے قریب پہنچ چکے تھے

پہلے اس سے کہو کہ اپنے ابا سے بات کرے میں سب کچھ سنبھال لوں گی بھائی کو بھی " " منالوں گی اور اگر یہ اب نہیں کر سکتا تو مجھے بھگا کے لے جائے یہاں سے

منہا نے روتے ہوئے اپنی ازل کی ضد دہرائی، بہادر کی لاپرواہی اور محبت سے انکار اور پھر رمنا تک اس بات کا پہنچنا سب مل جل کر اسے اور ضد اور پاگل پن پر اکسا چکے تھے،

جذبات کو ایک عجیب سا ہیجان تھا جو دماغ کو مفلوج کر رہا تھا اسے رمنا اور بہادر کی آپس میں اس کے لیے یہ بات بری طرح کھل رہی تھی وہ دونوں کیوں اسے پاگل سمجھ رہے تھے۔

رمنا تو اس کے اس پاگل پن پر ششدر کھڑی تھی جبکہ بہادر حواس باختہ قریب ہوا

منہا۔۔۔بی بی۔۔۔ہاں۔۔۔میں راضی ہوں، میں محبت کرتا ہوں آپ سے، میں ابا " "سے بات نہیں کر سکتا پر ہم بھاگ جائیں گے یہاں سے

بہادر نے ڈرتے ہوئے اپنی بات کہی، رمنا نے چونک کر بہادر کی طرف دیکھا

بکواس مت کرو۔۔۔بھاگنا اس سب کا حل ہے کیا اور ابھی تقی آ رہا ہے اوپر میں اس کو یہ " " سب بتانے والی ہوں

www.novelsclubb.com

رمنا کے منہ سے نکلے الفاظ تھے کہ منہا کے ہاتھ سے ایک دم بوتل چھوٹ کر نیچے جا گری ،وہ تنک کر آگے ہوئی اور رمنا کو دونوں کندھوں سے پکڑ کر دیوار کے رخ سیدھا کیا

"تم۔۔۔پاگل ہو ک۔۔کیا۔۔۔بھ۔۔۔بھائی، رمنا تم۔۔۔ "

منہا کے چہرے کا رنگ ایک دم سے بدل گیا تھا، کچھ دیر پہلے والی ہمت بھک سے اُڑی تھی اور کچھ ایسا ہی حال بہادر کا ہوا تھا بہادر جو ایک دم سے بھاگنے کے لیے پلٹنے لگا تھا رمنا نے اس کے گریبان کو پکڑنے کی سعی کرتے ہوئے اس کی جیب میں ہاتھ ڈالا۔

رکو تم بھی کہیں نہیں جاؤ گے، تقی کو سب بتاؤ میرے ساتھ مل کر منہا کے بارے "
" میں

رمنا نے چیخ کر اسے روکا تھا، اس کے قمیض کی جیب چراچراہٹ سے پھٹی تھی، منہا کا دماغ پھٹنے لگا تھا، اس طرف تو اس نے سوچا بھی نہیں تھا، اپنا مٹی سے اٹا ایک ہاتھ اس نے بہادر کے سینے پر رکھا اور گھور کر رمنا کی طرف دیکھا

" رمنا چھوڑو بہادر کو جانے دو، تقی بھائی مار دیں گے، اسے بھی اور مجھے بھی "

منہا نے حواس باختہ ہو کر التجا کی، رمنا نے گردن ہلا کر انکار کیا

" ہاں تو تمھارا مرنے کا شوق بھی پورا ہو جائے گا جو تم آئے دن بہادر کو دھمکی دیتی ہو "

رمنا کو اس کا دماغ ٹکانے پر لانے کا اس سے بہتر حل کوئی نہیں لگ رہا تھا اس وقت، منہا نے جوش میں ایک قدم آگے بڑھایا

www.novelsclubb.com

" چھوڑو بہادر کو۔۔۔۔ "

ایک جھٹکا دیا تھا اس نے رمنا کو جس پر اس کا توازن ایسا بگڑا کہ اس کی کمر دیوار سے ٹکرائی ایک سکینڈ کے بارہویں حصے میں بہادر نے اپنا بازو لمبا کیا تھا مدد کے لیے پر رمنا اس کے کف کو تھامنے کے باوجود اپنا توازن برقرار نہیں رکھ سکی تھی۔

چراغِ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 31

"ہا۔ہ۔ہ۔ہ۔ں۔ں۔ں۔ں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "

منہا کے حلق سے ایک خوفناک چیخ برآمد ہوئی، دونوں ہتھیلیوں کو ایک ساتھ ملائے وہ اپنے منہ پر رکھے پھٹی آنکھوں سے سامنے دیوار کو تاک رہی تھی جہاں ایک سکینڈ پہلے رمنا کھڑی تھی وہ اب وہاں موجود نہیں تھی۔

www.novelsclubb.com

دھڑکتے دل، کانپتے وجود کے ساتھ وہ برق رفتاری سے بائیں طرف کے زینے کی طرف بھاگی، پورے جسم کے رونگٹے کھڑے تھے اور ہاتھ ٹھنڈے ہو رہے تھے، دماغ سائیں سائیں کرنے لگا تھا۔

یہ زینہ زیادہ طرف چھت پر جانے کے لیے استعمال نہیں ہوتا تھا یہاں کاٹھ کباڑ، سمینٹ کی بوریاں اور اینٹیں رکھی ہوئی تھیں، وہ زینے نیچے اتر رہی تھی جبکہ صحن میں موجود تمام نفوس اس وقت ایک جھمگٹے کی صورت رمنا پر جھکے تھے وہ اتنی تیزی سے زینہ اتر کر نیچے آئی تھی کہ کسی کی نگاہ بائیں طرف کے بیلوں میں ڈھکے جنگلے والے زینے کی طرف گئی ہی نہیں جبکہ کے وحشت سے آنکھیں پھاڑے کھڑے بہادر نے اسی پل گڑبڑا کر برساتی کی طرف دوڑ لگادی۔

وہ برساتی میں ایک دوسرے کے آگے پیچھے لمبائی رُخ کھڑی چارپائیوں کے پیچھے دبک کر کھڑا ہو گیا تھا، اس اچانک افتاد پر روح تک کانپ گئی تھی، دل خوف کے باعث اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ بائیں طرف کے کندھے میں تکلیف محسوس ہونے لگی۔

ایک دو سکینڈ کے بعد ہی جہاں نیچے سے ہولناک چیخ و پکار سنائی دینے لگی تھی وہاں، دگڑ ۔۔دھپ۔۔۔دگڑ۔۔۔کی آواز کے ساتھ بہت سے پاؤں چھت پر بھی آئے تھے لیکن چھت پر کسی کو نا پا کر اسی رفتار سے نیچے چلے گئے۔

بہادر اسی طرح دم سادھے وہاں کھڑا رہا پھر آہستگی سے چار پائی یوں کے پیچھے سے نکل کر پچھلے صحن کی دیوار کی طرف گیا۔

اچانک نگاہ اپنی قمیض کی طرف گئی جس کی جیب پھٹ کر نیچے لٹک رہی تھی، جلدی سے قمیض کو کو اتارا اور برساتی کے ایک طرف چار پائی پر پھینک دیا، نامعلوم ذہن میں ایک دم سے یوں پھٹی جیب والی قمیض سے باہر جانا خوف میں کیوں مبتلا کر گیا تھا، اور وہ اسی سوچ کے پیش نظر قمیض اتار رہا تھا کہ منہا سے کہہ کر پھر یہاں سے قمیض منگوا لے گا، قمیض کھولنے کے بعد وہ تیزی سے پچھلے صحن کی دیوار پھلانگ کر بھینسوں کے ڈالے گئے چھپر پر چھلانگ لگا چکا تھا۔

****

www.novelsclubb.com

اندھیرے میں ڈوبا کچی مٹی اور توڑی سے لیپ کیا ہوا صحن چھ نفوس کی موجودگی میں بھی سناٹے سے سائیں سائیں کر رہا تھا۔ نظام تنفس تو سب کا کام کر رہا تھا پر وہ بے جان تھے ۔

جہاں تین نفوس فقط ورطہ حیرت میں تھے وہاں باقی تین نفوس کی تو آنکھیں کرب سے پتھرا گئی تھیں۔

تقی تو کچھ یوں کھڑا تھا مانو جسم کاٹو تو خون نا ہو، مالا جو بہن کی موت پر بچپن میں نا روئی تھی آج آنکھیں بھل بھل آنسوؤں کی ندیاں بہا رہی تھیں وہ نیلے کٹورے جیسی آنکھوں میں ایسا غم لیے کھڑی تھی جس سے دم رکے۔

آہ۔ہ۔۔ہ۔ایک ٹیس اُٹھی تھی سینے میں اور سر اُٹھا کر کوئی بھی راہ نا ملنے پر معدوم بھی ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

" نہیں تقی تمہیں نہیں پتا مجھے کیا کہنا ہے تم سے "

رمنا مضطرب کھڑی تقی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ گزرے لمحے فقط ایک کرب بن جاتے ہیں جن کو موڑ کر کبھی اپنی مرضی سے بدلہ نہیں جا سکتا ہے۔۔۔

بہادر سر جھکائے زمین پر دیوار کے سہارے سے بیٹھ چکا تھا اب اس کے بلبلانے جیسی صدائیں گونج رہی تھیں۔

تقی بھائی۔۔۔۔ معاف کر دو مجھے۔۔۔۔ میں نے بہت گناہ کمایا۔۔۔ تقی بھائی "

" شیطان کے بہکاوے میں آگیا تھا۔۔۔ تقی بھائی۔۔۔۔۔۔

مالا نے آنسوؤں سے تر چہرہ اوپر اُٹھائے تقی کی طرف دیکھا جو بے یقینی کے عالم میں ساکن وجود لیے یوں کھڑا تھا کہ بس بھرا کوئی پتلا ہو جو ہلکے سے دھکے سے دھپ زمین بوس ہو گا۔

مالا پاؤں گھسیٹے چند قدم کہ دوری پر بیٹھے بہادر کے قریب آئی یوں لگ رہا تھا اتنی دیر کھڑے رہنے سے پاؤں شل ہو گئے ہیں اور اب باریک سے کیڑے پاؤں اور ٹانگوں پر رینگتے ہوئے پاؤں اوپر اُٹھانے کی سکت بھی وجود میں نہیں پیدا کرنے دے رہے۔

وہ دوزانو بہادر کے سامنے آ بیٹھی تھی، ہوش و حواس تو پہلے ہی گم تھے اب تو چند بازگشت تھیں جو ذہن کی دیواروں سے ٹکرا کر ایک ہیجان سا پیدا کر رہی تھیں۔

" اُسے بچا لو مالا "

" پکڑو اس کو وہ بھاگ جائے گا اگر وہ بھاگ گیا تو ایک قبر اور بنے گی "

رمنا کی پیٹھ کے پیچھے پیوست خنجر، اس کا دلہن سے سفید کفن میں لپٹی میت بننا، کسی کو بچانے کی منت کرنا، اس کو خوابوں کی سمجھ نا آنے پر دھکے دینا، بٹن کا قمیض سے جڑنا اور پھر خواب میں آنا

یہ سب۔۔۔یہ سب اشارے صرف رمنا کی موت سے نہیں جڑے تھے یہ اس انسان کو مرنے سے بچانے کے لیے جڑے تھے جس کو بچانے کا رمنا کہہ رہی تھی وہ اپنے قاتل کی کھوج نہیں چاہتی تھی وہ تو کسی کو بچانا چاہتی تھی اور وہ کون ہے جس کے ظلم کو وہ ختم کرنے کا کہہ رہی تھی۔مالا کے ذہن کو جھٹکا لگا تھا اور گڑ بڑا کر آنسو پونچھے اس نے بہادر کی طرف دیکھا

" اب۔۔۔اب کس کو۔۔کس۔۔۔کی۔۔۔قبر بنا رہے ہو تم دونوں "

مالا کے سوال پر بہادر جو لگاتار سر دیوار سے لگائے دائیں بائیں سر کو جنبش دیتا رہا تھا ایک لمحے کے لیے ساکن ہوا اور بے یقینی کی کیفیت میں مالا کی طرف دیکھا

" ہاں۔۔۔بتاؤ اب کون ہے جس کی قبر بن رہی ہے۔۔۔ "

مالا اب کی بار چیخ اُٹھی، بہادر بدک کر سیدھا ہوا

" کہ ۔۔۔ کس کی ۔۔۔ قب ۔۔ بر مالا بی بی "

وہ بڑ بڑا گیا پر اس کی گھبرائی سی حالت مالا کے ہیج میں بڑھاوا دے گ ئی تھی وہ غصے میں کانپ اُٹھی۔

" بولو کون ہے وہ جو جس کو رمنا خواب میں بچانے کا کہتی ہے بولو ؟؟ "

مالا پاگلوں کی طرح اس پر چیخ رہی تھی وہ اپنے سوالوں کے سارے جواب آج ہی چاہتی تھی ۔اتنے سالوں سے الجھی ڈور سلجھی بھی تو کیسے تھی۔

بہادر نے نگاہیں چرائی یں تھی جواب مالا کی آواز پر متوجہ ہوا تھا ایک دم سے ایسے آگے بڑھا جیسے بے جان جسم میں روح پھونک دی گ ئی ہو لمبے لمبے ڈگ بھر کر اس نے چار قدموں کا فاصلہ دو قدموں میں طے کیا اور ایک جھٹکے سے زمین پر بیٹھے بہادر کا گریبان اپنے مضبوط ہاتھ میں دبوچے اسے اوپر اُٹھا لیا، اس کے قدم زمین سے کچھ انچ اوپر فاصلے میں ہل رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

بولو کون ہے۔۔۔ نہیں تو چند سانسیں جن کی مہلت دینے والا ہوں ان سے پہلے جان "
" لوں گا تمھاری

تقی کی پوری کھلی آنکھیں اور گرج دار لہجے سے کچی مٹی کی در و دیوار کانپ اُٹھیں، سکینہ کے دائیں طرف کھڑی سفید چادر میں لپٹی بڑھیا ہڑ بڑا کر آگے بڑھی

تقی باؤ۔۔ میرے بیٹے نے سب سچ بتا تو دیا، سارا قصور منہا دھی کا ہے میرے پتر کو کچھ "
" مت کرنا تجھے اللہ کا واسطہ

وہ کانپتی سی حقیر آواز میں کہتی تقی کے قریب ہاتھ جوڑے کھڑی تھی، بوڑھے جھری دار ہاتھ جو جھریوں کے باعث ایک دوسرے سے جڑ بھی نہیں رہے تھے جھٹکا دے کر چھوڑے ہوئے سپرنگ کی طرح لغزش زدہ تھے۔

تقی بھائی میں آپ کو سب بتاتا ہوں اور ہر سزا منظور ہے مجھے، مجھے جان سے مار دو یا سر"
" قلم کر دینا پر منہابی بی کو کچھ مت کرنا

بہادر کی التجا پر تقی نے نا صرف اس کی طرف دیکھا بلکہ اس کا گریبان بھی چھوڑا وہ اب مضطرب صورت لیے ذہن میں لفظوں کو ترتیب دے رہا تھا اور تقی کا خون اس کی منہا کی جان بخشی کی سفارش پر کھول اُٹھا تھا جس پر وہ بمشکل ضبط کیے کھڑا تھا۔

" رمنا بی بی کے گزر جانے کے بعد جیسے منہا بی بی کو چپ لگ گ ئی، وہ ایک دم سے ایسی بدلی کہ اس نے مجھ سے بات کرنا تو دور میری طرف دیکھنا بھی بند کر دیا "

بہادر سر جھکائے ہاتھوں کو ایک دوسرے میں پھنسائے الم کی کفیت میں بات شروع کر چکا تھا۔

" یہاں۔۔۔ یہاں مجھ سے غلطی ہوئی "

آواز میں لغزش پیدا ہوئی

" جہاں اب منہا بی بی کی محبت نے مجھ سے منہ موڑا پتا نہیں کیوں میرے دن رات کا سکون ختم ہو گیا، اس ہیبت ناک سچ کے گواہ ہم دونوں تھے اور ہم دونوں ہی چپ سادھ چکے تھے، ایک دوسرے کی طرف دیکھتے تک نہیں تھے "

بہادر بول رہا تھا اور سب نفوس ایک بار پھر سے ہمہ تن گوش تھے

کتنے ہی سال یونہی گزر گئے، میں خود کو سمجھاتا رہا پر میں ہار گیا۔۔۔۔۔اس دن "

" ۔۔۔۔۔۔جس دن منہا بی بی کا رشتہ فرہاد بھائی سے طے پایا۔۔۔۔

بہادر نے ندامت سے گردن کو کچھ یوں نیچے گرایا جیسے بے جان ہو

میری شادی طے ہو گئی تھی، اس سے پہلے میں بس آخری دفعہ ان سے ملنا چاہتا تھا "

اور پھر مجھے یہ موقع مل گیا، ان کی دوست حمیرا کی شادی پر میں ان کو لے کر گیا اور واپسی

" پر۔۔۔۔۔۔۔۔

بہادر نے کھوئے سے لہجے میں رک کر سانس لی۔۔۔

****

رات کے اندھیرے میں کچی سڑک پر گاڑی دھول اڑاتی آگے بڑھ رہی تھی، جہاں کچے پکے مکانوں کی مدھم زرد بتیاں جل رہی تھیں وہاں گاڑی کے سامنے کی بتیاں سڑک کو روشنی بخش رہی تھیں۔ بہادر لب بھینچے گاڑی چلا رہا تھا اور پچھلی نشست پر سر جھکائے منہا بیٹھی تھی کالی چادر کے نیچے سے زرد رنگ کا چمچاتا جوڑا ہلکی سی روشنی میں بھی چھم چھم کر رہا تھا

۔

www.novelsclubb.com

اچانک گاڑی کی رفتار سست ہوتے ہوتے بلکل بند ہوئی، منہا نے جھکا سر اُٹھائے چونک کر دیکھا، گاڑی سنسان سی سڑک پر ایک درخت کی اؤٹ میں رکی تھی۔

آج حمیرا کی مہندی تھی جس کی واپسی پر بہادر اسے لینے آیا تھا وہ گ ئی تو نقی کے ساتھ تھی لیکن نقی وہیں سے کہیں اور کھسک گیا تھا اور اب واپسی میں وہ گاڑی میں اکیلی تھی۔

بہادر کا یوں اچانک گاڑی روکنا اس کے لیے کسی اچنبھے سے کم نہیں تھا، وہ مضطرب سی سامنے دیکھ رہی تھی جہاں بہادر گاڑی کے سٹیرنگ سے ہاتھ ہٹا چکا تھا۔ اور شائد کچھ کہنے کی ہمت جمع کر رہا تھا۔

" آ۔۔۔آپ۔۔۔ کیسی ہیں؟ "

بہادر کی آواز نے کار میں چھائے سناٹے کو چیرا، منہا نے پتھرائی آنکھوں کو پلکیں جھپکا کر زندہ میں شمار کیا پر کوئی جواب نا دیا، کچھ دیر جواب کی انتظار میں بیتے۔

" آپ۔۔خوش ہیں؟ "

پہلے سوال کا جواب ملا نا تھا کہ اس بے کل ہوئے مجنوں نے دوسرا سوال داغ دیا، منہا اب بھی خاموش بیٹھی تھی ایسی خاموش جس نے اسی دن چپ کا روزہ رکھ لیا تھا جس روز دن دہاڑے اس نے اپنے ہاتھوں کو اپنی ہی چچازاد بہن کے خون سے رنگ لیا تھا۔

منہا کی طرف سے کوئی جواب نا پاکر بہادر نے گہری سانس کچھ یوں باہر انڈیلی جیسے اندر کھلبلی مچاتی تکلیف اس عمل سے مندمل ہو جائے گی، زور سے سر کو سیٹ کی پشت پر دے مارا، کان ترس گئے تھے، اسی محبت کے راگ کو سننے کو جو وہ پورا سال آلاپتی رہی تھی۔

دل میں کسک اُٹھتی تھی اسی محبت کی کھوج کے لیے جس میں پاگل وہ خود کو مارنے تک آ پہنچی تھی پر کوئی جواب، کوئی ہوں ناہاں۔۔۔

م۔۔م۔۔میں۔۔آپ سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔۔ب۔۔بس اتنا بتا دیں۔۔۔"

" آپ اس شادی سے خوش ہیں نا؟

ایک اور سوال جواب کی امید میں کر تو بیٹھا تھا لیکن جواب نداد۔۔۔، بہادر نے اندر اُٹھتی تکلیف کے باعث آنکھیں موند کر کھولیں

خاموشی۔۔۔۔فقط خاموشی۔۔۔گہری خاموشی۔۔۔

"آپ کی محبت کو ٹھکرانے کی سزا دی ہے رب نے مجھے منہا بی بی، مجھے ایک پل کو چین نہیں سات سالوں سے، تڑپ تڑپ کر اب ہمت جواب دینے کو ہے، جانتا ہوں ملن نہیں لکھا اس دنیا میں اور۔۔۔ اور نا ہی یہ حقیر اس کی خواہش کر رہا ہے، ب۔۔ بس دل آپ کو اپنی بے تابی بتانا چاہتا تھا، آپ کی آواز سنے سالوں بیت گئے، رحم کھائیں بس ایک دفعہ اپنی زبان سے میرا نام پکاریں"

بہادر کی آنکھیں بھیگ چکی تھیں آواز کی لغزش اس کی محبت کی سچائی کی گواہ تھی، پر وہ تو پیچھے کسی زندہ لاش کی طرح بیٹھی تھی جس پر بہادر کے رونے کا بھی اثر نہیں تھا۔ بہادر بے آواز آنسو بہا رہا تھا۔۔۔ ایک لمحہ، دوسرا، تیسرا، چوتھا۔۔۔۔۔ پھر پانچواں

"مجھ سے شادی کرو گے"

بہادر آنکھوں پر ہاتھ رکھے بیٹھا تھا جب اچانک اس کی آواز گونجی اور وہ چونک کر پلٹا، اس کی آواز تھی یا ایک میٹھی سی کوک جس نے اس کے کانوں میں گھستے ہی تن بدن میں ایک لہر دوڑا دی تھی۔

وہ ایک دم سے قدموں میں جان دے دینے والے غلام کی طرح مڑا۔

میں تم سے شادی کروں گی پر۔۔۔۔اس دفعہ ہم شادی کے لیے خالی ہاتھ نہیں "

" بھاگیں گے ،فرہاد سے شادی کسی صورت نہیں ٹل سکتی میں نے بہت کوشش کی

منہا سپاٹ لہجے میں بول رہی تھی اس کے لہجے میں نا اتار تھا نا چڑھاؤ ،نا لغزش تھی نا کرب

ناتڑپ تھی ناملال

"... آ۔۔آپ فرہاد سے شادی کریں گی تو۔۔تو پھر مجھ سے "

بہادر نے الجھ کر سوال کیا

فرہاد۔۔۔کو زہر دوں گی اور سارا زیور جو شادی پر مجھے ڈالا گیا ہو گا وہ لے کر بھاگ "

" جائیں گے ہم

منہا کسی خونی چڑیل کے مترادف لگ رہی تھی، بہادر کا دل دہل گیا، جسم کانپ گیا۔۔۔۔

وہ ایک جھٹکے سے مڑا تھا اور پھر بنا پیچھے دیکھے پوری رفتار سے گاڑی بھگا چکا تھا۔

نا پیچھے دیکھنے کی سکت تھی نا کانوں کو کچھ دیر پہلے منہا کے منہ سے نکلے الفاظ پر یقین تھا۔

گاڑی حویلی کے بیرونی گیٹ کے آگے رکی تو وہ انسان کے روپ میں جلاد جیسے دل والی،

سپاٹ چہرے کے ساتھ چادر میں منہ چھپائے گاڑی سے اتری اور بیرونی گیٹ کی دونوں

باغوں کے درمیان کی روش پر چل دی بہادر پھٹی آنکھوں، خوف سے دھڑکتے دل کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا۔

****

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 32

سیاہ رنگ کی گاڑی بھرے بازار کی تنگ گلی کے آگے دیوار کے قریب رکی، صبح دس بجے کے قریب ہی بازار میں رونق شروع ہو جاتی تھی اور اب تو پھر ساڑھے گیارہ کا وقت تھا لیکن اب بھی کچھ دوکاندار اور ٹھیلے والے دوکان کے آگے سے صاف صفائی کا کام کر رہے تھے اور کچھ دوکان کی چیزیں جو وہ رات کو سمیٹ کر اندر رکھ جاتے تھے اب لا کر باہر سجا رہے تھے۔

گاڑی کی پچھلی نشست پر بیٹھیں منہا اور بلقیس اپنی چادریں درست کرنے لگی تھیں کیونکہ بہادر کے گاڑی روکتے ہی ان کو اترنا تھا۔

گاڑی کے رکتے ہی بہادر جلدی سے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور پہلے بائی یں طرف کا دروازہ کھولا، بلقیس دروازے سے باہر نکلی بہادر تیزی سے چلتا ہوا دائی یں طرف لپکا اور دروازہ کھولا، منہا آہستگی سے چادر کو سمیٹتی باہر نکلی، بہادر نے کن اکھیوں سے بلقیس کو دیکھا جو ہاتھ میں پکڑے تھیلے درست کر رہی تھی، بقلیس کی نظروں سے بچتے اس نے منہا کے کان کے قریب سر گوشی کی

"آج رات جب سب سو جائی یں گے، حویلی کی چھت پر برساتی کے پاس آپ کا انتظار کروں گا"

بہادر نے حدرد ھیمی آواز میں سر گوشی کی، منہا نے چونکتے ہوئے پیچھے مڑ کر بلقیس کی طرف دیکھا جو گھوم کر اس کی طرف ہی آ رہی تھی، اس نے جز بز حالت میں بنا بہادر کی طرف دیکھے چادر درست کی اور تیز تیز قدم بلقیس کے ہمقدم ہونے کے لیے بڑھا دیے۔

www.novelsclubb.com

بہادر نے گہری سانس خارج کی اور گاڑی کے دروازے کی پشت سے ٹیک لگائے آسمان کی طرف دیکھا۔

وہ ہار چکا تھا۔۔۔بہت برے طریقے سے ہار چکا تھا۔۔۔سوچا تو یہ تھا کہ اس کی شادی ہو جائے تو سب ٹھیک ہو جائے گا، لیکن یہ اس کی بھول تھی۔

اس کی شادی کو سات ماہ سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا لیکن وہ اپنی بیوی کے لیے کسی قسم کے جذبات دل میں ابھارنے سے قاصر تھا، ذہن میں وہ سیاہ رات چپک کر رہ گئی تھی جس دن منہا نے اس سے فرہاد کو زہر دینے کی بات کی تھی۔

اس رات تو وہ گھبرا گیا تھا مگر اب بار بار منہا کی اس پیش کش کو ذہن میں دہرا کر ضمیر مرنے لگا تھا۔

خود غرض محبت، ہاں یہ محبت کی قسم کچھ ایسا ہی نشہ چڑھا دیتی ہے، جب محبت جیسے خالص جذبے میں خود غرضی کا عنصر گھلنے لگے اس کا رنگ خود غرضی کے رنگ کے پیچھے پھیکا پڑنے لگتا ہے، ایک شخص کی محبت کے پیچھے باقی تمام رشتے بیکار اور بے معنی لگنے لگتے ہیں، ایسا لگتا ہے، اگر وہ نا ملا تو سب رشتے اپنی وقعت کھو دیں گے، ایسا لگ رہا تھا زندگی کی ہر خوشی اس سے کچھ اسطرح جڑ گئی ہے کہ سانس لینا تک دشوار ہو رہا ہے۔

کوئی تھا جو ذہن کو چیخ چیخ کر کچوکے لگانے لگتا تھا کہ تو مرد ہو کر کچھ نہیں کر سکتا وہ عورت ہو کر اپنی محبت میں سب کرنے کو تیار ہے، وہ تمام زیور لے کر گھر سے بھاگے گی فرہاد بلقیس کا اکلوتا بیٹا، منہا تقی کی اکلوتی بہن دونوں طرف کا زیوران کو اچھی رہائی یش اور زندگی کی بہتر شروعات میں مدد دے سکتے ہیں۔

منہا اور فرہاد کی شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں اور وہ تھا کہ یہ سب سوچ کر اس کی بے چینی بڑھتی جارہی تھی یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی بہت قیمیتی چیز کو کھو دے گا۔اور اس سارے احساس کے بڑھنے کی ایک وجہ آئے دن منہا اور بلقیس کا اس کے ساتھ بازار جانا تھا، ہر رات جہاں وہ خود کو سمجھا کر اس خود غرضی کو تھپک کر سوتا تھا صبح ہوتے ہی منہا کا وجود بجھتی راکھ میں چنگاری کا کام کر دیتا تھا۔

اور آج وہ اس نعل در آتشگی کے ہاتھوں اپنی تمام تر خوف کا گلا گھونٹ کر منہا سے ملنے کی درخواست کر چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

****

رات کے اندھیرے میں ڈوبی حویلی اور یخ بستہ ہوئی ہر چیز، بہادر پچھلے صحن کے چھپڑ سے حویلی کی چھت تک پہنچا تھا۔

وہ آج رات گھر جانے کے بجائے گاڑی کی صفائی کے بہانے پچھلے صحن کا باہر برانڈوں کی طرف کھلنے والا دروازہ پہلے سے کھول چکا تھا، اب جب سب سو گئے تھے وہ اسی دروازے سے باآسانی پچھلے صحن اور پھر صحن کے چھپڑ سے لکڑی کی سیڑھی لگا کر چھت پر آ چکا تھا۔

برساتی کے قریب پہنچ کر آہستگی سے چلتا ہوا وہ دیوار کے قریب ہوا اور صحن میں جھانکا، چاروں طرف سناٹا تھا۔

برساتی کے ایک کونے میں دیوار سے لگ کر وہ کچھ اسطرح بیٹھ گیا کہ دونوں اطراف کے زینے باآسانی دیکھ سکتا تھا، وہ کبھی دائیں دیکھ رہا تھا تو کبھی بائیں۔

www.novelsclubb.com

ہولے ہولے لرزتے دل کو پوری اُمید تھی منہا اوپر آئے گی، یونہی بیٹھے، ہاتھوں کو ایک دوسرے سے رگڑ رگڑ کر گرم کرتے اسے ایک گھنٹہ گزر چکا تھا۔ سیاہ اور سفید رنگ کے

ڈبیوں والے کھیس میں لپٹا وہ کھلی چھت کی ٹھنڈی ہوا سے لڑتے سردی کے وار سے مزاحمت کر رہا تھا۔

امید ایک گھنٹے کے بعد ہی خوف اور مایوسی کی لپیٹ میں آنے لگی تو وہ اپنی جگہ سے اُٹھا، چند قدم ہی سرخ اینٹوں والی چھت کے فرش پر چلا تھا، جب سناٹے میں قدموں کی چاپ واضح سنائی دی، ایک لمحے کو دل دھڑکنا بھولا اور رونگٹے کھڑے ہوئے، خوف سے کانپتے وجود کے ساتھ پیچھے مڑ کر دیکھا وہ سیاہ شال میں لپٹی چند قدم کے فاصلے پر پیچھے کھڑی تھی۔ شال گھٹنوں تک آرہی تھی اور ہلکے بھورے رنگ کی شلوار اندھیرے میں گہرے بھورے رنگ کی لگ رہی تھی۔

ایک لمحہ۔۔۔دوسرا۔۔۔ تیسرا۔۔۔چوتھا

" آپ آگئی ہیں۔۔۔مجھے لگا تھا۔۔۔مجھے لگا نہیں آئیں گی "

بہادر کے لب کھلے تو سفید رنگ کی منہ سے اُڑتی، ہوا میں گھلتی، بھاپ کے ساتھ سرگوشی نے یخ بستہ سناٹے میں ارتعاش پیدا کیا۔

" کچھ کہنا ہے تمہیں مجھ سے کہو؟ "

www.novelsclubb.com

بے تاثر، سرد ی میں سرد لہجہ ،وہ چہرہ سیاہ چادر میں کچھ یوں چھپائے کھڑی تھی کہ صرف آنکھیں اور ناک کی اوپری سطح واضح تھی۔

"میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "

بہادر ر کا کندھوں پر ڈالے کھیس کو درست کیا، ہاتھوں کو ایک دوسرے کے ساتھ رگڑا، مضطرب چہرہ ذہن میں ترتیب دیے تمام جملوں کے بے ترتیب ہونے کی عکاسی کر رہا تھا۔

" میں آپ کا ساتھ ،ہر حال میں چاہتا ہوں "

آخر کار مضطر لہجے میں وہ جھجکتے ہوئے اپنی بات کہہ پایا، منہا کے بولنے کے لیے منتظر سی نگاہ اُٹھائی

"تم مجھے زہر لا دو گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "

www.novelsclubb.com

لمحہ منجمند۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بہادر کی حیرت سے بے نیازہ برتتی کلام کا سلسلہ جوڑ چکی تھی

"یہ۔۔۔۔یہ ایسا زہر ہوتا ہے جو آہستہ آہستہ انسان کے جسم پر اثر کرتا ہے اور پھر وہ اندر سے ایسا کھوکھلا ہو جاتا ہے کہ بچ نہیں سکتا "

منہا کسی ٹرانس کی کیفیت میں بول رہی تھی، بہادر تیزی سے دو قدم آگے بڑھا

"منہا بی بی کیا۔۔۔۔۔۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم۔۔۔ ایسا کچھ بھی نا کریں میرے پاس ایک خبر ہے ایسی جو شائی د ایسا کچھ کرنے کی نوبت ہی نا آنے دے"

بہادر نے ٹھٹھرتے اور خشک ہوتے لبوں کو بھینچے رازدارانہ انداز میں کہا، منہا نے نگاہیں اُٹھائے اس کی طرف دیکھا

"منیر میاں کا ایک راز ہے میرے پاس۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ دوسری شادی کر چکے ہیں ایک طوائف کے ساتھ"

بہادر نے بڑے رازدانہ انداز میں اسے ایک اہم بات سے آگاہ کیا، وہ اس راز سے بہت سال پہلے ہی واقف ہو چکا تھا جب اس نے ایک دفعہ شہر میں منیر میاں کو دو بچوں کے ساتھ دیکھا تھا پھر چھپ چھپ کر ان کا پیچھا کرنے پر اسے پر یہ راز افشاں ہوا تھا کہ وہ چھپ کر نکاح کر چکا ہے، اس بات کا ذکر جب اس نے گھر میں اپنے باپ سے کیا، تو اس نے اسے اپنی زبان بند رکھنے کا کہا، وہ تب سے خاموش ہو گیا تھا لیکن آج وہ چاہتا تھا کہ منہا بجائے فرہاد کو مارنے کے اس راز کا پردہ فاش کرتے ہوئے کچھ کرے۔

اس بات پر منہا ایک لمحے کے لیے چونکی مگر دوسرے ہی پل آہستگی سے سر نفی میں ہلا دیا۔

"اس سے کیا ہو گا، کچھ نہیں ہو گا، زیور حاصل کرنا ہمارا اصل مقصد ہے جو شادی سے پہلے کسی بھی صورت میری دسترس میں نہیں آ سکتے ہیں، اس لیے شادی کرنا مجبوری ہے، تمہیں زہر تیار کروانا ہو گا، میں شادی کے بعد تمہیں زہر خریدنے کے پیسے دوں گی"

منہا تو اپنی بات پر ڈٹی تھی اور ایک طرح سے وہ درست تھی زیور ابھی اس کی دسترس میں نہیں تھا جو شادی کے بعد ہی مل سکتا تھا مگر یہ زہر اور فرہاد کی موت۔۔۔ایک لمحے کو بہادر کو پھر سے اپنے ارادے سے ڈگمگا گئی پر یہاں بھی وہ درست تھی فرہاد کے نکاح میں آنے کے بعد وہ نکاح پر نکاح نہیں کر سکتے تھے اس کے لیے فرہاد کا مرنا لازمی تھا۔

دونوں طرف خاموشی کی فضا چھائی تھی، بہادر گہری سوچ میں ڈوبا تھا اور منہا چھت کی دیوار کو گھور رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

ایک لمحہ۔۔۔دوسرا۔۔۔تیسرا۔۔۔

"اچھا میں چلتی ہوں، تم میں ہمت نہیں ہے کچھ بھی کرنے کی"

منہا ایک دم سے پلٹی

" رکیں۔۔۔رکیں۔۔ "

بہادر نے بے ساختہ گڑ بڑا کر بازو لمبا کرتے ہوئے اسے روکا

" میں۔۔کروں گا سب کچھ آپ کے لیے۔۔۔نہیں۔۔۔ہماری محبت کے لیے "

بہت دور سے آتی ہوئی آواز تھی، وہ خاموش ہوئی پھر ایک لمحے کا سناٹا تھا

ٹھیک ہے، میں شادی کے بعد تمہیں بتاؤں گی کیا کرنا ہے، تم بس کسی پنساری سے رابطہ کرو اور اس سے اس دوا کے متعلق پوچھو، کیسے۔۔۔۔اور کتنے پیسوں کے عوض تیار کرے گا "

منہا نے دوٹوک لہجے میں اپنی بات کہی اور پھر تیزی سے پلٹتے ہی قدم آگے بڑھا دیے

" رکیں۔۔۔ "

www.novelsclubb.com

بہادر کی آواز پر قدم تھمے مگر وہ پلٹی نہیں، بہادر نے دو قدم گھسیٹ کر چھت کی مٹی کو روندتے ہوئے بڑھائے

"چہرہ۔۔۔تو دکھا دیں اپنا، اس ٹھنڈ میں بھی آنکھیں جل رہی ہیں۔۔۔۔شائی دیکھ سرور ملے"

بہادر کے گھمبیر لہجے میں جذبات کی گرماہٹ موجود تھی بڑے حق اور وثوق سے وہ یہ بات کہہ گیا تھا اور اب لب مسکرا رہے تھے کہ وہ پلٹے گی اور چہرے پر سے سیاہ چادر کو ہٹا دے گی، وہ یونہی رُخ موڑے مجسم کھڑی تھی اور پھر تیزی سے قدم آگے بڑھا گئی۔

بہادر جو ہاتھوں کو آپس میں ملتا مسکرا رہا تھا اور اس کے دید کی خوشی چہرے پر گلال کھلا رہی تھی ایک دم سے حیرت میں اسے زینے کی طرف جاتے دیکھا۔ وہ زینہ اتر چکی تھی۔

بے یقینی سے خالی چھت کو دیکھا جہاں کچھ پل پہلے وہ کھڑی تھی، گہری سانس خارج کی اور پچھلے صحن کی دیوار کی طرف قدم بڑھا دیے

www.novelsclubb.com**********

"!!!! یا میرے اللہ۔ہ۔ہ۔ہ۔ہ۔ہ۔ہ۔ہ"

مالا نے پھٹتے دل کے ساتھ منہ پر ہاتھ رکھا اور بے ساختہ چند قدم پیچھے ہوئی، حقیقت ایسی روح پرور تھی کہ سانس تک اٹک گیا۔اُس کے لیے منہا آپا کا ایسا روپ ناقابل یقین تھا۔

تقی بد حواس پھٹی آنکھوں سمیت بہادر کی طرف دیکھ رہا تھا، دل چاہ زمین پھٹے اور وہ پورے کا پورا اس میں سما جائے، منہا سے محبت کے سارے مناظر ایک ایک کر کے ذہن کے پردوں میں بھڑکتی آگ سے جل کر راکھ ہو رہے تھے۔

بوڑھی عورت کے ساتھ کھڑی بہادر کی بیوی منہ پر ہاتھ رکھے سسکنے لگی تھی، بہادر کی خود سے بے اعتنائی کو سہتے دو برسوں کا سبب آج پتہ چلا تھا۔

"اس کے بعد۔۔۔ منہا بی بی نے مجھے اپنی ایک انگوٹھی اور ایک سونے کا کڑا بیچنے کو دیا، "

"میں نے وہ بیچ کر زہر خریدہ اور منہا بی بی کو دے دیا

www.novelsclubb.com

بہادر سپاٹ لہجے میں بول رہا تھا اور سننے والے وجود بھی کان بن چکے تھے

"بعد ازاں منہا بی بی چپ سادھ گیں، میں نے بہت بار ان سے بات کرنے کی کوشش کی پر انہوں نے آگے کے بارے میں مجھے کوئی آگاہی نہیں دی "

بہادر اب جھکے سر کو آہستگی سے دائیں بائیں جنبش دیتے ہوئے بات کر رہا تھا، ایک سکینڈ کے توقف کے بعد اس نے وہیں سے سلسلہ کلام جوڑا

"مجھے ایک دن جوش آیا۔۔۔اور میں نے اپنے ایک جاننے والے سے منیر میاں کے راز پر ایک خط لکھوا کر حویلی بھیج دیا، میں چاہتا تھا اس خبر سے منہا بی بی کچھ اشارہ سمجھے گی اور بات آگے بڑھائے گی مجھے کچھ بتائے گی کہ اب کب تک ہم یہاں سے بھاگیں گے پر اس کے بعد ہماری کوئی بات نہیں ہوئی "

بہادر نے ہتھیلی کی پشت سے ہونٹوں کی اوپری سطح پر آیا پسینہ صاف کیا اور آہستگی سے نیچے ڈھلکا سر اوپر اُٹھایا۔ کانپتے سے ہاتھ تقی کے سامنے جوڑے

"تقی بھائی بہک گیا تھا، منہا بی بی کی باتوں میں اور محبت میں آکر سب کیا پر اب یہ چاہتا ہوں مجھے کڑی سے کڑی سزا ملے "

بہادر نے ہاتھ جوڑے نگاہیں جھکائیں، مالا جو بد حواس کھڑی یہ سب سن رہی تھی تیزی سے تقی کی طرف بڑھی، ساکن کھڑے تقی کے بلکل سامنے آکر چہرہ اوپر اُٹھایا

www.novelsclubb.com

تقی۔۔۔ جلدی گھر چلیں۔۔۔ ہمیں فرہاد بھائی کو سب بتانا ہو گا،ان کو بچانا ہو گا، ''

''اگر منہا آپا ان کو اس وقت سے زہر دے رہی ہیں تو۔۔۔

مالا سوجی آنکھوں اور سرخ ناک لیے بمشکل روندھائی آواز میں بول رہی تھی،اس کی بات ابھی مکمل نہیں ہوئی تھے جب تقی اس سکتے کے عالم سے باہر آیا، سلگتے دماغ اور کنپٹی کی ابھرتی نسوں میں شدید درد تھا،اعصاب کا تناؤ اتنا بڑھا تھا کہ اب سر میں ہتھوڑے سے برسنے جیسا احساس تھا۔

تقی نے پیشانی کے دونوں اطراف کنپٹی کو نسوں پر انگلیاں رکھیں، ابھی بہادر کے جرم کی سزا سے فرہاد کو بچانے کی اہمیت زیادہ تھی۔اس نے ایکدم ہاتھ نیچے گرائے، تیزی سے قدم بیرونی دروازے کی طرف بڑھائے تو مالا بھی بدحواس سی ساتھ ہوئی سکینہ نے ایک نفرت بھری نگاہ بہادر پر ڈالی اور بھاگتی ہوئی دروازے سے نکلتے تقی اور مالا کے ہمراہ ہوئی

www.novelsclubb.com

۔

بہادر اب سر کو دونوں ہاتھوں میں تھامے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا اور پھر لکڑی کے دو پٹ والا دروازہ ٹھک، ٹھک کی آواز کے ساتھ لگنے کے بعد چٹخنی اوپر چڑھنے کی آواز آئی۔

****

حویلی کا بیرونی گیٹ ٹھک کی آواز سے کھل کر بند ہوا، گیٹ کا چھوٹا پٹ کھول کر وہ تینوں آگے پیچھے تیز تیز قدم اُٹھاتے راہداری پر چل کر صحن کی طرف بڑھ رہے تھے، تقی کا چہرہ تنے ہوئے اعصاب کے باعث سخت اور غصے کے باعث سرخ ہو رہا تھا۔

تین قدم صحن میں پہنچے تو ٹھٹھک کر رک گئے، صحن کا منظر ہی عجیب تھا، حویلی کے سارے مکیں ہوائیاں اڑے چہرے لیے صحن میں موجود تھے۔

فرہاد نے منہا کو بازوؤں میں اُٹھا رکھا تھا، سب نے ایک ساتھ ان تینوں کی طرف دیکھا، بلقیس اور غزالہ برق رفتاری سے ایک ساتھ ملاں اور تقی کی طرف بڑھیں، بلقیس بھاگتی ہوئی تقی کے پاس پہنچی جو نا سمجھی سے بھنویں سکیڑے سامنے کے منظر کو دیکھ رہا تھا۔

وہ تو سوچ رہا تھا، منہا کو بالوں سے نوچتے ہوئے صحن میں لا کر پٹخے گا اور پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کا گلا دبوچ کر اسے جان سے مار دے گا۔

”تقی کہاں تھا تو۔۔۔ دیکھ بہن کو کیا ہو گیا ہے؟، ہوش میں نہیں آ رہی ہے، آنکھیں ہی نہیں کھول رہی ہے کب سے، دیکھ اسے۔۔ے۔۔ے۔۔ے“

بلقیس کی پھٹتی آواز خوف سے کانپ رہی تھی، ممتا کا کلیجہ کسی نے مٹھی میں لیا ہو جیسے،

غزالہ پریشان صورت لیے مالا کے قریب ہوئی

" مالا۔۔ کہاں تھی تو کب سے ڈھونڈ رہی ہوں تجھے "

غزالہ نے حد درجہ دھیمے لہجے میں پوچھتے ہوئے ساکن کھڑی مالا کا کندھا جھنجوڑ ڈالا جو سامنے کے منظر کو پھٹی سے آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

تقی اب مضطرب سا بلقیس کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا، جہاں صحن میں فرہاد اب تقی کو دیکھ کر منہا کو چارپائی پر لیٹا چکا تھا۔

تقی نے ایک نگاہ فرہاد کے چہرے کی طرف دیکھا جو منہا کی اس حالت سے پریشان حال پیشانی پر شکن ڈالے کھڑا تھا اور پھر چارپائی پر لیٹی منہا پر جھک گیا۔

صحن میں جلتے پیلے بلب کی تیز روشنی میں وہ باآسانی منہا کا چہرہ دیکھ سکتا تھا، اس کی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے گال کے پاس سے نیلے رنگ کے ہو رہے تھے، اس کے لبوں کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا وہ بھی ہلکے نیلے اور سیاہ رنگ کے ہو رہے تھے جن پر جمی پپڑی سفید رنگ کی تھی۔ تقی نے اس کے زرد پژمردہ سے بازو کو اوپر اُٹھایا

" مجھے زہر لا دو گے، یہ زہر انسان کو اندر سے آہستہ آہستہ کھوکھلا کر دیتا ہے "

بہادر کے کہے جملے تقی کے ذہن میں گونجتے ہی اس کے اوسان خطا کر چکے تھے، دل ایک دم سے دہل گیا، اس کی نبض کی رفتار بہت آہستہ تھی، تقی نے جلدی سے اس کی آنکھ کے پپوٹے کو اپنے انگوٹھے سے اوپر کیا

" ڈاکٹر تقی مجھے پورا یقین ہے، منہا کے بے بی کی ڈیتھ کی ریزن کوئی دوا ہے "

ڈاکٹر تسنیم ناک پر چشمہ درست کر رہی تھیں، تقی نے منہا کے آنکھ کی پتلی میں نیلی دھاریوں کو دیکھا

تقی یار یہ کوئی دوا کے اثرات ملے تو ہیں خون میں پر ان کی مقدار اتنی کم ہے کہ سہی "

" سے معلوم نہیں ہو رہا، میں نے رپورٹ تمہیں تار کے ذریعے بھیج دی ہیں

نمیر کی آواز کانوں میں گونجی تھی، تقی نے ایک جھٹکے سے منہا کو گود میں اُٹھایا اور حویلی کے بیرونی گیٹ کی طرف دوڑ لگا دی۔

www.novelsclubb.com

ڈب۔۔ڈب۔۔۔ڈب۔۔۔ڈب۔۔۔دل کی دھڑکنے کی آواز کانوں میں بجنے لگی تھی،وہ پوری قوت لگا کر جتنا تیز چل سکتا تھا چل رہا تھا،اب مضبوط بازوں کی رگیں بھی کنپٹی کی نسوں کی طرح اُبھر گ ئی تھیں۔

" رمنا آپا نے کہا اس کو بچا لو۔۔۔۔،ایک قبر اور بنے گی "

مالا کی آواز تھی اور اب اُبھرتی رگوں والے بازو کے اوپر موجود بال بھی کھڑے ہو رہے تھے۔

" تقی۔۔ی۔ی۔ی۔۔ تقی۔۔۔ہوا کیا ہے منہا کو "

کتنی ہی آوازوں کی ملی جلی بازگشت بھاگتے تقی کے عقب میں گونج رہی تھیں،نقیب حاکم، فرہاد،نوازش، منیر سب تقی کے پیچھے بھاگے تھے۔

صحن میں کھڑے باقی لوگ اب پھٹی آنکھوں اور پریشان چہروں سے حویلی کے گیٹ کو تاک رہے تھے۔

سکینہ نے مضطرب چور سی نگاہوں سے مالا کی طرف دیکھا،مالا نے آہستگی سے انگلی اُٹھائی اور خشک ہوتے لبوں پر رکھ دی۔

****

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 33

فجر کی اذن کی آواز ہسپتال سے ملحقہ چھوٹی سی مسجد سے گونج رہی تھی, ویسے تو ہسپتال میں ساری رات ہی ہلکی پھلکی چہل قدمی لگی رہتی تھی, لیکن اذان کی آواز کے ساتھ ہی مریضوں کے ساتھ آئے اہل خانہ اب اٹھ کر وضو کرنے کی غرض سے وضو خانوں کا رُخ کر رہے تھے۔

ہسپتال کے اندرونی انتہائی نگہداشت کے وارڈ کی لمبی راہداری ابھی بھی سناٹے کا ہی شکار تھی۔اور یہیں راہداری کے بائیں طرف موجود وی۔آئی۔پی کمرہ وحشت ناک خاموشی میں ڈوبا تھا۔

آلہ تنفس میں جکڑی مہنااور ٹوں۔۔۔ٹوں کی متواتر ایک وقفے سے آتی آواز ہسپتال کے اس ملگجی روشنی میں نہائے کمرے کی ہولناک خاموشی میں خلل پیدا کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ بے جان پژمردہ ہسپتال کے بیڈ پر نیم دراز تھی۔ چہرہ زرد آنکھوں کے گرد گھرے ہوتے حلقوں کے باعث خوفناک لگ رہا تھا, وہ یوں ادھ موئی حالت میں لیٹی کچھ دن پہلے والی منہا ہر گز نہیں لگ رہی تھی۔

آہستگی سے کمرے کا دروازہ کھلا تو آلہ تنفس سے آتی ٹوں۔۔۔ٹوں کی آواز کے ساتھ کمرے کے دروازے کی چرچراہٹ کی آواز شامل ہوئی, تقی ہلکے نیلے رنگ کی چیکدار شرٹ کے اوپر سفید کورٹ میں ملبوس کمرے میں داخل ہوا, تقی کے پیچھے ہی ایک اور سنئیر ڈاکٹر بھی کمرے میں داخل ہوا۔

ڈاکٹر وقاص ہسپتال کے سنئیر ڈاکٹر میں شمار ہوتا تھا لیکن تقی سے اس کی بہت دوستی تھی منہا کا معاملہ مکمل طور پر ایک پولیس کیس بن رہا تھا لیکن تقی سے دوستی کی بنا پر ڈاکٹر وقاص اس معاملے کو چھپانے میں اس کا بھرپور ساتھ دے رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

رات بھر انتہائی نگہداشت میں رکھتے ہوئے معدہ واش کرنے کے باوجود اب معاملا سنگینی اختیار کرنے لگا تھا کیونکہ منہا کی حالت تشویش ناک صورت اختیار کرتی جا رہی تھی۔

تقی اور ڈاکٹر وقاص آہستگی سے چلتے ہوئے اب منہا کے بیڈ کے قریب آ چکے تھے, منہا پر نگاہ پڑتے ہی تقی کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبوچ لیا۔ماں جائی ہونا شائد اسے ہی کہتے ہیں, آج اسے یہ بات باخوبی سمجھ آ رہی تھی

"تقی مجھے لگتا ہے اسے بڑے شہر لے جانا چاہیے،لاہور یا کہیں اور "

ڈاکٹر وقاص نے ایک نگاہ منہا پر ڈالی اور لب بھینچے پریشان حال کھڑے تقی کی طرف دیکھا۔ تقی نے چونک کر منہا پر جھکا چہرہ اوپر اٹھائے ڈاکٹر کی طرف دیکھا۔

وہ رات ہی منہا کو لے کر فوراً شہر آ گئے تھے, اس وقت فرہاد, نقیب حاکم, نوازش حاکم اور منیر باہر موجود تھے, تقی ان سب سے بھی منہا کے متعلق ہر بات چھپائے ہوئے تھا۔

"ابھی۔۔۔اس کی حالت۔۔۔آکسیجن کے بنا مطلب یہ کچھ مشکل لگ رہا ہے مجھے "

تقی نے پیشانی کو پریشانی سے سہلاتے ہوئے بے ربط سے جملے ادا کیے, اس کی یہ گھبرائی ہوئی حالت سامنے لیٹی منہا کی وجہ سے تھی, ڈاکٹر وقاص نے آگے بڑھ کر تقی کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"دیکھو تقی آنسٹلی سپیکنگ۔۔۔پیشنٹ کی حالت بہت کریٹیکل ہے، زہر کا سب سے زیادہ اثر سٹمک اور گردوں پر ہوا ہے فوری علاج کے لیے بہترین طبی سہولیات درکار ہیں جو یہاں دنیاپور میں تو بلکل نہیں ملیں گی تمہیں، میرا مشورہ یہی ہے آج رات ہی تم پیشنٹ کو لے کر کسی بڑے شہر کے لیے روانہ ہو جاو"

ڈاکٹر وقاص نے اب کی بار دوٹوک لہجے میں اپنی بات مکمل کی، تقی کے کندھے کو تھپ تھپایا اور کچھ توقف کے بعد تقی کو یونہی پر سوچ چھوڑ کر باہر نکل گیا، تقی نے نگاہ اُٹھائے سامنے بے حال لیٹی منہا پر ڈالی۔

وہ شائد پچھلے تین ماہ سے یا اس سے کم عرصے سے زہر لے رہی تھی اور زہر کی یہ مقدار آہستہ آہستہ اس کے اندر بہت سے عضا کو بری طرح اثر انداز کر چکی تھی۔

تقی نے بے بسی سے منہا کے چہرے کی طرف دیکھا، کہاں تھی کل اس کے لیے دل میں اُٹھنے والی نفرت، کہاں تھا وہ غصہ جو اسے منہا پر تھا، اس وقت تو سوائے رحم کہ اسے منہا پر کچھ نہیں آرہا تھا۔

وہ چاہے ذہن کو بار بار جھٹلا رہا تھا, لیکن وہ ایک ڈاکٹر ہونے کے ناطے باخوبی جانتا تھا منہا کا بچنا اب بہت مشکل تھا۔اس کا ہسپتال نا آنے کی ضد کرنا دوا لینے میں کوتاہی برتنا وہ یہ سب جان بوجھ کر کرتی رہی تھی اور۔۔۔اریب پھپھو پر جو وہ انجانے میں الزام لگا چکا تھا سب کچھ اندر سے ایسے جھنجوڑ رہا تھا۔

☆☆☆☆

گہرے بھورے رنگ کی کپڑوں کی الماری کے دونوں پٹ کھُلے تھے, تقی خالی ذہن اور مضطرب چہرہ لیے سامنے کھڑا تھا۔کندھے ڈھلکے ہوئے تھے اور اعصاب بھاری بوجھ تلے دبے ذہن کو مفلوج کر رہے تھے۔

کمرے کی اس ہولناک خاموشی کا ساتھی صرف اُس کا ہی وجود نہیں تھا، چند قدم کی دوری پر سراسیمگی اور تاسف میں ڈوبی مالا بھی کھڑی تھی جو سست رفتاری سے پلنگ پر پڑے جوڑے اٹھا کر ان کو ہاتھوں میں گھماتی پلنگ پر پڑے سیاہ رنگ کے بیگ میں رکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

تقی نے تاہنوز اسی حالت میں ہاتھ بڑھا کر سامنے پڑے دو جوڑے اُٹھائے اور پلٹا, جیسے ہی پلٹا تو پیچھے کمرے میں داخل ہوتی بے حال بلقیس کو دیکھ کر وہیں تھم گیا, وہ مضطرب سے آگے بڑھی۔

تقی تو بس مجھے لے جا ساتھ لاہور, دیکھ میں یہاں پل پل مرتی رہوں گی اس کی فکر میں " " اور پھر اس کی دیکھ بھال کون کرے گا یہ سب وہاں۔۔۔

بلقیس روندھائی آواز میں تقی سے التجا کر رہی تھی, تقی کچھ دیر پہلے ہی شہر سے حویلی پہنچا تھا اور آتے ہی اس نے مالا کو اپنے ساتھ لاہور جانے کا حکم صادر کر دیا تھا۔

وہ اب جہاز کے ذریعے منہا کو لاہور لے جا رہے تھے, وہاں وہ نمیرا اور بلال کے ساتھ بات کر چکا تھا وہ دونوں لاہور کے اچھے ہسپتال میں ملازمت کر رہے تھے اور اب وہیں منہا کا علاج ہونا تھا۔

www.novelsclubb.com

بلقیس کا یہ درد اور دکھ سے بھرا چہرہ وہ جانتا تھا وہ ماں ہیں اور منہا کی یہ حالت ان کے لیے بہت پریشان کن ہے لیکن منہا کی اس حالت کے پیچھے موجود حقیقت سے صرف مالا ہی واقف تھی اسی لیے وہ مالا کو ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔

" اماں۔۔۔اماں۔۔۔۔ فکر نا کریں آپ, مالا سنبھال لے گی سب۔۔۔ "

تقی نے بلقیس کے کندھے پر ہاتھ رکھے تسلی دی مگر اس کی یہ تسلی کارآمد ثابت نہیں ہوئی تھی وہ جانتا تھا اس بارے میں۔

مالا اتنی چھوٹی ہے اسے کہاں وہاں سب سنبھالنا آئے گا, تو فکر نا کریں میں ساتھ چلتی "

" ہوں

بلقیس اب بھی پریشان حال تھی، تقی نے گہری سانس لیتے ہوئے رُخ موڑا, وہ ہاتھ میں پکڑے کپڑے پلنگ پر رکھ چکا تھا۔

مالا اب ان کپڑوں کو بھی اُٹھا کر تہہ لگانے کے بعد بیگ میں رکھ رہی تھی, نگاہیں بار بار تقی اور بلقیس پر اُٹھ رہی تھیں, وہی دونوں نہیں پورا حاکم قصر اُداسی میں ڈوب گیا تھا, ابھی تو ایک جوان موت کا غم قصر کی مکینوں کے دلوں سے مندمل نہیں ہوا تھا تو دوسرا۔۔۔۔

بلقیس کے مالا کو یوں چھوٹا اور ناسمجھ کہنے پر تقی نے جھنجلا کر بلقیس کی طرف دیکھا

"نہیں ہے وہ چھوٹی اماں, بہت سمجھدار ہے, آپ سے نا تو جہاز کا سفر ہو پائے گا اور نا وہاں ہسپتال میں اتنی بے آرامی کاٹی جائے گی، میں ہوں فرہاد ہے ابا ہیں ہم سب سنبھال لیں گے"

تقی نے تسلی آمیز لہجے میں بلقیس کے کندھے پر زور دیتے ہوئے پھر سے وہی جواب دیا, تقی کے یوں اس کو سمجھدار کہنے پر مالا نے ایک لمحے کے لیے پلکوں کی گھنی جھالر اٹھائے اسے دیکھا۔

شکن آلودہ شرٹ, بکھرے سے بال, تنے اعصاب کے باعث کچھا سا چہرہ, رتجگے سے اوپر کو چڑھی, تھکی سی آنکھیں 'بے اختیار دل چاہا تائی اماں کمرے میں نا ہوتی تو تقی کے سینے سے جا لگتی اس کی تکلیف اس کے دُکھ کو اپنے اندر کہیں سمیٹ لیتی اس کی یہ کرب ناک حالت دل میں کسک پیدا کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

ایک متوازن ڈگر پر چلتی زندگی یوں پلٹا کھائے گی ان میں سے کسی نے سوچا بھی نا تھا۔ تقی اب ایک بازو کے حصار میں بلقیس کو اپنے ساتھ لگائے ان کے سر پر بوسہ دے رہا تھا۔

آپ بس یہاں رہیں اور دعا کریں اس کے لیے ان شااللہ وہ صحت یاب ہو کر لوٹے گی "

"

تقی کی آواز کہیں بہت دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی,مالا نے چونک کر تقی کی طرف دیکھا, بلقیس تو شائد اس کے لہجے میں چھپی مایوسی کو جانچ نہیں سکیں تھیں لیکن مالا تقی کی رگوں میں بہتے خون کی روانی سے بھی محبت کرتی تھی وہ کیسے اس کے لہجے میں موجود دُکھ اور مایوسی کو نا جانچ پاتی۔

بلقیس آنسو صاف کرتی پاؤں گھسیٹتی کمرے سے باہر نکلی تو تقی گم صم سی کھڑی مالا کی طرف متوجہ ہوا۔

" میرے کپڑے تیار ہیں ؟اور تم بھی جلدی تیار ہو جاؤ ،آدھے گھنٹے میں نکلنا ہے ہمیں "

www.novelsclubb.com

تقی نے مصروف سے لہجے میں اس سے نگاہیں چرائے حکم صادر کیا،مالا نے دلگیر نگاہ اس پر اُٹھائی وہ اس سے کیوں نگاہیں چرا رہا تھا,اس لیے کہ مالا یہ سوچ رہی ہو گی کہ اُس کی بہن, اس کی بہن کی قاتل ہے اور وہ اسے سزا دینے کے بجائے اس کی زندگی بچا رہا ہے۔

مالا کا دل ڈوب کر اُبھرا, تیزی سے آگے بڑھ کر کمرے کے دروازے کے دونوں پٹ کھٹ کھٹ کی آواز سے مارتی پلٹی اور ایک جست میں اس کے اور اپنے درمیان کا فاصلہ ختم کرتی اس کے سینے سے جا لگی۔

تقی کے کپڑے اٹھانے کی خاطر اوپر کو اٹھے بازو ہوا میں ہی معلق رہ گ ۓ, دائیں گال کو اس کے سینے سے چپکائے, اس کے وجود سے اٹھتی سوندھی سی مہک کو اپنے اندر اتارتی وہ اس کے اور اپنے غم کو تھپک رہی تھی۔

ایک پل یونہی گزرا, مالا نے آہستگی سے چہرہ اوپر اٹھائے تقی کی طرف دیکھا جو ہنوز باہیں ہوا میں ہی معلق کیے کھڑا تھا, جو نہی چہرہ اوپر کیا اسی لمحے تقی کی آنکھ کی پتلی سے ٹوٹ کر آنسو سیدھا اس کے لبوں پر گرا۔

آہ۔ہ۔ہ۔دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے کر بھینچ ڈالا تھا۔ تقی نچلے لب کو بے دردی سے کچلتے ہوئے آنسوؤں کو رکنے کی ناکام کوشش میں تھا, چہرہ سرخ ہو رہا تھا، جسے وہ آہستگی سے دائیں بائیں گھما کر مالا سے آنسو چھپانے کی کوشش میں تھا, ضبط کے آخری دہانے کے بند ٹوٹ چکے تھے۔

مالا نے تڑپ کر اسے کندھوں سے تھام کر پلنگ پر بیٹھایا, وہ کندھے اور گردن ڈھلکا چکا تھا , وہ مضبوط ڈیل ڈول رکھنے والا اونچا لمبا تقی آج اس کے سامنے پہلی دفعہ رو رہا تھا, اس کے متواتر بہتے آنسو اس کے گال بھگو رہے تھے, وہ اب اوپری لب کو دانتوں سے کھینچتا ہوا مالا سے نگاہیں چرا رہا تھا نادم چہرہ سامنے کھڑی مالا سے آنکھ ملانے کے قابل نہیں تھا۔

ہاں وہ کل سے یہی سوچ رہا تھا, وہ جس نے بچپن سے لے کر اب تک ایک ایک خواب کے موتی کو پرو کر اب ایک لڑی تیار کی تھی جو اسے اس کے بہن کے قاتل اور اس کے خوابوں کی سچائی تک لے آئی تھی وہ کیسے اب یہ چاہے گی کہ منہا نچ جائے۔

تقی کی آنکھوں سے بہتے آنسو اس کے دل پر گرے تھے, ایک جھٹکے سے تقی کے چہرے کو ساتھ لگائے وہ اور قریب ہوئی, وہ پلنگ کے پاس بلکل اس کے سامنے کھڑی تھی اور تقی پلنگ پر بیٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

تقی کے بے آواز آنسو اس کی گردن ہی نہیں اس کے دل تک کو بھگو رہے تھے, اس کا سر گرم تھا اس کی خاموشی وہ باخوبی سن سکتی تھی, بار بار اس کے بے ترتیب بالوں پر اپنے لب رکھے وہ اسے اپنی بے پناہ, بے لوث محبت کا یقین دلا رہی تھی۔

وہ خاموش آنسو بہاتا اپنی بہن کی محبت میں بے بس اس سے اس کی بہن پر کیے گئے ظلم کی معافی مانگ رہا تھا۔ایک سسکتا لمحہ یونہی گزرا تو مالا نے آہستگی سے پیچھے ہو کر تقی کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے لیا, تقی نے بے ساختہ اس سے چراتی نگاہیں اٹھائے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

گہری نیلی متورم نگاہوں میں محبت, اپنائیت کے سوا کچھ نہیں تھا, نہ بدلے کی آگ نا نفرت کی جھلک۔

تقی ہمیں آپا کو ہر حال میں بچانا ہے, یہ اشارے جو مجھے خواب میں ملتے تھے, یہ منہا آپا " کے لیے ہی ملتے تھے, وہ جس کو رمنا آپا بچانا چاہتی تھیں اپنی زندگی میں بھی اور اپنے گزر جانے کے بعد بھی وہ کوئی اور نہیں منہا آپا ہی ہیں, ہمیں آپا کو بچانا ہے ہر حال میں اور میں " آپ کے ساتھ ہوں ہمیشہ

www.novelsclubb.com

مالا تقی کے چہرے کو ہاتھوں میں لیے اپنائیت اور محبت سے چور لہجے میں بولتی اسے حیران کر رہی تھی, وہ کہاں تھی نا سمجھ۔۔۔بہت چھوٹی۔۔۔

وہ تو اس وقت فقط اس کی شریک حیات تھی, اس کے غم اور دکھ کو اپنے اندر سمیٹ کر اپنے الفاظ سے وہ اس کے اندر موجود اذیت کو ختم کر گئی تھی جس میں وہ کل سے مبتلا تھا۔

" میں ہر فیصلے ہر قدم میں آپ کے ساتھ ہوں "

مالا کی بھیگی سی آواز پر وہ بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور اسے پوری قوت سے اپنی باہوں کی حصار میں لیے پر سکون ہو گیا۔

ملال, الم, مایوسی کے بادل اس نازک سے وجود نے اپنے اندر سمیٹ کر اسے پھر سے چست اور توانا کر دیا تھا, باہوں میں سمٹی یہ نازک سی لڑکی اس کی زندگی کا بہترین تحفہ تھی اس کو اس بات کا آج اندازہ ہو چکا تھا۔ وہ بہت خاص تھی, وہ جسے وہ ایک کھوٹا سکا سمجھا تھا وہ تو ایک نایاب ہیرا تھی۔

☆☆☆☆☆ www.novelsclubb.com

کانپتے وجود, ہانپتے حواس اور زور زور سے دھڑکتے دل کے ساتھ جب وہ چھت سے اتر کر سب کی نظروں سے بچتی, صحن میں پہنچی تو رمنا کے گرد ایک جھمگٹا لگ چکا تھا, غزالہ کی

دلخراش چیخوں سے پاس کھڑے تمام نفوس کے کانوں کے پردے تک ہل کر رہ گئے تھے۔

بدحواس سی اٹاری کا زینہ چڑھتی وہ رمنا کو دیکھنے کے لیے اوپر ہوئی اور اس پر نگاہ پڑتے ہی دل پھٹنے جیسا احساس ہوا, دماغ میں طوفان کے جھکڑ چل پڑے, سائیں۔۔۔سائیں کی آوازوں سے آس پاس کی آوازیں بند ہونے لگیں, گال تپنے لگے, اعصابوں پر بوجھ اس قدر بڑھا کہ آنکھیں پوری کھولنی مشکل ہونے لگیں۔رمنا صحن میں فوارے کے قریب بے سدھ لیٹی تھی, اس کے سر اور ناک سے خون بہہ رہا تھا۔

" بولو کیا تم اور بھائی نہیں کرتے ایک دوسرے کے ساتھ محبت

" میری اور تقی کی بات یہاں کہاں سے آگئی منہا "

آتا ہے سوال تم مجھے اتنی حقارت سے کہہ رہی ہو کہ میں محبت کیوں کرتی ہوں بہادر " سے اور تو اور مجھے تھپڑ تک مار دیا جیسے میں نے بہت بڑا گناہ سرزد کیا ہو، لیکن کیا تمہیں خود " کا پتا ہے تم بھی تو کرتی ہو میرے بھائی سے محبت اور بھائی تم سے

میں اگر تم سے یہ دل کی بات بانٹ چکی ہوں کہ میں تقی سے محبت کرتی ہوں تو کیا یہ "

" تمھاری بہادر کے لیے محبت کے برابر ہو گئی بولو

ہاں برابر ہی ہوئی، محبت فقط محبت ہوتی ہے، جیسے تم بھائی سے کرتی ہو میں بہادر سے "

" کرتی ہوں تم یہاں کھڑی ہو کر مجھے گناہ گار اور خود کو پارسا ثابت نہیں کر سکتی

نہیں ہوئی برابر۔۔۔۔۔ یہ محبت جو تم کر رہی ہو تم اس کا انجام اچھے سے جانتی ہو "

" رسوائی اور ذلت کے علاوہ اور کچھ نہیں

تو تمھارا ابھی تو بھائی سے نکاح نہیں ہوا کیا پتا تمھاری بھائی سے شادی ہی نا ہو پھر۔۔۔ "

"

" کیا پتا تمھاری بھائی سے شادی ہی نا ہو پھر۔۔۔ "

www.novelsclubb.com

" کیا پتا تمھاری بھائی سے شادی ہی نا ہو پھر۔۔۔ "

" ہاں میں یہ کب دعوی کرتی ہوں کہ میری شادی تقی سے ہی ہو گی "

" اور آج کے بعد تم بہادر سے کوئی بات نہیں کرو گی "

رمنا دھیرے سے اس کے کان میں رس گھولا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

منہا نے سر کو دونوں ہاتھوں میں جکڑ لیا, بے ساختہ اس کی ہولناک چیخ ابھری, وہ چیخ رہی تھی دل پھٹ کر باہر آنے جو تھا۔

وا۔وا۔واپس۔۔۔۔واپس۔۔۔ چلا جائے وقت۔۔۔۔اللہ۔ہ۔ہ۔ہ۔ہ۔یہ

خواب۔ب۔ب ہے۔۔۔۔۔دل کانپ رہا تھا۔۔ذہن میں ہتھوڑے برسنے لگے تھے

ہاتھ پاؤں بے اختیار ٹھنڈے ہونے لگے, نقیب حاکم رمنا کو گود میں اٹھا چکا تھا اور اب سب حویلی کے گیٹ کی طرف بھاگ رہے تھے۔غزالہ چیخ رہی تھی۔

ہائے۔۔۔۔میری بچی۔۔۔۔کیا ہو گیا۔۔۔۔رمنا۔۔۔۔۔۔رمنا۔۔۔۔ا۔ا۔ا"

www.novelsclubb.com

" رمنا۔ا۔ا۔ا۔اٹھ جا میری بچی

اچانک اس کی آنکھوں کے آگے سیاہ گہرے سایے لہرانے لگے اور وہ ستون کو تھامے پیچھے کو گری, کسی نے تھام لیا تھا جو آخری لمحہ دھندلی ہاتھوں آنکھوں نے دیکھا وہ یہ تھا کوئی اس کے گال تھپ تھپا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆

دیوار کے درمیان میں نصب ائیر کنڈیشنر یخ بستہ ہوا کمرے کے اندر پھینک کر اسے باہر کی گرمی سے بلکل برعکس سرد کیے ہوئے تھا۔

یہ ہسپتال کا نجی کمرہ تھا جہاں ایک طرف ایک لکڑی کا جدید طرز کا صوفہ پڑا تھا, صوفے کے پاس ہی ایک لوہے کا میز تھا' جس پر پانی کا جگ اور گلاس پڑا تھا, ایک طرف لوہے کا ہی پلنگ تھا جس پر سفید چادر بچھی تھی اور نیچے سمینٹ اور بجری کے بنے ملائم فرش پر مالا جائے نماز پر بیٹھی تھی, ہاتھ ہوا میں دعا کی صورت اوپر اٹھے تھے, آنکھیں بند تھیں۔

وہ آج رات ہی لاہور پہنچے تھے, منہا کو انتہائی نگہداشت میں رکھا گیا تھا اور اس کی حالت یہاں کے ڈاکٹر بھی تشویش ناک ہی بتا رہے تھے۔

یہاں بلال نے ان کو دو کمرے دیے تھے جن میں سے ایک میں اس وقت وہ اکیلی موجود تھی, فرہاد, تقی اور نقیب حاکم باہر تھے۔ تہجد کی نماز کے بعد وہ جائے نماز پر دعا کی غرض سے ہاتھ اٹھائے بیٹھی تھی۔

"اے اللہ, اے اس پوری کائنات کے مالک تو جسے چاہتا ہے بخشتا ہے, ہر سانس کی ڈوری تیرے ہاتھ میں ہے, اے پروردگار اگر تو نے مجھے اپنے ان بندوں میں شمار کر رکھا ہے, جنہیں تو اپنی رضا سے آنے والے وقت کے خواب میں اشارے دیتا ہے, تو اللہ پاک میں تجھ سے منہا آپا کی زندگی کی بھیک مانگتی ہوں "

ہوا میں اٹھے دعا کی صورت میں ہاتھ دھیرے دھیرے کانپ رہے تھے, لب کپکپا رہے تھے۔

"اے اللہ آپا کے گناہوں کے بوجھ میں اضافہ مت کر پیارے پروردگار, ان کو اس موت سے بچالے میرے اللہ, میری بہن جو چاہتی تھی اور جو چاہتی ہے وہ کر دے اللہ پاک, اس کی روح کو سکون عطا کر, وہ منہا سے بہت محبت کرتی ہے, اس دنیا سے جانے کے بعد بھی وہ اسے بچانا ہی چاہتی ہے "

www.novelsclubb.com

بند آنکھوں سے آنسو ایک لڑی کی طرح بہہ رہے تھے اور گالوں کے ساتھ ساتھ دوپٹہ بھی بھیگ گیا تھا۔

" اے اللہ پاک تو سب کی دعائیں سنتا ہے تیرے لیے کچھ بھی ناممکن نہیں, ناممکن کو ممکن بنادے پروردگار, ناممکن کو ممکن بنادے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "

وہ چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپائے سسک رہی تھی, کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز پر وجود تھم گیا پر چہرے پر سے ہاتھ نہیں اٹھائے, جو کوئی بھی تھا اب اس کے پاس آکر بیٹھ چکا تھا۔

" مالا۔۔۔ "

تقی کی آواز اس کے کندھے کے پاس سے ابھری, مالا نے ہاتھوں کو جلدی سے چہرے پر سے ہٹایا, وہ دوزانوں اس کے پاس بیٹھا تھا۔

" تقی۔۔۔ کہ۔۔ کیسی ہیں منہا آپا؟ "

روندھا بھاری لہجہ عجلت لیے ہوئے تھا, تقی نے آہستگی سے سر نیچے جھکایا

www.novelsclubb.com

چراغِ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 34

مالا کے سوال پر اس کا یوں سر جھکا لینا مالا کو بے چین کر گیا, بے کلی سے تقی کے جھکے سر کو اس کی ٹھوڑی پکڑ اوپر اٹھایا, اس کی آنکھوں سے جھلکتی مایوسی نے دل کو ایک لمحے کے لیے منجمند کر دیا۔

تقی۔۔۔ کیا ہوا منہا آپا کو۔۔۔ آپ ایسے کیوں بیٹھ گئے ہیں کچھ بولیں تو۔۔۔ کیا کہتے" " یہاں کے ڈاکٹر, وہ ٹھیک ہو جائیں گی نا؟

تقی کی چپ مالا کے دل کو دہلا رہی تھی, اس نے جھنجھلا کر تقی کے کندھے کو ہلایا

"منہا کوما میں چلی گئی ہے, اس نے زہر کی مقدار اتنی زیادہ لے لی تھی کہ۔۔۔ "

بہت پھیکی سی آواز تھی جو بمشکل اس کے حلق سے نکل کر مالا کے کانوں تک سفر طے کر پائی تھی, مالا نے یک لخت سینے پر ہاتھ رکھا آنکھیں پوری کھل گئی تھیں۔ کوما کو تو آدھی موت ہی مانا جاتا تھا۔ www.novelsclubb.com

" تقی تو اب۔۔۔ اب۔۔۔ کیا ہو گا؟ "

مالا نے گڑبڑاتے ہوئے ہاتھ ہوا میں اٹھائے سوال کیا, مالا کی آنکھوں میں آنسوؤں کی دبیز تہہ چمکنے لگی تھی, تقی نے سر اوپر اٹھائے اس کی طرف دیکھا۔

" کوماکی واپسی کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں ہوتا, وہ چاہے تو اس کو ابھی چند گھنٹوں میں ہوش ہو جائے اور کیا پتہ سالوں بیت جائیں۔۔ "

تقی نے لب بھینچے کرب زدہ لہجے میں اپنی بات مکمل کی, مالا اب رو دی تھی, تو ابھی آزمائیش باقی تھی۔

اگر کبھی ہوش نا آیا آپا کو تو؟؟؟۔۔۔تو کیسے ان کو بتاؤں گی کہ رمنا آپا آپ سے خفا نہیں ہیں, وہ تو آج بھی آپ کو بچانا چاہتی ہیں, گناہ کی دلدل سے نکالنا چاہتی ہیں۔سوچوں کے بھنور دل کو مایوسی کے گہرے سمندر میں دھکیل رہے تھے۔

تقی نے آہستگی سے اپنے جوتوں سے پاؤں آزاد کیے اور وہیں دائیں کروٹ کر مالا کے گھٹنے پر سر رکھے بچوں کی طرح آنکھیں موندلیں۔ہلکے گرے رنگ کی ٹی شرٹ کے نیچے وہ سیاہ رنگ کی پینٹ پہنے ہوئے برسوں کا تھکا ہوا مسافر لگ رہی تھی۔

دو دن سے مسلسل دن رات جاگنے کے سبب اس کے اعصاب کا تناؤ اتنا بڑھ چکا تھا کہ اس وقت یوں خود کو مالا کے حوالے کر دینے کے بجائے کوئی چارہ نہیں تھا۔اسی کا وجود تھا جو بلقیس کی ممتا کے بعد اس کو سکون بخش رہا تھا۔

مالا نے آہستگی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو تقی نے فوراً ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھ کو اپنی جلتی آنکھوں پر دھر لیا۔

مالا کے گداز اور ٹھنڈی انگلیوں کا لمس آنکھوں کے دکھتے، جلتے پپٹوں کو سکون دے رہا تھا، وہ دھیرے دھیرے سے دوسرے ہاتھ سے سر دبانے لگی اور چند منٹ کے بعد ہی تقی یونہی اس کے گھٹنے پر سر رکھے فرش پر لیٹے گہری نیند میں چلا گیا۔

وہ اتنی گہری نیند میں تھا کہ مالا نے اسے اٹھانے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے قریبی صوفے سے سر ٹکا دیا۔ کچھ دیر میں ہی فجر کی اذان ہونے والی تھی اور اس وقت تک تقی کی یہ گہری نیند اس کے لیے بہت ضروری تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

گھپ اندھیرے میں ڈوبا کمرہ قبرستان جیسی خاموشی لیے ہوئے تھا، کمرے کے دروازے کے دونوں پٹ سختی سے بند تھے۔ شب کا درمیانی پہر تھا جب ہر ذی روح نیند کی آغوش میں تھا، اور روحیں بدن سے پرواز کیے خوابوں کے بھنور میں گھوم رہی تھیں۔

حاکم قصر کے اس کمرے میں منہا پلنگ پر گھٹنوں میں چہرہ دیے اور دونوں بازوؤں میں وجود کو لپیٹے بیٹھی تھی۔ چہرہ اور گردن مسلسل کتنے گھنٹوں سے جھکے رہنے کی وجہ سے اب قلب خون کی ترسیل کی رفتار کو سر تک پہنچانے میں سست ہو رہا تھا, اور سر میں سوئیاں سی چبھنے لگی تھیں۔

رمنا کو گزرے تین دن اور اسے حواسوں میں آئے آج پہلا دن تھی۔اس وحشت ناک دن سے لے کر آج تک وہ جب بھی ہوش میں آتی دلخراش چیخ و پکار کرتے ہوئے پھر سے حواس کھو بیٹھتی, دماغ اب بھی اس سانحے پر یقین نہیں کر رہا تھا۔

یوں لگ رہا تھا بس کسی لمحے اور کہیں سے رمنا آئے گی دروازہ کھولے گی اور اسے گلے لگا کر کہے گی

میں زندہ ہوں پگلی۔۔۔بس تجھے سبق سکھا رہی تھی" لیکن نہیں وہ جا چکی تھی بہت " ۔۔۔بہت۔۔۔دور جہاں سے کبھی کوئی لوٹ کر نہیں آتا۔

لاکھ پکارو, لاکھ منت سماجت کرو جب سانس کی ڈور ٹوٹ جائے تو پھر ڈوری کے سروں کی گانٹھ سے جڑا نہیں کرتی, اور کونسا سرا وہ سانس کی ڈوری کو توڑتے ہی دوسرا سرا اوپر عرش پر کھینچ لیتا ہے۔

نا دوسرا سرا ہو گا نا کوئی گانٹھنے کا سوچے گا بس پھر خاموشی سے وہ لوگ جو جسم میں روح ہونے تک آگے پیچھے بھاگتے ہیں, ہنستے بولتے ہیں, خود ہی اس کی روح پرواز کیے ہو جسم کو منوں مٹی تلے دبا کر, سر جھکائے واپس آجاتے ہیں۔

وہ بے سر و پا نڈھال اس دن سے جب بھی ہوش میں آتی تھی بس ذہن سوچوں, پچھتاوں اور ندامت کا ماتم کرنے لگتا۔اس کی چیخ و پکار سے تنگ آکر گھر والے اسے نیند کی گولیاں دینے لگے تھے۔

جب تک وہ سوئی رہتی تھی یا بے ہوش رہتی تھی تب تک ہی سکون میں رہتی تھی, سب گھر والے اس کی اس حالت کو فقط رمنا کے گزر جانے کا صدمہ سمجھ رہے تھے مگر یہ صرف وہ جانتی تھی کہ اس پر کیا بیت رہی ہے۔

رمنا کو ابھی جانا تو نہیں تھا, اس کی عمر ہی کیا تھی, اس کو تو کوئی بیماری بھی نہیں تھی, اس " کے یوں بے وقت چلے جانے کی وجہ میں ہوں صرف میں۔۔۔ "

گھٹنوں میں منہ دیے وہ سسک اٹھی, بہادر سے محبت, ضد, جنون اور پاگل پن سب ۔۔۔سب کچھ پل بھر میں ہی بھک سے اڑ گئے۔اب دل ویران صحرا بن گیا تھا جہاں جگہ جگہ ریت سے بنی قبریں تھیں۔

ضد کی قبر۔۔۔

جنونیت کی قبر۔۔۔

محبت کی قبر۔۔۔۔

پاگل پن کی قبر۔۔۔

www.novelsclubb.com

جوش اور غصے کی قبر۔۔۔

جوانی کے ہیجان کی قبر۔۔۔

جذبات کی قبر۔۔۔۔

کمرے سے باہر قدم رکھتی تو رمنا, آنکھ کھلتی تو رمنا, ہنستی تو رمنا, تقی, غزالہ اور نواز ش چچا کی طرف دیکھتی تو رمنا اسے ہر جگہ رمنا نظر آتی تھی۔

غزالہ کا بلک بلک کا رونا, نواز ش چچا کے حالت, تقی کی حالت سب کی ذمہ دار وہی تو تھی۔ سب کو یہ دکھ اسی نے تو دیا تھا وہ قاتل تھی۔

اس نے رمنا کا ناحق قتل کر دیا تھا, ایک ضد ایک نامحرم کو بچانے کی خاطر اس کی جان ہی گنوادی, کس کو بتاتی کیا کرتی سب کچھ سمجھ سے باہر تھا, ذہن مفلوج تھا, دل پھٹتا تھا, ضمیر نادم تھا۔

سر کو دونوں ہاتھوں میں تھامے وہ چیخ اٹھی۔۔۔۔۔۔

کاش۔۔۔کاش۔۔۔وقت واپس آجائے رمنا اسے پھر سے چھت پر لے کر جائے سمجھائے اور وہ اس کے گلے لگ کر کہے۔

" رمنا تم بلکل ٹھیک کہتی ہو, مجھے یوں بہادر کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے, بس میں آج کے بعد صرف اللہ سے اس مانگوں گی "

پھر رمنا اسے اپنی باہوں میں بھینچ لے اور کہے

"شاباش مجھے تم سے اسی سمجھداری کی امید تھی "

اور پیچھے ہوتے ہوئے اس کا ماتھا چوم لے وہ بارہا آنکھیں زور سے میچ کر کھولتی کہ شائد وقت پلٹ کر وہیں آ جائے, شائد یہ سب ایک بھیانک خواب ہو پر نہیں۔۔۔۔وقت واپس نہیں آیا کرتا ہے جو پل گزر جائیں جو خطائیں سرزد ہو جائیں ان کی تلافی کے طور پر خدا کبھی بھی وقت کی سوئی کو واپس نہیں گھماتا ہے کہ لے میرے بندے وہی لمحہ دے دیا اب اس کو سدھار لے, نہیں وقت پلٹا نہیں کرتے جو لوگ ایک دفعہ چلے جائیں وہ کبھی کسی قیمیت نہیں لوٹ سکتے۔

اب میں چاہیے جتنا رو لوں, سسک لوں اور گڑگڑا لوں رمنا تو کبھی نہیں آئے گی واپس, " کبھی نہیں۔۔۔۔۔۔

مجھے مر جانا چاہیے ہاں میں صبح وہی سپرے کی بوتل پی لوں گی مار لوں گی خود کو کیونکہ ایسے سوچ۔۔۔ سوچ کر میں پاگل ہو جاوں گی اور بہادر !!!!!!..

بہادر کسی دن تو, کبھی تو, کسی کو تو بتائے گا یہ سچ کہ رمنا کو دھکا میں نے دیا تھا۔ وہ جانتا ہے قاتل میں ہوں۔

" اللہ۔۔۔ہ۔ہ۔ہ۔ہ۔مجھے بھی اٹھالے "

وہ بالوں کو دونوں ہاتھوں میں جکڑے چیخ رہی تھی۔نا کوئی سن رہا تھا اور نا وہ کسی کو سنا سکتی تھی۔جس کو ہر بات بلا جھجک سنا دیا کرتی تھی وہ تو اب جا چکی تھی کبھی نا واپس آنے کے لیے۔

☆☆☆☆☆☆

گلاب دیوی چیسٹ ہاسپٹل لاہور کے وسیع و عریض عمارت کے بلکل اوپر آسمان میں سورج پوری تمازت سے چمکتے ہوئے گرمی کو عروج بخش رہا تھا۔

اسی ہسپتال کے وی آئی پی پیشنٹ کمرے میں موجود بیڈ پر مختلف آلہ جات میں جکڑی منہا کو آج کوما میں گئے دوسرا دن تھا۔ان چار دنوں میں وہ نچڑ کر ڈھانچے جیسی دکھائی دینے لگی تھی۔آلہ تنفس اور مختلف نالیوں سے چہرہ جکڑا ہوا تھا۔

یہ کافی بڑا کمرہ تھا جو ان کو تقی کے ہی توسط سے ملا تھا۔ تقی نے اسی ہسپتال میں ہاؤس جاب اور ملازمت کی تھی اور یہاں بلال اور نمیر کے علاوہ بھی اس کے کئی ہم جماعت ڈاکٹری کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔

کمرے میں ایک طرف منہا کے لیے بیڈ لگا تھا اور دوسری طرف دیوار کے ساتھ بڑے بڑے کاؤچ اور ایک چھوٹا پلنگ لگا تھا جس کہ چوڑائی اور لمبائی دونوں عام پلنگ کی نسبت کم تھی۔

کمرے کے ایک طرف لکڑی کی چھوٹی میز رکھی گئی تھی جس پر اس وقت بہت سے تھیلے اور معمول کی چیزیں موجود تھیں۔ بائیں طرف کی دیوار میں ملحقہ واش روم تھا۔

یہاں منہا کے ساتھ ایک وقت میں صرف دو نفوس کی موجودگی کی اجازت تھی۔ اور اس وقت فرہاد اور مالا کمرے میں موجود تھے۔

www.novelsclubb.com

فرہاد صوفے سے پشت ٹکائے سر پیچھے گرائے بیٹھا چھت کو گھور رہا تھا اور مالا کہنی کو گھٹنے پر اور چہرے کو ہاتھ کی مٹھی پر ٹکائے سامنے منہا کو دیکھتے ہوئے خاموش دعا گو تھی۔

دروازے پر ہلکی سی دستک کی آواز پر مالا نے ہاتھ کی بند مٹھی پر سے چہرہ اوپر اٹھایا, فرہاد بھی سیدھا ہوا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ فرہاد کے دروازہ کھولتے ہی تین نرسیں لوہے کی بنی ایک ٹرالی گھسیٹتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئیں۔

سفید وردی اور سلیقے سے سروں پر سفید کریب کے دوپٹے سجائے وہ اب کمرے کے وسط میں پہنچ چکی تھیں۔

" آپ باہر چلے جائیں پلیز, پیشنٹ کا چینجنگ ٹائم ہے "

تینوں نرسوں میں سے ایک نے فرہاد کی طرف دیکھتے ہوئے شائستگی سے درخواست کی,

فرہاد نے سر جھکایا اور باہر نکل گیا۔

وہ تینوں اب صوفے پر بیٹھی مالا سے بے نیازی برتتیں منہا کے بیڈ کی طرف بڑھ گئیں, بیڈ کے قریب جاتے ہی تینوں مختلف کاموں میں جت گئیں, کوئی منہا کا یورن بیگ بدل رہی تھی, تو کوئی اس کے ہاتھوں اور بازوؤں کی صاف صفائی کر رہی تھی۔ مالا اب یک ٹک ان کو دیکھنے میں مصروف تھی۔

وہ کسی محلول سے منہا کے بازو اور ہاتھ صاف کر رہی تھیں جس کی مہک ایک دم پورے کمرے میں پھیل چکی تھی۔

تیز مہک کے ناک کے نتھنوں میں گھستے ہی مالا کو اچانک ہی عجیب گھبراہٹ کے احساس نے گھیرا تو وہ اٹھ کر کھڑی ہوئی, سانس لینے میں جہاں دقت محسوس ہوئی وہاں دل بھی بری طرح متلایا تھا, وہ کمرے کے ایک طرف ملحقہ واش روم کی طرف بڑھی۔

ایک دم سے پورا کمرہ اور سب چیزیں گھوم گئیں, سر اس بری طرح چکرایا کہ آنکھوں کے آگے گہرا سایہ لہرایا وہ لڑکھڑا کر نیچے گری, جیسے ہی وہ نیچے گری تینوں نرسوں نے ایک ساتھ پلٹ کر اس کی طرف دیکھا۔

" اوہ اسے کیا ہو گیا؟ "

ان میں سے جو سب سے آگے کھڑی تھی تیزی سے مالا کی طرف بھاگی۔ باقی دونوں بھی اب منہا کو چھوڑ کر مالا کی طرف متوجہ تھیں

" ڈاکٹر کو لے کر آؤ جلدی اور ان کے ساتھ جو میل تھا ان کو بلاؤ "

دوسرے نمبر والی نرس نے تیسری کو ہاتھ کے اشارے سے حکم صادر کیا اور خود پہلی نرس کی مدد سے مالا کو اٹھا کر پلنگ پر لٹانے لگی۔

" بی پی چیک کرو اس کا "

ایک نے دوسری کو حکم صادر کیا وہ بھاگتی ہوئی بلیڈ پریشر کو جانچنے والے آلے کی طرف بڑھی, مالا اب بھی بے ہوش تھی۔ نرس ابھی مالا کا بی پی ہی چیک کر رہی تھی جب دروازہ کھول کر نرس اور ایک عدد لیڈی ڈاکٹر ایک ساتھ کمرے میں داخل ہوئیں۔ کمرے میں نرس کے ہمراہ داخل ہونے والی لیڈی ڈاکٹر شیریں تھی جو اس وقت قریبی وارڈ میں راؤنڈ پر تھی۔

" کیا ہوا اسے ؟ "

شیریں حیرت سے پوچھتے ہوئے آگے بڑھی, سفید کورٹ اور گلے میں سٹیتھ سکوپ ڈالے وہ آہستگی سے چلتی ہوئی مالا تک پہنچی۔

" ڈاکٹر یہ پیشنٹ کے ساتھ ہیں ابھی بے ہوش ہو کر گر پڑیں "

بی پی چیک کرتی ہوئی نرس نے بلیڈ پریشر چیک کرنے کے بعد بینڈ کو مالا کے بازو کے گرد سے اتارتے ہوئے شیریں کو آگاہی دی۔

" اچھا ہٹیں ذرا یہاں سے اور بی پی نوٹ کریں ان کا "

شیریں نے مالا کے قریب پلنگ پر بیٹھتے ہوئے پاس کھڑی نرس کو حکم صادر کیا اور خود مالا کی نبض کو جانچنے کے لیے کلائی ہاتھ میں پکڑی, نرس نے جلدی سے ہاتھ میں پکڑے گتے نما رجسٹر پر بی پی نوٹ کرنے کے بعد شیریں کی طرف بڑھایا۔

شیریں نے مالا کی آنکھوں کے پپوٹے اٹھائے معائنہ کیا اور گہری سانس لیتے ہوئے پیچھے ہوئی۔

" ہمممم آئی تھنک شی از پریگیننٹ, ان کے ساتھ کون ہے؟, بی پی بہت لو ہے "

شیریں نے چہرہ اوپر اٹھائے, بھنویں اچکا کر پاس کھڑی نرس سے سوال کیا

" میم ایک میل تھے اب باہر نظر نہیں آ رہے "

نرس نے ہاتھ کا اشارہ دروازے کی جانب کرتے ہوئے جواب دیا۔ شیریں نے سر اثبات میں ہلایا اور پریسکریپشن بک پر جھکی

www.novelsclubb.com

" او کے تم جاؤ یہ انجکشن لے کر آؤ "

شیریں اب پریسکرپشن بک پر انجکشن کا نام لکھ رہی تھی, لکھ کر نرس کی طرف بڑھایا,
نرس نے ہاتھ سے کاغذ تھاما اور باہر نکل گئی۔

" روحی آپ دیکھو ان کے ساتھ کون ہے لے کر آؤ انہیں روم میں "

شیریں نے پاس کھڑی نرس کو کہا اور خود مالا کے گال کو ہلکے سے تھپ تھپایا۔ دوسرے نمبر والی نرس بھی اب کمرے سے باہر جا چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

کمرے میں پیلے بلب کی پھیلی زرد روشنی میں منہا کا چہرہ اور زرد لگ رہا تھا, رو رو کر آنکھوں کے پپوٹے سوج رہے تھے۔ وہ تین دن سے مسلسل روئے جا رہی تھی۔

اتنا تو وہ فرہاد کے ساتھ نسبت ہو جانے پر نہیں روئی تھی جتنا آج شادی کی تاریخ رکھ دینے اور تقی کے شادی سے منع کر دینے پر رو رہی تھی۔

احساس جرم سے چور ضمیر کو اتنے سالوں میں چین تو ایک پل نہیں آیا تھا۔ بہادر کو دیکھنا تک چھوڑ چکی تھی, مگر پھر بھی ایک عجیب سے گناہ کا احساس تھا جو وہ چڑھتی جوانی کے

www.novelsclubb.com

جذبات میں کرچکی تھی اپنی پچھلی باتیں یاد کرتی تو سر ندامت سے جھک جاتا تھا اور وہ بہادر جس کے لیے جان دینے کو تیار تھی وہ شادی بھی کرچکا تھا, خود پر کڑوڑوں بار بھی تف کرتی کم تھا۔

وہ جو خود کو بڑی بہادر سمجھ رہی تھی بہت بار خود کو مارنے کی کوشش میں ناکام ہو چکی تھی ۔اور اس کی ایک جھٹکے کی موت رمنا کی قتل کی تلافی کہاں تھی۔

وہ سات سال اس جرم کے ساتھ پلتے پلتے ذہنی طور پر مفلوج ہو چکی تھی۔

نماز پڑھنے کھڑی ہوتی تو یوں لگتا فرشتے اس کے چاروں اور کھڑے اس کو دیکھ کر ستہزائیہ مسکرا رہے ہیں۔نادن کو چین تھا نارات کو سکون اور اب تقی کے شادی سے انکار کر دینے پر احساس جرم اور بڑھنے لگا تھا۔

آج اگر رمنا زندہ ہوتی تو اب اس کی ساتھ تقی کی شادی ہو رہی ہوتی, دونوں کتنے خوش ہوتے, تقی کے شادی سے انکار نے یہ بات ثابت کر دی تھی کہ وہ آج بھی رمنا کو نہیں بھولا ہے اور اب یہی بات اسے اندر سے کچوکے لگا رہی تھی۔

☆☆☆☆☆

تقی تیزی سے ہسپتال کی راہداری میں قدم بڑھا رہا تھا, مالا کو کیا ہو گیا دل کی دھڑکن تھم رہی تھی۔

چراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 35

کچھ دیر پہلے وہ منہا کی کچھ ادویات لے کر لوٹا تھا جب ریسپشن پر کھڑی نرس نے اسے پہچان کر مالا کی طبیعت کے بارے میں آگاہ کیا۔ وہ پریشانی کی عالم میں اسی لمحے کمرے کی طرف بڑھا۔

www.novelsclubb.com

سلیٹی رنگ کے کرتا شلوار میں ملبوس, آستین کو کہنیوں سے تھوڑا نیچے فولڈ کیے, بکھرے سے بالوں کی کچھ لٹیں پیشانی پر بکھیرے وہ بے حال سا لمبے لمبے ڈگ بھر کر آس پاس سے گزرتے لوگوں سے کتراتا ہسپتال کے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔

منہا کی حالت سے اعصاب پہلے کھچے ہوئے تھے اور اب یوں مالا کی طبیعت اور بے ہوش کر گر جانے نے ہاتھ پاؤں پھلا دیے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

مالا نے آہستگی سے پیشانی پر شکن ڈالتے ہوئے آنکھیں کھولیں, جہاں ذہن ہوش میں آ رہا تھا وہاں آنکھوں کے سامنے کے منظر کو دھندلے سے صاف ہونے میں چند سکینڈ لگے تھے۔

وہ کمرے میں موجود پلنگ پر چت لیٹی تھی اور اس کے بلکل پاس ایک ڈاکٹر اس پر جھکی ہوئی تھی۔ دائیں ہاتھ میں سوئی پیوست تھی جس کے ساتھ ملحقہ نلی سٹینڈ پر لٹکتی ڈرپ کے اندر موجود محلول اس کی رگوں میں اتار رہی تھی, کچھ دیر پہلے کا سارا منظر کسلمندی سے ذہن نے دہرایا, وہ تین نرسیں اب کمرے میں موجود نہیں تھیں۔

" کیسا فیل کر رہی ہیں اب آپ؟ "

شیریں نے نہایت ملائم لہجے میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے استفسار کیا, مالا نے آہستگی سے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔

" کیا۔۔۔ ہوا تھا۔۔۔ مجھے ؟ "

اس نے شیریں کی بات کا جواب دینے کے بجائے پھیکی سی آواز میں سوال پوچھ ڈالا جس پر شیریں بے ساختہ نرماہٹ سے مسکرا دی۔

" ابھی بتاتی ہوں, پہلے اپنا نام بتائیے؟ "

شیریں نے معنی خیز مسکراہٹ چہرے پر سجائے, پریسکریپشن بک پر نگاہیں جھکائیں, مالا شیریں کے انداز سے الجھتی کبھی اپنے ہاتھ پر لگی ڈرپ کو دیکھ رہی تھی تو کبھی شیریں کے لبوں پر سجی مبہم سی مسکراہٹ کو۔

www.novelsclubb.com

" مالا۔۔۔ مالا ہے نام میرا "

مالا نے الجھے سے لہجے میں خشک ہوتے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے جواب دیا, کمرے میں ارد گرد نگاہ دوڑائی, " تقی کہاں ہیں " ذہن نے پریشان ہو کر سوچا

ماشاءاللہ بیوٹی فل نیم لائک یو, تو مالا۔۔۔۔۔۔۔ بات یہ ہے کہ آپ۔۔۔ماں بننے والی ہو "
"

شیریں نے اپنائیت بھری مسکراہٹ لبوں پر سجائے مالا کو خوشخبری سنائی تو وہ ایک لمحے کے لیے یوں ساکن ہوئی جیسے اپنے ہی سماعت پر یقین ناہو, جہاں دل دھڑکنا بھولا وہاں خوشی کی بھرپور لہر تن بدن میں سرائیت کر گئی, بات ہی ایسی تھی

آپ کے ہسبینڈ کو بلایا ہے, ابھی آرہے ہیں, یہ کچھ ادویات میں نے لکھ دی ہیں یہ منگوا "
" لیجیے گا

شیریں نے پریسکرپشن بک کے اوپری ورق کو الگ کیا اور مالا کی طرف بڑھایا, وہ جواب تک بے یقینی کے عالم میں تھی سراسیمگی کے حالت میں ہی کاغذ شیریں کے ہاتھ سے تھام لیا۔

www.novelsclubb.com

کمرے کا دروازہ ہلکی سی چرچراہٹ کی آواز کے ساتھ کھلا اور پھولی سانسوں کے ساتھ جیسے ہی تقی نے کمرے میں قدم رکھا تو سامنے بیٹھی شیریں کو مالا کے پاس بیٹھا دیکھ کر ٹھٹھک

کررکا,ایک سکینڈ کے ہزارویں حصے میں وہ حیرت سے بھنویں اچکائے شیریں کو پہچان چکا تھا۔

شیریں جو تقی کو یوں سامنے دیکھ کر منجمند ہوئی,ذہن کے حواسوں میں آتے ہی گزشتہ یادوں کے باعث چہرے پر گہرا سایہ لہرا گیا۔

تقی اب آہستگی سے چلتا ہوا پاس آ گیا تھا,شیریں یونہی ورطہ حیرت میں ڈوبی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی,مالا ہاتھ میں کاغذ تھامے لبوں پر شرمیلی مسکراہٹ کو چھپائے گلال ہوتے ہوئے خود کو ابھی تک اتنی بڑی خوشی ملنے کی یقین دلا رہی تھی۔

" تقی۔ی۔ی۔۔۔تم۔۔۔یہاں۔ں۔ں؟ "

شیریں نے سامنے بیڈ پر لیٹی منہا اور پھر مالا کی طرف دیکھ کر اب چہرہ تقی کی طرف گھمائے حیرت سے سوال کیا۔

www.novelsclubb.com

" کیسی ہو شیریں؟ "

تقی نے اس کی بات کا جواب دینے کے بجائے شناسائی کی مسکراہٹ سجائے سوال کیا, مالا جو شرمگیں نگاہوں سے تقی کی جانب دیکھ رہی تھی, تقی کی توجہ اپنے بجائے شیریں کی طرف مبذول دیکھ کر اور اس کے شیریں سے کیے گئے سوال کو دیکھ کر ششدر آنکھیں ٹپٹپائیں۔

" میں ٹھ۔۔ ٹھیک ہوں؟ تم کیسے۔۔۔ ہو؟ یہاں۔۔۔ کیسے خیریت؟ "

شیریں اب بھی حیرت میں مبتلا پھر سے منہا اور کبھی مالا کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کر رہی تھی۔

" نہیں خیریت نہیں ہے۔۔ دراصل ہمشیرہ کو لے کر آیا ہوں, شی از ان کریٹیکل سچویشن "

تقی نے سنجیدگی سے لب بھینچے منہا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا اور نگاہ اسی لمحے مالا پر اٹھی

www.novelsclubb.com

" مالا کیا ہوا تمہیں؟۔۔۔ ٹھیک ہو نا؟ "

تقی پریشانی سے تفتیشی انداز میں مالا کی طرف بڑھا, شیریں جو منہا کی طرف دیکھ رہی تھی ۔چونک کر مالا اور تقی کی طرف دیکھا, تقی اب مالا کے بلکل سامنے بیٹھ کر اس کی کلائی تھام چکا تھا, اور پھر سوالیہ نگاہیں شیریں کی طرف اٹھائیں جو حیرت زدہ کھڑی تھی۔

تقی کی سوالیہ نگاہوں کو جانچتے ہوئے شیریں نے بمشکل اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے لب کھولے

"تم ۔۔ میرا مطلب تمھاری کیا لگتی ہیں یہ ؟ "

جانتی تھی یہ اس کے سوال کا جواب تو نہیں عجیب سا سوال عجیب سے وقت پر کیا تھا, مگر وہ بے ساختہ پوچھ چکی تھی۔

اوہ ۔۔۔ سوری ۔۔ یہ میری وائف ہے مالا ۔۔ اور مالا یہ ڈاکٹر شیریں ہیں یونیورسٹی میں " " میری ہم جماعت بھی تھیں

www.novelsclubb.com

تقی نے پیشانی پر ہاتھ رکھے, شائستگی سے تعارف کروایا 'مالا جو اس وقت سے ان دونوں کے انداز پر عجیب کشمکش میں مبتلا تھی تعارف پر دم سادھے اب شیریں کو جانچنے لگی اور یہی حال شیریں کا تھا وہ مالا کو اب تقی کی بیوی کی طور پر گہری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

" شیریں از ایوری تھنگ اوکے نا, کیا ہوا میری وائف کو؟ "

تقی اب ایک مضطرب سی نگاہ مالا پر ڈال کر شیریں سے سوال کر رہا تھا, شیریں جو ٹکٹکی باندھے مالا کی طرف دیکھ رہی تھی چونک گئ

" ہاں۔۔ہاں۔۔وہ۔۔۔کانگریجولیشن یور وائف۔۔۔از ایکس پکٹنگ "

شیریں کی آواز کہیں بہت دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی اس کا چہرہ متعجب تھا, تقی نے ایک لمحے کے لیے آنکھیں سکوڑیں اور پھر اگلے ہی لمحے بات سمجھ آنے پر بے ساختہ جہاں تمام مسکراہٹوں میں سب سے حسین مسکراہٹ نے لبوں کا گھیراؤ کیا وہاں خجالت سے انگلیاں پیشانی کو سہلانے لگیں۔

اپنی بے پناہ امڈ آنے والی خوشی کو بمشکل قابو کیے ایک محبت پاش نگاہ مالا پر ڈالی اور پھر خجل ہوتے ہوئے پریسکرپشن کا غذ مالا کے ہاتھ سے پکڑ کر کھڑا ہوا۔

شیریں چہرے کا تاسف چھپائے بمشکل مسکرا رہی تھی۔ تقی سے ملاقات کچھ ایسے ہو گی کبھی نہیں سوچا تھا۔

دل کیا بھاگ جائے یہاں سے۔ تقی اب پیشانی کو سہلاتے ہوئے پریسکرپشن پڑھ رہا تھا۔

سب ٹھیک ہے, بس بی پی بہت لو ہو گیا تھا جس کی وجہ سے بے ہوش ہوئیں, میں نے " میڈیسن لکھی ہیں, تم بھی چیک کر لینا "

شیریں نے سنجیدگی سے کہا اور بغور مالا کی طرف دیکھا, بلاشبہ سامنے پلنگ پر لیٹی لڑکی بہت حسین تھی اور تقی کی طرح ہی ہر قسم کی مصنوعی زیبائش سے پاک تھی۔ سادہ سے نیلے رنگ کے جوڑے پر سیاہ بڑی سی چادر اوڑھے وہ نیلی آنکھوں اور سفید شفاف چہرہ لیے معصوم سی لڑکی اسے آئینہ دکھا گئی۔ بے شک محبت چکاچوند کی محتاج نہیں ہوتی۔

وہ اپنی بھرپور زندگی جی رہا ہے اور میں کتنی بیوقوف ہوں, آج بھی دل میں کسی اور کو اس کے مقام پر نا بیٹھا سکی اور نا شادی کی۔

"تھنکیو بروقت آکر چیک کرنے کے لیے۔۔۔ اور سناؤ کیسی جا رہی ہے جاب؟"

تقی کے پوچھے گئے سوال پر وہ چونک کر پلکیں جھپکائے مالا پر سے توجہ ہٹاتی سیدھی ہوئی۔ وہ شیریں کی موجودگی میں اپنی خوشی کو بالائے طاق رکھے اب مالا کی طرف دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔

" جاب ٹھیک جا رہی ہے۔۔ تم بتاؤ سسٹر کو کیا ہوا ہے اور مجھے کیوں نہیں بتایا تم یہاں آئے ہوئے ہو؟ "

شیریں نے بھنویں سکیڑے منہا کی طرف رخ کرتے ہوئے شکوہ کیا, تقی کے چہرے پر پھر سے پریشانی کے سایے لہرا گئے جو خوشی کی وجہ سے لمحہ بھر کے لیے مندمل ہوئے تھے۔

گہری سانس لیتا ہوا وہ منہا کے بیڈ کی طرف بڑھا تو شیریں بھی آہستگی سے قدم اٹھاتی اب منہا کے بیڈ کے قریب تقی کے بلکل سامنے کھڑی تھی اور تقی اب اسے منہا کی حالت کے متعلق تمام آگاہی تفصیل سے دے رہا تھا۔

مالا جو تب سے شیریں اور تقی کی بات چیت کی وجہ سے الجھی ہوئی تھی اب اور الجھ گئی, دماغ ایک سوالیی کی رفتار سے خالص بیویوں والی سوچ میں دوڑنے لگا, تقی کے سامنے کھڑی لڑکی نا صرف اس سے ہزار درجے حسین تھی بلکہ پڑھی لکھی ڈاکٹر اور تقی کی ہم عمر تھی۔

جہاں دل میں ایک پھانس سی اٹکی وہاں ذہن کی سوچ دل کے ساتھ مل کر وسوسے پالنے لگی, شیریں کے چہرے کے بدلتے رنگ اور لب و لہجے کا انداز ایسا کھٹکا کہ دل نے ذہن کے اندر امڈنے والے وسوسوں کی تصدیق کر دی۔

کہیں تقی اور یہ ڈاکٹر ایک دوسرے کو۔۔۔ کیا تقی اس سے محبت کرتے تھے, اسی لیے "شادی کے بعد مجھ سے دور رہے اور یہ ڈاکٹر۔۔۔ دیکھو تو کیسے دیکھ رہی ہے تقی کو۔۔۔

دل کی دھڑکن رُک رہی تھی اور ذہن سوچ رہا تھا, تقی اب منہا کی فائل کھولے سنجیدگی سے شیریں سے گفتگو کر رہا تھا اور وہ بھی لب بھینچے تقی کی باتوں پر سر ہلا رہی تھی۔

ان دونوں کی گفتگو کا ایک لفظ بھی اس کے پلے نہیں پڑ رہا تھا اور عجیب سی احساس کمتری اندر گھٹن پیدا کرنے لگی۔

www.novelsclubb.com

" تقی تم پریشان نا ہو میں آج ہی ماموں جان سے بات کرتی ہوں "

شیریں نے اپنائیت سے تقی کو کہا, شیریں کے ماموں اسی ہسپتال کے سنئیر اور مشہور ڈاکٹر تھے۔

تمھارا بہت بڑا احسان ہو گا مجھ پر, ایکچولی میں خود کل سے ان کو اپروچ کر رہا ہوں لیکن "
"---

تقی نے تشکر آمیز لہجے میں شکریہ ادا کرتے ہوئے لب بھینچے

" تقی شرمندہ مت کرو, کیا میں اتنا نہیں کر سکتی تمھارے لیے "

عجیب سی کسک تھی شیریں کے لہجے میں جو تقی تو بلکل نہیں سمجھ سکا البتہ کچھ دوری پر لیٹی مالا کی سانس اٹک کر رہ گئی۔

آج اگر میں نا آتی تو تم اور بلال تو مجھے بتاتے تک نا کیا اتنا گیا گزرا سمجھ لیا تھا, میں یہ فائل "
" لے جا رہی ہوں, تم فکر مت کرو, میں آج ہی ان کو لے کر آتی ہوں

شیریں نے تسلی دیتے ہوئے کہا اور پھر فائل تھامے بنا مالا کی طرف دیکھے کمرے سے باہر نکل گئی۔

www.novelsclubb.com

شیریں کے باہر جاتے ہی تقی نے فورا گردن گھما کر مالا کی طرف دیکھا تو وہ جو اسی "
طرف گھور رہی تھی جلدی سے افسردہ چہرہ سیدھا کیے چھت کو گھورنے لگی۔

تقی بھرپور مسکراہٹ لبوں پر سجائے آگے بڑھا جو وہ شیریں کی موجودگی میں روکے ہوئے تھا۔

مسکراہٹ دبائے پلنگ پر اس کے پاس بیٹھتے ہوئے اس کے چہرے پر جھکا جو اپنی ہی الٹی سیدھی سوچوں کے باعث امڈ آنے والی خفگی کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔ کچھ دیر پہلے جو دل بلیوں اچھل رہا تھا اب افسردگی کا شکار تھا۔

" ہاں جی۔ی۔ی۔۔۔۔ادھر دیکھو تو۔۔یہ کیا کہہ رہی تھی ڈاکٹر؟ "

اس کے اندرونی کشمکش اور جلن سے بے خبر تقی نے میٹھی سی مسکراہٹ سے لب سکوڑے اور اس کی ناک کو پکڑتے ہوئے چہرے کا رخ اپنی طرف کیا۔

" آپ نے بھی تو سن ہی لیا۔۔۔ کیا کر رہی تھی ڈاکٹر "

www.novelsclubb.com

باوجود کوشش کے وہ اپنے اندر کے وسوسے کے اثرات اپنے لہجے میں نا لانے میں کامیاب نہیں ہوسکی تھی۔

تقی جو بے انتہا خوشگوار موڈ میں بیٹھا تھا اس کے لہجے اور چہرے کے تاثرات پر ایکدم پریشان ہوا اور لبوں سے مسکراہٹ غائب ہوئی۔

" مالا۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ پریشان کیوں ہو؟ طبیعت ٹھیک نہیں ہوئی کیا ابھی؟ "

تقی نے اس کی پیشانی پر ہاتھ کی پشت رکھے تشویش ظاہر کی۔

" اس حالت میں اس طرح کی طبیعت ہو جاتی ہے، پریشان کیوں ہو رہی ہو "

تقی نے محبت سے اس کی گال پر ہتھیلی رکھتے ہوئے تسلی دی اور وہ جو اتنی دیر سے دل کے اندر بھرے غبار کو تھپک رہی تھی بے ساختہ رو دی۔

" مالا۔۔۔ پاگل ہو گیا۔۔۔؟ ارے کچھ نہیں ہوا تمہیں "

تقی اس کے یوں رونے پر پہلے حیران ہوا اور پھر بے ساختہ ہنس دیا، ہنسی پر قابو پاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا جو آنسو روک رہی تھی

" تمہیں تو بچے اتنے پسند ہیں پھر ایسے کیوں رو رہی ہو۔۔ "

www.novelsclubb.com

گہری نگاہیں اس کی متورم نگاہوں میں گاڑے سوال کیا، مالا نے پلکیں گرائیں اور سر اثبات میں ہلا دیا

" بچے پسند ہیں پر اب میں آگے کیسے پڑھوں گی؟ "

مالا نے بھیگے سے لہجے میں اپنے رونے کی بے تکی وجہ بتائی تو تقی بے یقینی سے ایک لمحے کے لیے ساکن ہوا اور پھر اس پریشانی میں بھی اپنے بے لگام قہقہے کو ابھرنے سے نہیں روک سکا ۔

"یہ۔۔۔یہ تم کہہ رہی ہو؟ "

ہنسی پر قابو پاتے ہوئے حیرت سے سوال کیا, مالا جو گزشتہ پندرہ منٹ میں ہزار وسوسے اور بے شمار بدگمانیاں پال چکی تھی تنک کر تقی کی طرف دیکھا۔

" ہاں کیوں مجھے آگے نہیں پڑھنا کیا؟ڈاکٹر بننا ہے مجھے بھی "

مالا نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا, نجانے کیوں تقی پر غصہ آگیا تھا اور اس وقت خود کو بہت کمتر محسوس کر رہی تھی, تقی جو اپنی ہنسی کو تقریباً روک ہی چکا تھا پھر سے ہنس دیا۔

اس کو ہو کیا گیا ہے اچانک "ہنسی تو آ ہی رہی تھی ساتھ ہی اس کا یہ انداز الجھا بھی رہا تھا۔"

میں نے کب روکا ہے تمہیں, میں تو چاہتا ہوں کہ تم بہت زیادہ پڑھو اور ڈاکٹر, استانی جو " بننا چاہتی ہو بنو, پر اس میں ہمارا بچہ رکاوٹ تھوڑی ہے جو تم خوش ہونے کے بجائے یوں رو رہی ہو, اور مجھے تو اب بھی یقین نہیں آ رہا کچھ دیر پہلے والی بات تم نے ہی کی ہے نا "

تقی نے محبت سے اس کے ہاتھوں کو اپنے دونوں ہاتھوں کی گرفت میں لیا اور لبوں میں مسکراہٹ دبائے شرارت سے سوال کیا۔مالا نے بنا مسکرائے تقی کی طرف دیکھا۔

آج اپنی محبت کو اپنے سامنے یوں دیکھ کر یہ کیسے ہنسی جا رہے ہیں" دماغ بدگمانی کی وجہ " سے اتنا آلودہ ہو گیا تھا کہ اس کو تقی کی خوشی بھی شیریں سے جڑی ہوئی محسوس ہو رہی تھی

۔

اچھا چلو بعد کی بعد میں سوچیں گے, ابھی میں تمھارے لیے کچھ کھانے کے لیے لے " " کر آتا ہوں, تب تک ڈرپ بھی ختم ہو جائے گی

تقی نے محبت سے اس کے تھامے ہاتھ پر دباؤ ڈالا اور اپنی جگہ سے اٹھا, کچھ دیر منہا کے پلنگ کے پاس جا کر اس کا معائنہ کیا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔

اور وہ دل مسوس کر رہ گئی کل تک کبھی ایسی سوچ تک ذہن میں نہیں آئی تھی کہ تقی اس سے زبردستی کا رشتہ نبھا رہا ہے لیکن آج ڈاکٹر شیریں کو دیکھ کر دل عجیب کملاہٹ کا شکار ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

بہادر کی آواز پر منہا نے چونک کر سر اوپر اٹھایا۔ بہادر اس سے محبت کا اظہار کر رہا تھا۔ لمحہ تھم گیا تھا۔

وہ اس سے سوال پر سوال کر رہا تھا اور منہا منجمند بیٹھی تھی۔ ذہن تیزی سے سوچوں کے بھنور میں گردش کرنے لگا۔

ہاں بہادر۔۔۔ بہادر مجھے وہ زہر لادے گا جس کے متعلق میں نے پڑھا ہے, اسی زہر " سے اذیت ناک موت ہی میری سزا ہے "

مختلف طریقوں سے بارہا خودکشی میں ناکام ہو کر اس نے گھر میں موجود ایک کتاب سے اس جڑی بوٹی کے متعلق پڑھا تھا, جو انسان کو آہستہ آہستہ اندر سے کھوکھلا کرتے ہوئے ابدی نیند سلا دیتی ہے۔

www.novelsclubb.com

بہادر اس سے سوال پر سوال کر رہا تھا اور وہ کچھ اور ہی سوچ رہی تھی, اس وقت ناتواسے بہادر کے لیے محبت کا احساس جاگا اور نا اس کے رونے پر دل میں کوئی رحم جیسا احساس جاگا۔

احساس تو سب کب کے ختم ہو چکے تھے, اب تو اذیت تھی فقط اپنے ہی وجود سے نفرت تھی فقط جواب شادی کے دنوں میں اور جاگ گئی تھی, اچانک ذہن میں امڈتے منصوبے کے پیش نظر اس نے لب کھول دیے

" تم مجھ سے شادی کرو گے "

بہادر آنکھوں پر ہاتھ رکھے بیٹھا تھا جب اچانک اس کی آواز گونجی اور وہ چونک کر پلٹا

میں تم سے شادی کروں گی پر۔۔۔۔اس دفعہ ہم شادی کے لیے خالی ہاتھ نہیں " " بھاگیں گے، فرہاد سے شادی کسی صورت نہیں ٹل سکتی میں نے بہت کوشش کی

بہادر کو راضی کرنے کے لیے اس سے بہتر منصوبہ اس کے ذہن میں نہیں آیا تھا

www.novelsclubb.com

"... آ۔۔آپ فرہاد سے شادی کریں گی تو۔۔تو پھر مجھ سے "

بہادر نے الجھ کر سوال کیا

فرہاد۔۔۔کو زہر دوں گی اور سارا زیور جو شادی پر مجھے ڈالا گیا ہو گا وہ لے کر بھاگ "

" جائی یں گے ہم

دل پھٹ رہا تھا یہ الفاظ کہتے ہوئے ,پر وہ جانتی تھی وہ اس سے بھی بری سزا کی مستحق ہے۔

بہادر نے تیزی سے جواب دینے کے بجائے گاڑی بھگا کر اس کی امیدوں پر پانی پھیر دیا تھا۔

گاڑی حویلی کے بیرونی گیٹ کے آگے رکی تو وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ چادر میں منہ

چھپائے گاڑی سے اتری اور بیرونی گیٹ کی دونوں باغوں کے درمیان کی روش پر چل

دی۔

☆☆☆☆☆☆☆

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 36

www.novelsclubb.com

دودھیا گداز ہاتھ میں پکڑا تیز چاقو سیب کی اوپری سرخ چھلکے کو بڑی نفاست سے چھیل رہا تھا, مالا پلیٹ پر جھکی اس چاقو کو ہاتھ میں تھامے سیب کاٹ رہی تھی۔

گلاب دیوی ہسپتال کے اس کمرے میں ائیر کنڈیشنر کی ٹھنڈی ہوا پھینکنے کی آواز کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں تھی, نقیب حاکم اسی صوفے پر مالا سے کچھ دور بیٹھے اخبار کے دونوں اوراق چہرے کے آگے پھیلائے اخبار کی موٹی سطروں کو پڑھنے میں مگن تھے۔

منہا تاہنوز نالیوں میں جکڑی کچھ دور بیڈ پر آنکھیں موندے اپنے ارد گرد کے ماحول سے بے خبر تھی, اسے کوما میں گئے اور ان کو ہسپتال میں آج تیسرا دن تھا۔

اس وقت کمرے میں مالا اور نقیب حاکم موجود تھے اور تقی اور فرہاد کمرے سے باہر تھے۔ وقفے وقفے سے ڈاکٹر منہا کا معائنہ کرنے کمرے میں آتے تھے۔

مالا نے سیب کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ کر پلیٹ میں سجایا اور نقیب حاکم کے ساتھ صوفے پر رکھ دیا, سیب کے چھلکے پھینکنے کے لیے کمرے میں موجود ایک کونے میں رکھے کوڑادان کی طرف بڑھی ہی تھی جب کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دستک کے بعد ہی دروازہ خود بخود کھل گیا۔

مالا اور نقیب حاکم نے ایک ساتھ دروازے کی طرف دیکھا, شیریں ہاتھ میں فائل تھامے کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔

نقیب حاکم نے اسی لمحے ہاتھ میں پکڑی اخبار کو تہہ کیا اور شائستگی سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

شیریں اب فائل تھامے کمرے کے وسط میں پہنچ چکی تھی۔وہ ہلکے گلابی کے رنگ کے نفیس جوڑے میں آج اور بھی دلکش لگ رہی تھی۔

وہ کل شام ہی ڈاکٹر عرفان کو لے کر منہا کے معائنے کے لیے آگئی تھی۔ڈاکٹر عرفان نا صرف اس کے ماموں تھے بلکہ اس ہسپتال کے مایہ ناز اور مشہور ڈاکٹر بھی تھے۔

" اسلام علیکم, تقی نہیں ہے کیا کمرے میں؟ "

شیریں نے آہستگی سے نگاہیں گھماتے ہوئے نقیب حاکم کی طرف دیکھ کر تقی کے متعلق دریافت کیا

وعلیکم سلام۔۔۔بیٹا۔۔وہ کچھ دیر پہلے ہی کمرے سے باہر گیا ہے, میں ابھی بلا کر لاتا "

" ہوں, آپ بیٹھو

نقیب حاکم نے بڑے احترام اور پیار سے شیریں کو بیٹھنے کا کہا اور خود تقی کو اس کے آنے کی اطلاع دینے کی غرض سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

مالا جو کن اکھیوں سے ابھی تک شیریں کے دلکش سراپے کا جائزہ لینے میں محو تھی اس کے پلٹتے ہی جھجک کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا, شیریں مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ صوفے کی طرف بڑھ گئی۔

وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے نگاہیں چرا رہی تھیں۔

شیریں صوفے پر ایک طرف بیٹھی تو مالا نے آہستگی سے سیب کی پلیٹ اس کی طرف بڑھائی۔

" نہیں۔۔۔نہیں شکریہ "

شیریں نے مبہم مسکراہٹ سجائے ہاتھ کھڑا کرتے ہوئے منع کیا۔مالا آہستگی سے سر ہلاتی ایک طرف بیٹھ گئی۔چور سی نگاہ شیریں پر ڈالی۔

www.novelsclubb.com

وہ کتنی مکمل حسن کی مالک تھی, خوب گلابی کھلتی رنگت, مناسب قد کاٹھ, سیاہ بڑی بڑی آنکھیں اور پھر پڑھائی لکھائی کا شخصیت میں رعب اور دبدبا, مالا ذہن میں اس کی شخصیت کو سراہے بنا نا رہ سکی اس کے سامنے اپنا آپ بے معنی سا لگ رہا تھا۔

شیریں نے فائل کھولتے ہی جز بز نگاہ مالا پر ڈالی, تقی کے انکار اور نکاح کے اعتراف کی شام کا منظر ذہن کے پردوں میں سرکنے لگا۔

اس وقت تو وہ یہی سمجھی تھی کہ تقی ایک دقیانوسی دیہاتی خاندان سے تعلق رکھتا ہے, جہاں کسی سے بھی پکڑ کر اس کا نکاح کر دیا گیا ہو گا مگر کل جب مالا کو دیکھا تو اس کی خود سے برتی بے اعتنائی اور روکھے پن کا جواز مل گیا۔

مالا ایک دنگ کر دینے والے حسن کی مالک لڑکی تھی, چندن جیسا روپ, نیلی پتلیوں والی نایاب آنکھیں, معصوم سے نقوش والا خوبصورت چہرہ, تقی جیسا لڑکا کیسے اسے چھوڑ کر میرے عشق میں گرفتار ہوتا۔

وہ یونہی پرکھتی نگاہوں سے مالا کی طرف دیکھ رہی تھی کہ اچانک مالا نے بھی نگاہ اٹھائی تو نگاہوں کا تصادم ہونے پر شیریں پہلے گڑبڑائی اور پھر ہلکا سا مسکرا کر گڑبڑاہٹ پر قابو پایا۔

" آپ کی طبیعت کیسی ہے آج؟ میڈیسن منگوالی تھی "

ملائم سے لہجے میں مالا سے اس کی طبیعت دریافت کی, مالا جو اس کے یوں دیکھنے پر سوچ رہی تھی کہ وہ یقیناً اس کو جانچ رہی ہو گی کہ کس دیہاتی لڑکی نے میرے اور تقی کے رشتے کو ختم کر دیا, اس کے اچانک مدھر سے لہجے میں سوال کرنے پر بوکھلا گئی۔

افف۔۔۔ کتنا اچھا بولتی ہے یہ, اور میں۔۔۔ مجھے تو بولنے تک کی تمیز نہیں "مالا نے " اس کے سوال پر ذہن میں مناسب جواب کو ترتیب دیا۔

" ٹھیک ہوں۔۔جی لے لی ہی میڈیسن تقی لے آئے تھے "

مختصر جواب جھجکتے ہوئے دیا, لگ رہا تھا کچھ غلط بول دی گی تو کہاں کی عزت رہ جائے گی اس کے سامنے

www.novelsclubb.com

"گڈ۔۔۔ "

شیریں نے مختصر جواب دیا, اور نگاہیں پھر سے فائل پر جھکا دیں اسے مالا کا انداز عجیب سا لگا مگر ذہن کو جھٹکا۔

" اتنی خوبصورت ہے اتنا مغرور ہونا تو بنتا ہے "

شیریں اب فائل پر نگاہیں جھکائے, مگن ہو چکی تھی اور مالا بار بار اضراری کیفیت سے دوچار اس کے سراپے کو دیکھ رہی تھی۔

"پڑھ لکھ کر شخصیت کا نکھار ہی اور ہوتا ہے, یہ ڈاکٹر کتنی پیاری اور جدید طرز کے فیشن کیے ہوئے ہے اسی لیے تو تقی کو میں اچھی نہیں لگتی"

مالا نے ایک نگاہ اس کے جدید فیشن سے لیس کپڑوں اور بنا دوپٹے کے سر پر ڈالی اور پھر خود کا جائزہ لیا, نارنجی رنگ کے سادہ سے قمیض شلوار کے نیچے, پاؤں میں کھسہ اور سر سے لے کر گھٹنوں تک آتی سیاہ چادر جس کو وہ سر پر سلیقے سے اوڑھے ہوئے تھی۔

صبح فجر کی نماز کے وضو سے دھلا چہرہ اور بار بار متلی جیسی کیفیت سے دوچار ہونے کی وجہ سے پپڑی زدہ گلابی ہونٹ, مالا نے بے دلی سے گردن پلیٹ پر جھکا دی۔

شیریں نے فائل پر جھکا سر اٹھایا اور دیوار پر نصب کلاک کی طرف دیکھا اور پھر سے نگاہ بے اختیار مالا پر جا ٹکی

www.novelsclubb.com

کتنی سادگی بھرا حسن ہے اس کا اسی لیے تو میرے اس قدر جدید فیشن سے لیس حلیے پر " کبھی تقی نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تک نہیں تھا" شیریں نے سوچتے ہوئے ٹھنڈی سانس بھری

۔

عورت کا یہی المیہ ہے اسے ہر دوسری عورت کے ساتھ اپنا موازانہ کرنا ہوتا ہے اور ہمیشہ اپنی خوبصورتی اور خاصیت کو نظر انداز کیے وہ دوسری عورت کو خود سے زیادہ خوبصورت گردان کر خود احساس کمتری کا شکار رہتی ہے, اس بات سے یکسر بے خبر کہ اسی وقت وہ عورت اس کے بارے میں یہی سوچ رکھے ہوئے ہوتی ہے۔

در حقیقت عورت ایک ایسی مخلوق ہے جو کبھی بھی مطمئن نہیں ہو سکتی اور یہی حال یہاں مالا اور شیریں کا تھا۔

وہ دونوں یونہی اپنی اپنی سوچ میں گم تھیں جب دروازہ اپنی مخصوص چرچراہٹ کی آواز کے ساتھ کھلا اور تقی کے ساتھ ڈاکٹر بلال اور فرہاد بھی کمرے میں داخل ہوئے۔

ان کے داخل ہوتے ہی شیریں اپنی جگہ سے اٹھی اور ان کی طرف بڑھ گئی, چاروں ایک ساتھ منہا کے قریب کھڑے ہو چکے تھے۔ اور اب منہا کے متعلق ایک دوسرے کے

ساتھ بات چیت میں مگن تھے, بس ایک فرہاد تھا جو مالا کی طرح خاموش کھڑا ان کو دیکھ رہا تھا۔

مالا دم سادھے ان کو دیکھ رہی تھی جو ایک فائل کو تھامے پتا نہیں کیا۔۔۔ کیا۔۔ بول رہے تھے۔

بہت مشکل الفاظ تھے جو اس کے سر کے اوپر سے گزر رہے تھے, اس نے کبھی تعلیم کی اہمیت کے بارے میں آج سے پہلے یوں نہیں سوچا تھا, جیسی سوچ اب اس کے ذہن میں گردش کرنے لگی تھی۔

کل تک تو وہ یہی سوچتی تھی جب بچے ہوں گے, وہ تقی کو منا لے گی اور آگے کبھی نہیں پڑھے گی پر پتا نہیں کیوں اب ایسا لگ رہا تھا کہ ایک پڑھے لکھے انسان کی شخصیت میں اور ان پڑھ کی شخصیت میں زمین آسمان کا فرق آ جاتا ہے, بھلے آج تقی اس سے ہی محبت کرتا ہے لیکن شیریں کو دیکھ کر اس سے موازنہ تو کرتا ہو گا, اس کے دل میں آتا تو ہو گا کہ کاش شیریں ہی میری بیوی ہوتی۔

افف اللہ کیا سوچے جا رہی ہوں میں بھی" جھنجلا کر اپنے آپ کو لتاڑا۔ "

وہ چاروں اب بات کرتے ہوئے باہر جا رہے تھے اور پھر ان سب کے جانے کے بعد وہ اکیلی ہی کمرے میں بیٹھی تھی۔

"اللہ مجھے اچھے نمبروں میں پاس کرنا مجھے اب آگے پڑھنا ہے ہر حال میں۔۔۔مجھے تقی کے لیے اور خود کے لیے اپنے آپ کو ہر لحاظ سے مکمل بنانا ہے" دل میں معصوم سی دعا مانگتی وہ سیب کے ٹکڑے کو اپنے منہ میں رکھ رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

فرہاد اس کی انگلی میں انگوٹھی پہنا رہا تھا, اور اسے اپنے سامنے بیٹھے اس شخص کی محبت کی دیکھ کر خود سے ہی گھن آ رہی تھی۔

"کیا وہ اس قابل تھی کہ کوئی اسے اتنا چاہے۔۔۔نہیں وہ ہرگز اس قابل نہیں تھی, وہ تو ایسے لڑکی تھی جس نے اپنے جذبات کی روانی اس خوبصورت لمحے سے پہلے ہی ایک نامحرم کے گوش گزار کر دی تھی"

سینے میں گھٹن بڑھنے لگی تھی اور ضمیر زور زور سے کچوکے لگا رہا تھا۔

" بتاؤ تو تمہیں پسند آئی؟ "

فرہاد نے تھوڑا سا جھکتے ہوئے محبت سے پوچھا, وہ کتنا خوش دکھائی دے رہا تھا۔ دل میں ایک پھانس سی اٹکی اور وہ سر اثبات میں ہلا گئی۔

" اتنی خاموش تم ہو تو نہیں, جتنی آج بیٹھی ہوئی ہو کچھ تو بولو چلو لڑ ہی لو مجھ سے "

فرہاد نے اس کے ہاتھ کی انگلیوں کو اپنے ہاتھ کی انگلیوں میں پھنسائے کھیلتے ہوئے کہا۔

افف اس کی اتنی محبت گلے میں جیسے آنسوؤں کا گولہ اٹکنے لگا, بہادر کی آواز کانوں میں گونج رہی تھی, وہ اس دن کتنے حق سے چہرہ دکھانے کی بات کر رہا تھا۔

دل کیا زمین پھٹے اس میں سما جائے یا پھر آسمان نگل لے, خود سے ہی گھن آئی۔۔۔

" م۔۔مجھے نیند آ رہی ہے سونا ہے مجھے "

www.novelsclubb.com

سپاٹ لہجے میں کہا اور ہاتھ فرہاد کے ہاتھ سے کھینچ لیا تھا، وہ جو منہا کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر بیٹھا تھا اس کے ہاتھ یوں ہی ہوا میں ہی معلق رہ گئے، پھر گہری سانس لے کر پاس پڑے گاؤ تکیے پر بازو دھرا

"آج تو نہیں سونے دوں گا "

فرہاد نے شریر سے لہجے میں کہا، اللہ۔۔۔۔۔۔ کیسے سمجھاؤں اس شخص کو میں کہاں اس کی اتنی محبت اور اپنائیت کے قابل ہوں کل جب بہادر سے اسے میرے بارے میں پتا چلے گا تو؟۔۔۔۔۔ دل تیزی سے انجانے خوف کے باعث دھڑکنے لگا, وہ بیڈ سے اترنے کے لیے آگے ہوئی

" منہا۔۔ کیا ہوا؟ "

فرہاد نے فوراً سیدھے ہوتے ہوئے پریشان سے لہجے میں پوچھا، کیا بتاتی اس کیا کیا ہوا ہے اس کے ساتھ, وہ ایک نامحرم سے محبت کے اظہار کرنے والی, اپنی ہی بہن کو اس غیر کے لیے دھکا دے کر جان سے مار دینے والی ڈائن ہے۔

" کچھ نہیں سونا ہے مجھے بہت تھک گئی ہوں "

آہستگی سے تھوک نگلا

منہا مانتا ہوں بچپن سے اب تک بہت تنگ کرتا آیا پر یہ بھی سچ ہے بہت محبت کرتا ہوں "

" میں, امی سے لڑ لڑ کر یہ رشتہ کروایا ہے میں نے

فرہاد محبت بھرے لہجے میں اپنی سارے جذبے اس کے گوش گزار کر رہا تھا،اور وہ اپنے آپ کو ان جذبوں کے قابل کہاں سمجھتی تھی۔

"فرہاد میں بہت تھکی ہوئی ہوں"

منہا کی آواز کپکپا گئی تھی۔

"اچھا۔۔۔پریشان ہو؟سر دبادوں تمھارا"

محبت سے اس کے قریب ہوتے ہوئے پیش کش کی,اس کی اتنی چاہت پر آنسوؤں آنکھوں کی پتلیوں پر امڈنے لگے۔

"نہ۔۔۔نہیں سر میں درد نہیں ہے بس نیند آرہی ہے سونا چاہتی ہوں"

بمشکل آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کو روکا اور پھر فوراًپلنگ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ چھن چھن کی آواز کے ساتھ سنگھار میز تک پہنچی اور پھر زیور اتار کر سنگھار میز کے دراز میں رکھنے لگی

۔

www.novelsclubb.com

فرہاد کچھ دیر یونہی دیکھتا رہا پھر پلنگ سے اٹھ کر اس کے قریب آیا، فرہاد اس کے عقب میں آ کر کھڑا ہوا دونوں ہاتھوں سے اس کے کندھے تھام کر قریب ہوا، اس کے یوں قریب آنے پر منہا فوراً پلٹی۔

"سوئیں اب۔۔۔۔۔۔"

پلکیں لرزاتے ہوئے پھیکی سی آواز میں کہتی وہ اس کے پہلو سے نکل کر آگے بڑھی اور پھر فرہاد کو وہیں چھوڑ کر، پلنگ کے لحاف کو کھینچتی ہوئی بستر پر لیٹ گ ئی۔

آنکھ سے آنسو چھلک ہی پڑے تھے۔

فرہاد کچھ دیر وہیں کھڑا رہا پھر دل میں سر اٹھاتی الجھن کے سبب شکن پیشانی پر ابھارے پلنگ پر آیا۔ پلنگ پر بیٹھتے ہی کہنی کے بل منہا پر جھکا، اور لحاف اس کے چہرے پر سے ہٹایا

www.novelsclubb.com

"منہا۔۔۔"

محبت بھری سرگوشی تھی, مگر اس محبت کا جواب اس کے پاس محبت میں نہیں تھا وہ تو کھو کھلی ہو چکی تھی, آنکھیں زور سے میچ کر اس سے چھپا کر آنسو صاف کیے۔

☆☆☆☆☆☆

ہلکے بھورے رنگ کا لکڑی کا دروازہ تھا, جس پر لگی سیاہ پلیٹ پر سفید رنگ سے نام لکھا تھا

,

" ڈاکٹر بلال ناظم "

شیریں نے گہری سانس خارج کی اور بالوں کی لٹ کو کانوں کے پیچھے اڑستی آگے ہوئی, جھجکتے ہوئے ہاتھ کو دروازے پر رکھا اور دستک دے دی۔

جانتی تھی اس وقت بلال یہیں موجود ہو گا اور ایسا ہی ہوا تھا, دستک دینے کے چند سکینڈ کے بعد ہی اس کی گھمبیر آواز گونجی۔

" یس۔۔۔کم ان "

شیریں نے آہستگی سے لکڑی کے دروازے پر لگا لوہے کا ہینڈل گھمایا اور اندر داخل ہوئی, بلال میز کے پیچھے کرسی پر براجمان تھا اور اب سامنے کھلی فائل سے نگاہ اٹھائے حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

" ت۔۔۔تم۔۔۔آؤ "

حیرت تو یقینی تھی, ایک ہی ہسپتال میں ہوتے ہوئے بھی شیریں پہلی دفعہ اس کے کمرے میں آئی تھی۔ وہ جھجکتے ہوئے میز کے سامنے سے کرسی پیچھے کھینچتی ہوئی اس پر براجمان ہوئی جبکہ بلال اب بھی اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

شیریں نے دونوں بازو کہنیوں تک میز پر دھرے اور ہاتھوں کو آپس میں ملایا, وہ ذہن میں لفظوں کو ترتیب دے رہی تھی۔

بلال کے ساتھ اس کو ایک ہی ہسپتال میں کام کرتے ہوئے کافی سال ہو چکے تھے, اور ایک ماہ پہلے ہی اس نے شیریں سے اس کے لیے اپنی پسندیدگی ظاہر کی تھی اور رشتہ بھیجنے کی اجازت مانگی تھی, جسے اس نے دو ٹوک الفاظ میں رد کر دیا تھا کہ وہ شادی نہیں کرنا چاہتی ہے مگر اب پچھلے دو دن سے ذہن عجیب طرز میں سوچنے لگا تھا۔

تقی۔۔۔ جس کے لیے وہ روگ لیے بیٹھی تھی اور شادی نہیں کر رہی تھی۔ ایک ضد باندھ لی تھی, اپنے ماں باپ تک کو پریشان کر رکھا تھا۔

وہ اپنی کتنی مکمل زندگی جی رہا تھا۔ اپنی بیوی کے ساتھ خوش باش تھا اور ایک وہ تھی

بلال ناصرف ایک قابل ڈاکٹر تھا بلکہ ایک خوبرو نوجوان بھی تھا لیکن ان سب باتوں کے باوجود جو بات آج شیریں کو اس کے سامنے بیٹھائے ہوئے تھی اس کی احترام کی نگاہ تھی جو اتنی پسندیدگی اور تقی اور اس کے بارے میں جاننے کے باوجود قائم تھی۔

بلال ہونق بنا اس کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا جو اس کے سامنے مضطرب کیفیت میں بیٹھی اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مڑوڑ رہی تھی۔

" ڈاکٹر شیریں۔۔۔پلیز بلا جھجک کہیے۔۔کیا کہنا چاہتی ہیں؟ "

بلال نے اس کی جھجک ختم کرنے کے لیے شائستگی سے کہا, شیریں نے گہری سانس لیتے ہوئے چہرہ اوپر اٹھایا۔

www.novelsclubb.com

وہ۔۔۔ایک ماہ پہلے آپ نے مجھ سے۔۔۔میرے گھر رشتہ بھجوانے کی بات کی تھی "

---"

شیریں نے آہستگی سے بات شروع کی اور سر جھکا دیا جبکہ بلال ساکن ہم تن گوش تھا۔

" میں۔۔۔چاہتی ہوں آپ۔۔آپ اپنے پرینٹس کو بھیج دیں میرے گھر "

شیریں نے جھکے سر کے ساتھ ہی نوید سنائی تو سامنے ماتھے پر نا سمجھی کے شکن ڈالے بلال کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

" آ۔۔۔آ۔۔آ۔۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔ "

بلال کی سمجھ سے باہر تھا وہ اپنی خوشی کو کیسے قابو کرے اور اس وقت کیا کہے, شیریں نے اچانک چہرہ اوپر اٹھایا تو اس کے یہ بادل بیتاب سی حالت پر ہنسی چھوٹ گئی۔

بلال جو اس کے یوں پیش کش پر بوکھلا یا سا تھا, اس کے ہنسنے پر جیسے دم میں دم آیا اور پھر کندھے گرائے اس کے سنگ ہنس دیا۔ شیریں لبوں پر ہاتھ رکھے آج اتنے مہینوں کے بعد کھل کر ہنسی تھی۔

انسان بعض اوقات انجانے میں ہی خود سے زیادتی کا مرتکب ہوتا ہے جبکہ خوشیاں اس کے آس پاس ہی ہوتی ہیں بلکہ اکثر اس کے اندر ہی چھپی ہوتی ہیں۔

شیریں کا حساب بھی کچھ ایسا ہی تھا تقی ایک سیراب تھا اس کے لیے جس کے پیچھے بھاگتے ہوئے وہ آس پاس کی خوشیوں کو ٹھکرائے ہوئے تھی, پر تقی کا یوں سامنا اور مالا کے ساتھ اس کی محبت اس کو آئینہ دکھا گئی۔

اپنے سامنے بیٹھے ہنستے ہوئے شخص کو پر سکون ہو کر دیکھا تو دل میں طمانت بھر گئی۔

☆☆☆☆☆☆

وہ بہادر سے زیور کے عوض زہر منگوا چکی تھی, بس اب اس زہر کو باقاعدگی سے کھانا تھا,

ہر روز وہ جب زہر کو کھاتی تھی تو یوں لگتا کہ جیسے وہ انصاف کر رہی ہے۔

خود کے ساتھ انصاف۔۔۔

رمنا کے ساتھ انصاف۔۔۔

اس جیسے انسان کا انجام یہی ہوتا ہے جو اس کا ہونا تھا, اس کا کسی خوشی پر کوئی حق نہیں تھا

اور نا ہی فرہاد جیسے مخلص انسان کی پاک محبت پر۔

www.novelsclubb.com

فرہاد اس سے سچی محبت کرتا ہے۔ یہ دل باخوبی جاننے لگا تھا مگر جب بھی وہ اس کی محبت کی

طرف ایک قدم بھی بڑھانے کا سوچتی عجیب طرح کا احساس جاگنے لگا تھا, کیا اس کو یوں

ہنسی خوشی شادی شدہ زندگی گزارنے کا حق ہے۔

تقی اور مالا کی دوری واضح تھی جو اسے اندر ہی اندر رمنا کی یاد دلاتی تھی۔اسے سب سے چھپ کر زہر کھاتے ہوئے بیس دن ہو چکے تھے۔

وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر نیم دراز یونہی سوچوں میں گم تھی جب اچانک دل بری طرح متلانے لگا۔وہ بادل نخواستہ کمرے کے دروازے کی طرف بھاگی تھی مگر اٹاری کے زینے اترتے ہی ابکائی کی صورت وہ زینہ اور اپنے جوتے بھر چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 37

www.novelsclubb.com

رات کے ایک بجے گلاب دیوی ہسپتال کی سفید عمارت رات کے اندھیرے میں ڈوبی سیاہ لگ رہی تھی, ہسپتال کی بجلی میں کوئی خرابی کے باعث پچھلے آدھے گھنٹے سے پورے ہسپتال کی عمارت گھپ اندھیرے میں غرق تھی۔

کمرے میں دیوار کے ساتھ لگے چھوٹے سے میز پر رکھی موم بتی کی ہلکی سی پیلی روشنی نے پورے کمرے کو پیلاہٹ زدہ روشنی بخش رہی تھی۔

گرمی کے باعث تقی نے کمرے کی کھڑکی اور دروازہ پورا کھول رکھا تھا جو کمرے میں مدھم سے ہوا کے جھونکے لانے کا باعث بن رہے تھے۔زیادہ تر لوگ سو رہے تھے اس لیے ہسپتال کے وارڈز اور راہداریوں میں خاموشی معمول سے زیادہ تھی۔

مالا دیوار سے لگے لکڑی کے پلنگ پر چت لیٹی تھی اور تقی کچھ دور کمرے کے وسط میں موجود صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے سر اوپر کیے بیٹھا تھا۔منہا کو کومے میں گئے آج چھ دن ہو چلے تھے اور ہر گزرتا دن اس کی واپسی کی امید کم کرتے ہوئے گزر رہا تھا۔

دن میں مالا کے ساتھ کمرے میں فرہاد اور نقیب حاکم باری باری قیام کرتے تھے اور رات کو تقی ہوتا تھا۔ مالا کی طبیعت کے باعث تقی کی پریشانی دوگنی ہو گئی تھی, وہ تین دن سے عجیب کچھی کچھی سی رہنے لگی تھی۔ نا بات کا جواب پوری توجہ سے دے رہی تھی اور نا خود سے اس سے کوئی بات کر رہی تھی۔

وہ یہ پچھلے دو دن ڈاکٹر عرفان کے ساتھ اس قدر مصروف رہا تھا کہ چاہ کر بھی اس کے طبیعت کا نہیں پوچھ سکا اور آج بھی جس وقت کمرے میں آیا وہ سو چکی تھی۔

وہ اس پریشانی کے عالم میں بھی بچے کی خوشی کو لے کر سرشار تھا, پر پچھلے دو دن سے مالا کی بے رخی بری طرح کھل رہی تھی۔ تقی نے گردن کا رخ موڑے پلنگ کی طرف دیکھا۔

تقی کتنے اجنبی ہو گئے ہیں مجھ سے, اب ایسی بھی کیا بے اعتنائی کے مجھے بھول ہی گئے, "

" کمرے میں آتے بھی ہیں تو بس منہا کا چیک اپ شیریں اور دوسرے ڈاکٹرز سے باتیں

دل پر وزن بڑھنے لگا تھا اور آنکھوں میں آنسو آنے لگے۔

وہ دونوں بلکل خاموش اپنی اپنی سوچوں میں مگن تھے اور گھڑی کی ٹک ٹک کمرے کی خاموشی کو مزید وحشت ناک بنا رہی تھی۔ آنسو آنکھ کے کونے سے بہہ نکلے تو مالا نے ہاتھ اٹھا کر نم کونے انگلی کی پور سے دبائے۔

وہ جو سمجھ رہا تھا کہ مالا آج پھر سو چکی ہے اس کے ہاتھ کی جنبش کو دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھا اور چند قدم کی دوری پر پلنگ کے پاس جا کر کھڑا ہوا۔

www.novelsclubb.com

مالا جو اپنے خیالوں میں گم لیٹی تھی اس کے یوں پاس آکر کھڑے ہونے پر ہلکی سی گردن کو خم دیے دیکھا۔

"مالا۔۔۔طبیعت کیسی ہے؟ "

فکر مندی سے اس کی طبیعت دریافت کرتا وہ اس پر جھکا۔مالا نے اس کا خود پر جھکا وجود دیکھ کر چہرے کا رخ نا چاہتے ہوئے بھی دوسری طرف موڑ لیا۔

آگیا خیال میرا بھی۔۔۔"دل مسوس کر سوچا "

" جی ٹھیک ہوں "

www.novelsclubb.com

مختصر جواب مگر لہجہ ڈھکی چھپی خفگی کا غمازی تھا۔

" لگ تو نہیں رہی تم ٹھیک ؟ادھر دیکھو "

تقی نے لب بھینچے اس کے چہرے کو پھر سے سیدھا کیا, وہ اس طرح کے نخرے اسے پہلی دفعہ دکھا رہی تھی اور وہ ان نخروں کی کوئی وجہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

" ٹھیک ہوں آپ پریشان نا ہوں, آرام کریں صبح اٹھنا بھی ہے "

مالا کا لہجہ ہنوز ویسا ہی تھا, تقی نے حیرت اور نا سمجھی کے ملے جلے اثرات میں بھنویں اچکائیں

www.novelsclubb.com

" ہوا کیا ہے مجھے بتاؤ کس بات کی پریشانی ہے, طبیعت زیادہ تنگ کر رہی ہے تو واپس بھیج دیتا ہوں اماں کو بلوا لیتا ہوں "

تقی نے اپنے ذہن میں فوری اُمڈ آنے والے خیال کے زیر اثر پوچھا

"نہیں۔۔۔مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے یہاں، سارا دن آرام ہی کرتی ہوں باقی سارا کام تو نرسیں کرتی ہیں، آپ بلاوجہ کے وہم مت پالیں"

اکھڑے سے لہجے میں جواب دیا

"یہ بات کیسے کر رہی ہے مجھ سے" تقی کی پیشانی پر افقی لکیریں ابھریں، اب اس کی یہ بے رخی غصہ دلا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"سیدھے سے بتاؤ کیا ہوا ہے؟ میں ویسے بھی پریشان ہوں اور تم پریشانی میں اضافہ کر رہی ہو"

تقی نے اب کی بار کچھ سخت لہجے میں استفسار کیا, وہ جو پہلے ہی منہ پھلائے ہوئے تھی اس کی یہ توجہ اب لطف دینے لگی۔اتنے دن کی بے اعتنائی کے بعد تو وہ یوں مہربان ہو رہا تھا۔

" ٹھیک ہے نہیں بتانا چاہتی تو مت بتاؤ "

اس کی خاموشی سے چڑ کر تقی اکھڑے سے لہجے میں کہتا سیدھا ہوا اور ماتھے پر بل ڈالے واپس صوفے پر آ کر اسی طرح بیٹھ گیا جیسے پہلے بیٹھا تھا, مالا کا منہ حیرت سے کھل گیا, دونوں طرف پھر سے خاموشی کا دور دورہ چل نکلا۔

www.novelsclubb.com

مالا نے سر گھما کر تقی کی طرف دیکھا, یہاں تو معاملا ہی الٹا تھا دل تو چاہ رہا تھا وہ کچھ دیر اور منائے پر۔۔۔وہ اپنی جگہ درست تھا وہ یہاں اس کی پریشانی میں اضافہ کرنے نہیں آئی تھی ایک دم سے خفگی ندامت میں بدل گئی۔

کمرے کی خاموشی ہولناک صورت اختیار کرتی جارہی تھی, مالا کواب وحشت سی ہونے لگی اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ صوفے کی طرف بڑھی اور چند قدم کا فاصلہ طے کرتے ہوئے صوفے پر بیٹھے تقی کے پاس آگئی۔

خفگی کس بات کی اپنے ہی ذہن کے اٹھتے وہم تھے وہ کیوں ان کی سزا تقی کو دیتی, بری طرح خود کو ملامت کیا۔

وہ اسی طرح سر صوفے کی پشت سے ٹکائے خاموش بیٹھا تھا۔مالا کے قدموں کی چاپ سے بھی سیدھا نہیں ہوا۔

www.novelsclubb.com

مالا آہستگی سے اس کے پاس بیٹھی اور پھر اس کے گھٹنے پر سر رکھے دائیں کروٹ سمٹ کر لیٹ گئی, مالا کے یوں لیٹتے ہی اس نے سر نیچے کیا اور اسے یوں معصومیت سے گھٹنے پر سر رکھے لیٹے دیکھ کر مبہم مسکراہٹ نے لبوں کا گھیراؤ کیا۔

"ہو گئی ناراضگی دور؟ "

مسکراتے ہوئے سوال کیا, مالا نے بنا اس کی طرف دیکھے سر کو آہستگی سے ہلایا۔

" یہ بلاوجہ کی ناراضگی مجھے قطعاً پسند نہیں منانا نہیں آتا مجھے "

www.novelsclubb.com

تقی نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور انگلیاں اس کی کنپٹی سے سر کی طرف چلانی شروع کر دیں۔ مالا نے اسکے گود میں دھرے دوسرے ہاتھ کو آہستگی سے اپنے ہاتھوں میں لیا۔

" آپ کو منانا نہیں آتا اور مجھے زیادہ دیر ناراض نہیں رہنا آتا "

خفیف سے لہجے میں کہتی وہ اس کے ہاتھ میں اپنے ہاتھ کی انگلیاں پھنسا رہی تھی۔

" ناراض ہونے کی کوئی وجہ کوئی جواز تو ہو یہ کیا بس ناراض ہوں, وجہ سرے سے کوئی ہے نہیں اور میرا سوچ سوچ کر دماغ پھٹ رہا ہے کہ میں نے کوئی غلطی کر دی کیا؟ "

تقی نے مصنوعی خفگی سے اس کے گال پر ہلکا سا تھپڑ رسید کیا

www.novelsclubb.com

" آپ مصروف تھے تو اداس ہو گئی تھی, اب نہیں ہوں ناراض "

تقی کے ہاتھ کو اپنے چہرے پر دھرتے ہوئے معصومیت سے کہا, وہ مسکرا کر سر ہلا گیا اور ذہن اتنا تھکا ہوا تھا کہ اس کے اس جھوٹے سبب پر ہی ایمان لے آیا۔

" تقی مجھے بھی بتائیں نا کچھ منہا آپا کی طبیعت کے متعلق, آپ لوگ جو بھی باتیں کرتے ہیں وہ تو میری سمجھ میں نہیں آتی۔ "

مالا نے کروٹ کو سیدھا کیا اور اس کے ہاتھ پر اپنے ملائم ہاتھ کی گرفت مضبوط کرتے ہوئے پوچھا۔ تقی نے یونہی اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا, ہلکی پیلی سی روشنی میں وہ اب ناراضگی ختم کیے پیشانی پر فکرمندی کے لکیریں ابھارے ہوئے تھی۔

www.novelsclubb.com

" آہ۔ہ۔ہ۔ہ۔۔۔۔ابھی کچھ بھی نہیں کہہ سکتے, ڈاکٹر عرفان نے دماغ کا معائنہ کیا ہے, دعا کرو برین ڈیتھ نا ہوئی ہو صرف کومے میں ہو۔۔۔ "

تقی دھیمے سے لہجے اور روانی سے ساری بابت کہہ رہا تھا, تقی کی بات پر اس کا بھی دل بیٹھ گیا, دونوں طرف پھر سے خاموشی چھا گئی۔اور چند سکینڈ کے وقفے کے بعد خاموشی کا سکوت مالا کی آواز نے ہی توڑا۔

"میں یہ سوچ رہی تھی کہ منہا آپا نے اکیلے ہی بہت پریشانی اور تکلیف کو سہا ہے, پتا نہیں کیا کیا سوچتی رہتی ہوں گی, اور مجھے پورا یقین ہے انہوں نے بہادر سے وہ زہر فرہاد بھائی کے لیے نہیں اپنے لیے منگوایا تھا"

مالا کی آواز کہیں بہت دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔ تقی کے چہرے پر سایہ لہرا گیا۔

www.novelsclubb.com

"ہم۔م۔م فرہاد کو نہیں دے رہی تھی ,وہ زہر خود لے رہی تھی ,میں نے فرہاد کا خون لینے کے بہانے ٹیسٹ لے لیے ہیں اس کے ,آخری دن منہا نے اس زہر کی مقدار معمول سے زیادہ لی تھی شائد۔۔۔"

تقی نے دلگیر لہجے میں اپنی سوچ بتائی ,مالا ایک دم چونک کر اٹھ بیٹھی انگلی کو کچھ یاد آجانے کے انداز میں ہوا میں معلق کیا۔

"شائد۔۔۔۔۔۔میں نے جو قمیض کو لے کر واویلا مچادیا تھا حویلی میں۔۔۔اس کی وجہ سے انہوں نے۔۔۔"

www.novelsclubb.com

مالا کرب کی کیفیت میں لب بھینچ گئی۔ تقی نے آہستگی سے آنکھیں موند کر صوفے کی پشت سے سر ٹکایا۔

ہاں۔۔۔اسی وجہ سے تم نے بہادر سے پچھ گچھ شروع کی تو اس نے خوف زدہ ہو کر زہر "
" کی زیادہ مقدار لے لی

تقی نے تکلیف دہ آہ بھرتے ہوئے اس کی بات کی تصدیق کی جبکہ چہرہ چھت پر اٹھائے
ہوئے تھا۔اور مالا کا رخ بھی اس کے چہرے کی طرف ہی تھا۔

تقی بہادر کو سزا ملنی چاہیے اسے معاف نہیں کریں گے ہم اور۔۔۔کیا پتا اب تک تو وہ "
"بھاگ گیا ہو گاؤں سے۔۔۔

www.novelsclubb.com

مالا نے دانت پیستے ہوئی ضبط میں بات مکمل کی, تقی کی خاموشی کچھ پل قائم رہی اور پھر وہ
اسی لہجے میں گویا ہوا۔

اس وقت منہا کے زندہ بچ جانے کے علاوہ اور کچھ نہیں سجھائی دے رہا مجھے, مجھے اس کی " زندگی چاہیے بس, میں اس کو یوں دنیا سے جانے نہیں دے سکتا "

مالا نے حوصلہ دینے کی خاطر نرمی سے اس کے کندھے پر ہاتھ دھر دیا۔

فرہاد نے میری وجہ سے اریب پھپھو پر شک کرتے ہوئے ان سے ہر تعلق توڑ دیا تھا, " اب اسے کیسے بتاؤں؟ کیا کہوں اس سے کہ میں غلط تھا, منہا کو زہر اریب پھپھو نہیں دیتی تھیں بلکہ وہ زہر وہ خود کھا رہی تھی "

www.novelsclubb.com

تقی نے کرب ناک لہجے میں جملہ ادا کیا, وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بات کرنے میں اتنے مگن تھے کہ, دروازے پر ساکت کھڑے نفس سے لاپرواہی برت گئے جوان کی اس گفتگو پر دروازے کے بیچ و بیچ کھڑا مجسم ہو چکا تھا, جیسے ہی اس نے لڑکھڑاتے جسم کو

سنبھالنے کی خاطر کواڑ تھاما تو دروازے کی چرچراہٹ خاموش کمرے میں گونج گئی, مالا اور تقی نے ایک ساتھ چہرہ اوپر اٹھایا۔

اور سامنے کھڑے فرہاد کے چہرے کے رنگ دیکھ کر دونوں کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆

منہا نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے اثرات سے آنکھیں کھولے سامنے کھڑی دائی اماں کو دیکھا جواب فرہاد سے پیسے لے رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اپنی ہی سماعت پر یقین نہیں آرہا تھا, کیا اللہ نے سچ میں اس پر مہربانی کردی تھی۔ بلقیس اس کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیر رہی تھی اور پلنگ کے کے پاس کھڑے فرہاد کی خوشی

دیدنی تھی, آج پہلی دفعہ وہ کچھ دور کھڑی اریب پھپھو کے چہرے پر بھی اپنے لیے نرمی کے تاثرات دیکھ رہی تھی۔

خوشی سے سرشار ہوتے ہوئے نگاہ اٹھائے فرہاد کی طرف دیکھا, وہ کتنا خوش تھا, چہرے پر انگنت خوشی کے رنگ رقص کر رہے تھے۔ باچھیں کھلائے اب جوش سے اریب کے گلے لگ چکا تھا۔ وہ کتنا وجیہہ تھا, کتنا سادہ, دل کی دھڑکن ہلکی سی لے میں دھڑک اٹھی۔

وہ ماں بننے والی تھی۔ اتنے سالوں بعد کسی انوکھی سی خوشی نے اپنے حصار میں لیا تو وہ اپنے پچھلے سارے غم پس پشت ڈال بیٹھی, سرہانے کھڑے محبتیں لٹاتے وجود کے لیے دل میں عجیب سا احساس امڈنے لگا۔

www.novelsclubb.com

بلقیس اور اریب اس کا ماتھا چوم کر باہر نکلیں تو وہ جوان کے ہی جانے کے انتظار میں تھا والہانا انداز میں آگے بڑھا۔

سن لیا ناسب جو ابھی ممانی اور امی نے ہدایات دیں, کوئی کوتاہی نہیں کرنے دوں گا "
" سمجھی

فرہاد کا لہجہ سرشار تھا اور انگ انگ سے خوشی پھوٹ رہی تھی۔ منہا نے سراسیمگی کی حالت میں گردن اثبات میں ہلائی, وہ جو آج فرہاد کے لیے محسوس کر رہی تھی پہلے کبھی نہیں کیا تھا اور دل انہیں محسوسات پر حیرت زدہ تھا۔

کیا اولاد ایسی طاقت رکھتی ہے کہ اسے جس فرہاد کے لیے کل تک کوئی محسوسات نہیں تھیں آج وہ پوری دنیا کا سب سے پیارا مرد لگ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

محبتیں تو وہ پہلے بھی نچھاور کرتا ہی تھا پر آج اس کی محبت اس کے لمس اور باتوں سے دل کو عجیب سا سرور آنے لگا۔

میں کتنی ناشکری تھی اللہ۔۔۔۔تو نے مجھے احساس دلا دیا, میں اب وہ زہر پھینک دوں " گی کبھی نہیں کھاؤں گی۔میں جس دن ماں بن رہی ہوں گی اس تکلیف کے دوران میں تجھ " سے معافی مانگوں گی, سنا ہے تو ماں بننے جیسے عظیم عمل پر سارے گناہ دھو دیتا ہے

دل میں عجیب سی خواہشیں جنم لینے لگی تھیں اور دل جینے کے لیے, فرہاد کی محبت کے لیے اور بچے کے لیے ہمکنے لگا تھا۔ تقی کی مالا کے لیے وارفتگی بھی اس کے دل کو اب محسوس ہونے لگی تھی جس سے احساس جرم بہت حد تک مندمل سا لگا۔

فرہاد اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے, پتا نہیں آنے والے وقت کے متعلق کیا کیا خواب بن رہا تھا۔اور وہ آج پہلی دفعہ اسے اتنی محبت سے تاک رہی تھی۔

☆☆☆☆☆

منہا نے بمشکل اٹاری کے ستون کا سہارا لے کر خود کو سنبھالا تو و گرنہ وہ گر جاتی, دل کانپ گیا تھا, سامنے کے منظر نے پچھلے ایک ماہ کی ساری خوشیاں ملیا میٹ کر دی تھیں۔ چوہدری حاکم ہاتھ میں خط تھامے کھڑے تھے اور اریب پھپھو تخت پر بیٹھی بین کر رہی تھیں۔

سب لوگ اس حقیقت سے بے خبر تھے کہ کچھ دور لٹھے کی طرح سفید پڑتا چہرہ لیے کھڑی منہا کے سر میں اس سارے منظر کو دیکھ کر ہتھوڑے نے چلنے لگے ہیں۔ بہادر کچھ نہیں بھولا تھا۔اس کو جس غلط فہمی کا شکار وہ کر چکی تھی, اب وہ اس سے آسانی سے باہر نہیں آنے والا تھا۔

www.novelsclubb.com

منیر پھپھا کے خفیہ نکاح کے بارے میں صرف بہادر جانتا ہے یہ یہاں صرف اسے معلوم تھا۔اور اس نے یہ پردہ فاش کس لیے کیا ہے۔اس بات کا خوف اس کے دل میں سایے پھیلانے لگا۔

وہ پچھلے ایک ماہ سے فرہاد کے ساتھ خوش رہنے لگی تھی, خاموش رہنا تو طبیعت کا خاصہ بن گیا تھا لیکن یہ ضرور تھا کہ وہ اب جینے لگی تھی اور فرہاد سے محبت کرنے میں وہ اس بات کو تو یکسر فراموش کر بیٹھی کہ بہادر کو وہ ایک جھوٹی آس دلا چکی تھی۔

دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا, طبیعت تو پہلے سے ہی بو جھل رہتی تھی اوپر سے یہ نئی افتاد نے ہاتھ پاؤں پھلا دیے تھے۔

بہادر کی طرف سے اٹھایا ہوا یہ انتہائی قدم اسے اچھی طرح باور کروا گیا تھا کہ وہ کسی صورت نہیں بھولا کچھ اور اس کا دیوانہ پن اب بھی قائم ہے اور وہ اس کے جواب اور اگلے عمل کا منتظر ہے۔

www.novelsclubb.com

اگر۔۔۔اگر میں نے اسے کوئی جواب نا دیا تو۔۔۔اللہ کیا کروں؟؟؟؟۔۔۔میں نے یہ کیا" کیا؟۔۔۔کیوں کیا تھا وہ سب؟؟؟۔۔اب کیا کروں؟,اسے سمجھا دوں کہ میں خوش ہوں اب۔۔۔اگر وہ نا مانا تو؟۔۔۔۔۔۔وہ جانتا ہے میں نے رمنا کو دھکا دیا تھا اور اب۔۔۔زیور "بیچ کر زہر۔۔۔۔افف میرے خدا۔۔۔

دل میں پھانس اٹکنے لگی,دل خوف کے مارے لرز رہا تھا۔اپنی بیوقوفیوں کا یہ بھگتان بھگتنا پڑے گا کبھی سوچا تک نہیں تھا۔گھر کا ماحول کشیدگی اختیار کر گیا تھا۔

گھر میں اتنا تناؤ اس کے ذہن کو مفلوج کر رہا تھا,وہ خوف زدہ سی ٹرانس کی حالت میں اپنے کمرے میں جا کر لیٹ گئی۔باہر سے بین کی اور رونے کی آوازیں گونج رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆

منہا نے پلنگ پر چت لیٹے آہستگی سے گردن گھما کر سامنے دیکھا, فرہاد سامنے لکڑی کے صوفے پر چپ چاپ بیٹھا تھا, شیو بڑھی ہوئی غمناک آنکھیں۔وہ کسی غیر مرئی نقطے پر نگاہیں جمائے بیٹھا تھا۔

فرہاد کو اتنا دکھی اور چپ اس نے آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔فرہاد کی خود پر سے توجہ ایک دم سے ختم ہو جانا, اس کا یوں اندوہ گیں ہو جانا, آئے دن گھر میں منیر میاں کی طلاق, بچوں کو لے کر جھگڑے کی فضا, اریب پھپھو کا بلکنا بین کرنا, فرزانہ آپا کا اترا چہرا اور بی جی کی اداسی سب۔۔۔۔سب۔۔۔کی قصور وار وہ تھی۔

اور اب تو منیر پھپھا کے ان بچوں کے ماں سے جدا ہو جانے کا گناہ بھی اسی کے سر ہی تھا۔ وہ اتنے دن سے عجیب بے کلی کا شکار تھی۔

فرہاد اپنے غم میں مبتلا تھا اس کو دلاسا دینا چاہتی تھی لیکن ہمت ہی نہیں ہوتی تھی۔اس کے پاس جاتی تو یوں لگتا کل جب اسے بہادر سے سب پتا چلے گا تو اس کا کیا حال ہو گا۔احساس جرم جو کم ہوا تھا وہ پھر سے سر اٹھانے لگا۔

" ہاں۔۔۔اللہ نے دکھا دیا, میرے جیسے گناہ گار کبھی بھی سکون سے زندگی گزارنے کا حق نہیں رکھتے ہیں اور میں نے یہ سوچ بھی کیسے لیا تھا کہ میرا گناہ معافی کے قابل ہے, میں نے یہ سوچ بھی کیسے لیا تھا کہ اللہ نے بچے کی خوشی اس لیے دی ہے کہ مجھے ایک موقع مل جائے۔۔۔میں کیسے بھول گئی کہ میں ایک قاتل ہوں "

ڈوبتے دل اور بھری آنکھوں سے اسے اچانک یاد آیا کہ وہ زہر اس نے ابھی پھینکا ہی کہاں تھا۔وہ تو ابھی تک باورچی خانے میں چھپا کر رکھا ہوا تھا اس نے, اکثر سوچتی رہی, پھینک دے گی پر کوئی موقع نہیں ملا تھا۔

جلدی سے گالوں پر آئے آنسو ہاتھ کی پشت کے ساتھ بے دردی سے رگڑ ڈالے۔چور نگاہ فرہاد پر ڈالی وہ اسی طرح ساکن بیٹھا تھا۔جوش میں پلنگ پر سے اٹھی اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

"مجھے جینے کا کوئی حق نہیں, کسی معصوم کی خوشیوں کی قاتل ہوں میں, کتنے ہی دلوں کے دکھنے کی وجہ ہوں میں, ایک طرف بہادر کو دھوکا دے رہی ہوں تو دوسری طرف اپنے فرشتہ صفت شوہر کو۔۔۔"

ذہن مفلوج تھا اور ضمیر کمر پر ہاتھ دھرے اسے باتیں سنا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اپنی بہن سے بڑھ کر پیار کرنے والی دوست کو اپنی چچازاد کو موت کے گھاٹ اتار دینے والی, نامحرم سے محبت کے دعوی کرنے والی, یہ کیسے بھول گئی سب میں۔۔۔, اتنی خود

غرض اپنی خوشیوں میں یہ کیسے بھول گئی کہ یہ سب کسی کی خوشیوں کو تباہ کرنے کے بعد ملا ہے۔۔۔۔"

وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتی اب کچن میں موجود تھی, خود کو سزا دینے کا ایسا جوش چڑھا کہ یہ بھول ہی گئی کہ اس کی کوک میں ایک ننھی سی جان ابھی ایک لوتھڑے کی صورت موجود ہے, جسے اس دنیا میں آنے کے لیے اس کے وجود کی اشد ضرورت ہے, جو یہ کھائے گی اس کا سارا اثر اس بے جان لوتھڑے پر اثر انداز ہو گا, اور وہ جس میں ابھی اللہ پاک نے روح پھونکنی تھی کہاں اتنی سکت رکھتا تھا کہ زہر کی تاب لا سکتا۔

اس کا رونا اب سسکیوں سے ہچکیوں میں بدل گیا تھا۔ باورچی خانے میں کھڑی وہ بلکتے ہوئے دودھ کے گلاس میں زہر گھول رہی تھی اور پھر ایک ہی سانس میں گلاس کو منہ سے لگائے وہ پورا گلاس ختم کر چکی تھی۔ زہر آلودہ دودھ لبوں کے کناروں سے نیچے گر رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

چِراغ شام سے پہلے

ہماوقاص

قسط نمبر 38

منہانے پیشانی پر بے پناہ شکن ابھارے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی, زرد چہرے پر آنکھیں کھولنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ تکلیف کے آثار صاف واضح تھے۔

جیسے ہی حواس بحال ہورہے تھے, ارد گرد سے باتوں کی آوازیں کانوں میں پڑنے لگی تھیں, اس نے دھیرے سے بھاری سوزش زدہ پپوٹے اٹھائے آنکھیں کھولیں تو وہ ہسپتال کے ایک نجی کمرے میں بیڈ پر تہی دامن لیٹی تھی۔

www.novelsclubb.com

کلائی پر سوئی جلد کے اندر پیوست تھی اور ناف سے لے کر ٹانگوں تک اور پشت میں تکلیف کی ٹیسیں ابھر ابھر کر معدوم ہو رہی تھیں۔ شکم میں عجیب سی ہوک اٹھی اور ذہن کی دیوراں پر بے ہوش ہونے سے پہلے کا منظر واضح ہونے لگا۔

وہ رات کو زہر آلود دودھ پی کر سوگئی تھی, اور پھر صبح بارہ کے قریب ہی پیٹ میں تکلیف کے ایسے مرغولے اٹھنے لگے تھے کہ وہ اونچا اونچا چیخنے پر مجبور ہو گئی اور اب یاد آرہا تھا کہ گاڑی میں شہر کی طرف سفر کے دوران ہی وہ اپنے حواس کھو بیٹھی تھی۔

کچھ قدم کی دوری پر بلقیس کے سامنے ایک لیڈی ڈاکٹر کھڑی اس سے باتوں میں محو تھی, منہا نے گردن گھما کر آبرو اچکائے ان دونوں کی طرف دیکھا تو لیڈی ڈاکٹر کی نظر اس پر پڑتے ہی وہ فورا منہا کی طرف بڑھی۔

کیسی ہو بچے۔۔۔؟" قریب آکر محبت سے منہا کے سر پھر ہاتھ پھیرتے ہوئے طبیعت " دریافت کی

منہا نے جواب دینے کے بجائے پہلے نگاہ اٹھا کر ان کے بائیں طرف مضطرب کھڑی بلقیس کی طرف دیکھا۔

" بیٹا آپ نے کل کچھ کھایا تھا کیا؟ "

ڈاکٹر کے سوال پر منہا نے چونک کر خوف سے لرزتے دل کے ساتھ ڈاکٹر کی طرف دیکھا جو بہت ملائم لہجے میں اس سے تفتیش کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

نہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ کچھ نہیں بس رات کا کھانا کھ۔۔ کھایا تھا۔۔۔ اور تو کچھ۔۔۔ نہیں " ۔۔۔" خوف سے لرزتے دل اور خشک ہوتے ہونٹوں کو بھینچتے ہوئے خفیف سی آواز میں جھوٹ بولا۔

سامنے کھڑی لیڈی ڈاکٹر کو تو جیسے اس کی بات پر رتی بھر یقین نہیں آیا تھا۔

نہیں بیٹے اچھے سے یاد کریں کیا کوئی دوا لی آپ نے ؟, مطلب سر میں درد یا کچھ اور "
محسوس ہو رہا ہو تو آپ نے کوئی دوا لی ہو؟" وہ سوالیہ نگاہیں گاڑے کھڑی تھی

منہا ہونق بنے ان کے چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی کل جب زہر پیا تو کہاں پتا تھا جوش میں اٹھایا یہ قدم اس کے بطن کو ہی تہی کر چھوڑے گا۔

www.novelsclubb.com

اب کی بار کہاں زبان نے ساتھ دیا تھا آہستگی سے جہاں سر کو نفی میں ہلایا وہاں آنکھوں میں بھی موٹے موٹے آنسو تیر گئے تھے۔

"ڈاکٹر صاحب۔۔۔ کھانا ہی کھایا تھا اس نے بس, ہم سب مل کر رات کا کھانا کھاتے ہیں جی, اس کے علاوہ تو ایسا کچھ نہیں کھایا اس نے پھر تو سو گئی تھی یہ "اب کی بار منہا کے بجائے جواب بلقیس نے دیا تھا۔

ڈاکٹر نے منہا سے نگاہیں ہٹائے بلقیس کی طرف دیکھا۔

"پتا نہیں کیوں پر کچھ تو گڑ بڑ ہے بچی کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے, یہ جان بوجھ کر ہوا ہے, اس نے غلطی سے کھالیا ہے یا پھر کسی نے کچھ کھلایا ہے, جس کی وجہ سے بچہ نہیں بچ سکا ۔۔۔۔"ڈاکٹر بڑے وثوق سے اپنی بات پر ڈٹی تھی۔

www.novelsclubb.com

منہا کے چہرے پر سایہ لہرا گیا۔ بلقیس نے چونک کر سوالیہ نگاہوں سے اسے گھورا تو منہا نے تکیے پر دھرا سر آہستگی سے دائیں بائیں تردید میں ہلا دیا۔

کچھ باقی نہیں رہا تھا, ایک ہی رات میں زہراس کی کوک میں پلنے والے ایک ماہ کے ثقل کو زائل کر چکا تھا۔

ڈاکٹراب پھر سے اس سے توجہ ہٹا کر بلقیس سے باتوں میں مشغول ہو چکی تھی۔

دل میں ہوک اور شکم میں ہول اٹھنے لگے, جہاں خود سے نفرت محسوس ہو رہی تھی وہاں جینے کی خواہش مکمل طور پر دم توڑ چکی تھی, دل کر رہا تھا چیخ چیخ کر رو دے مگر یہ وہ راز تھا کہ جو ہمراز تھا اس سے بھی درد نہیں بانٹ سکتی تھی۔

کچھ دور کھڑی لیڈی ڈاکٹر نے اس کی پریشانی میں اضافہ کر دیا تھا وہ بار بار بلقیس کو اس کے حمل زائل ہونے کی وجہ کوئی زہریلی دوا قرار دے رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

منہا کی سانس اٹکنے لگی, اگر کہیں ڈاکٹر نے تقی سے بات کی اور پھر تقی کو معلوم پڑ گیا کہ میں نے زہر کھایا ہے۔

اوہ میرے خدا مجھے اس اذیت بھری زندگی سے نجات دے اللہ ہ۔ہ۔ہ"دل جہاں "
خون کے آنسو رو رہا تھا وہاں زندگی جیسی نعمت سے منہ موڑنے کے لیے دعا گو تھا۔

☆☆☆☆☆

منہا نے نقاہت سے گردن کا رخ دائیں جانب موڑا, موم بتی کی زرد روشنی میں نہایا کمرہ,
کچھ دور لکڑی کی کرسی پر بیٹھی پریشان حال مالا اور صحن سے آتی جھگڑے کی آوازیں
خاموشی کو چیرتی ہوئی اس کے دل اور دماغ پر ہتھوڑے برسا گئیں۔

www.novelsclubb.com

لگاتار بہت دن سے زہر کھانے کی باعث وہ وضو خانے میں بے ہوش ہو کر گر گئی تھی اور
اس کے بعد آج۔۔۔

حویلی کے صحن میں تو جیسے ایک بھونچال آ گیا تھا۔ وہ اس وقت بھی بیڈ پر ڈرپ لگائے لیٹی ہوئی تھی۔

تقی غصے میں بھرا اریب پھپھو پر الزام تراشی کر رہا تھا اور وہ اپنی صفائی میں چیخ رہی تھیں۔ کمرے میں وہ سب کی آوازیں با آسانی سن سکتی تھی۔ مالا اس کے پاس بیٹھی ہاتھ میں پکڑی پنکھی کے ساتھ اسے ہوا دے رہی تھی۔ اریب نے چیخ چیخ کر پورا حاکم قصر سر پر اٹھا رکھا تھا۔

"یہ قدر ہوئی میری اماں۔۔۔۔ بول یہ قدر ہے میری کہ آج میرا بھتیجا مجھ پر میرے پوت کے قتل کا الزام لگائے کھڑا ہے"

اریب گلا پھاڑے چیخ رہی تھی, وہ سچ ہی تو کہہ رہی تھی پر یہ اس وقت کمرے میں لیٹی بے بس وہ ہی جانتی تھی کہ وہ سچ کہہ رہی ہیں۔

" پھپھو الزام کی کیا بات کرتی ہیں آپ، میں یہ ثبوت آپ کے سامنے لیے کھڑا ہوں "

تقی کی آواز کا جوش اس سے محبت کا واضح ثبوت تھا, دل خون کے آنسو رو دیا ایسے محبت کرنے والے بھائی کی پیٹھ پیچھے وہ اس کی عزت کو داؤ پر لگائے گھر کے ملازم سے محبت کی دعوی دار بنی بیٹھی تھی۔

" یہ کاغذ۔۔۔ میرے خون سے زیادہ گواہی دے گئے تجھے، مجھے کیا پتا یہ کونسا جھوٹ کا پلندہ ہے، منہا میرے سگے بھائی کی اولاد ہے میں کیوں کروں گی منہا کے ساتھ ایسا؟؟"

اریب نے چیخ کر اپنی صفائی دی

ان کا ایک ایک لفظ سچ تھا جب سے اس کے ماں بننے اور پھر بعد میں منیر پھپھا کی دوسری شادی کا پتہ چلا تھا۔ وہ تو بلکل بدل گئی تھیں اس کی فکر بھی کرتی تھیں اور اب اسے بلاوجہ غصے سے گھورتی بھی نہیں تھیں۔ تقی ان پر الزام تراشی کر رہا تھا اور وہ کمرے میں لیٹی اس سب پر تڑپ رہی تھی۔

پھپھو آپ نے پھپھو بن کر کب گلے لگایا ہمیں جواب ساس بن کر منہا کو قبول کرتیں، "

" آپ مان کیوں نہیں لیتیں کہ آپ نے نفرت میں یہ انتہائی قدم اٹھایا ہے

تقی تو آج آپے سے باہر تھا

" تقی بس کر بد تمیزی منہ توڑ دوں گا تیرا "

نقیب حاکم کی گرجدار آواز گونجی تو منہا کا دل بھی دہل گیا۔ معاملہ سنگینی اختیار کرتا جا رہا تھا،

مالا بھی مضطرب سی کان کھڑے کیے بس سن رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

نقیبے۔۔۔اور پڑھا۔۔۔بنا اس کو ڈاکٹر۔۔۔دیکھ آج کیسے اپنی ماں سے بھی بڑی "

پھپھی کے سر اتنا بڑا الزام منڈھ رہا ہے" چوہدری حاکم کی بوڑھی آواز میں لغزش ضرور آ

چکی تھی لیکن رعب اور دبدبا نہیں کم ہوا تھا۔

" میں اب اس حویلی میں ایک دن نہیں رکوں گی، منیرا اٹھیں، ہمیں نہیں رہنا یہاں اب اور یہ۔۔۔۔ جورو کا غلام یہ رہے یہیں اپنی بیوی کے ساتھ, چاٹے تلوے اپنی بیوی کے اور اپنے پڑھے لکھے سالے کے میں تجھے کبھی نہیں بخشوں گی یاد رکھنا "

اریب نے غصے میں کہا۔

" افف میرے خدا سب کتنی محبت کرتے ہیں مجھ سے اور میں کتنی تکلیف دے رہی ہوں سب کو, فرہاد کتنا چاہتے ہیں مجھے کہ میرے لیے اپنی ماں کے آگے تن کر کھڑے ہو گئے اور میں۔۔۔ میں کیا کرنے جا رہی تھی "

www.novelsclubb.com

" نہیں میں اب زہر نہیں کھاؤں گی, میں بہادر کو سمجھاؤں گی اور اسے زہر واپس دے دوں گی کہ بیچ کر پیسے خود رکھ لے اور اب سے مجھے بھول جائے, میں نے رمنا کے مرنے

کے بعد سے کبھی بھی اس سے محبت نہیں کی تھی۔۔۔۔اور وہ جو بھی تھا وہ شائد محبت تھی ہی نہیں۔۔۔۔۔"منہا بے چینی سے لب بھینچے سوچ رہی تھی۔

"اریب غصہ نا کر, اس کے سر میں، میں جوتے لگاتا ہوں، تو کیوں جائے گی گھر چھوڑ کر، اس کا دماغ درست کرتا ہوں میں "

اب نقیب حاکم کی اریب سے منتیں کرنے کی آواز آ رہی تھی۔

"رہنے دو نقیب، بہت عزت کمالی، میں تو اب کبھی نہیں رکوں گی یہاں، منیر چلیں سامان باندھیں "

www.novelsclubb.com

اریب کی تکلیف دہ آواز پر منہا کا دل کٹ گیا۔۔۔۔

"اے اللہ بے شک۔۔۔میں بہت گناہ گار بندی ہوں پر رب میرے ایک دفعہ معاف کر دے یہ سب نا بگڑے اب سے میں زہر نہیں کھاؤں گی۔" دل بری طرح دعا گو تھا ۔۔۔

"بیغرت چل مانگ معافی۔۔۔مانگ معافی اپنی پھپھی سے" نقیب حاکم اب تقی پر چیخ رہے تھے۔

"جب تک یہ بات ثابت نہیں ہو جاتی کہ منہا کو زہر دینے والی اریب پھپھو نہیں ہیں میں ان سے معافی نہیں مانگوں گا" تقی کے دو ٹوک لہجے میں کی گئی بات پر منہا نے زور سے آنکھیں میچ لیں۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

"آہ۔ہ۔ہ۔ہ جان سے پیارے بھائی میرے۔۔۔۔اور اگر تجھے یہ پتہ چل جائے کہ وہ زہر تیری بہن خود کھا رہی ہے۔۔۔"منہا کے دل میں درد کی ٹیسیں اٹھنے لگیں

"نقیب یہ ایک چماٹ اس۔۔۔ کمبخت کے منہ پر بھی جڑ دیجیو , یہ بھی گردن تان کر اپنی اماں کے آگے کھڑا ہو گیا، ارے ناس پٹی اس ڈاکٹری کی پڑھائی کا ستیاناس ناش جائے، ہمارے زمانے میں بھی یوں بیمار پڑ جاویں تھی بچیاں پہلی بار میں، تو کیا سب کی ساسیں ان کو دوا دیے تھیں "خدیجہ بیگم کی تیکھی آواز پورے صحن میں گونج رہی تھی

"ابھی اسے بیمار ہوئے مہنیہ بھر تو گزرا ہے، چوہی سی جان ہے نا کھاتی ہے سہی سے نا پیتی ہے تو جان کیسے بنے گی، منہ اُٹھا کر لے آیا یہ دو پرچے اور اپنے باوا کی ماں جنی پر لگا دیا الزام "خدیجہ بیگم کا لہجہ آخر میں روندھا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اف بی جی کو ایک کے بعد دوسرا غم , دوسری تکلیف , کیا میں اپنوں کو صرف دکھ تکلیف دینے اور موت دینے کے لیے اس دنیا میں آئی ہوں۔۔۔۔؟؟" دکھ سے لب بھینچے وہ خود پر ملال کے سوا کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

بی جی بچہ ہے میں سمجھاتی ہوں ابھی معافی مانگے گا،،بلقیس کی خوفزدہ سی آواز ابھری "
۔۔۔

ہائے۔۔۔میری بھولی ماں۔۔۔۔کاش۔۔۔کاش۔۔۔۔تجھ سے اپنے دل کی ہر بات کر " سکتی۔۔۔کاش۔۔۔کوئی تو ایسا ہوتا جس کو اپنی تکلیف بتا سکوں۔۔۔اتنے سالوں سے یہ بوجھ اٹھائے اٹھائے اب تھک گئی ہوں ماں۔۔۔"منہا کا دل اور دماغ دونوں پھٹ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

منیر۔۔۔۔منیر۔۔۔۔آ جائیں،اب اپنے کپڑے بھی رکھ لیجیے ٹرنک میں"اریب " کی کڑک دار آواز کہیں اٹاری کے پاس سے ابھری تھی۔۔۔۔

پھپھو۔۔۔۔رک جائیں۔۔۔۔مت جائیں۔۔۔۔"بے آواز آنسو ہچکیاں بننے کو بے " تاب تھے مالا اب کرسی سے اٹھ کر کمرے کے دروازے میں کھڑی ہو چکی تھی۔

میری بات سن لو سب غور سے کوئی نہیں جائے گا حویلی سے، تقی کی ہمیشہ سے ہی یہ " خصلت ہے،اس کی ڈاکٹری نے دماغ خراب کر رکھا ہے اس کا,اس کی بات میں ایک فیصد بھی صداقت نہیں ہے،اس کو کہو آ کر پیر پکڑے اپنی پھپھو کے نہیں تو میں یہ حویلی چھوڑ کر چلا جاتا ہوں،میں جہاں بھی رہوں ڈیرے رہوں یا کہیں بھی پھر پیچھے سے سر پھاڑ لینا ایک دوسرے کا اور دھکے دینا ایک دوسرے کو۔۔۔"چوہدری حاکم کی ہلکی لغزش زدہ آوز حاکم قصر کے صحن میں گونج اُٹھی۔۔۔

www.novelsclubb.com

گھر کے سب افراد ایک دوسرے پر چیخ کر چپ ہو چکے تھے اور وہ جو اس سب فساد کی جڑ تھی,کمرے میں لیٹی بے بس تھی۔

کیا کرتی کیا نا کرتی نا اٹھنے کی سکت تھی نا کسی کو بتانے کی, بس زندہ در گور ہونا اس لمحے کا واحد حل لگ رہا تھا۔ بے بسی کے عالم میں بس آنکھوں سے گرتا گرم نمکین سیال, لیٹے ہونے کی وجہ سے آنکھوں کے کناروں سے بہہ بہہ کر کانوں اور بالوں کو بری طرح تر کر گیا تھا۔

وہ اب زہر نا لینے کا تہیہ کر چکی تھی۔۔۔۔

☆☆☆☆☆

نحیف سی حالت میں وہ کمرے میں پلنگ پر لیٹی تھی۔ زہر کھانا تو اب بیت دن سے بند کر دیا تھا پر ابھی اس کے اثرات ایسے جسم پر اثر انداز ہوئے تھے کہ وہ ہر وقت سستی اور بے کلی محسوس کرتی تھی۔

بلقیس اور نقیب حاکم کو وہ اس بات پر یقین دلانے میں کامیاب ہو چکی تھی کہ وہ اب ٹھیک ہے, وہ خود بھی بس اب ٹھیک ہونا چاہتی تھی۔ایک تو گھر کی کشیدگی ختم کرنا چاہتی تھی, دوسرا افرہاد سے اتنی محبت ہو چکی تھی کہ اب اس کو کھونے سے ڈر لگنے لگا تھا۔

باہر کافی دیر سے آوازیں گونج رہی تھیں۔جن میں مالا کی آواز واضح تھی وہ بہت دیر سے ان آوازوں کو نظر انداز کیے ہوئے تھی, لیکن اچانک ایسا لگا جیسے باہر صحن میں بہادر کا نام پکارا جا رہا ہو۔آہستگی سے پلنگ پر سے اٹھی اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی جب باہر آئی تو جیسے دنگ رہ گئی۔

اب وہ ہونق بنی کھڑی سامنے کے منظر کو دیکھ رہی تھی۔مالا ہاتھ میں ایک قمیض تھامے سامنے کھڑے بہادر پر چیخ رہی تھی۔سب گھر والے جمع تھے۔ہر گزرتا پل جیسے اس کی سانس بند کر رہا تھا۔اس کی آنکھیں پوری کھلی گئی تھیں۔مالا جو کچھ بول رہی تھی, ناقابل

یقین تھا۔سچ ہے ناحق قتل کبھی نہیں چھپتا, کبھی نہیں۔۔۔اور آج مالا جو کچھ بھی بہادر سے پوچھ رہی تھی,اس کے رنگ اڑا گیا تھا۔

آخر کو یہ سب مالا کیسے جانتی تھی"ذہن میں اٹھتے خیال کے باعث منہا نے خود کے لڑکھڑاتے وجود کو سنبھالنے کی خاطر اٹاری کے ستون کو تھاما۔

نہ۔۔۔نہیں۔۔مالا بی بی میں نے فرازنہ آپا کی شادی پر نہ ولیمے پر کسی دن بھی یہ قمیض نہیں پہنی تھی۔میں نے تو ولیمے کے روز سفید قمیض شلوار پہنی تھی اور یہ تو بعد میں پھٹ گئی تھی۔ایک دفعہ میں نے یہاں دھلائی کو دی ملی نہیں پھر میں نے لڈن کے ہاتھ پیغام بھی بھیجا تھا ایک دو دفعہ کہ میری قمیض ہے حویلی میں"بہادر نے حیرت سے بھنویں اچکائیے وضاحت دی

www.novelsclubb.com

وہ سب لوگوں کی طرف نگاہیں گھما گھما کر بے چارگی سے دیکھ رہا تھا۔ منہا کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ مالا نے لب بھینچے اور بازو جھٹک کر قمیض اس کے پھر سے سامنے کی

" جھوٹ۔۔۔ بلکل جھوٹ یہی پہنی تھی، تقی کا یہ جوڑا تم نے ہی لیا تھا, بس اتنا بتاؤ پہلے "مالا اب تنک مزاجی سے سوال بدل کر پوچھ رہی تھی۔

منہا نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے مالا کی طرف دیکھا۔

" کیا بہادر نے اسے سب بتا دیا ہے سب۔۔۔۔ افف۔ف۔۔۔ میرے خدا یہ کیا ہوا۔۔۔۔؟"منہا کا دماغ گھوم گیا

www.novelsclubb.com

" مالا آخر کو یہ سب جانتی کیسے تھی"ذہن میں بس بار بار ایک ہی سوال سر اٹھا رہا تھا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ منہا کا خون خشک ہو رہا تھا۔ وہ تو ابھی موقع ہی تلاش کرنے میں لگی تھی کہ کب موقع ملے اور کب وہ بہادر کو زہر واپس دے اور اسے سب بھول جانے اور کسی کو نا بتانے کی منت کرے پر یہاں تو سب ملیامیٹ ہوتا نظر آ رہا تھا۔

"جی بی بی یہ جوڑا تو مجھے یاد ہے، یہ بہادر نے ہی اُٹھایا تھا، کل چار جوڑے تھے جن میں سے نقیب میاں کے دو جوڑے میں نے اور ایک لڈن نے لیا تھا اور چوتھا یہ تقی میاں کا بہادر نے اُٹھا لیا تھا پر ولیمے کے روز تو رمنا بی بی کے حادثے کے بعد کسی کو کوئی ہوش ہی نا رہا کہ دیکھتے کس نے کونسا جوڑا پہنا ہے، پر ہوا کیا ہے بیٹی؟" گامے نے ناک پر عینک درست کرتے ہوئے بات کی تصدیق کر دی اور ساتھ ہی اس سے تفشتیش کا سبب پوچھا

مالا نے گامے کے سوال کا جواب دینے کے بجائے گھور کر بہادر کی طرف دیکھا, منہا بھی چور نگاہیں بہادر پر گاڑے کھڑی تھی پر اس وقت بات یہ سمجھ سے باہر تھی آخر کو مالا یہ سب کیسے جانتی ہے۔

"ہاں یہ جوڑا میں ہی لے کر گیا تھا۔۔۔پر۔۔۔پر ولیمے کے روز یہ نہیں پہنا تھا میں نے" بہادر نے بد حواسی میں مالا کی بات سے انکار کیا

وہ نفی میں گردن ہلا رہا تھا, مدد طلب نگاہوں سے ایک نگاہ منہا پر ڈالی جو آنکھیں پھاڑے کھڑی اس سے بھی زیادہ حیرت زدہ تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں جانتی ہوں سب سچ کیا تھا, تم یہاں سب کو یہ بتاؤ تم نے رمنا آپا کو چھت سے کیوں دھکا دیا تھا؟" مالا نے مٹھیاں بھینچے سوال کیا

منہا کو لگا وہ ابھی یہیں پر ڈھیر ہو جائے گی, دل خوف کے باعث پھٹ کر باہر آنے کو تیار تھا

۔

" رمنا آپا کو چھت سے دھکا کیوں دیا تھا؟؟" مالا نے بہادر کے سامنے کھڑے ہو کر چیختے ہوئے پھر سے وہی سوال دہرایا

بہادر نے چونک کر سر اوپر اٹھا کر مالا کی طرف دیکھا اور منہا نے بہادر کی طرف

" م۔۔مالا بی بی ک۔۔ کیا بات ہے، ہوا کیا ہے ؟۔۔۔" بہادر ابھی بے ربط سے الفاظ ہی ادا کر رہا تھا

www.novelsclubb.com

چوہدری حاکم آگے بڑھے اور مالا کا کندھا جھٹکتے ہوئے اپنی طرف موڑا

" یہ کیا بے تکی باتیں لے کر بیٹھ گئی ہے۔۔۔ ہوا کیا ہے؟ اتنے سال بعد رمنا کی موت کا ذکر کہاں سے آگیا؟" چوہدری حاکم نے وہ تمام سوال مالا سے کیے تھے جو اس وقت منہا سمیت یہاں کھڑے تمام نفوس کے ذہنوں میں گردش کر رہے تھے۔

مالا نے چوہدری حاکم کے غصے کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے پھر سے بہادر کی طرف دیکھا۔

" مہ۔۔ مالا بی بی یہ آپ کہہ کیا رہی ہیں میں۔۔۔ میں بھلا کیوں دھکا دوں گا رمنا بی بی کو اور میں تو حویلی کے اندر" بہادر نے اپنی بات کی وضاحت کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ مالا نے پھر سے بات کاٹی

www.novelsclubb.com

" شادی کے دنوں میں تمہیں تھی اجازت تم گھوم رہے تھے آرام سے صحن میں, اس لیے جھوٹ بولنا اب بند کردو اور بتاؤ صاف صاف سب کو۔۔۔ تم نے میری آپا کو کیوں

دھکا دیا اور اب تم کس کو مارنے والے ہو ہم میں سے, جلدی بتاؤ نہیں تو تمھارا خون پی جاؤں گی میں" مالا متواتر چیخ چیخ کر سوال کر رہی تھی

چوہدری حاکم نے غصے سے نوازش اور نقیب کی طرف دیکھا۔

" بی بی جی۔۔۔ مجھ غریب پر اتنا بڑا الزام مت لگائیں خدا قسم۔۔۔ میں نے رمنا بی بی کو دھکا نہیں دیا تھا" بہادر ہاتھ جوڑے کھڑا تھا

منہا نے تھوک نگلا, پورا جسم لرز گیا, بازو پر رونگٹے ننھے ننھے پہاڑ صورت ابھر گئے۔

www.novelsclubb.com

"تم نے ہی دیا ہے اللہ پاک کی جھوٹی قسم مت کھا ذلیل انسان۔۔۔۔میری بہن کو کیوں مارا۔ا۔ا۔ا۔ ؟اور اب کس کی قبر کھود رہا ہے بتا دے مجھے" مالا چیختی ہوئی نواز ش اور نقیب کے ہاتھوں سے اپنے بازو چھڑوا رہی تھی

چوہدری حاکم نے مالا کی تشویش ناک حالت دیکھ کر قدم آگے بڑھائے

"بہادر تو جا یہاں سے، منیر بہادر کو لے کر جا باہر" چوہدری حاکم نے ہاتھ کھڑا کیے رعب سے حکم صادر کیا

"نہیں۔ں۔ں۔ں یہ کہیں نہیں جائے گا۔۔۔۔یہ بھاگ جائے گا۔۔۔۔۔یہ بھاگ جائے گا۔۔۔۔۔یہ خواب میں بھی بھاگ گیا تھا، ابا اس کو مت جانے دو میں سچ کہہ رہی ہوں" چیخ کر مالا کا گلا بیٹھا ہوا لگ رہا تھا۔

مالا۔۔۔۔۔چپ بلکل چپ“ چوہدری حاکم کی گرجدار آواز سے حاکم قصر کے درو ”

دیوار کانپ اُٹھے۔

مالا ایک دم سے چپ ہوئی، چوہدری حاکم نے لڈن، گامے اور بہادر کو ہاتھ کے اشارے سے جانے کا کہا بہادر پیشانی پر ہاتھ پھیرتا ان کے ساتھ باہر کو بڑھ گیا, منہا نے کانپتے ہاتھوں سے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیا

اب بتاؤ یہ کیا معاملا ہے سارا، غزالہ ادھر آ۔۔۔"چوہدی حاکم نے رعب سے بیٹی کی " جگہ ماں کی پیشی لگائی

www.novelsclubb.com

مالا اب روتے ہوئے سر کو نفی میں ہلا رہی تھی، غزالہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوائیاں اُڑے چہرے کے ساتھ، چوہدری حاکم کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور پھر نگاہیں جھکائے, الف سے یے تک ساری داستان گوش گزار کی, منہا کا تو اوپر کا سانس اوپر رہ گیا

تو اللہ مجھے نہیں بخش رہا۔۔۔میری پکڑ شروع ہو چکی ہے, اس نے ڈور کھینچ لی ہے" "

منہا کو سب سننا بند ہو چکا تھا۔

دماغ میں سائیں۔۔۔۔سائیں۔۔۔۔جھکڑ چلنے لگے تھے۔سب سے بے پرواہی برتتی,

آہستہ۔۔۔آہستہ۔۔۔قدم اٹھاتی, وہ اپنے کمرے کی طرف جارہی تھی۔

☆☆☆☆☆

ٹک۔۔۔ٹک۔۔۔۔ٹک۔۔۔"دیوار پر لگی گول گھڑی کی چھوٹی سوئی متواتر آواز پیدا " کرتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھی۔ظالم وقت اس ٹک ٹک کی آواز کے ساتھ سر کے ہی جا رہا تھا۔

دنیا کا وقت تو کلاک کی سوئی کے ساتھ سرک رہا تھا مگر گلاب دیوی ہسپتال کے اس کمرے کا یہ لمحہ تو جیسے وقت کے گزر جانے کے باوجود زمین کے کھونٹے سے زنجیریں ڈالے ٹھہر گیا تھا۔

کمرے میں جلتی موم بتی کی زرد روشنی میں نہائے خاموش کمرے میں اس وقت فقط گھڑی کی سوئی کی ٹک۔۔۔ٹک سنائی دے رہی تھی۔

مالا اور تقی کی دھڑکن تو فرہاد کو یوں دروازے پر دیکھ کر تھم گئی تھی۔اس کا انداز صاف بتا رہا تھا, وہ سب کچھ سن چکا ہے۔

www.novelsclubb.com

تقی کے ماتھے پر ٹھنڈے پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے, ذہن نے ایک سو اسی کی رفتار سے چند لمحے قبل کی ساری باتوں کو ذہن میں دہرا لیا۔

وہ بہادر کا ذکر کر چکے تھے۔۔۔۔پھر زہر کا ذکر کر چکے تھے۔۔۔۔۔اور منہا کے خود زہر کھانے کا بھی ذکر کر چکے تھے۔۔۔۔

اف۔ف۔ف۔۔۔خدایا۔۔اس کا مطلب ہے, فرہاد سب سن چکا ہے" تقی " کے سینے میں جیسے سانس کی رکاوٹ جیسا کچھ اٹکنے لگا۔

اس نے تو منہا کا یہ راز ہمیشہ ہمیشہ کے لیے فرہاد سے چھپائے رکھنے کا سوچا تھا, چاہے منہا زندہ رہتی یا نا رہتی, ہر صورت وہ اپنی بہن کے اس راز کو خفیہ رکھنا چاہتا تھا اور مالا بھی اس میں اس کا ساتھ دینے کو راضی تھی مگر فرہاد یوں سب سن لے گا یہ تو سوچا تک نا تھا۔

www.novelsclubb.com

تین منٹ اسی حالت میں گزر چکے تھے۔وہ دونوں یونہی دم سادھے صوفے پر بیٹھے تھے اور فرہاد دروازے کے وسط میں ٹکٹکی باندھے کھڑا, ان دونوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔تینوں

نفوس ایسے تھے مانو زندہ لاشیں ہوں۔مالا نے نگاہیں جھکا لیں تھیں تو تقی نے فرہاد سے نگاہیں چرالی تھیں۔فرہاد بمشکل قدم اٹھاتا ان تک پہنچا۔

ایک لمحے کے توقف کے بعد کمرے میں گھڑی کی ٹک۔۔۔ٹک۔۔۔کے ساتھ فرہاد کی آواز گونجی

تم۔۔۔۔تم دونوں۔۔۔کیسے جانتے ہو یہ سب۔۔۔؟تم دونوں کو کیسے پتا چلا کہ " منہا نے وہ زہر میرے لیے نہیں اپنے لیے لیا تھا" متحیر لہجے میں سوال پوچھا۔

www.novelsclubb.com

فرہاد کی آواز کہیں بہت دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔وہ اب ان دونوں کے سر پر کھڑا سوال کر رہا تھا۔مالا اور تقی کو اس سے اس سوال کی ہر گز توقع نہیں تھی۔اسی لیے چونک کر ایک ساتھ بھنویں سکیڑے فرہاد کی طرف دیکھا جو خود ان کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

مہ۔۔۔ مطلب۔۔ کیا تمھاری بات کا۔۔۔۔۔۔؟, تم کیا پوچھنا چاہتے ہو؟" تقی نے " لڑکھڑاتی زبان میں بمشکل حیرت ظاہر کی

فرہاد جو ششدر کھڑا تھا اب پیشانی پر ہاتھ دھر چکا تھا۔ پھر تا ہنوز تحیر میں ڈوبے لہجے چند لمحے پہلے والا سوال دہرایا۔

مطلب یہ کہ تم دونوں کیسے جانتے ہو کہ منہاز ہر کھا رہی تھی اور۔۔۔ بہادر سے اس کا " کوئی تعلق تھا؟"فرہاد نے گھٹے اور حیرت زدہ لہجے میں دریافت کیا۔

www.novelsclubb.com

مالا اور تقی کے سر پر تو جیسے حیرت کا پہاڑ ٹوٹ گیا۔ وہ دونوں جواب تک فکر سے گھل رہے تھے کہ فرہاد نے سب سن لیا ہے اور اب ناجانے کیسا ردعمل ظاہر کرے گا, اس کے منہ سے یہ بات عجیب ورطہ حیرت میں مبتلا کر گئی۔

ت۔۔ تم۔۔۔ کیسے جانتے ہو سب۔۔۔؟" تقی کی آنکھیں پھٹنے کی حد تک کھلی تھیں " اور لہجہ انتہائی تشویش ناک تھا۔

فرہاد جھنجلا سا گیا, مالا نا سمجھی اور خوف میں گردن گھما گھما کر کبھی فرہاد کی طرف دیکھ رہی تھی تو کبھی تقی کی طرف۔ فرہاد نے پیشانی پر بھنویں اکٹھی کی تو ان گنت بل پڑے جو اس کے اندر کی کشمکش کے غمازی تھے۔

مجھے۔۔۔ تو یہ سب منہا نے خود بتایا تھا" فرہاد کی سرگوشی نما آواز میں بلا کا کرب تھا "

www.novelsclubb.com

کمرے کے اس ملگجے سے اندھیرے میں بھی سامنے صوفے پر بیٹھے نفوس اس کے چہرے پر رقم دکھ اور درد کو صاف دیکھ سکتے تھے

☆☆☆☆☆

فرہاد نے تھکے سے انداز میں حویلی کے گیٹ کو دھکیلا اور اندر داخل ہوا, مغرب کی اذان گاؤں کی بڑی مسجد سے گونج رہی تھی, وہ آج معمول کے وقت سے پہلے حویلی آگیا تھا, دل عجیب سی بے چینی کا شکار تھا, اسی لیے وہ شہر سے جلدی نکل آیا تھا۔

جیسے ہی گیٹ سے فاصلہ طے کرتا صحن میں پہنچا تو حاکم قصر میں معمول سے بھی بڑھ کر خاموشی کو محسوس کرتا ایک لمحے کے لیے صحن کے وسط میں رک گیا۔

چہرے کو موڑے بائیں طرف دیکھا, تندور پر تاری بوا اکیلی روٹی لگاتی بے حال ہو رہی تھی۔ ابھی تک دستر خوان بھی نہیں بچھایا گیا تھا۔ فرہاد نے دائیں طرف گردن گھمائی, نیم کے درختوں کی اوٹ سے نظر آتے وضو خانے کی تین نشستوں پر پشت کیے خواتین بیٹھیں وضو کر رہی تھیں۔

نماز کے لیے تو اسے بھی جانا ہے یہی سوچ ذہن میں آتے وہ چہرہ سیدھا کر تا اب تیز تیز اٹاری کے زینے چڑھ رہا تھا۔ پہلے وہ نماز پڑھ کر ہی حویلی آتا تھا لیکن آج جلدی آگیا تھا۔

کمرے کا دروازہ کھلا تھا, آہستگی سے پردہ سرکاتا کمرے میں داخل ہوا تو سامنے کے منظر پر ٹھٹھک کر رکا, سامنے پلنگ پر منہا ٹانگیں نیچے لٹکائے بیٹھی تھی, پتیل کا بڑا گلاس منہ کو لگا تھا اور اس کے بلکل سامنے اس کے گھٹنے کے پاس پلنگ کی چادر پر اخبار کے انگنت چھوٹے چھوٹے چکور ٹکڑے پڑے تھے۔

فرہاد ناسمجھی میں پیشانی پر بل ڈالے آگے بڑھا, آنکھیں بند ہونے کی وجہ سے منہا اس کی طرف نہیں دیکھ پائی تھی۔ وہ گلاس منہ کو لگائے کچھ پینے میں مگن تھی۔

"منہا۔۔۔ یہ۔۔۔ سب کیا۔۔ ہے؟" پلنگ کے پاس اس کے بلکل سر پر کھڑے ہو کر تشویش زدہ لہجے میں پوچھا۔

www.novelsclubb.com

فرہاد کی یوں اچانک آمد اور متحیر سے لہجے میں سوال پوچھنے پر وہ تو اس طرح چونکی کہ ہاتھ کانپ گئے, پیتل کا گلاس ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر جا گرا۔۔

ٹن۔ن۔ن۔ن۔۔۔۔ٹن۔۔۔ٹن۔۔۔ن۔ن۔۔۔۔۔۔"کی آواز کے ساتھ فرش پر" لڑھکتا گلاس اب فرہاد کے قدموں میں کچھ دوری پر پڑا تھا۔

منہا پھٹی آنکھوں اور خوف زدہ چہرے سے فرہاد کو دیکھ رہی تھی, جو حیرت زدہ بھنویں سکیڑے اب جھک کر پلنگ کی چادر پر سے اخبار کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اٹھا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

مالا کو سب پتا چل چکا تھا, مطلب اب اتنے سالوں بعد رمنا کے قتل سے پردہ اٹھنے والا تھا۔ اس بات کے خوف نے اس کے دماغ کو ایسا جکڑا کہ وہ کچھ دن پہلے خود سے کیے گئے جینے کے وعدے کو فراموش کر گئی۔

اس سے پہلے کہ مالا حقیقت تک پہنچے اسے اپنے آپ کو ختم کر لینا چاہیے, بس اسی سوچ کے ذہن میں آتے ہی وہ باورچی خانے سے زہر اٹھا لائی تھی اور سارا کا سارا بچا ہوا زہر پانی میں گھول کر پی چکی تھی۔

منہا۔۔۔ یہ کیا۔۔۔ پیا ہے ؟۔۔۔ یہ کیا ہے ؟"فرہاد کاغذ کے ٹکڑے کو سونگھتے ہوئے " حیرت سے اس سے استفسار کر رہا تھا جو ہونق بنی بیٹھی تھی۔

فرہاد نے جھک کر گلاس اٹھایا اور گلاس کو سونگھتے ہی ناک بری طرح بھینچ کر چہرہ پیچھے کیا, اور تشویش ناک انداز میں تیزی سے منہا کے قریب ہوا جو بھاری آنکھوں اور خوف سے سیاہ ہوتے چہرے کے ساتھ اسے بس دیکھے ہی جا رہی تھی, بول کچھ نہیں رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

فرہاد نے پاس بیٹھ کر اسے دونوں کندھوں سے تھام لیا

منہا۔۔۔میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔۔کیا ہے یہ۔۔۔؟کیا پیا ہے تم نے۔۔۔؟ "
اور ایسے کیوں بیٹھی ہو اب؟"فرہاد کی آواز اب حد درجہ اونچی تھی۔

پوچھنے کے ساتھ ساتھ وہ منہا کو کندھوں سے پکڑ کر جھنجوڑ رہا تھا اور وہ کسی بے جان پتلی کی مانند ہل رہی تھی۔اس کی اس ہولناک خاموشی کے باعث فرہاد کے چہرے پر خوف اپنے سایے پھیلانے لگا۔

کچھ بول کیوں نہیں رہی۔۔۔۔"وہ چیخ پڑا تھا, ذہن جھنجلا گیا تھا۔ "

www.novelsclubb.com

منہا۔۔۔خدا کا واسطہ کچھ تو بولو۔۔۔کیوں پریشان کر رہی ہو مجھے۔۔۔"فرہاد کے لہجے " میں اب کی بار حیرت کے ساتھ ساتھ فکر مندی اور خوف بھی تھی۔

منہا کے لب دھیرے سے کپکپائے اور پھر اس نے جھکی پلکیں اٹھائیں۔۔۔۔۔۔

سرخ۔۔۔آنکھیں اتنے سالوں سے اکیلے روتے روتے۔۔۔سہتے سہتے۔۔۔ تھکی ہوئی تھیں۔۔۔دل ودماغ سب تھک چکے تھے۔سامنے بیٹھے اس شخص سے اسے بے پناہ محبت ہو چکی تھی, سچی محبت۔۔۔پاک محبت۔۔۔۔

تڑپ کر آگے ہوئی اور فرہاد کے سینے سے میں چھپ کر پھوٹ پھوٹ کر رودی اور پھر وہ اس سے کچھ نا چھپا سکی تھی۔

www.novelsclubb.com

زندگی کے ان آخری لمحوں میں وہ ٹوٹتی, بکھرتی۔۔۔زخموں سے چور, ہچکیوں میں فرہاد کو سب بتاتی چلی گئی۔۔۔

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 39

وہ حیرت اور دکھ سے پھیلی آنکھوں کے ساتھ منہا کو تاک رہا تھا جو ہچکیوں میں بھل بھل روتی اس پر حیرت انگیز حقیقت کا انکشاف کر رہی تھی۔

کبھی اس کی قمیض کے کالر کو تھامتی تو کبھی گریبان کو ہاتھ میں لیتی وہ بہادر سے لگائی گئی ضد سے لے کر رمنا کو دھکا دینے تک لفظ لفظ اسے بتا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

ایسے بتا رہی تھی جیسے کوئی صدیوں کا ترسا انسان ہو اور اس کو جا کر اب زباں ملی ہو۔ فرہاد دم سادھے اسے سن رہا تھا۔

بھنویں اپنی جگہ سے اٹھ کر پھیلی ہوئی تھیں آنکھوں کی پتلیوں میں حیرت کا سمندر موجزن تھا۔

وہ حقیقت اتنی ناقابل یقین تھی کہ وہ فقط اس وقت ان کو سن ہی سکتا تھا۔ جسم میں اتنی سکت کہاں تھی کہ منہا کے ان آخری لمحوں میں کئے گئے اعتراف پر اس کو کچھ حوصلہ دیتا ۔

وہ بلک رہی تھی۔۔۔

www.novelsclubb.com

"م۔۔مجھے معاف کر دینا۔۔۔۔میں سب کے ساتھ کبھی تمہیں بھی کوئی خوشی کا لمحہ نہیں دے سکی, میں صرف غم دے سکتی ہوں کسی کو خوشی نہیں۔۔۔۔" دلگیر اور آنسوؤں سے روندھا لہجہ تھا۔

وہ اپنی گالوں پر بہتے آنسو تک صاف کرنے کی سکت میں نہیں تھی۔ فرہاد کو سارا کمرہ گھومتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

اس کے سامنے بیٹھی یہ لڑکی جسے اس نے ہوش سنبھالتے ہی اپنے دل کے جذبات سونپ دیے تھے۔

آج اس کے دل کا خون کر رہی تھی جس کے لیے اسے کسی خنجر کسی بھالے کی ضرورت نہیں تھی اس کے الفاظ اور ان سے آشکار ہوتی حقیقت ہی بہت تھی۔

www.novelsclubb.com

"مہ۔۔۔میں تم سے۔۔۔مو۔۔محبت کرتی ہوں۔۔۔فرہاد۔۔۔۔۔بہ۔۔بہت محبت" منہا کی نحیف، کانپتی آواز کانوں میں پڑ رہی تھی۔

وہ سامنے پنکھے کی ہوا سے ہلتے پردے کو دیکھ رہا تھا, دماغ میں جیسے کوئی سوئیاں چبھو رہا تھا کوئی۔

میں۔۔۔۔ بہت محبت کرتی ہوں تم سے۔۔۔۔ بہت محبت کرتی تھی ہمارے بچے سے " ۔۔۔۔۔ مجھے معاف کر دینا۔۔۔۔ مجھے معاف کر دینا۔۔۔۔۔" وہ ہچکیوں میں اس سے معافیاں مانگ رہی تھی, اپنی غلطیوں اور گناہوں کی معافی مانگ رہی تھی۔

وہ سفید پڑتے کھچے پٹھوں والے سخت چہرے کے ساتھ مجسم بنا بیٹھا, ہوش و خرد سے بے بہرہ تھا اور پھر اچانک ہی منہا کی اس کے کالر پر سے ہاتھ کی گرفت ختم ہوئی اور وہ مجسم بنے فرہاد کی باہوں میں جھولتی پلنگ پر ایک طرف گر پڑی۔

وہ سکتے کے عالم سے باہر نکل کر جیسے ہی اس کی طرف متوجہ ہوا تو اسے ہوش میں نا دیکھ کر گڑ بڑا گیا۔

کانپتے ہاتھوں اور پھٹتے دل کے ساتھ اسے باہوں میں بھر کر باہر کی طرف بھاگا۔

بات ہی ایسی تھی ابھی تک ذہن خود اس کو قبول نہیں کر رہا تھا تو کوئی اور کیا کرتا۔

اس کو یوں کمرے سے باہر آتا دیکھ کر سب گھر والے جو دستر خوان پر بیٹھے تھے, اس کی طرف بھاگے تھے۔ گھر میں اچانک افراتفری جیسا سماں پیدا ہو گیا تھا۔

وہ اٹاری کے زینے اترتا جب صحن میں داخل ہوا اسی لمحے سامنے بیرونی گیٹ سے تقی بھی گھر میں داخل ہو چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

فرہاد نے منہا کو صحن میں پڑی چارپائی پر لیٹا دیا۔ تقی اب منہا پر جھکا ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

گلاب دیوی ہسپتال کی عمارت رات کے تین بجے بھی گھپ اندھیرے میں ڈوبی تھی

ہسپتال کے اس کمرے میں, جہاں ایک زندگی موت سے لڑنے میں مصروف تھی وہاں گھڑی کی ٹک۔۔۔ٹک۔۔۔اور میز پر جلتی موم بتی اب آدھی سے بھی کم رہ گئی تھی۔

ہلکے گلابی رنگ کی موم بتی کا موم نارنجی رنگ کے بھڑکتے شعلے کے باعث کناروں سے پگھل پگھل کر آنسو کے قطرے کی طرح نیچے رکھی چینی پلیٹ پر گر گر کر سوکھ رہا تھا۔
دیوار سے لگے صوفے پر مالا اور تقی دم سادھے, بھنویں اوپر اٹھائے, آنکھیں پھیلائے بیٹھے تھے اور ان کے سامنے چھوٹے سے سٹول پر فرہاد بیٹھا تھا۔

دونوں بازوؤں کی کہنیوں کو گھٹنوں پر دھرے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پھنسائے کر ٹھوڑی کے نیچے رکھے۔ وہ مدھم سی آواز میں اس دن کا سارا قصہ ان کے گوش گزار کر رہا تھا۔

فرہاد کی بھاری آواز خاموش کمرے میں بھنبھناہٹ کی صورت ایک تسلسل لیے گونج رہی تھی۔ سامنے صوفے پر بیٹھے مالا اور تقی دم سادھے اسے سننے میں محو تھے۔

منہا اتنی تکلیف میں رہی گیارہ برس, ان کو اس بات کی بھنک تک نہیں پڑی, کتنے غافل تھے سب کے سب, اس کی خاموشی کو اس کی عادت سمجھ کر چپ ہو گئے تھے۔ کبھی یہ جاننے کی کھوج کرنے کی کوشش ہی نہیں کی وہ اکیلے کمرے میں گھسی کیا سوچتی رہتی تھی ۔ وہ اپنے ہی ضمیر سے جنگ کرتی رہتی تھی اور آج وہ فرہاد کو اپنی ساری تکلیفیں سارے پچھتاوے بتا کر خود زندگی اور موت کی کشمکش میں بیڈ پر پر سکون سے لیٹی تھی۔

جو تکلیفیں اور اذیتیں وہ کومے میں جانے سے پہلے اس کی رگ وپے میں اتار گئی تھی۔فرہاد نے یہ چھ دن پل پل اس کی ہر تکلیف کو اپنے اندر اترتا ہوا محسوس کیا تھا

اس نے منہا کو جان بوجھ کر دھکا نہیں دیا تھا,جو بھی تھا مگر اس کے پاس یہ غم بانٹنے کو گیارہ سال تک کوئی نہیں تھا۔وہ کس کو بتاتی,کس سے پوچھتی,کس سے مشورہ لیتی کہ کیا کرے ۔

اس لیے پل پل خود اکیلی اس انجانے میں ہو جانے والے گناہ کی آگ میں جلتی رہی اور رفتہ رفتہ یونہی گھلتے ہوئے۔اپنے آپ کو موت کے منہ میں دھکیل چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

فرہاد ساری بپتا سنا کر خاموش ہوا اور گہری سانس لے کر دونوں ہاتھیلیوں کو کھول کر ان میں چہرہ چھپا لیا۔

کچھ دیر تین نفوس کی موجودگی کے باوجود کمرے میں ہو کا عالم قائم رہا, پھر تقی کی آواز نے کمرے کی خاموشی کو توڑا تو فرہاد نے بھی جھکا چہرہ اوپر اٹھایا۔

تقی اب خفیف اور نادم لہجے میں بہادر کی بتائی ساری باتیں بتا رہا تھا اور پھر مالا کے خواب, رمنا کے اشارے

تینوں کی آنکھیں نم ہو چکی تھیں۔ گیارہ سال پہلے ان کو چھوڑ جانی والی کے غم سے زیادہ اس کے دکھ, درد اور تکلیف سے دل پھٹ رہا تھا جو اس وقت دنیا سے غافل آنکھیں موندے لیٹی تھی۔

www.novelsclubb.com

سب بتانے کے بعد ایک بار سے پھر چند لمحے خاموشی نے نگل لیے۔

تقی نے آہستگی سے گود میں دھرے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرہاد کے سامنے جوڑ دیے۔اس کے ہاتھوں میں ہلکی سی لغزش نمایاں تھی جو ہر غیرت مند بھائی کے ہاتھ میں بہن کی غلطی کے باعث ہونی چاہیے۔

فرہاد میری بہن کو معاف کر دو۔۔۔"گھٹی سی آواز بمشکل حلق سے برآمد ہوئی "

تقی۔۔۔بھائی۔۔۔"فرہاد نے آنسوؤں سے تر چہرہ چونک کر اٹھایا "

تقی کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لے لیا اور سر کو آہستگی سے نفی میں ہلایا, تقی تو اس کی سن ہی نہیں رہا تھا۔بس بھاری غم سے چور آواز میں بولے ہی جا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

فرہاد اس سے جب یہ گناہ سرزد ہوا تھا, وہ نادان تھی۔۔۔وہ خود کو بہت سزا دے چکی "
ہے اور۔۔۔اب شائد۔۔۔" تقی روندھے لہجے میں بات بھی مکمل نہیں کر پایا۔

مالا لب بھینچے آنسو بہاتی تقی کے حالت دیکھ کر بے حال تھی۔

تقی بھائی۔۔آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں, کم از کم آپ دونوں کو میری منہا کے لیے "
محبت پر شک نہیں کرنا چاہیے" بھیگا سا لہجہ تکلیف سے چور تھا

فرہاد نے ہاتھ کی پشت سے آنکھ کے نیچے لڑھکتا آنسو بے دردی سے پونچھ دیا اور سامنے
بیٹھے مالا اور تقی کو پر عزم نگاہوں سے دیکھتے ہوئے تھوک نگلا۔

www.novelsclubb.com

منہا کو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔کچھ بھی نہیں۔۔۔اور ہم چاروں اس بات کو یہیں دفن کر دیں گے, حویلی کے بڑوں کے لیے جیسے گیارہ سال تک رمنا کی موت ایک حادثہ تھی وہ حادثہ ہی رہے گی, بہادر کو اس کی بیوی کے ساتھ یہاں سے بہت دور بھیج دیں گے" پر عزم لہجے میں وہ اپنا فیصلہ سنا کر تقی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

تقی نے حیرت سے آنکھیں پھیلائے, اس بڑے دل کے مالک کو دیکھا اور جوش سے اٹھ کر اسے گلے لگایا اور خود سے بھینچ لیا۔

فرہاد نے تقی کے گلے لگی سوالیہ نگاہوں سے مالا کی طرف دیکھا تو اس نے بھی گالوں پر بہتے آنسو صاف کیے اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

www.novelsclubb.com

تینوں کے دل دھڑکنے کے ساتھ ساتھ منہا کی زندگی کے لیے خدا سے دعا گو تھے۔

☆☆☆☆☆☆

عجیب سا سماں تھا, نا سحر تھی, نا شام اور نا ہی رات, نا سورج نکلا تھا اور نا ہی چاند, ملگجا سا اندھیرا دور تلک چھایا تھا جو آنکھوں پر بھاری پن پیدا کرے ایسا بھاری پن جس میں آنکھیں پوری کھولنے کی کوشش بھی کرو تو نا کھل سکیں۔

یہ گھنا جنگل تھا جہاں اونچے آسمان سے باتیں کرتے موٹے تنے کے درخت آپس میں سر جڑے کھڑے تھے۔ان سب کی شاخیں زمین پر پھیل کر ایک دوسری کے اوپر نیچے چڑھی ہوئی تھیں, کچھ زمین میں پیوست تھیں اور کچھ اوپر کو ابھری ہوئی تھیں, حد نگاہ انتہائی کم تھی اور گھٹن زدہ حبس ایسا کہ سانس لینے میں انتہا کی دشواری تھی۔

منہا ان میں سے ہی ایک گھنے درخت کے نیچے بڑے سے پتھر پر اپنے گھٹنوں میں چہرہ چھپائے بیٹھی تھی۔پتھر سیاہ کائی میں لپٹا ہوا تھا۔وہ ننگے پاؤں اور پھٹے پرانے کپڑوں میں نا

جانے کتنے گھنٹوں سے اس جنگل میں بھٹک رہی تھی۔اور اب تھک کر اس اونچے سے پتھر پر بیٹھ گئی تھی۔

وہ کہاں تھی کچھ سمجھ نہیں تھی, وہ یہاں کیوں اور کب سے تھی کچھ پتا نہیں تھا۔بس ہر سو ویرانی تھی, سناٹا تھا۔

نا کوئی جانور تھا نا کوئی ذی روح, فقط درخت, کیچڑ اور ملگجا اندھیرا ہر سو پھیلا تھا۔گیلی مٹی جگہ جگہ کیچڑ اور چھوٹی چھوٹی کھائیاں بنائے ہوئے تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ گھٹنوں میں یونہی چہرہ دیے سسک رہی تھی۔جب اچانک آنے والی بازگشت سے دہل کر چہرہ اوپر اٹھایا۔

بچاؤ۔۔۔بچاؤ۔۔۔۔۔"نسوانی آواز میں چیخ و پکار سنائی دے رہی تھی, کوئی عورت" تھی جو مدد طلب کر رہی تھی۔

منہا ایک جھٹکے سے اپنی جگہ پر سے اٹھی, اور متواتر گونجتی آواز کی بازگشت کی طرف دوڑ لگا دی۔ اتنے گھنٹوں کے بعد کسی انسان کی یہاں موجودگی اسے فرحت بخش لگ رہی تھی ۔

شکر ہے میرے علاوہ بھی یہاں موجود ہے کوئی۔۔"دل میں اللہ کا شکر ادا کرتی وہ " آواز کے پیچھے بھاگتی جا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

ہر طرف جھاڑیاں, پتے, اور ٹہنیاں تھیں۔ جگہ جگہ کیچڑ تھا اور وہ ننگے پاؤں بھاگ رہی تھی۔ وہ درخت, پتوں اور جھاڑیوں سے ٹکراتی پاگلوں کی طرح آواز کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔

بچاؤ۔۔۔و۔و۔وو۔۔۔۔۔۔۔۔بچاؤ۔و۔و۔و۔۔۔۔۔۔مجھے "کوئی مسلسل نسوانی آواز " میں مدد کے لیے پکار رہا تھا۔

منہا اس ملگجے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑے ادگرد دیکھ رہی تھی۔آنکھیں اتنی بھاری ہو رہی تھیں کہ بمشکل ہی کھل رہی تھیں۔

اچانک اس کی نگاہ چند قدم کی دوری پر موجود ایک تالاب پر پڑی جس کے پانی میں سیاہ کائی تیر رہی تھی اور ڈوبتے وجود کا ہاتھ اوپر کو اٹھا تھا۔وہ جو کوئی بھی تھی اس تالاب میں ڈوبنے سے بچنے کے لیے اب منہا کو ہاتھ ہلا رہی تھی۔

منہا بھاگتی ہوئی آگے بڑھی تالاب میں جگہ جگہ بڑے بڑے پتھر پڑے تھے اور ڈوبنے والی لڑکی تالاب کے وسط میں ڈوبکیاں لگا رہی تھی۔ منہا پتھروں پر پیر دھرتی اس تک پہنچی اور اس کا اوپر کو مدد کے لیے اٹھا ہاتھ تھام لیا۔

منہا کا ہاتھ تھامنے کی دیر تھی کہ وہ لڑکی خود بخود باہر آنے لگی اس کے سیاہ رنگ کے کپڑے پانی سے نچڑ رہے تھے, بال گیلے تھے اور ان سے چہرہ ڈھکا ہوا تھا۔ وہ باہر نکل کر اب ایک پتھر پر منہا کے بلکل سامنے کھڑی ہو چکی تھی۔

منہا خوف سے لرزتے دل کے ساتھ اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر تاک رہی تھی۔ لڑکی نے آہستگی سے ہاتھ اٹھایا اور اپنے گیلے بالوں کو چہرے پر سے ہٹایا, منہا اس کا چہرہ دیکھ کر کانپ گئی۔۔۔

www.novelsclubb.com

رمنا سفید لٹھے کی مانند چہرہ لیے کھڑی تھی آنکھوں کے گرد گہرے بھورے حلقے تھے اور ناک سے خون بہہ رہا تھا۔

وہ رمنا کو یوں خود کے سامنے دیکھ کر ساکن رہ گئی۔۔۔آنکھیں ششدر تھیں تو سانس لینے میں اور دشواری ہوئی خوف سے زبان تالوے سے جا لگی۔

وہ کانپ اٹھی ہاتھ پاؤں جسم سب لرزنے لگا۔۔۔۔۔۔

☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

ڈوبتے سورج کی نارنجی اور زرد ملاپ والی روشنی گلاب دیوی ہسپتال کی وسیع عمارت کو چاروں طرف سے اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی۔

یہ بوجھل سی سرمئی حبس زدہ شام اسی ہسپتال کے ایک کمرے میں موجود نفس کے دل پر بھی بھاری بوجھ کا موجب بن رہی تھی۔

ہولناک خاموشی میں ڈوبے اس کمرے کی واحد کھڑکی کے آگے لگا سفید پردہ بھی سورج ڈوبنے کی وجہ سے نارنجی رنگ کا ہو رہا تھا۔ڈوبتے سورج کی زرد اور سرخ شعاعیں کھڑکی کے پردے سے سر پٹخ کر کمرے میں داخل ہونے کی ناکام کوشش میں تھیں, جس کے باعث کمرے میں اب ملگجی سی روشنی تھی۔

ملالا دیوار سے لگے لکڑی کے پلنگ پر سو رہی تھی۔ساری رات بجلی بند ہونے کی وجہ سے اور ان تینوں کی باتوں کی وجہ سے اس کی نیند نہیں پوری ہوئی تھی۔اس لیے اپنی ہی سیاہ چادر کو پاؤں سے لے کر سر تک تانے وہ بے خبر سو رہی تھی۔

فرہاد سامنے بیڈ پر نیم مردہ لیٹی منہا کے سراہنے سٹول رکھے بیٹھا تھا۔ نگاہیں اس کے چہرے پر جمی تھیں اور چہرہ دکھ اور اداسی میں ڈوبا تھا۔

دل چاہ رہا تھا اسے جھنجوڑ کر اٹھا دے جو یوں ساتویں دن بھی لاغر اور بے سدھ پڑی اس کے دل کو چھلنی کر رہی تھی۔ آہستگی سے ہاتھ آگے بڑھایا اور اس کے لاغر سے پیلاہٹ زدہ ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

اس کا ہاتھ بے جان محسوس ہو رہا تھا۔ فرہاد کے گہرے سانولے ہاتھوں میں منہا کا ہاتھ اور زردی مائل رلگ رہا تھا۔ منہا کے ہاتھ کی نیلی رگیں تک واضح ہو رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"منہا۔۔۔۔مجھے چھوڑ کر مت جانا۔۔۔" دل سے ایک ٹیس کے سنگ صدا اٹھی اور سامنے بند آنکھوں والے چہرے سے ٹکرا کر واپس پلٹ آئی

میں نے تمہیں بہت دعائیں مانگ کر, اماں اور ابا سے لڑ جھگڑ کر پایا ہے۔ تم یوں مجھے سفر کے آغاز میں ہی چھوڑ کر کیسے جاسکتی ہو؟۔ابھی تو تمہیں مجھ سے محبت ہوئی ہے اور ابھی تو مجھے اس محبت کے سایے تلے جینا ہے, تمہیں ابھی نہیں جانا ہے۔۔۔۔۔سنا تم نے ۔۔۔۔؟؟؟" فرہاد نے اس کے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر اپنی آنکھوں سے لگائے خاموش صدا دی۔

"تمہیں نہیں جانا ابھی۔۔۔۔بس اب اٹھ جاؤ۔۔۔۔ ہمیں بہت سی باتیں کرنی ہیں۔۔۔ ہمیں پیار کرنا ہے۔۔۔۔ ہمیں ایک ساتھ جینا ہے" وہ بے آواز آنسو بہا رہا تھا۔

اس کے گرم آنسو منہا کے ہاتھ بھگو رہے تھے۔۔۔

سورج غروب ہو چکا تھا, کمرے کا اندھیرا اب مزید گہرا ہو گیا تھا۔

وہ یونہی اس کے ہاتھ کو عقیدت اور محبت سے اپنی نم آنکھوں کے پپوٹوں سے لگائے بیٹھا تھا جب اچانک اس کے ہاتھ میں ہلکی سی کپکپاہٹ محسوس ہوئی۔

فرہاد نے چونک کر اس کے ہاتھ کو آنکھوں سے الگ کیا, ملگجی روشنی میں وہ پوری آنکھیں کھولے اسے حیرت اور زور سے دھڑکتے دل کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔

منہا کا ہاتھ ہی نہیں پورا جسم کانپ رہا تھا اور پیشانی پر بھنوں کے پاس شکن ابھر کر معدوم ہو رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

منہا۔ا۔ا۔ا۔۔۔۔"فرہاد کی سرگوشی نما آواز ابھری تھی۔ "

وہ تقریباً بھاگتا ہوا کمرے کے سوئچ بورڈ کی طرف بڑھا اور تیزی سے کمرے میں لگے بلب کے بٹن کو نیچے گرا دیا۔

ٹک۔۔۔کی آواز سے کمرہ زرد روشنی میں نہا گیا ہر چیز واضح نظر آنے لگی, منہا کا پورا جسم لغزش میں تھا۔

مالا۔۔۔۔۔مالا۔۔ا۔ا۔ا۔۔اٹھو۔۔دیکھو لگتا ہے منہا کو ہوش آ رہا ہے" فرہاد " نے گردن موڑ کر چیختے ہوئے مالا کو پکارا۔خود تیزی سے بوکھلاہٹ میں بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔

www.novelsclubb.com

مالا اس کے یوں چیخ کر پکارنے پر ہڑبڑا کر آنکھیں کھولیں اور پھر جیسے ہی ایک سکینڈ کے ہزارویں حصے میں حواس بحال ہوئے, جھٹکا کھا کر پلنگ پر سے اٹھی۔

وہ ننگے پاؤں منہا کے بیڈ کی طرف بھاگی جہاں فرہاد پہلے ہی خوشی اور حیرت کے ملے جلے اثرات لیے کھڑا تھا۔

منہا کا کانپنا اب اور تیزی اختیار کرتا جا رہا تھا۔اس کا جسم اب ہلکے سے جھٹکے کھانے لگا تھا۔ فرہاد گھبرا کر اس پر جھکا۔وہ بے سدھ آنکھیں موندے ہوئے تھی مگر جسم جھٹکے کھا رہا تھا۔

مہ۔۔۔مہ۔۔۔مالا میں۔۔۔ تقی کو بلا کر لاتا ہوں تم خیال رکھو اس کا"فرہاد نے گھبرائی " سی آواز میں پاس ششدر کھڑی مالا سے کہا

www.novelsclubb.com

وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا جبکہ مالا اب منہا کے یوں جھٹکے کھاتے وجود کو خوف سے دیکھ کر منہ پر ہاتھ رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

☆☆☆☆☆☆

رم۔۔۔۔رمنا۔۔ت۔۔۔ت۔تم۔۔یہاں کیا کر رہی ہو اور یہ تالاب۔۔۔اس میں " کیسے گری۔ی۔ی۔۔ی۔۔۔تم؟ "

منہانے خوف سے پھٹی آنکھوں کے ساتھ سامنے کھڑی رمنا کی طرف دیکھا اور انگنت سوال پوچھ ڈالے

اس کا پورا جسم خوف سے جھٹکے کھا رہا تھا۔

تم نے ہی پھنسار کھا تھا مجھے۔۔۔۔گیارہ سال سے اس گھنے خوفناک جنگل میں۔۔۔ " اور یہ تالاب نہیں ہے۔۔۔۔تمھارے آنسو ہیں" رمنا نے ہاتھ کا اشارہ تالاب کی طرف کرتے ہوئے خفیف لہجے میں جواب دیا۔

منہانے لرز کر بھنویں اکٹھی کیں اور خوف سے ارد گرد دیکھا یہ تالاب کا پانی ساکن تھا اور اس میں جگہ جگہ سیاہ کائی تیر رہی تھی۔

"گیارہ سال ہو گئے میں اس تالاب میں اس جنگل میں بھٹک رہی ہوں, آج اگر تم نا آتی تو میں ڈوب جاتی, تم نے مجھے بچا لیا منہا۔۔۔ تمھارا شکریہ" رمنا دھیرے سے مسکائی۔

"یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ جنگل۔۔۔ تم۔۔۔ اور۔۔ رر۔۔۔ میں یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔۔؟ یہ کونسی جگہ ہے رمنا۔۔۔ کیا۔۔۔؟" منہا کی آنکھیں ایک دم سے خوف کے باعث پھٹنے کی حد تک کھل گئیں۔

www.novelsclubb.com

"کیا۔۔۔ میں بھی تمھاری طرح مر گئی ہوں۔۔۔؟" گھٹی سی آواز میں سوال کیا

رمنا اب اس کی بات کا جواب دینے کے بجائے تالاب میں موجود پتھروں پر پاوں رکھتی تالاب سے باہر جا رہی تھی۔

رمنا۔۔ کہ۔۔ کہاں۔۔۔ جا رہی ہو؟ مجھے اکیلے مت چھوڑو۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے یہاں۔۔۔" منہا نے گھبرائی کانپتی سی آواز میں اسے عقب سے پکارا

وہ چپ چاپ تالاب سے باہر نکل رہی تھی۔ منہا نے بھی تیزی سے قدم اس کے پیچھے بڑھا دیے۔ رمنا اب تالاب سے باہر نکل کر ایک درخت کے نیچے کھڑی ہو چکی تھی۔ منہا تیز تیز قدم اٹھاتی ہانپتی ہوئی اس تک پہنچی۔ خوف سے ارد گرد دیکھا

www.novelsclubb.com

رم۔۔۔ رمنا۔۔۔ یہ۔۔ یہ کون سی جگہ ہے۔۔۔ مہ۔۔۔ میں کیا مر گئی ہوں۔۔۔""" منہا کا سانس پھول رہا تھا۔

خوف سے آواز اور جسم دونوں کانپ رہے تھے, رمنا نے گہری سانس لی اور چہرے کا رخ اس کی طرف موڑا

"یہ تمھارا دماغ ہے منہا۔۔۔اور۔۔۔میں گیارہ سالوں سے اس میں قید ہوں۔۔۔۔ تمھاری منتظر تھی۔۔۔کہ تم کس دن آؤ گی اور مجھے اپنے آنسوؤں کے بنائے گئے تالاب سے باہر نکالو گی" رمنا ٹھہر ٹھہر کر بول رہی تھی۔

منہا حیرت زدہ کھڑی اس کی عجیب سی باتیں سن رہی تھی۔۔۔اچانک ذہن میں گیارہ سالوں کے دکھ تکلیف تمام مناظر پردوں سے ٹکرانے لگے۔

www.novelsclubb.com

" رم۔۔۔رمنا۔۔۔مجھے معاف کردو۔۔۔مجھے معاف کردو میں پچھلے گیارہ سالوں سے تم سے معافی مانگنا چاہتی تھی۔اللہ سے معافی مانگنا چاہتی تھی۔" منہا تڑپ کر اس کے قریب ہوئی کچھ دیر پہلے والا خوف ایک دم سے زائل ہو گیا تھا۔

" کس۔۔۔بات کی معافی منہا؟" رمنا نے میٹھے سے حیرت زدہ لہجے میں بھنویں سکیڑے پوچھا۔

" ت۔۔۔تمہیں جو دھکا دیا تھا چھت سے۔۔۔اور وہ تمہاری بات نہیں مانی تھی۔۔مجھے معاف کردو رمنا۔۔۔۔تم ٹھیک کہتی تھی۔۔۔۔مجھے معاف کردو" منہا بلکنے لگی تھی

www.novelsclubb.com

۔۔۔۔۔۔

آنکھوں سے متواتر آنسو بہہ رہے تھے۔

تم نے مجھے دھکا دیا تھا۔۔۔لیکن میری موت اللہ کی رضا سے آئی تھی اس سب میں " تمہارا کوئی قصور نہیں تھا۔ تم نے مجھے مارنے کی غرض سے دھکا نہیں دیا تھا۔۔۔"رمنا متوازن اور پر سکون لہجے میں بول رہی تھی۔

منہا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا, اس کے کپڑے اب سیاہ سے سفید ہو چکے تھے, سر پر دوپٹہ تھا اور ناک کے پاس اب خون کی لکیر بھی موجود نہیں تھی۔

موت اور زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے, اس نے ہر وقت مقرر کر رکھا ہے, اس دنیا میں " آنے کا بھی, جانے کا بھی, جو ہونا ہے۔۔۔۔وہ ہونا ہے پر جب کوئی اس کے ہونے میں اپنی مرضی شامل کرے یہ گناہ ہے۔۔۔ حرام ہے, میں اپنے مقرر وقت پر اس دنیا سے گئی میری عمر اللہ پاک نے اتنی ہی لکھ رکھی تھی۔ مجھے اتنا ہی جینا تھا" رمنا آہستہ آہستہ متوازن لہجے میں بولتی اس کے کانوں میں رس گھول رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

منہا حیرت سے اسے سن اور دیکھ رہی تھی۔ رمنا کے ہاتھوں پر اب سفید رنگ کے جالی کے دستانے آچکے تھے۔ وہ روشن ہو رہی تھی۔ ساتھ ساتھ گھنے جنگل میں بھی روشنی پھیلنے لگی تھی۔

"تم اپنی زندگی جان بوجھ کر ختم کر رہی ہو, اللہ کے مقرر وقت سے بغاوت کرنے جا رہی ہو, زندگی اس کی دی ہوئی نعمت ہے اور اس نعمت سے محروم کرنے کا اختیار صرف اس کے پاس ہے تم یہ اختیار اپنے ہاتھ میں لے کر اس کی ناراضگی کی مرتکب ہو رہی ہو" رمنا کی آواز اس کی باتیں اس کے تڑپتے دل کو سکون بخش رہی تھیں۔

"تم اتنے سالوں سے جو میرے لیے اتنا روتی رہی ہو, مجھے یاد کر کے خود کو اذیت دیتی رہی ہو اس سے مجھے تکلیف ہوتی رہی ہے۔ اسی وجہ سے میں برسوں سے یہاں قید ہوں"

اب کی بار رمنا کے لہجے میں درد تھا۔

روشنی مزید پھیل گئی تھی۔آسمان نظر آنے لگا تھا۔آسمان سے اب سفید رنگ کی بگھی نیچے اتر رہی تھی۔

منہا حیرت سے آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ بگھی اب زمین پر کچھ فاصلے پر کھڑی تھی ۔سفید رنگ کا گھوڑا آہستہ آہستہ اپنی گردن ہلا رہا تھا, جس کے باعث اس کی گردن پر ملائم بال ہل رہے تھے

رمنا نے قدم بگھی کی طرف بڑھا دیے, منہا چونک کر اس کے پیچھے لپکی۔۔

کہ۔۔۔کہاں جا رہی۔۔ہو رمنا؟"خوف سے لرزتی آواز میں سوال کیا وہ اس کو یوں " چھوڑ کر کہاں جا رہی تھی۔رمنا ایک دم سے رکی اور پلٹی

www.novelsclubb.com

اوپر۔۔۔اوپر جا رہی ہوں, آسمان کے پار۔۔۔۔"مسکرا کر جواب دیا "

قدم پھر سے آگے بڑھا دیے

مجھے ساتھ لے کر جاؤ۔۔۔ تم مجھے لینے آئی ہو نا۔۔۔؟" منہا نے اس کے ہمقدم ہو کر " پھولی سانسوں میں سوال کیا

وہ پھر سے رکی۔۔۔ منہا اب بلکل اس کے سامنے کھڑی تھی۔

نہیں۔۔۔ تمہیں نہیں جانا میرے ساتھ۔۔۔ تمہیں وہاں جانا ہے" رمنا نے اس کا " کندھا پکڑا اور رخ موڑ دیا۔

www.novelsclubb.com

سامنے سورج پوری تمازت سے چمک رہا تھا, سارے درخت غائب ہو گئے تھے۔۔زمین ایک چٹیل شفاف میدان بن گئی تھی۔ حبس اور گھٹن ختم ہو چکی تھی۔اسے سانس لینے میں اب دشواری نہیں ہو رہی تھی۔

سامنے کا منظر اس قدر حسین تھا کہ وہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھے گئی۔۔۔سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور وسط میں چمکتا سورج پیلی, نارنجی روشنی بکھیر رہا تھا۔لہریں ساحل سے ٹکرا رہی تھیں۔۔۔

منہا نے ایک دم سے پلٹ کر پیچھے دیکھا جہاں کچھ دیر پہلے رمنا کھڑی تھی اب وہاں کوئی نہیں تھا۔منہا نے حیرت سے ارد گرد دیکھا۔

www.novelsclubb.com

رمنا۔۔۔رمنا۔۔۔کہاں گئی تم۔۔۔"وہ اونچی آواز میں پکار رہی تھی۔ "

" منہا۔۔۔ منہا۔۔۔ آنکھیں کھولو۔۔۔ "

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 40 (سکینڈ لاسٹ)

منہا۔۔۔ منہا۔۔۔ سن رہی ہو، آنکھیں کھولو۔۔۔۔۔" ارد گرد سے مدھم۔۔ مدھم " مختلف آوازوں کی بازگشت گونجنے لگی تھیں۔

بہت سی آوازیں اس کا نام پکار رہی تھیں اور آنکھیں کھولنے کا کہہ رہی تھیں۔ منہا نے ارد گرد گھوم کر دیکھا سارا منظر بدل چکا تھا، نا وہاں کیچڑ تھا، نا خوفناک موٹے تنوں اور بھیانک جڑوں والے درخت اور نا ہی وہ گندہ بدبودار تالاب تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ ایک ساحل سمندر تھا اور ارد گرد ناریل کے درخت تھے۔اس کے کپڑے چیتھڑوں سے تبدیل ہو کر گہرے نیلے رنگ کی لمبی پاؤں تک آتی پوشاک میں تبدیل ہو چکے تھے۔ رمنا اب وہاں موجود نہیں تھی۔

مسحور کن ہوا چلنے لگی تھی۔ ہلکے نیلے پانی والے سمندر کی ٹھاٹھیں مارتی لہریں ساحل سے ٹکرا کر ہلکے سلیٹی رنگ کی ریت کو گیلا کرتے ہوئے پیچھے جا رہی تھیں۔ سورج پوری آب و تاب سے چمکنے کے باوجود ٹھنڈا تھا۔

منہا نے گہری سانس اند کو انڈیلی اور اپنے دونوں بازو پورے لمبائی کے رخ خلا میں کھول دیے, دل پر سکون تھا ایسے جیسے کسی نے گیارہ سالوں سے ناسور بنے زخموں پر مرحم رکھ دیا ہو۔

اس نے رمنا کو آنسوؤں کے تالاب میں ڈوبنے سے بچا لیا تھا۔ وہ اس سے ناراض نہیں تھی اور اسے سمجھا گئی تھی کہ وہ خود پر ظلم کر رہی ہے اور اللہ کی ناراضگی کا سبب بن رہی ہے۔

اس نے کیسے صرف ایک غلطی اور ایک انسان کے لیے اور ایک گناہ کے بعد ہی خود کو اتنا غیر اہم سمجھ لیا تھا کہ وہ اپنی زندگی کو ختم کر رہی تھی۔ وہ زندگی جو ایک نعمت تھی جو اسے اللہ نے عطا کی تھی۔ وہ اللہ جس نے ہمیں پیدا کیا, ہم اہم تھے تو ہی ہزاروں نطفوں کی دوڑ میں اس نے ہمیں فتح یاب کیا, ایک گوشت کے لوتھڑے سے ایک جسم, ایک وجود بنا دیا اور پھر اس جسم میں روح پھونک کر اس دنیا میں بھیج دیا۔

وہی ہے ہماری ہر سانس پر اختیار رکھنے والا اور ہر سانس کا مالک ہے, ہم صرف سوچ سکتے ہیں, کچھ بھی چاہ سکتے ہیں, لیکن ہونا کیا ہے یہ اختیار اس مالک کے ہاتھ میں ہے جو اس کل کائنات کا مالک ہے۔

جو ہونا ہے اس کی مرضی سے ہونا ہے اچھا یا برا, ہم نا تو ہونے سے پہلے جان سکتے ہیں کہ کیا ہونے والا ہے, نا کچھ بھی ہونے سے بدل سکتے ہیں اور نا ہونے کے بعد وقت کو واپس لا سکتے ہیں۔۔۔۔۔

ہاں پر جو ہو گیا اس پر راضی ہو کر اسے قبول کرنا اور اس ذات سے اپنی خطاؤں کی توبہ کرنا یہ ہمارے اختیار میں ہے, نا کہ خود کے ہی خدا بن کر, خود کو ہی سزا سنا کر, خود کو ہی سزا دیتے پھیریں۔ اس جان پر ظلم کریں جو ہماری ہے ہی نہیں اس کی دی ہوئی نعمت ہے۔

"میں کیا سوچ کر خود کی سزا تجویز کر رہی تھی, کیا میں اپنے جسم اپنے جود کی مالک تھی نہیں یہ وجود ہر سانس سب پر اس ایک اللہ کا اختیار ہے۔ وہ مہربان ہے میں نے کیسے سوچ لیا تھا کہ قتل خطا وہ معاف نہیں کرے گا۔ میں ایک گناہ کی اذیت اور ندامت سے بچنے کی خاطر دوسرا کبیرہ گناہ سرزد کرنے جا رہی تھی۔" ذہن مثبت سوچوں سے بھرنے لگا تھا۔

سامنے کا منظر غائب ہو گیا تھا, اچانک احساس ہوا, وہ کسی بستر پر لیٹی ہے۔ آہستگی سے آنکھیں کھولیں, دھندلہ منظر آہستہ آہستہ واضح ہونے لگا۔

منہا۔۔۔آنکھیں کھولو۔۔۔" یہ محبت بھری آواز فرہاد کی تھی۔ "

اس نے دھیرے سے بھاری ہوتے پپوٹے اٹھا دیے تھے۔ آنکھوں میں ہلکی سی چپچپاہٹ محسوس ہو رہی تھی۔ جس کے باعث آنکھیں بمشکل کھل رہی تھیں۔

" منہا۔ا۔ا۔ا۔ا۔۔۔۔۔۔۔اللہ۔۔۔۔۔ تیرا شکر ہے۔۔۔ "

www.novelsclubb.com

اس کے آنکھیں کھولتے ہی, کتنی ساری پر جوش آوازیں ایک ساتھ اس کے آس پاس سے ابھری تھیں۔ وہ آدھی آنکھیں کھول چکی تھی اور سامنے دیکھ رہی تھی۔

ان تمام آوازوں کے اور ان کے چہروں کے کھلتے رنگوں کے اندر موجود خوشی کی رمق وہ با خوبی محسوس کر سکتی تھی۔وہ منتظر تھے اس کے اٹھ جانے کے۔اب سب واضح ہو رہا تھا۔

تقی, فرہاد, مالا, نقیب حاکم سب اس کے بیڈ کے ارد گرد نم آنکھیں اور لبوں پر جاندار مسکراہٹ سجائے کھڑے تھے۔سب کے چہروں پر اس کے لیے بے پناہ محبت تھی, وہی محبت جو کچھ دیر پہلے رمنا کے چہرے سے جھلک رہی تھی جب وہ اسے سب سمجھا رہی تھی ۔ان سب کے پیچھے کچھ انجان چہرے بھی تھے سفید کوٹ میں ملبوس ڈاکٹرز تھے کافی سارے۔

آہ۔۔۔کیا وہ ان سب کو دکھ دینے جا رہی تھی۔"دل نے تاسف سے آہ بھری۔ "

نقیب حاکم نے روتے ہوئے کانپتے ہاتھ آگے بڑھائے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔۔

وہ ان سب کو باری باری دیکھ رہی تھی, آنکھوں کی پتلیوں کو گھما گھما کر۔۔۔۔۔

سب اپنوں کے ہونے کا احساس کتنا طمانت بخش تھا۔ ان سب کے لیے وہ کتنی اہم تھی۔ یہ ان کی نم آنکھیں بتا رہی تھیں۔

وہ خوفناک جنگل, وہ گھٹن جس میں وہ کچھ دیر پہلے اکیلی بھٹک رہی تھی۔۔۔ سب زندگی کی اور اپنوں کی اہمیت باخوبی سمجھا گیا تھا۔

بدن ابھی بہت نقاہت محسوس کر رہا تھا کچھ دیر آنکھیں کھول کر ان کو دیکھنے سے ہی وہ تھک گئی تھی۔ آہستگی سے آنکھیں موند لیں۔ تقی کی آوازیں آرہی تھیں اور ساتھ کچھ اور ڈاکٹرز کے بولنے کے بھی اسے اب سب سنائی دے رہا تھا اور محسوس ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ زندہ تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"اللہ تیرا شکر ہے۔۔۔ تو نے مجھے توبہ کی مہلت دی, بے شک تو ہر خطا کے بعد مہلت دیتا ہے, اور مجھے یقین ہے میری توبہ قبول ہو گی۔۔۔" دل نے پر سکون ہو کر اسے پکارا جو شہ رگ سے بھی قریب ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

گلاب دیوی ہسپتال کی عمارت چمکتے سورج کے نیچے پوری شان سے کھڑی تھی, حبس حد سے زیادہ تھا کہ اس بھری دوپہر میں سڑک پر اکا دو کا ذی روح دکھائی دے رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

ہسپتال کی لمبی راہداری میں دائیں بائیں بنے کمروں میں سے اس کمرے کا ماحول آج پچھلے آٹھ دنوں کی نسبت یکسر مختلف تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے زندگی کی لہر دوڑ گئی تھی۔

منہا بیڈ کے تکیے سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔اور ایک طرف فرہاد کرسی پر براجمان ہاتھ میں باؤل تھامے بیٹھا تھا جس میں گرم سوپ ہلکی سی بھاپ اڑا رہا تھا۔مالا ایک طرف بیٹھی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

کتنی محبت سے فرہاد نے اسے سہارا دے کر بیٹھایا تھا۔

منہا کو ہوش میں آئے آج دوسرا دن تھا,اس کا جسم ابھی نقاہت کا شکار تھا جس کے باعث سہارے کے بنا بیٹھنا اور ٹھوس غذا ابھی نہیں کھا سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ فرہاد سے نگاہیں نہیں ملا رہی تھی۔آنکھوں کے گرد گھیرے حلقے تھے ہسپتال کا ہی ہلکے نیلے رنگ کا گاؤن زیب تن کیے وہ زردہ چہرے کے ساتھ برسوں کی بیمار لگ رہی تھی

۔

فرہاد نے سوپ کا بھرا چمچ اس کی طرف بڑھایا, منہا نے دھیرے سے جھکی نگاہوں سمیت منہ کھولا, چاندی رنگ چمچ جو سوپ سے بھرا تھا اس کے منہ کے اندر گیا۔

مالا نے دونوں کی طرف مسکرا کر دیکھا۔ دو دن کے بعد اب جا کر ان دونوں کو اکیلے موقع ملا تھا, اسی سوچ کے باعث وہ خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

دروازہ بند ہونے کی آواز پر فرہاد نے دھیرے سے گردن کو خم دے کر پیچھے دیکھا اور پھر منہا کی طرف متوجہ ہوا جو ہنوز نگاہیں جھکائے ہوئے تھی۔

www.novelsclubb.com

ادھر میری طرف دیکھو۔۔۔"فرہاد نے ملائم سے لہجے میں پکارا۔ "

خاموش کمرے میں اس کی آواز کانوں سی سیدھی دل میں اتری, منہا نے نگاہیں تب بھی نہیں اٹھائیں وہ کیسے نگاہیں اٹھا دیتی۔ ہمت ہی نہیں تھی۔ سامنے بیٹھے اس شخص سے کیسے نگاہیں ملاتی۔ فرہاد نے ہاتھ میں پکڑا باؤل ایک طرف رکھا۔

وہ گہری سانس باہر انڈیلتا کرسی بیڈ کے مزید قریب کرنے کے بعد اس کے اور اپنے بیچ کا فاصلہ کم کر چکا تھا, لبوں کو ایک دوسرے میں سختی سے پیوست کیے وہ اب شائد رو دینے کو تھی۔

فرہاد نے اس کا لاغر سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ انتہائی نرم اور اپنائیت بھرا لمس تھا جس میں گزرے دنوں کا کوئی شکوہ گلا شامل نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

لمس کی حدت نے ابھی سکون دیا ہی تھا کہ فرہاد کی آواز نے گونج کر خاموشی کو ختم کیا۔

جو خطا تم سے ہوئی جوانی میں اگر مجھ سے ہوئی ہوتی تو۔۔۔۔۔۔"گھمبیر لہجہ مگر آواز " حد درجہ آہستہ اور شائستہ تھی۔

منہا نے پٹ سے پلکیں اوپر اٹھائیں اور اس کی طرف دیکھا جو چہرے پر بھی ملائمیت سجائے بیٹھا اس کے جواب کا منتظر تھا۔

بولو نا۔۔۔اگر۔۔۔مجھے ایسے کسی کے لیے کچھ محسوسات آتیں اور میں کچھ عرصہ اس " لڑکی کے چکر میں رہتا مگر تم سے شادی ہو جاتی, پھر ایک دن تم پر یہ حقیقت کھلتی تو تم کیا کرتی۔۔۔؟"وہ سوال کو تفصیل سے دہرا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

منہا نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔وہ اب بھنویں اٹھائے, اسے جواب دینے کا اشارہ کر رہا تھا۔

شیو بڑھا رکھی تھی, شکن آلودہ ہلکے گرے رنگ کا کرتا زیب تن کیے وہ کافی دن سے سفر طے کرنے کے بعد منزل پر پہنچا ہوا مسافر لگ رہا تھا۔

میں۔۔۔کہ۔۔کچھ۔۔۔بھی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"خاموشی چند سکینڈ نگل گئی "

فرہاد ہمہ تن گوش تھا

کچھ بھی نہیں کرتی۔۔۔۔ تھوڑا۔۔۔۔۔۔سا ناراض ہوتی شائد۔۔د۔۔د۔۔ " لڑتی۔۔۔ جھگڑتی۔۔۔۔"منہا آہستگی سے رک رک کر اپنی بات مکمل کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اور تمھیں پتا ہے میں یہ سب بھی نہیں کروں گا۔۔"فرہاد نے اچک کر اس کی بات " کاٹ دی

وہ جو جواب دیتے ہوئے نگاہیں چرا رہی تھی چونک کر اس کی نگاہوں میں دیکھا۔

ہاں۔۔۔ میں اتنا بھی نہیں کروں گا, ناتو تم سے ناراض ہوں گا۔۔۔" ہاتھ پر اپنے ہاتھ " کی گرفت مضبوط کی

ناتو تم سے لڑوں گا جھگڑوں گا۔۔۔ پوچھو کیوں۔۔۔۔" دھیما سا مسکرا کر اس کی گہری " آنکھوں میں جھانکتے ہوئے سوال کیا۔

www.novelsclubb.com

کیوں۔۔۔؟" ٹرانس کی کیفیت میں اسی کا سوال اس سے پوچھا "

فرہاد کی آنکھوں میں خود کے لیے جو جذبات چمکتے نظر آرہے تھے, وہ اسے پر سکون کر گئے تھے۔ کتنی خوش قسمت تھی وہ کہ سب کچھ جان لینے کے باوجود سامنے بیٹھے شخص کی محبت میں رتی بھر بھی کمی نہیں آئی تھی۔

فرہاد نے اس کے کیوں پوچھنے پر مسکراہٹ کو مزید گہرا کیا, لبوں کے کنارے ہلکے سے وجہیہ چہرے پر پھیل گئے۔

کیونکہ میں تم سے زیادہ محبت کرتا ہوں, تم مجھ سے اتنی محبت کر ہی نہیں سکتی تھی" " خفیف لہجہ تھا

www.novelsclubb.com

وہ پورے وثوق سے اپنی بات اپنی محبت اسے باور کر گیا تھا۔

تم نے جو کچھ کیا جذبات کی پہلی سیڑھی پر کیا, تب ہم سب ہی نادان ہوتے ہیں اور اکثر "اوقات اچھے برے کی اتنی پرکھ نہیں کر سکتے, تب لگتا ہے سب کچھ بس یہ ہے" فرہاد نے گہری سانس لی۔

وہ سانس روکے سن رہی تھی۔اس کی آواز کانوں کے پردوں سے ٹکرا کر اعصابوں کو تسکین بخش رہی تھی۔

"میں تم سے بہت محبت کرتا تھا۔۔۔۔, کرتا ہوں۔ں۔ں۔ں اور کرتا رہوں گا" گھمبیر محبت میں ڈوبا لہجہ تھا۔

www.novelsclubb.com

ہاتھوں کی گرفت بھی منہا کے ہاتھوں پر منہ سے نکلے لفظوں کے ساتھ ساتھ مزید مضبوط ہو رہی تھی اور وہ تو اب نم آنکھوں سے سامنے بیٹھے اس مہربان کو دیکھ رہی تھی جو اس وقت اسے پوری دنیا میں سب سے زیادہ عزیز تر تھا۔

"اور قسمت دیکھو کیسی میری کہ جس دن میری محبت نے مجھ سے محبت کا اظہار کیا, ساتھ ہی کوما میں چلی گئی" فرہاد نے لہجہ ایکدم سے خوشگوار کیا

وہ تاہنوز اسی طرح بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی جبکہ وہ اب مسکرا رہا تھا۔

"بتاؤ ایسے اظہار کرتے ہیں کیا۔۔۔؟, مجھے دنیا کی سب سے بڑی خوشی دیتے ساتھ ہی سب سے بڑا دکھ دینے جا رہی تھی" فرہاد نے مصنوعی خفگی سے گھورا۔

بھنویں اکٹھی تھیں اور آنکھیں چمک رہی تھیں, منہا اسی طرح مجسم بیٹھی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اب جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ پھر سے اظہار کرنا ہے تمہیں" شرارتی لہجے میں کہتے ہوئے بھنویں اچکائیں

منہا ایک دم سے شرما کر سر جھکا گئ, لب مسکرا دیے, فرہاد کا انداز ہی ایسا تھا منہا مسکرائے بنا نہیں رہ سکی۔اس کو مسکراتا دیکھ کر فرہاد کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی۔

سوپ پلادیں اب ٹھنڈا کر دیا ہے"منہا نے نم آنکھوں کو پٹپٹاتے ہوئے مسکرا کر " رعب سے کہا۔

آہاں۔۔۔اتنا رعب۔۔۔۔"فرہاد اس کے اس محبت بھرے انداز پر سرشار ہوا۔ "

www.novelsclubb.com

وہ منہ پر ہاتھ رکھے لجائے انداز میں ہنسی تو وہ اس کا ساتھ دیے بنا نہیں رہ سکا۔

☆☆☆☆☆☆

گہرے بھورے رنگ کا دروازہ ہلکا سا کھلا تھا اور کمرے میں کھڑے تینوں نفوس کے درمیان ابھی ابھی گہری خاموشی چھائی تھی۔

یہ گلاب دیوی ہسپتال میں بلال کا کمرہ تھا جہاں اس وقت تقی سفید قمیض شلوار میں ملبوس, سلیقے سے ایک طرفہ مانگ بنائے, نکھرا سا, حیرت اور خوشی کے ملے جلے اثرات چہرے پر سجائے کھڑا تھا۔ وہ یونہی حیرت زدہ کبھی اپنے بلکل سامنے کھڑے بلال اور کبھی شیریں کو دیکھ رہا تھا۔

شیریں مٹھائی کا ڈبہ ہاتھ میں تھامے لبوں پر شرمیلی سی مسکراہٹ سجائے کھڑی تھی اور ایسا ہی کچھ حال اس کے برابر میں کھڑے بلال کا تھا, فرق صرف اتنا تھا وہ شیریں کی طرح شائستگی سے نہیں مسکرا رہا تھا بلکہ اس کی بتیسی باہر تھی۔

بات ہی ایسی تھی جس میں تقی کا یوں حیران ہونا بنتا تھا۔ان دونوں کی نسبت طے ہو چکی تھی اور کچھ ماہ بعد ہی شادی کی تاریخ بھی رکھ دی گئی تھی۔

تقی مسکراتے ہوئے حیرت سے باہر آیا اور پاس کھڑے بلال کو پر جوش انداز میں گلے لگایا ۔فرط محبت سے اس کی پیٹھ تھپتھپا کر الگ ہوا اور خوشی سے دونوں کی طرف دیکھا۔

" مبارک ہو دونوں کو بڑی خوشی کی خبر ہے یہ تو۔۔۔۔۔۔میں بہت خوش ہوں تم دونوں کے لیے" تقی نے ہنوز گہری مسکراہٹ سجائے خوش کن لہجے میں اپنی خوشی کا اظہار کیا۔

www.novelsclubb.com

مٹھائی کے ڈبے میں ہاتھ ڈالا اور گلاب جامن اٹھا کر منہ میں رکھی۔شیریں کا یہ قدم اس کے اندر سر اٹھاتی ہلکی پھلکی خلش ختم کر گیا تھا جو کبھی شریں کے لیے دل میں آتی تھی, جب بلال اکثر اسے بتاتا تھا کہ وہ شادی نہیں کر رہی ہے۔

صرف خوش ہی نہیں ہونا ہے جناب, آپ کو شادی پر بھی آنا ہے۔۔"بلال نے "
مصنوعی خفگی سے گھورتے ہوئے فوراٹوکا

شیریں نے بھی اس کی بات کی تائید کے طور پر مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور
پرجوش انداز میں انگلی ہوا میں اٹھائی

اور ہاں۔۔۔اکیلے نہیں مالا کو ساتھ لانا ہے۔۔۔"شیریں نے محبت سے تنبیہ کیا۔ "

www.novelsclubb.com

جب سے دل سے تقی کے لیے محبت کی جگہ پوری طرح بلال نے لی تھی, اسے مالا کے
ساتھ اپنائیت محسوس ہونے لگی تھی۔جب وہ منہا کے معائنے کے لیے کمرے میں جاتی
تھی وہاں مالا سے ٹکراؤ ضرور ہوتا تھا۔

ان شااللہ ضرور ضرور۔۔۔" تقی نے سر ہلاتے ہوئے خوشی سے حامی بھری۔ "

شیریں نے مٹھائی کا ڈبہ میز پر رکھا تو اچانک تقی کو مٹھائی کا پورا ڈبہ دیکھ کر مالا یاد آگئی۔ کتنے دن سے وہ منہا اور اس کی پریشانی میں گھلتی اپنے شوق کو بھولے ہوئے تھے۔

حویلی میں تو وہ گاہے بگاہے اس کے لیے شہر سے مٹھائی لاتا رہتا تھا پر یہاں تو دس دن ہو گئے تھے نا اس نے مٹھائی کی فرمائش کی تھی اور نا تقی کو ہی اس پریشانی میں خیال رہا۔

www.novelsclubb.com

اچھا۔۔۔ سنو یہ مٹھائی کا ڈبہ دو گی مجھے" تقی نے خجل سے لہجے میں انوکھی فرمائش کر " ڈالی

شیریں اور بلال نے ایک ساتھ اس کی طرف دیکھا, بات ہی عجیب تھی پر وہ دل کے ہاتھوں مجبور مسکراہٹ دبائے آنکھوں میں چمک لیے کھڑا تھا۔

منہا کی پریشانی کے بادل جب سے چھٹے تھے اور اس کو فرہاد کے ساتھ خوش دیکھ کر وہ پر سکون ہو گیا تھا۔تب سے ہی مالا کے اندر موجود گم صم سی تبدیلی زیادہ محسوس ہونے لگی تھی۔وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبی رہتی تھی جیسے کوئی بات ہو جو اس سے چھپا رہی ہو۔

تقی کے یوں مٹھائی مانگنے اور شرمانے پر شیریں اور بلال الجھن کا شکار تھے۔ تقی نے ان کے یوں دیکھنے پر خفیف سا قہقہ لگا کر کندھے اچکائے

www.novelsclubb.com

یار۔۔۔کیا کروں سمجھا کرو نا, وہ تم لوگوں کی بھابھی کو بہت پسند ہے "لجاجت بھری " مسکراہٹ کے ساتھ اپنی اس فرمائش کا جواز بتایا۔

اس کا بتانے کا انداز ہی کچھ ایسا تھا کہ شیریں اور بلال ایک ساتھ قہقہ لگا گئے۔ شیریں نے مسکراتے ہوئے مٹھائی کا ڈبہ اٹھا کر تقی کی طرف بڑھا دیا۔

☆☆☆☆☆☆

مٹھائی کا ڈبہ ہاتھ میں تھامے وہ جیسے ہی۔ کمرے میں داخل ہوا سب سے پہلی نگاہ سامنے منہا کے بیڈ کی طرف اٹھی, وہ پر سکون سو رہی تھی۔

ان تین دنوں میں وہ بہت زیادہ بہتری کی طرف آچکی تھی۔ اس کی اتنی جلدی بہتری کی طرف لوٹنے میں اس کی اپنی چاہت تھی وہ بہت بہت خوش تھی۔

www.novelsclubb.com

ان تینوں نے مل کر اس سے بات کر لی تھی کہ وہ چاروں اس راز کو یہیں دفن کر کے جائیں گے اور کبھی اپنے بڑوں کو ان سب باتوں کی بھنک نہیں پڑنے دیں گے۔

تقی نے آہستگی سے بے آواز دروازے کے کواڑ بند کیے جن کی آواز فرہاد ہی سن پایا, وہ سامنے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے اخبار پڑھ رہا تھا اور مالا پلنگ پر کھوئی کھوئی لیٹی تھی وہ خیالوں میں اتنی مگن تھی کہ دورازے کی آواز پر بھی باہر نا آئی۔

تقی کے کمرے میں داخل ہونے کی دیر تھی کہ فرہاد تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھا اور اسے اشارہ کرتا ہوا باہر نکل گیا۔ وہ کافی دیر سے اس کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔

تقی مٹھائی کا ڈبہ تھامے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا پلنگ کے پاس آیا جہاں مالا لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

سیاہ رنگ کے جوڑے میں منہ پھلائے تیوری چڑھائے پتا نہیں وہ دماغ میں کیا جنگ لڑ رہی تھی۔ تقی کو یوں سامنے دیکھ کر آہستگی سے اٹھ بیٹھی۔ لیٹنے کی وجہ سے چوٹی کے ارد گرد سے اور درمیان میں نکالی مانگ سے بالوں کی لٹیں بکھری ہوئی تھیں۔ گلابی گال خفگی سے پہلے ہی سرخ تھے اب اس کو دیکھ کر مزید پھول گئے تھے۔

یہ لو مٹھائی کھاؤ" تقی نے چہکتے ہوئے کہا اور ڈبہ کھول کر اس کے سامنے کیا۔ "

وہ جو بے دل سی بیٹھی تھی, مٹھائی کو دیکھ کر آنکھیں چمک گئیں, کچھ دیر پہلے چہرے پر چھائی اداسی فوراً ہوا ہوئی, جوش سے مٹھائی کے ڈبے کے طرف ہاتھ بڑھایا, جیسے ہی گلاب جامن اٹھانے لگی تقی نے ڈبہ بند کر کے پیچھے کر لیا۔ مالا نے چونک کر چندھی آنکھوں سے تقی کی طرف دیکھا۔

پہلے جو پوچھوں گا اس کا ٹھیک جواب دو پھر ملے گی مٹھائی" تقی نے رعب سے دو " ٹوک لہجے میں شرط رکھی۔

www.novelsclubb.com

مالا کا کھلا منہ ایک دم سے بند ہوا اور مٹھائی اٹھانے کے لیے تانی ہوئی بازو اکٹھی کی اور خفگی سے گود میں دھر لی, تقی گہری کھوجتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

اس چھوٹے سے دماغ میں جو کھچڑی پک رہی ہے, صاف صاف بتاؤ مجھے کیونکہ اب تو " منہا کی بھی کوئی پریشانی نہیں ہے پھر تم کیوں ایسے چپ چپ ہو" تقی اب سنجید گی سے پوچھ رہا تھا۔

مالا نے گڑبڑا کر نفی میں بلاجواز ہی سر ہلا دیا, تقی نے آنکھوں کو مزید سکوڑ کر بھنویں اکھٹی کیں آنکھوں میں اس کے لیے بے پناہ فکر تھی۔

ریاضی کے کلیے نہیں پوچھ لیے جو یوں سر ہلا رہی ہو, کہا نا صاف صاف۔۔۔۔"اب " کی بار لہجہ اور سخت تھا۔

www.novelsclubb.com

مالا کو ریاضی کے کلیے والی بات نے ایسا تپایا کہ دانت پیس کر سر اٹھایا

آپ۔۔۔ مجھ سے پیار نہیں کرتے ہیں" روہانسے لہجے میں شکوہ بمشکل حلق سے برآمد "

ہوا۔

شکوہ کرتے ہی سر پھر جھکا لیا، چہرہ اترا ہوا تھا جبکہ سامنے بیٹھے تقی کا منہ حیرت سے وا

ہوا۔۔۔اور پھر اس کی بات سمجھ آتے ہی پوری بتیس دانت دکھنے والی ہنسی آئی۔

اچھا۔۔۔تو تمہیں۔۔۔یہ بات آج شادی کے چار ماہ بعد مجھے باپ بنانے کے بعد پتا چلی "

" تقی نے اس کی بیوقوفی پر بمشکل ہنسی چھپاتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

نہیں شیریں کو دیکھ کر پتا چلی" وہ ترکی بات ترکی جواب دے بیٹھی تھی "

ایک لمحے کے لیے تقی کی ہنسی کو بریک لگی اب مالا بات کر کے گود میں دھرے ہاتھ مڑوڑ رہی تھی۔

ادھر دیکھو میری طرف۔۔۔" تقی نے محبت سے گہری نگاہوں کے حصار میں لیتے " ہوئے حکم صادر کیا

وہ ہنوز خفگی سے چہرہ پھلائے اس کی طرف دیکھنے سے انکاری تھی۔ تقی نے گود میں دھرے اس کے ہاتھ کو پکڑا اور بازو کا ہلکا سا جھٹکا دیا۔

www.novelsclubb.com

ادھر دیکھو۔۔۔"مصنوعی رعب دار آواز "

بازو کو ایسا جھٹکا پڑا کہ گڑیا کی طرح پٹ سے آنکھیں اٹھا کر تقی کی آنکھوں میں گاڑ دیں۔

ہاں۔۔۔اب بتاؤ۔۔۔میں پیار تم سے نہیں کرتا, اور پتا شیریں کو دیکھ کر چلا, ہو گیا گیا " ہے میری کم عقل بیوی کو؟ "خفیف سا میٹھا لہجہ تھا اور گہری آنکھیں محبت سے تاک رہی تھیں

آپ۔۔۔شیریں سے محبت کرتے تھے نا, اور اسی لیے مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتے " تھے "خفا سے لہجے میں آنکھوں میں آنکھیں ڈالے شکوہ کر ڈالا

ویسے ایسا کچھ بھی نہیں تھا یہ تمھارے چھوٹے سے خالی ڈھکن میں آنے والا فطور ہے " لیکن اگر ایسا ہوتا بھی تو اب تو تم میری بیوی ہو نا" تقی نے اس کے چہرے پر نگاہیں گھمائے محبت بھرے لہجے میں جواب دیا

بیوی ہوں محبت تو نہیں نا آپکو مجھ سے "خفگی ہنوز قائم تھی "

اچھاتو جو سب ہے وہ کیا ہے پھر ہمارے بیچ" تقی نے بھنویں اچکائے سوال کیا "

وہ تو بس اب آپ کی مجبوری ہے۔۔۔" نگاہیں جھکا کر اپنے گود میں دھرے ہاتھ پر گاڑ " دیں

تمہیں ایک بات بتاؤں آج۔۔" تقی نے آہستگی سے اس کا دوسرا ہاتھ بھی اپنے ہاتھ " میں لے لیا۔

www.novelsclubb.com

مالا نے نگاہیں نہیں اٹھائیں۔۔۔۔

تمہیں پتا ہے محبت تو کبھی مجھے رمنا سے بھی نہیں تھی۔۔۔۔ صرف ہمارا رشتہ طے " تھا تو ایک اپنائیت تھی اس سے، پھر یونیورسٹی میں شیریں کیا اور بہت سی لڑکیاں مجھ سے محبت کرتی تھیں " سنجیدگی میں بات کرتے کرتے اچانک شرارت سوجھی

مالا نے چونک کر اوپر دیکھا، اسے پتا تھا بہت سی لڑکیوں والے الفاظ پر وہ یونہی دیکھے گی پر اس کا دیکھنا کچھ ایسا تھا کہ بے اختیار کھلکھلا اٹھا جبکہ وہ دانت پیستی اس کے دل میں اتر گئی۔

نہیں جانتا تھا وہ اتنی محبت کرتی ہے اس سے، اس کا یہ شکی سا روپ ایک مکمل بیوی کا روپ لگا۔

www.novelsclubb.com

پر۔۔ مابدولت نے کبھی کسی کو اپنے دل تک رسائی نہیں دی، پر نجانے یہ چھوٹی، نکمی " لڑکی نے کیا جادو چلایا کہ پہلی بار میں محبت جیسے جذبے سے آشنا ہوا" انداز شوخ سے اچانک سنجیدہ ہوا

مالا اب حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔جو سفید کرتے میں نکھرا اس اس کے دل کی اتھا گہرائیوں میں بسنے والا پہلا شخص تھا۔وہ پہلی دفعہ اپنی محبت کا یوں بھرپور انداز میں اظہار کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اور اس کے کتنے ہی خواب آج سچ ہو گئے تھے۔جو اس نے کہانیاں پڑھ پڑھ کر سجائے تھے۔

" میں نے تم سے پہلے۔۔۔ کبھی کسی لڑکی کو اس نگاہ سے دیکھا تک نہیں تھا, پہلی دفعہ تمہیں ہی غور سے دیکھا, تم سے ہی محبت ہوئی اور بہت ہے۔۔۔" تقی کا لہجہ اب جذبات کی سچائی کا غماز تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ سرشار تھی مسکرا رہی تھی۔۔۔

اب یقین آگیا ہے میری اکلوتی بیوی کو کہ وہ ہی میری اکلوتی محبت ہے" تقی نے ہنستے ہوئے پوچھا "

مالا نے گلال چہرے کے ساتھ سر ہلا دیا, پتا نہیں کیوں پر ندامت سی ہوئی کہ کیوں تقی پر شک کیا۔

یہ لو مٹھائی کھاؤ شیریں نے دی ہے" تقی نے اب رخ موڑے ڈبہ اٹھایا۔ "

وہ جو مسکرا رہی تھی ایکدم سے مسکراہٹ پھر سے غائب ہوئی اور گھور کر پھر سے تقی کو دیکھا تھوڑی دیر پہلے والی ندامت بھک سے اڑی۔ جبکہ تقی اس کے اس انداز پر پھر نا ختم ہونے والا قہقہ لگا گیا۔

www.novelsclubb.com

سکون سے کھاؤ۔۔اس کی شادی طے ہوئی ہے اس کی مٹھائی ہے" تقی نے بمشکل "
ہنسی میں ہی بات مکمل کی

گلاب جامن اٹھا کر اس کے منہ کی طرف بڑھائی جو پھر سے خوش ہو کر کھانے کے لیے
منہ کھول چکی تھی۔

گلاب جامن کھاتے ہی جھپٹ کر تقی کے ہاتھ سے ڈبہ بھی لے لیا جس پر دونوں کھلکھلا
دیے۔ان کے قہقے پر منہا آنکھیں موندے پر سکون مسکرا دی۔۔۔۔۔

تقی کے محبت کے اظہار پر اس کا دل مالا سے بھی زیادہ پر سکون ہوا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

چراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 41(لاسٹ)

part 1

یہ حویلی کی چھت سے ملتی جلتی چھت تھی جو حویلی کی چھت سے زیادہ کشادہ اور صاف تھی۔مالا اس چھت کے وسط میں کھڑی تھی جہاں بلکل سامنے آسمان پر قوس قزح آنکھوں کو خیرہ کردینے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔

وہ یونہی یک ٹک آنکھیں کھولے آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی جب اچانک اس قوس قزاح میں کوئی پھولوں کا جھولا جھلاتا دکھائی دیا۔

www.novelsclubb.com

مالا مزید حیرت سے آنکھیں چندھی کیے غور کرنے لگی۔جھولا لینے والی کوئی لڑکی تھی جس نے سفید رنگ کی گھٹنوں تک آتی ریشمی فراک پہن رکھی تھی۔

اچانک جھولا نیچے چھت کی طرف آنے لگا اور پھر ایک دم سے جھولا لینے والی چھت پر اتر گئی۔ سفید سی دھند چھٹی تو سامنے رمنا کھڑی تھی۔ سفید چاندسی چمکتی فراک سر پر نماز صورت باندھا سفید سکارف شفاف چہرہ گلابی لب۔ وہ ہاتھ میں سنہری رنگ کی ٹوکری تھامے ہوئی تھی۔

مالا نے حیرت سے سامنے کھڑی رمنا کی طرف دیکھا۔ وہ آج کتنے دنوں بعد اسے خواب میں نظر آئی تھی۔ سفید رنگ کی خوبصورت پوشاک میں وہ کھل رہی تھی۔ اور اب آہستہ آہستہ چلتی ہوئی مالا کے پاس آگئی تھی۔ اس کا مسکراتا چہرہ مالا کو سکون دے گیا۔

www.novelsclubb.com

آپا۔۔۔ تم کتنی پیاری لگ رہی ہو" مالا کی تحیر میں ڈوبی آواز ابھری "

رمنا اور گہرا مسکرا دی۔۔۔ مالا بے ساختہ آگے بڑھی

آپا۔۔اب تو تم خوش ہونا۔۔۔منہا آپا کو بچالیا میں نے "مالا نے ملائم سے لہجے میں " استفسار کیا

رمنا نے مسکراتے ہوئے سر کو آہستگی سے اثبات میں جنبش دی اور پھر سنہری ٹوکری مالا کی طرف بڑھادی۔مالا نے تحیر سے آنکھیں پھیلائے ٹوکری کو تھاما۔اور پر تجسس اس میں جھانکا

ٹوکری کے اندر ایک خوبصورت آم رکھا ہوا تھا۔گہرے پیلے رنگ کا آم انتہائی خوبصورت تھا۔مالا نے جھک کر سر اوپر اٹھایا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

پٹ سے اس کی آنکھ کھلی۔۔۔وہ اپنے بستر پر تقی کے برابر لیٹی تھی کل رات ہی وہ لوگ حویلی واپس آئے تھے اور آج رمنا اس کے خواب میں آگئی تھی, مگر اس بار کے خواب نے اسے ڈرایا نہیں تھا۔

وہ پر سکون ہو گئی تھی آہستگی سے تقی کے قریب ہوئی اور بازو اس کے گرد حائل کرتی پر سکون آنکھیں موند لیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

دنیا پور کے سٹیشن سے نکلتی ٹرین سست روی سے پٹڑی پر دوڑتی شہر کو پیچھے چھوڑ رہی تھی ۔

ٹرین کے اندر موجود بہادر, اس کی بیوی اور بوڑھا باپ۔۔۔ بلکل خاموش بیٹھے تھے۔

وہ اس شہر کے گاؤں میں جہاں اتنے برس کی یادیں چھوڑ جا رہے تھے۔ وہاں بہادر کی ماں کی آخری آرام گاہ کو بھی الوداع کہہ آئے تھے۔

اس رات مالا اور تقی کے جانے کے بعد ہی بہادر کے گھر میں ایسا بھونچال آیا کہ ان کے کچے مکان کی دیواریں بھی کانپ اٹھیں۔

بہادر کے کمرے میں بند ہو جانے پر اس کی بوڑھی ماں یہ ساری حقیقت اور اس کا انجام سوچ کر ایسی دل برداشتہ ہوئی کہ اس دنیا سے ہی چل بسی, باپ تو پہلے ہی ناتواں تھا, اب بیوی کے یوں اچانک جانے کا غم اسے نڈھال کر گیا۔

www.novelsclubb.com

سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے بہادر نے آنکھیں موندر کھی تھیں۔ سفر کی شروعات میں ہی وہ اختتام جیسا تھکا ہوا لگ رہا تھا۔ شکن آلودہ کپڑے, بکھرے بال وہ بے حال حلیے میں تھا۔

ٹرین کے متواتر جھٹکوں سے سر دائیں بائیں ہل رہا تھا۔ آنکھیں ہلکی سی نمی لیے ہوئے تھیں مگر ذہن آج بہت دن بعد پر سکون تھا۔ ذہن کے پردوں پر پرسوں رات کا منظر گھوم گیا۔

تقی اس کے بلکل سامنے کھڑا تھا اور وہ سر جھکائے ہر سزا کو قبول کرنے کے لیے کھڑا تھا۔ تقی کے چہرے پر کوئی اضطراب اور غصہ نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

اور پھر خاموشی کے چند وحشت زدہ پلوں کے بعد اس نے بہادر کو اس کی سزا سنادی تھی

--

جہاں غلطی منہا کی تھی وہاں تمھاری بھی تھی۔۔۔۔۔۔پر میں اتنا خود غرض نہیں کہ " اپنی بہن کو معاف کر دوں اور تمہیں سولی پر چڑھا دوں۔۔۔۔, تم چلے جاؤ یہاں سے کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ فرہاد کا تم سے کبھی سامنا بھی ہو, میں تو بھائی ہوں مگر وہ شوہر ہے " تقی کے کہے الفاظ کانوں میں اب بھی گونج رہے تھے۔

اس کے لیے تو اتنا ہی بہت تھا کہ منہا زندہ تھی, جب سے سکینہ کی زبانی اسے یہ سچائی پتہ چلی تھی کہ وہ زہر منہا نے فرہاد کے لیے نہیں خود کے لیے منگوایا تھا۔۔۔وہ خود کو معاف نہیں کر پا رہا تھا۔ کیا وہ اپنی ہی محبت کا خون کرنے جا رہا تھا۔ اپنے کیے پر تو ندامت اس رات سے ہی شروع ہو چکی تھی, جب مالا نے آ کر گریبان تھام لیا تھا مگر منہا کے اٹھائے قدم نے تو اسے جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

مگر اب وہ اسے لے کر پر سکون تھا۔ انجام تو وہی تھا جو ہونا تھا، پر دل سے یہ پھانس بھی نکل گئی کہ منہا اس سے محبت کا دم بھرتی ہے۔ وہ تو کب سے اسے بھول چکی تھی۔ لڑکپن میں ہوئی ایک غلطی سمجھ کر اور اب اسے بھی اپنی غلطیاں سدھارنی تھی۔

اپنی بیوی جس کو نکاح میں رکھ کر بھی وہ اس کا حق اور محبت نا دے کر اللہ کی ناراضگی کما رہا تھا۔ اب وقت آگیا تھا وہ اپنے تمام بگڑے ہوئے کام سنوار لیتا۔

کچھ فاصلے پر اس کی بیوی سیاہ برقعے میں لپیٹی، ایک گٹھڑی کی طرح بیٹھی تھی۔ وہ یتیم اور غریب تھی شوہر کی بیوفائی کی سچائی جان لینے کے بعد بھی وہ مسکین کہاں جاتی اسے چھوڑ کر، مگر اب اسے بھی سکون تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ اس گاؤں سے دور جا رہے تھے، مطلب منہا سے اور اس کی پرچھائی سے بھی دور تو دل میں امید جاگ اٹھی تھی کہ اب وہ بہادر کے دل میں اپنی محبت جگا ہی لے گی۔

تقی نے ان کو اتنی رقم دے دی تھی کہ وہ کہیں بھی جا کر آسانی سے اپنا خرچ اٹھاتے ہوئے کوئی کام شروع کر سکتے تھے, لیکن بہادر کے باپ نے اپنے ابائی شہر پشاور اپنے بھائیوں کے پاس جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔اسے یہ یقین تھا کہ اس کے بھائی اس کو ضرور قبول کر لیں گے۔

☆☆☆☆☆

تقی ہاتھ میں سرسوں کے تیل کی بوتل تھامے کمرے سے باہر آیا, آج جمعہ کا دن تھا اور جمعہ کے دن غسل سے پہلے وہ سرسوں کے تیل سے لازمی سر کی مالش کرواتا تھا۔شادی سے پہلے بلقیس کرتی تھی اور اب مالا یہ فریضہ انجام دیتی تھی۔

نیلے رنگ کی آدھی آستین والی ٹی شرٹ کے نیچے ڈھیلے سے کپڑے کی سیاہ پینٹ زیب تن کیے اور بکھرے سے بالو کی چند لٹیں ماتھے پر گرائے اب وہ کمرے کے دروازے سے آگے بڑھ رہا تھا۔

اٹاری میں تخت کے اوپر پنکھا پوری رفتار سے چل رہا تھا, خدیجہ بیگم گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے تخت پر نیم دراز تھیں, جبکہ پاس بیٹھی اریب پان دان کھولے بیٹھی تھیں۔ سامنے صحن میں نیم کے درخت کے نیچے غزالہ اور تاری بوا چارپائی پر سبزی کے تھال لیے بیٹھی تھیں۔

ان سب کو لاہو سے واپس آئے دو ہفتے ہو چکے تھے, منہا اب بلکل ٹھیک تھی۔ بہادر اپنے خاندان کے ساتھ چپ چاپ پشاور جا چکا تھا۔ اریب بیگم اب بھی تقی اور فرہاد سے کبھی کبھی رہتی تھیں۔

بارہا کوشش کے باوجود اور اپنے لگائے گئے الزام پر پشیمان ہونے پر بھی وہ اریب سے معافی نہیں مانگ سکے تھے۔ہاں البتہ لاہور سے واپس آکر تقی نے سب کو یہ بتادیا تھا کہ وہ غلط تھا۔منہا کو کوئی زہر نہیں دیا گیا تھا بلکہ وہاں کے بڑے ڈاکٹرز نے منہا کا اچھی طرح معائنہ کیا ہے اور اسے معدے کی کوئی بیماری تھی جس کی وجہ سے یہ سب ہوا اور اب وہ تندرست ہے۔

تقی مالا کو ہی دیکھنے کے لیے باہر اٹاری کے ستون کے پاس کھڑا ارد گرد نگاہیں گھما رہا تھا۔جب عقب سے خدیجہ بیگم کی آواز سنائی دی۔

"کس کو ڈھونڈ رہے ہے۔۔۔,مالا تو سکینہ کے ساتھ ابھی ابھی نکلی ہے,درزن کی طرف گئی ہیں دونوں شائد,کچھ کپڑے سلوانے دینے کو" خدیجہ بیگم نے ہاتھ میں پکڑا پان منہ میں رکھتے ہوئے اسے مالا کے حویلی میں نا ہونے کی خبر دی۔

تقی اب رخ موڑے تخت کی طرف دیکھ رہا تھا, اریب بیگم ہنوز اسی انداز میں اس سے لاپرواہی برتے خفا سا چہرہ لیے بیٹھی تھی۔ وہ اب بھی تقی اور فرہاد کی طرف دیکھتی تک نہیں تھی۔

بلقیس۔۔۔ اری ی۔ ی۔ ی۔ او۔۔ و۔ و۔۔ بلقیس۔۔۔۔ تقی کے سر پر تیل لگا دیجیو "۔۔۔, جمعہ کا وقت نکلے جاوے ہے, مواکب سے تیل پکڑے کھڑا ہے" خدیجہ بیگم نے وہیں بیٹھے گھٹنے پر ہاتھ دھرے ہانک لگائی۔

تقی نے کن اکھیوں سے اریب کی طرف دیکھا جو اب دوسرا پان بنانے میں مگن تھی اور نگاہیں خفا سے چہرے پر جھکائے ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

تقی نے آہستگی سے چند قدم آگے بڑھائے, پاس پڑا موڑھا کھینچا اور تخت کے پاس اریب کے بلکل سامنے کر دیا۔ وہ جیسے ہی موڑھے کو سیدھا کر کے اریب کے پاؤں کے پاس بیٹھا اریب نے چونک کر دیکھا۔

پھپھو آپ ہی لگا دیں میرے بالوں میں تیل" بڑی اپنائیت سے کہا "

اریب جو پہلے ہی اس کے یوں بیٹھنے پر چونکی تھی, اب اس کے یوں اپنائیت سے تیل لگانے کی فرمائش پر مزید دم بخود ہوئے اس کی پشت کی طرف دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

تقی یونہی اس کی طرف پشت کیے ہاتھ میں تیل کی بوتل تھامے بیٹھا تھا۔

اریب اب ہونق بنی کبھی خدیجہ بیگم اور کبھی تیل کی بوتل کی طرف دیکھ رہی تھی۔ خدیجہ بیگم بھی تقی کے اس رویے پر اریب ہی کی طرح حیرت زدہ بیٹھی تھیں۔

ادھر سے بلقیس اپنے کمرے سے باہر نکلی اور دوسری طرف چند سکینڈ کے وقفے سے فرہاد اور منہا بھی ہنستے ہوئے ایک ساتھ اپنے کمرے سے باہر نکلے۔ منہا نے ہاتھ میں فرہاد کے کپڑے پکڑے ہوئے تھے, جنہیں شائد وہ استری کرنے کی غرض سے باہر لائی تھی۔

اب سب سامنے تخت کے منظر کو دم سادھے دیکھ رہے تھے, جہاں تقی اتنے دنوں کے بعد اریب سے بات کر رہا تھا۔ اریب نے خفگی سے تیل کی بوتل کو دیکھا اور پھر نگاہ بلقیس پر پڑی

www.novelsclubb.com

وہ۔۔۔ آگئی ہے تمھاری ماں۔۔۔ چل اٹھ اسی سے لگوا تیل " خفگی بھرا اکھڑا سا لہجہ تھا۔ "

تقی نے ایک سرسری نگاہ سامنے کمرے کے دروازے میں کھڑی بلقیس پر ڈالی اور پھر چہرہ سیدھا کر لیا۔

"نہیں پھپھو اب تو آپ کے سامنے بیٹھ گیا ہوں۔ اب آپ ہی لگا دیں" تقی نے مسکراتے ہوئے محبت سے اصرار کیا۔

اریب نے چونک کر پھر سے سب کی طرف دیکھا, جہاں اب سب کے چہروں پر تقی کے اس انداز پر مدھم سی مسکان ابھرنے لگی۔ دور درخت کے نیچے بیٹھی غزالہ بھی سبزی کے تھال کو وہیں چارپائی پر دھر کر اب تجسس آنکھوں میں سجائے اٹاری کی طرف آ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"نہیں میں کیوں لگاؤں, کیا پتا تو الزام لگا دے۔۔۔ کہ پھپھو نے تیل میں زہر ملا کر میرے بالوں میں لگا دیا" دلخراش لہجے میں شکوہ کیا۔

اریب کی آواز میں خفگی کے ساتھ ساتھ بھرپور غصہ بھی جھلک رہا تھا۔ تقی نے محبت سے گردن کو ہلکا سا خم دیا اور اریب کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"پھپھو آپ کبھی ایسا کر ہی نہیں سکتیں, چلیں اب غصہ چھوڑیں, لگا دیں تیل جلدی سے" اپنائیت سے بھرپور ہلکی سی ندامت میں گھلا لہجہ تھا۔

تقی نے اریب کا ہاتھ محبت سے پکڑ کر زبردستی اپنے سر پر دھر دیا, وہ چند سکینڈ تو ماتھے پر شکن نمودار کیے اس کی پشت کو گھورتی رہیں۔ اور باقی سب بھی دم سادھے اب اریب کے جوابی رد عمل کے منتظر تھے۔

www.novelsclubb.com

تقی متواتر اریب کا ہاتھ تھامے اس کے ہاتھ کھینچنے کی کوشش کو ناکام بنائے ہوا تھا۔

پھپھو۔۔۔لگا دیں نا۔۔۔۔۔۔ہاتھ نہیں چھوٹے گا چاہے جتنی بھی کوشش کر لیں "

" تقی نے بچوں جیسی ضد میں اریب کو اپنے ارادے سے باخبر کیا۔

دھیرے سے اریب کے ماتھے کے شکن ختم ہوئے اور اس نے جیسے ہی تقی کے ہاتھ سے تیل کی بوتل کھینچی سب کے چہرے ایک دم سے کھل اٹھے۔

تقی نے سر اٹھا کر فرہاد کی طرف دیکھا جو بھرپور انداز میں مسکرا رہا تھا جیسے ہی دونوں کی نگاہوں کا تصادم ہوا, تقی نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے شرارت سے آنکھ کا کونا دبا دیا۔

www.novelsclubb.com

بلقیس اپنے بیٹے پر صدقے واری جاتی اپنی آنکھوں کے نم کونے صاف کر رہی تھی جبکہ خدیجہ بیگم اب خوش ہو کر تقی کی طرف دیکھ رہی تھیں۔

اچھا کیا منالیا اپنی بوا کو, تیرے باوا کی ماں جائی ہے۔۔۔ کیسے نا محبت کرے تجھ سے "
پگلے, پڑھ لکھ کر گنوا دیا تو نے تو۔۔۔اب دیکھا لاہور کے ڈاکڈر (ڈاکٹر) نے بتایا نا کہ کوئی
زہر وہر نہیں تھا, بس بچی کے معدے کا مسئلہ ہووے تھا" خدیجہ بیگم اب متواتر بول رہی
تھیں۔

تقی اور فرہاد ہنسی دبا رہے تھے جبکہ منہا سر جھٹک کر اب استری کی میز کی طرف بڑھ گئی۔

تو ایسا کر ہسپتال ابھی مت بنا ابھی۔۔۔ موا آتا جاتا تو تجھے کچھ ہے نہیں۔۔۔۔بنا پھرتا "
ہے ڈاکڈر (ڈاکٹر)۔۔۔" خدیجہ بیگم اب اسے ساری اگلی پچھلی سنا رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

وہ مزے سے مالش کے زیر اثر پر سکون ہو کر آنکھیں بند کر رہا تھا۔ تیل سے چمکتے بالوں
کی کتنی لٹیں, اریب کے سر پر تھرکتے ہاتھوں کے باعث اب اس کے ماتھے پر ٹپٹپا رہی
تھیں اور خوبرو چہرے پر طمانت بھری مسکان سجی تھی۔

آج خدیجہ بیگم کی یہ ڈانٹ بری نہیں لگ رہی تھی ان سب کی یہ غفلت بھری باتیں بھلی ہی لگ رہی تھی۔

چل اٹھ اب ہو گئی مالش دفعہ ہو یہاں سے۔۔۔" اریب نے اس کی پشت کو ہلکے سے " دھکا دیتے ہوئے مصنوعی خفگی جتائی۔

تقی نے فوراً پلٹ کر اریب کا ہاتھ تھام لیا۔

www.novelsclubb.com

شکریہ پھپھو۔۔" اریب کے ہاتھ پر بوسہ دے کر محبت سے کہا۔ "

وہ گردن اکڑاتے ہوئے فاتحانہ انداز میں مسکرا دیں۔ جیسے ہی تقی اپنی جگہ سے اٹھا فوراً ہی فرہاد تیل کی بوتل اس کے ہاتھ سے لے کر اسی جگہ پر اریب کے آگے بیٹھ گیا۔

امی۔۔۔میرے بھی لگا دیں سر میں تیل "فرہاد نے بھی شرارت اور محبت سے ملے جلے " لہجے میں فرمائش کر ڈالی۔

ارد گرد کھڑے سب مکیں کھلکھلا کر ہنس پڑے جبکہ اریب جو خفگی سے اٹھنے لگی تھی, فرہاد نے ان کے دونوں بازو اپنے گلے میں ڈال لیے۔

www.novelsclubb.com

اریب کچھ دیر تو غصے سے بازو چھڑواتی رہی پھر ایکدم سے اس کے سر کو پیچھے کیے ماتھے پر دیوانہ وار بوسے دینے لگی۔

آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔ایسا محبت بھرا منظر وہاں کھڑے ہر نفوس کی آنکھ کے کونے نم کر گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

تقی دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا ہلکے گرے رنگ کا کرتا شلوار پہنے وہ ابھی باہر برآمدوں سے لوٹا تھا جہاں وہ چوہدری حاکم کے ساتھ لمبرداری کے معاملات دیکھنے کے بعد کمرے میں آیا تھا۔

سب سے پہلے نگاہ مالا پر پڑی جو حسب معمول میز پر کتاب میں سر دیے بیٹھی تھی اور چھ ماہ کا مازن تقی ننھے ننھے سفید ہاتھ پاؤں پسارے پلنگ پر گہری نیند سو رہا تھا۔

مالا نے میٹرک میں بہت اچھے نمبر لیے تھے اور اب میڈیکل کی پڑھائی میں دن رات جتی تھی, ڈاکٹر بننا تو جیسے اس نے اپنا خواب بنالیا تھا۔ دن میں کالج اور رات میں تقی سے پڑھتی تھی۔

تقی لاپرواہی سے مالا کے قریب سے گزرتا پلنگ پر آچکا تھا جہاں سفید رنگ کے تقی کی ہی پرچھائی لیے روئی کے گالے کی طرح نرم و نازک سے چھوٹے چوہدری گہری نیند میں مسکرا رہے تھے۔

تقی کو ہمیشہ کی طرح اس کی اس ادا پر بے پناہ پیار آیا اور وہ بے ساختہ بیڈ پر بیٹھ کر کہنی کے بل اس پر جھکتا اس کے گالوں پر بوسے دینے لگا۔ مالا نے گھورتے ہوئے قلم کو کتاب پر پٹخا۔ سرخ رنگ کے قمیض شلوار میں اس کے گال بھی سرخ ہو رہے تھے۔

تقی۔۔۔اب اگر یہ اٹھا ناتو آپ سنبھالیں گے اسے, میں پہلے ہی بتا رہی ہوں" مالا نے "
دانت پیستے ہوئے خبر ادر کیا

تقی نے مالا کی بات ان سنی کی اور مسکراتے ہوئے مازن کے ماتھے پر لب رکھ دیے وہ جو
مسکرا رہا تھا, مسکراہٹ اور گہری ہوئی اور ننھا سا ہاتھ اوپر اٹھا۔

تقی۔ی۔ی۔ی۔ی۔ی۔۔۔"مالا دانت پیس کر آواز کو زبردستی مدھم رکھتی چیخ "
پڑی

www.novelsclubb.com

جھنجلا کر اپنی جگہ سے اٹھی اور پلنگ کے پاس آ کر مازن پر جھکے تقی کے کندھے کو ایک
جھٹکے سے پیچھے کیا۔

آپ کو ایک دفعہ کی کہی ہوئی بات سمجھ میں نہیں آرہی کیا؟ اٹھ گیا تو کہاں پڑھنے دے " گا مجھے, رات کو تو اماں بھی نہیں سنبھالیں گی اسے "ماتھے پر شکن سجائے چڑ کر کہا

تقی نے شرارت سے اس کی طرف دیکھا اور پھر اس کا ہاتھ تھامے ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا ۔

چلو ٹھیک ہے پھر یہ نہیں تو تم سہی "شریر سے لہجے میں کہتے ہوئے اسے قریب کیا۔ "

مالا بھرپور غصہ میں ہی ہنس دی اور لجائے سے انداز میں کلائی ایک جھٹکے سے چھڑوائی

www.novelsclubb.com

ہاں۔۔۔اور پڑھے گا کون۔۔۔۔اس کے ڈاکٹر ابا "شرمیلی سی مسکراہٹ کو دبایا "

تقی اب پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو چکا تھا, گہری شرارت بھری نگاہوں سے گھورتے ہوئے چہرہ قریب کیا

چلو کیا یاد کرو گی آج کی چھٹی دیتا ہوں تمہیں۔۔۔" باہیں کھولے بڑے فخر سے کہا اور " آنکھ کو شرارت سے دبایا

نہیں۔۔۔جی۔۔۔اپنا احسان اپنے پاس رکھیں اور چائے۔۔۔وہ نہیں لائے آج" مالا " نے کمر پر دونوں ہاتھ دھر کر رعب سے کہا۔

www.novelsclubb.com

ایک دن مالا اور ایک دن وہ مالا کے لیے چائے بنا کر لاتا تھا اور آج بھی بنا چائے ہی کمرے میں آ چکا تھا۔

تم دن بہ دن بد تمیز نہیں ہوتی جا رہی۔۔۔۔چائے کیوں بنواتی ہو مجھ سے " تقی نے اسی " کے انداز میں کمر پر ہاتھ دھرے شکوہ کیا

بھنویں اکٹھی کیے وہ مصنوعی غصہ دکھا رہا تھا۔مالا نے شرارت سے ناک چڑھائی۔

میں شروع سے ہی بد تمیز ہوں,البتہ آپ دن بدن خراب ہوتے جا رہے ہیں"ترکی با " ترکی جواب دیا

تقی نے بے ساختہ قہقہ لگایا

او۔۔۔ہو۔۔۔خراب۔۔۔بتاتا ہوں" تقی نے شرارت سے لب بھینچے اور قدم آگے " بڑھائے۔

www.novelsclubb.com

ہنستے ہوئے پھر سے اس کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی وہ بدک کر پیچھے ہوئی۔ تقی نے ایک ہی جست میں اس کا ہاتھ تھام کر قریب کیا جواب کھلکھلاتے ہوئے تقی کی آنکھوں میں جھانک رہی تھی۔

آویں۔۔۔ں۔ں۔اہ۔۔اہ۔۔اہ۔۔"مازن کی چیختی ہوئی باریک سی رونے کی " آواز پورے کمرے میں گونج اٹھی۔وہ فوراً سے ایک دوسرے سے الگ ہوئے

دیکھا اٹھا دیا نا۔۔"مالا جو مسکرا رہی تھی اب تیوری چڑھائی اور غصے سے کہا۔ "

www.novelsclubb.com

تقی نے حیرت سے اس کے الزام پر منہ کھولا

او۔۔میں نے کب اٹھایا بھئی میں تو یہاں کھڑا ہوں تمھارے سامنے کیا اندھی ہو تم" "

تقی نے ہاتھ ہوا میں اٹھائے اپنی صفائی پیش کی

اور پھر کیا میں نے اٹھایا ہے, اتنی دفعہ کہا ہے سوتے ہوئے کو پیار مت کیا کریں پر نہیں "

۔۔۔میں تو پاگل ہوں نا۔۔۔"وہ غصے میں بڑبڑاتی اب پلنگ کی طرف بڑھ رہی تھی۔

تقی کمر پر ہاتھ دھرے لب بھینچے مڑا۔۔۔

مالاالزام ہے یہ۔۔۔سراسر الزام میں ادھر کھڑا ہوں میں نے کب اٹھایا اسے"انگلی "

www.novelsclubb.com

اٹھائے صفائی پیش کی

وہ مازن کو اپنے کندھے کے ساتھ لگائے تھپک رہی تھی جس کا باجا کسی صورت نہیں بند ہو رہا تھا۔ گھور کر تقی کی طرف دیکھا اور بار بار مازن کو تھپکا وہ چپ ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ مالا جھنجلا گئی۔

اب لیں چپ کرائیں اسے۔۔۔" جھنجلا کر کہا "

مازن غصے سے تقی کی طرف بڑھایا, تقی نے ناک پھلا کر دیکھا

جان ہی چھڑاتی ہو۔۔۔ویسے اتنا پیار تھا بچوں سے اب سارا دن چچی سنبھالتی ہیں اور "
www.novelsclubb.com
رات کو میں" تقی نے تیوری چڑھائے شکوہ کیا

ارے۔۔۔واہ۔۔۔۔یہ اچھی کہی۔۔۔۔آپ سارا دن گھر ہوتے ہیں کیا۔۔۔؟" مالا "
غصے میں دانت پیستی اب مازن کو پھر سے گلے لگا چکی تھی جس کی ریں ریں کسی صورت نہیں بند ہو رہی تھی۔

نہیں ہوتا گھر، پھر بھی پتا تو ہے نا۔۔ چچی سنبھالتی ہیں سارا دن" تقی نے اس کی بات کی " پھر سے نفی کی

ہاں۔۔۔ہاں۔۔۔۔میں تو جھک مارتی ہوں نا سارا دن" مالا روہانسی ہوئی "

www.novelsclubb.com

اس کے یوں رونے والی صورت بنانے پر تقی نے جھٹ ہتھیار پھینکے۔

"میں نے کب کہا جھک مارتی ہو۔۔۔اچھا اب تم تو نا رونا شروع کرنا, دونوں کو کیسے چپ کرواؤں گا" تقی نے اس کے رونے جیسی صورت پر ہنسی دبائی

اس کے ہاتھ سے مازن کو پکڑا تو وہ جھٹ سے آنسو صاف کرتی میز کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

"اس کو فوارے کے پاس لے جائیں وہاں بڑا خوش ہوتا ہے, میرا ٹیسٹ ہے صبح میں پڑھ لوں تھوڑا" شرارت سے نچلا لب دانتوں میں دبائے آنکھیں سکوڑ کر کہا

کرسی پر بیٹھ کر سر جھٹ سے کتاب پر جھکا لیا۔

www.novelsclubb.com

تقی نے ناک پھلائے گھور کر دیکھا اور پھر باجے کی طرح روتے مازن کو کندھے سے لگائے کمرے سے باہر نکل گیا۔اس نے ایک نظر دروازے کی طرف دیکھا پھر مزے سے کتاب بند کیے پلنگ پر آکر لیٹ گئی۔۔۔چائے کے بنا کہاں پڑھا جانا تھا۔

ہنستے ہوئے آنکھیں موندلیں۔۔۔۔

☆☆☆☆☆☆

چِراغ شام سے پہلے

ہما وقاص

قسط نمبر 41(لاسٹ)

part 2

www.novelsclubb.com

سفید شفاف اور تازہ رنگ و روغن میں لپٹی حاکم ہسپتال کی عمارت پوری شان سے گاؤں کی مین سڑک پر کھڑی تھی۔ پورا ہسپتال جدید طرز کے سہولیات پر تعمیر کیا گیا تھا۔ یہ دو منزلہ عمارت تھی اور اوپر بڑی سی سفید لوہے کی پلیٹ پر سرخ اور سیاہ رنگ میں حاکم ہسپتال لکھا گیا تھا۔

ہسپتال کی یہ کشادہ عمارت ایسی تھی کہ کوئی بھی دیکھے تو پل بھر کو تو نگاہ یقین نا کر پائے کے کہ یہ ایک چھوٹے سے گاؤں میں تعمیر کیا گیا ہسپتال ہے۔ بیرونی گیٹ سے لے کر ہسپتال کے اندرونی حصے تک کو انتہائی دیدہ زیب اور ہر طرح کی جدید طبی سہولیات کو مد نظر رکھ کر بنا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

تقی نے جدید طبی آلات اور ہر طرح کی سہولت کے لیے پانی کی طرح پیسہ بہا دیا تھا۔ یہ اس کا خواب تھا جو آج پورے دو سال بعد پورا ہوا تھا اور آج حاکم قصر کے مکیں اس اعلی

شان ہسپتال کے سامنے کھڑے تھے جسے دیکھنے کے لیے دور دور گاؤں سے بھی لوگ جمع تھے۔

آج حاکم ہسپتال کے افتتاح کا دن تھا۔سارا مجمع ہسپتال کے بیرونی گیٹ کے آگے جمع تھا۔ چوہدری حاکم سفید کلف لگے اکڑے قمیض شلوار کے ساتھ پگ پہنے ہوئے تھے۔وہ بہت نحیف ہونے کے باوجود آج ہشاش بشاش کھڑے تھے۔انہیں اب اٹھنے بیٹھنے میں کافی تکلیف ہوتی تھی۔سہارے کے بنا چلنا مشکل ہو جاتا تھا پچھلے سال خدیجہ بیگم کے اس دنیا سے چل بسنے کے بعد سے وہ بھی بہت ناتواں ہو گئے تھے۔نقیب حاکم اور نوازش حاکم نے انہیں دائیں بائیں سے تھام رکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

چوہدری حاکم جو شروع سے ہی تقی کی تعلیم اور ڈاکٹر بننے کے مخالف رہے تھے۔آج انگنت لوگوں کی آنکھوں میں عزت کی چمک دیکھتے ہوئے نا صرف حیران تھے بلکہ فخر سے سر بھی اٹھ گیا تھا۔

لوگوں کی اتنی زیادہ مبارک باد وصول کرنے کے بعد ان کے اندر کچھ ایسا احساس جاگ گیا تھا, جیسے وہ اپنی ہی عمر میں کتنے برس پیچھے چلے گئے ہوں۔ آہستگی سے ہاتھ کے اشارے سے نقیب اور نوازش کو سہارا دینے سے منع کر دیا۔

تقی کی پورے گاؤں میں ہی نہیں بلکہ آس پاس کے تمام گاؤں میں بہت عزت بن گئی تھی ۔ وہ لوگوں کے دلوں میں ایسا گھر کر چکا تھا کہ اس دفعہ کے انتخابات میں اس کے مخالف کو بہت بری شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

یہ سب اس کی نیک سیرت, اس کی تعلیم اور غریبوں کو مفت جدید علاج کی سہولیات فراہم کرنے کی بدولت تھا۔

چوہدری حاکم کو آج اچھی طرح سمجھ آگیا تھا کہ تقی کی تعلیم سے ان کی جدی پشتی عزت میں کوئی کمی نہیں آئی تھی البتہ انہوں نے مزید عزت کمائی تھی۔

وہ فخر سے گردن اٹھائے آج اپنے نام کے ہسپتال کے سامنے کھڑے تھے۔ان کے پوتے نے ان کے نام کو جاوداں کر دیا تھا یہ نام اب ان کی حیات تک کا محتاج نہیں رہا تھا بلکہ امر ہو گیا تھا۔

تقی بڑے مؤدب انداز میں ان کو ہسپتال کے آگے لگے سرخ ربن کو کاٹنے کے لیے کہہ رہا تھا۔ بلکل انہی کی طرح سفید کرتا قمیض پہنے وہ اپنے دادا کی ہی پرچھائی تھا خوبرو، رعب دار اور تعلیم کی روشنی اس کے چہرے کو روشن کیے ہوئے تھی۔ مختلف اخبارات کے صحافی تصویریں لے رہے تھے۔چوہدری حاکم یک ٹک محبت سے تقی کو دیکھ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"داجی۔۔۔۔۔ربن۔۔کاٹیے۔۔۔" تقی نے شائستگی سے مسکراتے ہوئے قینچی چوہدری حاکم کے آگے کی۔

انہوں نے ایک نگاہ ہتھیلی پر رکھی قینچی پر ڈالی اور پھر والہانہ انداز میں قینچی پکڑنے کے بجائے اس کا بازو کھینچ کر اپنے سینے سے لگالیا۔

آج کتنے سالوں کے بعد وہ تقی کو یوں اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھے۔ جب سے تقی نے ڈاکٹری پڑھنے کی ضد لگائی تھی تب سے ان کا رویہ تقی کے ساتھ سخت ہو گیا تھا۔ لیکن آج نا صرف تمام گلے شکوے چھٹ گئے تھے بلکہ ان کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔

چند لمحے یونہی اسے اپنے ساتھ چمٹائے رکھنے کے بعد محبت اور جوش سے سرخ چہرہ لیے پیچھے ہوئے اور اس کے دونوں کندھے تھام لیے۔

www.novelsclubb.com

"تو میرا غرور ہے۔۔۔ پتر شاباش۔۔۔۔ شاباش۔۔۔۔" پر جوش لہجے میں اس کے کندھوں کو جکڑتے ہوئے کہا۔۔

تقی کی مبہم سی مسکان اور گہری ہوئی وہ جیت گیا تھا۔ یہ وہ الفاظ تھے جن کو وہ ہر جماعت میں میں اول آنے کے بعد چوہدری حاکم کے منہ سے سننا چاہتا تھا۔

اب ان کی اگلی نسلیں دا جی کی خوشی سے پڑھیں گی۔ بڑوں کی رضا سے پڑھیں گی, چوری چھپ کر یا ان کی ناراضگی مول لے کر نہیں۔ اب وہ مالا کے ڈاکٹر بننے سے بھی خفا نہیں ہوں گے۔۔۔ منیر پھپھا کے دونوں بچوں کو بھی وہ اور فرہاد پڑھا رہے تھے۔ گو کہ اریب نے ان کو قبول نہیں کیا تھا مگر وہ حویلی میں سب سے گھل مل گئے تھے۔

سرخ رنگ کا ربن جیسے ہی کٹا ربن کی دائیں بائیں جھولتی لڑیوں کے ساتھ ہی تالیوں کی آواز گونج اٹھی۔۔۔ ہجوم میں کھڑے سب کے چہرے سرشار تھے۔

www.novelsclubb.com

سورج ہسپتال کی عمارت پر جی جان سے چمک رہا تھا۔ حاکم ہسپتال ڈاکٹر تقی نقیب کا خواب تھا۔ ایسے ہی خواب اگر تمام پوتے اور بیٹے دیکھیں اور اپنے خواب کے لیے جی جان لگا دیں تو کتنے ہی دا جی اور والدین کے نام جاوداں ہو جائیں۔۔۔۔۔

☆☆☆☆☆☆

یہ جدید طرز کا کمرہ تھا جس کے سفید ماربل لگے فرش پر ایک طرف نفیس صوفے لگے تھے۔ خوبصورت اور بیش قیمت فرنیچر اور سجاوٹ کی چیزوں سے لیس یہ بڑا سا ھال نما کمرہ تھا۔

www.novelsclubb.com

حویلی میں جو ترمیم ہوئی تھی اس میں ماربل کا فرش، جدید فرنیچر اور یہ بڑے ھال نما کمرے کا اضافہ ہو گیا تھا۔ چوہدری حاکم کے گزر جانے کے بعد تقی نے حویلی کا نقشہ کافی حد تک جدید طرز میں تبدیل کر لیا تھا۔

حاکم ہسپتال میں اب مالا بھی اس کے ساتھ ایک ڈاکٹر کے طور پر خدمات سر انجام دیتی تھی ۔فرہاد منہا کو لے کر شہر میں منتقل ہو چکا تھا, جہاں منیر پھپھا کی وفات کے بعد اریب بھی ان کے ساتھ وہیں مقیم تھی۔

اس بڑے سے ہال میں ایک طرف لگے جدید کاؤچ پر غزالہ بلقیس کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی اور چند قدم کے فاصلے پر صوفے پر تقی اخبار پڑھنے میں مگن تھا۔سفید قمیض شلوار میں ملبوس, وہی خوبرو چہرہ بس چہرے پر ایک عدد عینک کا اضافہ ہو گیا تھا۔

ایک دم سے شور برپا ہوا جیسے کئی بھونچال آ گیا ہو۔۔اچانک کی چیخ و پکار کے ساتھ اس شور پر تینوں نفوس نے ایک ساتھ سر اوپر اٹھایا۔

مالا پاگلوں کی طرح بھاگتی ہوئی آ رہی تھی اور اس کے آگے سات سالہ مازن اور چار سالہ روشان ہنستے ہوئے بھاگ رہے تھے۔

مالا کا چہرہ غصے سے لال تھا اور سانس بری طرح پھول رہی تھی۔ ہلکے سے پیچ رنگ کے کرتے اور شلوار میں وہ گلابی رنگت لیے ہوئے تھی جسم اب زیادہ بھرا بھرا تھا مگر خوبصورتی کے ساتھ شخصیت کا نکھار چار چاند لگا رہا تھا۔

مازن۔۔۔رک جائے۔۔۔روشان رک جائے فورا۔ مما ور نز بوتھ آف یو لاسٹ ٹائم۔۔۔" مالا نے انگلی کھڑی کرتے ہوئے دونوں کو خبر دار کیا۔

www.novelsclubb.com

مازن بھاگتا ہوا سامنے بیٹھی غزالہ کی گود میں دبک گیا۔اور روشان بلقیس کی گود میں, مالا اب جھپٹنے کے انداز میں مازن پر لپکی۔

تقی ایک جست میں اٹھا اور لپک کر مالا کا ہاتھ تھام لیا جو اب مازن کو بس مارنے کو ہی تیار تھی۔مازن اور روشان انتہا کے شرارتی بچے تھے جو اسے یہ بھولنے پر مجبور کر دیتے تھے کہ وہ اب ایک ڈاکٹر ہے۔

تقی چھوڑیں مجھے میں کہہ رہی ہوں۔۔۔"مالا نے چیختے ہوئے کہا تقی اس کی کمر کے " گرد بازو حائل کیے ہنس رہا تھا اور بلقیس اور غزالہ بھی مازن اور روشان کے ساتھ ہنس رہی تھیں۔

اماں, تائی اماں۔۔۔ چھوڑ دیں ان دونوں کو بہت تنگ کیا ہوا ہے مجھے, جائیں ذرا کچن کا " حال دیکھیں کیا کیا ہے دونوں نے, چینی کا پورا ڈبہ الٹا دیا ہے"مالا روہانسی ہوئی۔

بلقیس اور غزالہ بچوں کو اپنے ساتھ لپٹا رہی تھیں اور تقی اس کو آگے بڑھنے سے روک رہا تھا۔

توکیا ہوا مالا بچے ہیں۔۔۔" غزالہ نے گھورتے ہوئے کہا اور بغل میں لیے مازن کا ماتھا " چوم لیا

خبردار اگر میرے پوتوں کو ہاتھ بھی لگایا" بلقیس نے مصنوعی گھور کر مالا کو تنبیہ کیا۔ "

تائی اماں۔۔۔ منہا آپا کی بیٹی دیکھی ہے کتنی سلجھی ہے اور یہ دونوں پتا نہیں کس پر چلے " گئے۔۔۔" مالا نے دانت پیستے ہوئے سرخ چہرے کے ساتھ کہا

www.novelsclubb.com

بلقیس, تقی اور غزالہ نے فوراً ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر ایک نا ختم ہونے والا قہقہوں کا طوفان تھا۔ اور مالا کمر پر ہاتھ رکھے تلملا رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

سن 2020

شیشے کی میز کے سامنے بیٹھا بائیس سالہ خوبرو لڑکا مسلسل ہنس رہا تھا۔اور شیشے کے میز کے دوسرے پار بیٹھی خاتون چمکتی فتح یاب آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"جی پھر۔۔۔بتائیے۔۔۔کیا کہتے ہیں آپ۔۔۔اور میں تو حیران ہوں کہ آپ آگئے۔۔۔ موسٹلی پیشنٹ تو بھول ہی جاتے ہیں" خاتون نے ہنستے ہوئے کہا

www.novelsclubb.com

"میم آتا کیسے نا آپ نے میری زندگی بدل دی اور دو سال پہلے والی میری ساری حرکتیں آج مجھے حماقت لگ رہی ہیں" لڑکے نے ہنستے ہوئے کہا

سامنے بیٹھی خاتون نے لب بھینچ لیے۔۔۔۔

"میں اس وقت بھی جانتی تھی لیکن آپ اس وقت یہ بات سمجھ نہیں سکتے تھے اس لیے دو سال بعد کا وقت دیا تھا۔" خاتون نے مسکراتے ہوئے یاد دلایا

اور لڑکا سر جھکا کر گہری مسکراہٹ کے ساتھ دو سال پہلے کی ملاقات یاد کر گیا۔

☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

سن 2018......

شفاف شیشے کی میز کے بلکل سامنے بیٹھا یہ بیس سالہ لڑکا اپنے ہاتھوں پر نگاہیں جمائے ہوا تھا۔ سرخ رنگ کی ٹی شرٹ, گلے میں چین, بکھرے لمبے سے بال, آنکھوں کے گرد سیاہ گہرے حلقے۔ وہ صدیوں کا بیمار لگ رہا تھا

جدید فرنیچر سے لیس کمرہ گہری خاموشی میں ڈوبا تھا۔ سفید چمکتی ٹائلز, بیش قمیت سجاوٹی گلدان, دیوار سے لگا کاؤچ اور کمرے کے تقریباً وسط میں شیشے کا بڑا سا میز جس کے ایک طرف گھومنے والی کرسی اور دوسری طرف جدید طرز کی تین کرسیاں تھیں جن میں سے ایک پر اس وقت وہ بیس سال کا لڑکا بیٹھا تھا۔

شیشے کے بنے اس لمبے چوڑے میز کے دوسری طرف لڑکے کے بلکل سامنے بیٹھی انتہائی پر وقار خاتون نفیس چشمے کی اوٹ سے بغور گہری نگاہیں سامنے بیٹھے لڑکے پر گاڑے ہوئے تھی۔

کمرے کے بائیں طرف نفاست سے جدید طرز کے نیلی اور سفید دھاری والے وال پیپر میں لپٹی دیوار پر لگی سیاہ رنگ کی گھڑی کی ٹک ٹک کمرے کی خاموشی میں خفیف سا ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔

خاتون نے گہری سانس باہر انڈیلی اور گھومتی کرسی کو تھوڑا سا آگے کھسکاتے ہوئے اپنے بازو کہنیوں تک میز پر ٹکا دیے۔

کتنے سال سے تھی دوستی اس لڑکی سے تمھاری؟۔۔"خاتون نے شائستگی سے حد " درجہ متوازن لہجے میں سامنے بیٹھے لڑکے سے سوال کیا۔

www.novelsclubb.com

لڑکے کے جھکے سر میں ہلکی سی جنبش ہوئی مگر اس نے چہرہ نہیں اٹھایا۔ پھر کچھ دیر ہتھیلیوں پر ہی نظر جمائے رکھنے کے بعد گویا ہوا

دو سال سے جانتے تھے ہم دونوں ایک دوسرے کو" گھٹی سی آواز تھی جو کمرے کی "
خاموشی کے باعث آسانی سے سنائی دے گئی تھی۔

ہم۔م۔م۔اچھا وہ لڑکی آپ کو دو سال سے جانتی تھی۔۔" خاتون ایک دم سے پیچھے "
ہوئی اور کرسی کو جھلاتے ہوئے دونوں ہتھیلیوں کو آپس میں ملایا۔

جانتی ہی نہیں۔۔۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ وہ۔۔۔ مجھ سے "
بہت محبت کرتی تھی" لڑکے نے فوراً خاتون کی بات کو اچک لیا اور سر اوپر اٹھائے درشتگی
کی۔

www.novelsclubb.com

اوکے۔۔۔ اوکے۔۔۔ جانتی نہیں۔۔۔ محبت کرتی تھی۔۔۔ تو۔و۔و۔ووہ۔۔۔ جو "
سامنے اس شیشے کے پار بیٹھی ہیں۔ وہ تمہیں کب سے جانتی اور محبت کرتی ہیں؟۔۔۔"
خاتون نے ملائم سے لہجے میں پوچھتے ہوئے ہاتھ سے دائیں طرف اشارہ کیا۔

شیشے کے بنی دیوار کے پار چالیس سال کے لگ بھگ عمر کی خاتون مضطرب سی بیٹھی تھی۔ آنکھیں نمی کا شکار تھیں اور ان کی سوزش بتا رہی تھی کہ وہ لگاتار بہت دن سے روتی رہی ہے۔

لڑکا اس سوال پر جیسے مجسم ہو گیا اور اب شیشے سے پار اس خاتون کو دیکھ رہا تھا جو اسے نہیں دیکھ سکتی تھی۔

" میں نے کچھ پوچھا ہے آپ سے ، یہ خاتون آپ کو کب سے جانتی ہیں اور محبت کرتی ہیں۔۔" سامنے بیٹھی خاتون نے پھر سے سوال دہرائے لہجہ حد درجہ ملائم اور شائستہ تھا۔

" یہ۔۔۔ بیس سال سے۔۔۔ میں بیس سال کا ہوں تو۔۔۔ تو بیس سال ہوئے" لڑکے کی زبان لڑکھڑا گئی۔

www.novelsclubb.com

ہم۔م۔م بیس سال اور دو سال۔۔۔۔کافی فرق ہے۔۔۔نہیں۔۔۔"خاتون نے لب " باہر نکالے استہزائیہ پوچھا جبکہ وہ اب بھی کرسی پر جھول رہی تھی۔

ڈاکٹر۔۔۔لیکن میں ہما سے بہت محبت کرتا ہوں بہت زیادہ میں جانتا ہوں وہ بھی بہت " کرتی تھی۔۔۔پھر اس نے بیوفائی کیوں کی مجھ سے۔۔۔وہ نہیں کرسکتی ایسا میرے ساتھ " لڑکا مضطرسے لہجے میں بات کرتے ہوئے سر کو دائیں بائیں ہلا رہا تھا۔

دو سال کی محبت کے بعد بیوفائی پر آپ خود کو ختم کر رہے تھے۔۔۔۔تو وہ جو سامنے " بیٹھی ہے اس کی بیس سال کی محبت۔۔۔وہ کہاں گئی؟؟"سامنے بیٹھی ڈاکٹر نے متوازن مگر دو ٹوک لہجے میں سوال کیا۔

لڑکا مجسم بن گیا تھا اور اب شیشے کی بنی دیوار کے پار بیٹھی اپنی ماں کی طرف دیکھ رہا تھا جو بار بار آنسو پونچھ رہی تھی۔ کچھ پل یونہی خاموشی نگل گئی۔ پھر سامنے بیٹھی خاتون کی آواز گونجی۔

" اللہ انسان سے ستر ماؤں سے بڑھ کر محبت کرتا ہے۔۔۔ یقین اور ایمان ہے اس بات پر ؟" ڈاکٹر خاتون نے گہری نگاہیں جمائے سوال کیا

لڑکے نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا

" کبھی سوچا۔۔۔ اللہ کی محبت کے لیے ماں کی ہی محبت کی مثال کیوں دی گئی ہے ؟" خاتون نے بڑے وثوق سے پوچھا

www.novelsclubb.com

لڑکا کا سر نفی میں ہلا گیا۔۔۔

" کیونکہ ماں جیسی بے لوث محبت کوئی نہیں کر سکتا, تم اس لڑکی کی دو سال کی محبت پر اس ماں کی محبت کو قربان کر رہے تھے۔۔۔خود کشی کرتے ہوئے ایک دفعہ بھی سوچا کہ اس لڑکی پر تو اس کا رتی بھر اثر نہیں ہو گا۔۔۔زیادہ سے زیادہ چار دن اداس رہے گی اور بس پھر اپنی زندگی میں مگن ہو جائے گی۔۔۔ مگر یہ جو عورت باہر بیٹھی ہے, تمھارے جانے کے بعد کیسے زندہ رہتی دیکھو اس کی طرف۔۔۔"ڈاکٹر خاتون نے ہلکے سے سخت لہجے میں کہا اور اشارہ پھر سے شیشے کی دیوار کی طرف کیا۔

www.novelsclubb.com

لڑکے نے سر جھکا لیا۔۔۔اور پھر ایک دم سے سر اٹھایا

" ڈاکٹر میں نہیں جی سکتا اس کے بنا۔۔۔میں مر جاؤں گا۔۔۔میں نہیں رہ سکتا"اس کی روندھائی بھاری آواز پورے کمرے میں گونج گئی

خاتون نے مبہم سی مسکراہٹ لبوں پر سجائی۔۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔میں مانتی ہوں تم بہت محبت کرتے ہو اس سے, مگر میں چاہتی ہوں اسے ثابت کرنے کے لیے تم دو سال کی شرط رکھو میرے ساتھ بلکہ ایک کانٹریکٹ۔۔۔ سائن کرو" خاتون نے جلدی سے سامنے پڑا رائٹنگ پیڈ اور قلم لڑکے کی طرف بڑھایا

لڑکا اب حیرت سے دیکھ رہا تھا۔خاتون نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔۔۔

www.novelsclubb.com

"اس کانٹریکٹ میں تم یہ لکھو گے کہ تم دو سال تک خودکشی کی کوشش نہیں کرو گے اور دو سال کے بعد تم مجھے یہاں میرے کیبن میں ملنے آؤ گے اور پھر آ کر بتاؤ گے کہ تم اب کتنی محبت کرتے ہو اس لڑکی سے۔۔۔" خاتون مسکراہٹ سجائے کرسی پر جھولتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

لڑکے نے لب بھینچے اور رائٹنگ پیڈ پر قلم چلانے لگا لکھنے کے بعد سر اوپر اٹھایا۔

" گڈ۔۔۔اب آپ اس کانٹریکٹ کے مطابق اگلے دو سال تک خودکشی کی کوشش نہیں کر سکتے, کیونکہ دو سال بعد میرے سامنے بیٹھ کر آپ کو کہنا ہے کہ ہاں میں آج بھی اس لڑکی سے اتنی ہی محبت کرتا ہوں, اور پھر میں خوشی سے آپ کو خودکشی کی اجازت دے دوں گی" خاتون نے مسکرا کر کہا

لڑکا خاموش ساکن رہا۔

www.novelsclubb.com

" اب آپ جائے اور اپنی مما کو کمرے میں بھیج دیجیے "

خاتون نے مسکرا کر حکم دیا

لڑکا اٹھا اور سر جھکائے مریل سے قدم اٹھاتا باہر نکل گیا۔ شیشے کے پار وہ اپنی ماں کو اندر جانے کے اشارہ کرتا خود اسی طرح شکست خوردہ سا سر جھکا کر اپنی ماں والی جگہ پر ہی بیٹھ گیا۔

باہر بیٹھی لڑکے کی ماں دروازے کو دھکیلتی ہلکی سی چرچراہٹ کی آواز کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی اور ڈاکٹر کے اشارہ کرتے ہی سامنے کرسی پر براجمان ہوئی۔

ڈاکٹر نے چند لمحے کے توقف کے بعد لب کھولے۔۔۔

www.novelsclubb.com

مسز احمر۔۔۔ سعد بہت جزباتی بچہ ہے ایسے بچے ہمیشہ ہر جزبے کی انتہا تک جاتے ہیں, " ایسے بچوں کو لگتا ہے کوئی انہیں سمجھتا نہیں ہے, سب انہیں فقط سمجھاتے ہیں۔۔۔" ڈاکٹر بڑے دھیمے لہجے میں سامنے بیٹھی لڑکے کی ماں کو سمجھا رہی تھی۔

" آپ کو اپنے بیٹے کے قریب آنا ہے بہت قریب اس کی دوست بن جائیے۔۔۔اس کی باتیں سنئیں۔۔۔اس کی تعریف کریں۔۔۔اس سمجھانا چھوڑ دیں بلکہ اسے سمجھنا شروع کریں, وہ اگر کہتا ہے کہ وہ اس لڑکی سے بہت محبت کرتا ہے اور غم زدہ ہے کہ اس نے چھوڑ دیا تو آپ بھی اس کے ساتھ بیٹھ کر اس کے غم میں پہلے آنسو بہائیے اسے سینے سے لگائیں پھر احساس دلائیں کہ آپ مانتی ہیں وہ اس سے بہت محبت کرتا ہے مگر آپ بھی اس سے محبت کرتی ہیں۔۔۔"ڈاکٹر خاتون دھیمے لہجے میں سمجھا رہی تھیں اور سامنے بیٹھی خاتون آہستہ آہستہ سر ہلا رہی تھی۔

" میں اس کے سیشن لیتی رہوں گی پر آپ کی محبت اور توجہ کی اشد ضرورت ہے آپکے بیٹے کو, اپنی پارٹیز اور دوسری تمام اکٹوٹیز چھوڑ دیجیے کچھ عرصے تک اس کے آس پاس رہیں احساس دلائیں کہ وہ کتنا اہم ہے آپ کے لیے"ڈاکٹر ہاتھ ہلاتے ہوئے سمجھا رہی تھی۔

خاتون نے تشکر آمیز نگاہیں ڈاکٹر پر جمائیں اور پھر گویا ہوئی

"شکریہ ڈاکٹر منہا۔۔۔آپ سے مل کر بہت تسلی ہوئی ہے میں سعد کو اب ایسے ہی ٹریٹ کروں گی جیسے آپ نے سمجھایا ہے" خاتون نے تشکر آمیز لہجے میں شکریہ ادا کیا۔

منہا نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلا دیا سامنے میز پر پڑی شیلڈ پر نام چمک رہا تھا۔

ماہر نفسیات ڈاکٹر منہا نقیب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

ختم شد